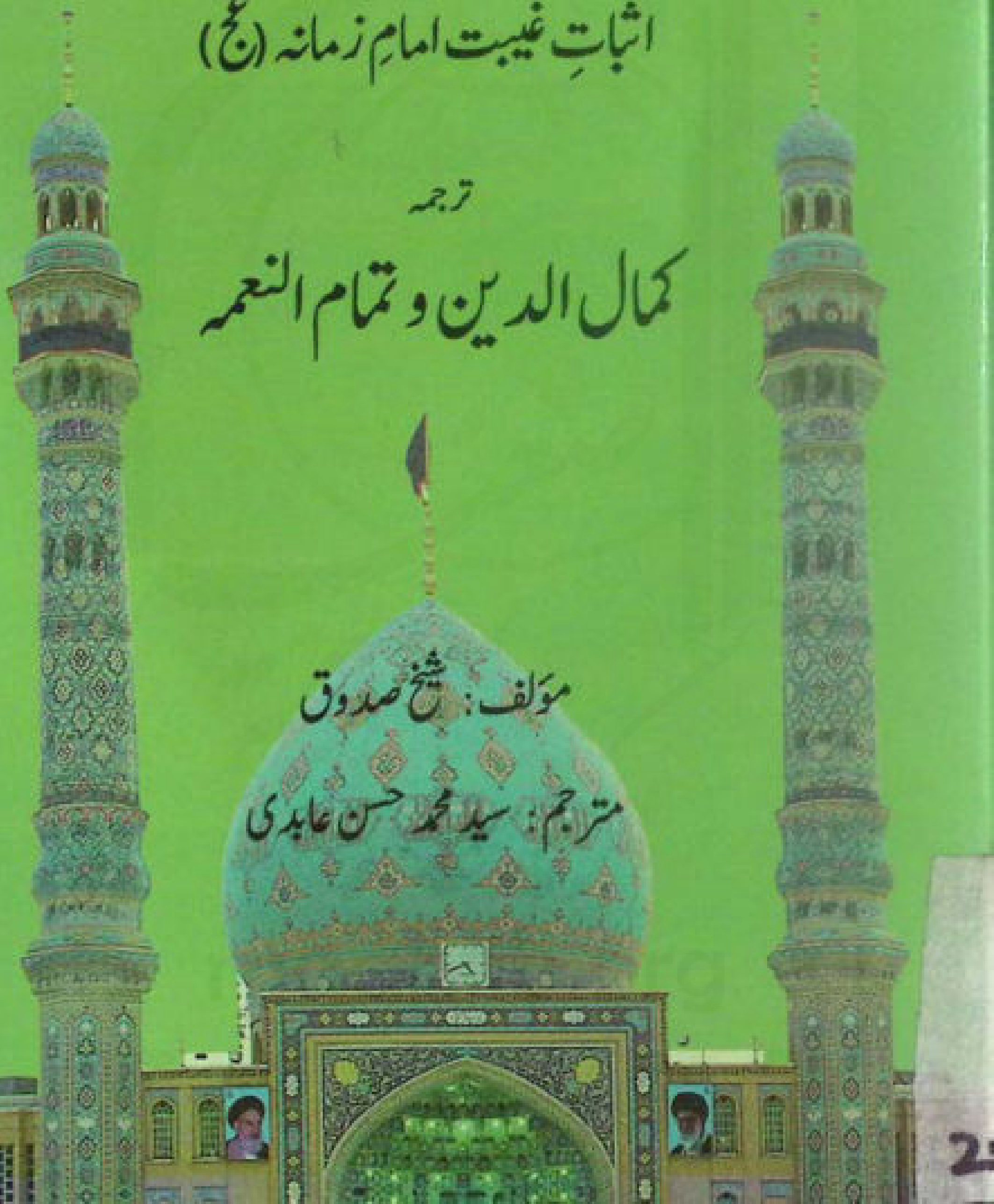
آفتابِ زمانہ

اثباتِ غیبت امامِ زمانہ (عج)

ترجمہ

کمال الدین و تمام النعمہ



مؤلف: شیخ صدوق

مترجم: سید محمد حسن عابدی

آفتابِ زمانہ

اثباتِ غیبت امام زمانہ (عج)

مؤلف

شیخ صدوق (رحمۃ اللہ علیہ)

مترجم

سید محمد حسن عابدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابن بابویه، محمد بن علی، ۳۱۱-۳۸۱ ق
کمال الدین و تمام النعمة. اردو
آفتاب زمانه: اثبات غیبت امام زمان (عج) / مولف شیخ صدوق؛ مترجم سید محمد حسن عابدی
قم: انتشارات انصاریان، ۱۴۳۵ق = ۲۰۱۴م = ۱۳۹۳. - ۳۴۰ ص
ISBN: 978-964-219-418-6
اردو
اثبات غیبت امام زمان (عج)
۱- محمد بن حسن (عج)، امام دوازدهم، ۲۵۵ ق - احادیث ۲- مهدویت - احادیث
۳- مهدویت - انتظار - احادیث ۴- احادیث شیعه - قرن ۴ ق
الف. عابدی، سید محمد حسن، ۱۳۴۹، مترجم ب. عنوان
BP۱۴۱/۸/الف۹م۲۰۴۱-۱۷ ۲۹۷/۲۱۲
۱۳۹۳ شماره کتابشناسی ملی: ۳۴۴۷۶۳۱

آفتابِ زمانہ

اثباتِ غیبت امامِ زمانہ (عج)

مؤلف: شیخ صدوق
مترجم: سید محمد حسن عابدی
پبلشر: انصاریان پبلیکیشنز
طبع اول: ۱۳۹۳-۲۰۱۳-۱۴۳۵
چھاپخانہ: نگین
تعداد صفحات: ۳۴۰ ص.
تعداد: ۱۰۰۰ نسخہ
سائز: mm۲۱۰×۱۳۸
ISBN: ۹۷۸-۹۶۴-۲۱۹-۴۱۸-۶

انصاریان پبلیکیشنز
پوسٹ بکس نمبر ۱۸۷
قم۔ جمہوری اسلامی ایران
فون نمبر: ۳۷۷۴۱۷۴۴-۰۲۵-۰۰۹۸ فیکس نمبر ۳۷۷۴۲۶۴۷
Email: Int_ansarian@yahoo.com
www.ansariyan.org & www.ansariyan.ir

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(غیبتِ امام میں ایمان محفوظ رکھنے کے لئے اہم ترین دعاء)

اصول کافی اور بحار الانوار میں نقل ہے کہ

غیبتِ امام زمانہ (عج) میں اپنے ایمان کو محفوظ رکھنے کے لئے اس دُعاء کو ہر نماز کے بعد مسلسل پڑھتے رہنا چاہیے:" اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِي نَفْسَکَ فَاِنَّکَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي نَفْسَکَ لَمْ اَعْرِفْ نَبِيَّکَ، اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِي رَسُوْلَکَ فَاِنَّکَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي رَسُوْلَکَ لَمْ اَعْرِفْ حُجَّتَکَ، اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِي حُجَّتَکَ فَاِنَّکَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي حُجَّتَکَ ضَلَلْتُ عَنْ دِيْنِيْ "

ترجمہ:" اے اللہ تو مجھے اپنی معرفت کرا، کیوں کہ اگر تو نے اپنی معرفت نہیں کرائی تو میں تیرے رسول کو نہیں پہچان سکتا ہوں، اے اللہ مجھے اپنے رسول کی معرفت کرا، کیوں کے اگر تو نے اپنے رسول کی معرفت نہ کرائی تو میں تیری حجت کو نہیں پہچان سکتا ہوں، اے اللہ مجھے اپنی حجت کی معرفت کرا، کیوں کے اگر تو نے مجھے اپنی حجت کی معرفت نہ کرائی تو میں اپنے دین سے گمراہ ہو جاؤں گا"۔ (اصول کافی ج ۱ ص ۳۳۷، بحار الانوار ج ۵۲ ص ۱۴۶ ح ۷۰)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ:

تمام حمد وثناء اس اللہ کے لئے جو تمام کائنات کا پالنے والا ہے اور درود خدا ہو محمد (ص) اور ان کی آل اطہار پر تمام حمد اسی واحد اور تنہا خدا کے لئے جو دوسروں سے بے نیاز ہے اور زندہ وطاقتور اور عالم وحکیم ہے جو بلند مرتبہ رکھنے والا مخلوقات کی صفات سے بالا تر، جلالت واکرام، فضل وانعام والا (اپنی مصلحت کو نافذ کرنے والا) اور کامل ارادہ رکھنے والا ہے جس کا کوئی مثل نہیں جو سننے والا دیکھنے والا ہے دیکھنے والی آنکھیں اسے دیکھنے سے قاصر ہیں مگر وہ سب کو دیکھ رہا ہے وہی بندوں پر مہربان اور ان کی خبر رکھنے والا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں ہے سوائے اللہ کے جس کا کوئی شریک نہیں، جو ہر چیز کا خلق کرنے والا اور ہر چیز کا مالک ہے، ہر چیز کو اپنی جگہ قرار دینے والا اور ہر چیز کو ایجاد کرنے والا ہے اسی کی طرف سب کی بازگشت ہے وہی حق کا حکم کرنے والا اور عدالت کے تحت فیصلے کرنے والا ہے جو رشتہ داروں کے ساتھ بھی عدالت ونیکی کرنے کا حکم کرتا ہے اور ہر برائی وبدی اور ستم سے منع کرنے والا ہے کسی کو بھی اس کی قدرت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا ہے، کسی کی طاقت سے بڑھ کر اس پر بوجھ نہیں ڈالتا وہی حجت بالغہ ہے اگر وہ تمام لوگوں کو ہدایت کرنا چاہے تو سلامتی کی طرف بلا لیتا ہے اور جس کو وہ چاہتا ہے راہ راست کی ہدایت کرتا ہے، حجت قائم کرنے سے پہلے اور ڈرانے والی آیات بھیجنے سے پہلے عذاب نہیں کرتا ہے بندوں کو ایسی چیزوں کی طرف بلانے سے پہلے اس کی حقیقت کو واضح کرتا ہے اور بندوں کو اس نے ان کے اپنے حال پر بھی نہیں چھوڑا، اس نے زمین پر اپنی خلافت کو معین کرنا لوگوں کے اختیار میں نہیں دیا ہے بلکہ وہ اپنا خلیفہ خود معین کرتا ہے،

میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ص) اس کے بندے اور اس کے امین رسول ہیں اور اسی کی طرف سے تبلیغ کرنے والے اور وعظ و نصیحت کے ذریعہ اس کی طرف بلانے والے ہیں اور قرآن مجید پر عمل کرنے والے ہیں انھیں کی پیروی کا اس نے حکم دیا ہے اور وہی قرآن وعترت سے تمسک رکھنے کا حکم دینے والے ہیں کہ یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گی یہاں تک کہ حوض کوثر پر ان سے جاملیں، مسلمانوں کے لئے ان دونوں چیزوں سے تمسک کرنا واضح و روشن دلیل اور سیدھی راہ ہے جن کے لئے رات دن کی طرح روشن اور باطن ظاہر کی طرح روشن ہے، آپؐ نے اُمت کو اندھیرے و گمراہی میں نہیں چھوڑا اور کسی طرح کی بھی ہدایت و نصیحت کو اُمت سے پوشیدہ نہیں رکھا کسی بھی برہان اور حجت کو فراموش نہیں کیا مگر یہ کہ اسے واضح کیا اور اس پر دلیل قائم کی تاکہ رسولوں کے بعد خدا پر کوئی حجت باقی نہ رہے تاکہ جو ہلاک ہو وہ بھی ہدایت کو جاننے کے بعد ہو اور جو ہدایت پائے وہ بھی ہدایت کو جاننے کے بعد ہو۔

اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ کسی بھی مرد و زن کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ خدا و رسول کے امر کے خلاف اپنی مرضی سے عمل کرے، بیشک خدا جسے چاہتا ہے خلق کرتا ہے اور چن لیتا ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ جو بھی کسی حلال کو حرام یا حرام کو حلال کرتا ہے یا کوئی بدعت انجام دیتا ہے تو لوگ اس سے آگاہ ہو جاتے ہیں بیشک ایسا شخص اپنے آپ کو خدا کا شریک قرار دیتا ہے اور جو اس کی اطاعت کرتا ہے وہ اسی کی ربوبیت کا قائل ہے اور گویا اس نے اسے خدا کا شریک ٹھہرایا لہٰذا ایسے افراد غضب خدا میں گرفتار ہوتے ہیں اور ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور ان کے اعمال برباد ہو جائیں گے بیشک ایسے ہی لوگ آخرت میں نقصان و خسارے میں رہیں گے، خدا کی طرف سے درود ہو محمد و آل محمدؐ پر۔

مؤلف: میں (ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی) جب امام علی بن موسیٰ الرضا علیہما

السلام کی زیارت سے نیشاپور لوٹا تو مجھ سے ملنے آنے والے لوگوں کی آمد ورفت بڑھی تو میں نے محسوس کیا کہ لوگ امام زمانہ (عج) کی غیبت کے بارے میں حیران و پریشان اور شبہات کے شکار ہیں اور راہ راست سے منحرف ہو رہے ہیں اور اپنی آراء و قیاس آرائیوں پر اعتماد کرنے لگے ہیں لہٰذا روایات پیغمبر اسلام (ص) اور آئمہ اطہار علیہم السلام کی مدد سے میں نے اس کتاب کو لکھنا شروع کیا اسی اثنا میں میرے پُرانے دوست بخارا سے میری ملاقات کو آئے جن سے ملاقات کا میں عرصہ سے مشتاق تھا ان کا نام شیخ نجم الدین محمد بن حسن بن احمد بن علی بن صلت تھا میرے والد ان کے جد سے یعنی محمد بن احمد بن علی ابن صلت سے روایت کرتے تھے کہ انھوں نے محمد بن حسن صفار سے ملاقات کی تھی اور ان سے روایات کو نقل کیا کرتے تھے، لہٰذا میں نے ان دوست کی آمد پر خدا کا شکر ادا کیا، ایک دن شیخ بزرگوار نے مجھ سے گفتگو کرتے ہوئے بخارا کے فلسفی و منطقی شخص کا کلام نقل کیا کہ وہ امام زمانہ (عج) کے بارے میں حیران و پریشان تھا،

حضرت کی طولانی غیبت اور ان سے ملاقات کے سلسلہ کے منقطع ہونے سے شک و تردد میں گرفتار ہو چکا تھا لہٰذا میں نے حضرت کے وجود کو ثابت کرنے اور ان کی غیبت کو بیان کرنے کے لئے اس کے سامنے پیغمبر اکرم (ص) اور آئمہ اطہارؑ سے کچھ روایات نقل کیں تو اس کو آرام ہوا اور اس کے دل سے شک و تردید کی کیفیت ختم ہوئی اور انھوں نے مجھ سے کہا کہ میں اس سلسلے میں کوئی کتاب لکھوں، لہٰذا میں نے ان کی اس درخواست کو قبول کیا اور ان سے وعدہ کیا کہ میں سفر سے واپس (شہرری) آکر اس سلسلے میں لکھنا شروع کروں گا اسی دن میں نے خواب میں دیکھا کہ مکہ میں ہوں اور خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہوں اور ساتویں طواف میں جب حجر اسود کے پاس پہنچا تو اسے چوما اور دعا کی کہ یہ مجھ پر امانت تھی جس کو میں ادا کر رہا ہوں اسی دوران میں نے امام زمانہ (عج) کو دیکھا کہ آپ خانہ کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے ہیں میں اسی دوران پریشان

حالت کے ساتھ حضرت کے نزدیک ہوا حضرت نے میرے باطن کو پڑھ لیا میں نے نزدیک ہو کر حضرت کو سلام کیا، حضرت نے مجھے جواب دیا اور کہا کیوں تم غیبت کے بارے میں کوئی کتاب نہیں لکھتے ہو، حضرت کا یہ کہنا تھا میری پریشانی دور ہوئی۔ میں نے عرض کی یابن رسول اللہ (ص) میں کئی رسالے غیبت کے موضوع پر لکھ چکا ہوں تو حضرت نے فرمایا: نہیں اب کے سے غیبت پر ایسی کتاب لکھو جس میں انبیاء کی غیبت کا بھی تذکرہ کرو یہ کہکر حضرت میری نگاہوں سے غائب ہو گئے میں خواب سے بیدار ہوا اور طلوع فجر تک دعاؤں اور گریہ میں مشغول رہا اور صبح ہوتے ہی میں نے اس کتاب کی تالیف کا آغاز کیا تاکہ حضرت حجۃ بن الحسن (علیہما السلام) کے امر کی بجا آوری کر سکوں اور خدا سے اس کام کے تکمیل تک پہنچنے میں مدد طلب کرتے ہوئے اور اپنی غلطیوں کی معافی مانگتے ہوئے بیشک اسی کی عطا کردہ توفیق سے اس کام کو شروع کر رہا ہوں اسی پر توکل کرتا ہوں اور اسی کی طرف میری اور سب کی بازگشت ہے۔

'خلیفہ' خلقت سے پہلے'

اللہ تعالیٰ اپنی محکم کتاب قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے "جب تمہارے پروردگار نے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین پر خلیفہ قرار دینے والا ہوں" خدا کا یہ کلام خلقتِ آدم سے پہلے کا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے خلیفہ بھیجنے کی مصلحت تمام مخلوق کی خلقت سے مقدم ہے کیونکہ خدا علیم و حکیم ہے یعنی موضوع کو عمومی امور پر مقدم رکھتا ہے یہی وہ بات ہے جس کی تصدیق امام جعفر صادق (ع) کے اس قول سے ہوتی ہے کہ "خدا کی حجت اس کی مخلوق سے پہلے بھی ہے اور مخلوق کے ساتھ بھی ہے اور مخلوق کے بعد بھی ہے" کیونکہ مصلحت و حکمت پروردگار اس بات کا تقاضا نہیں کرتی ہے کہ مخلوق کو بغیر خلیفہ کے رکھے اسی لئے اس نے مخلوق کی خلقت سے پہلے اس کے لئے خلیفہ کا بندوبست کر دیا، کیونکہ حکمت خدا سب کے لئے ہے لہٰذا اس کی اطاعت بھی سب پر واجب ہے

اور کیونکہ سلسلہ نبوت پیغمبر اکرم (ص) پر ختم ہوا لہذا ضرورت اس بات کی رہ جاتی ہے کہ کوئی خلیفہ برحق ہو کیونکہ خدا کبھی بھی زمین کو اپنی حجت سے خالی نہیں چھوڑ سکتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر چیز اپنی جیسی چیز سے محبت کرتی ہے اور اپنی ضد سے بچتی ہے اور اگر عقل رسولوں کے بھیجے جانے کا انکار کرتی تو خدا ہرگز پیغمبروں کو نہیں بھیجتا کیونکہ خدا کی مثال اس طبیب کی سی ہے جو اپنے مریض کو دوا اس کی طبیعت کے مطابق دیتا ہے کہ اگر وہ اس کی طبیعت کے برخلاف ہو تو مریض کی ہلاکت کا سبب بن سکتی ہے لہذا اللہ تعالیٰ جو " احکم الحاکمین " ہے جو کسی سبب کا محتاج نہیں اگر وہ کسی ظالم بادشاہ کو اپنا خلیفہ بناتا تو لوگ اس کو بھی ظالم سمجھنے لگتے اور اگر عادل شخص کو اپنا خلیفہ بنائے گا تو لوگ اسے بھی عادل سمجھیں گے لہذا معلوم ہوا کہ خدا کی خلافت عصمت کا تقاضا کرتی ہے اور خلیفہ خدا سوائے معصوم کے کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا ہے۔

04/04/2016

خلیفہ کی اطاعت کا واجب ہونا

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو زمین پر اپنی خلافت کے لئے چن لیا تو آسمان والوں پر بھی ان کی اطاعت کو واجب قرار دیا، سارے ملائکہ نے بحکم پروردگار آدم کے آگے سجدہ کیا سوائے ایک کے جو سجدہ نہ کرنے کے باعث قیامت تک کے لئے ذلیل ورسوا ہوا لہذا معلوم ہوا کہ خلیفہ الٰہی وہ ہوگا جس کی خلافت پر تمام ملائکہ گواہی دیں اور پھر کیونکہ اس سلسلہ خلافت الٰہیہ کو قیامت تک باقی رہنا ہے اور کوئی یہ گمان نہ کرے کہ اس خلافت سے مراد نبوت ہے نہیں بلکہ جیسا کہ خداوند عالم نے قرآن مجید میں مومنین سے وعدہ کیا ہے کہ تم میں سے جو نیک وصالح ہوگا اس کو میں زمین پر اپنا خلیفہ قرار دوں گا جس طرح تم سے پہلے کے لوگوں میں قرار دیا تھا اور ان کے لئے اسی دین کو قرار دوں گا جو میرا پسندیدہ دین ہوگا اور انھیں خوف وہراس کی جگہ امن واطمینان سے سرفراز کروں گا تا کہ لوگ صرف میری اطاعت کریں کسی کو بھی میرا شریک نہ ٹھہرائیں" (سورہ نور

یہ ۵۵) اگر اس خلافت سے خدا کی مراد وہی نبوت ہوتی تو ضروری تھا کہ خدا پیغمبر اکرم (ص) کے بعد انبیاء کے سلسلے کو باقی رکھتا اسی طرح یہ مطلب بھی اس آیت کے ساتھ تعرض رکھتا ہے جس میں پیغمبر اکرم (ص) کو خاتم النبیین کہا گیا ہے۔ (سورۂ احزاب آیہ ۴۰)

لہٰذا معلوم ہوا کہ اس خلافت سے مراد غیر از نبوت ہے البتہ یہ ممکن ہے کہ خلیفہ نبی نہ ہو مگر ہر نبی کا خلیفہ ہونا ضروری ہے دوسرا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے آدم کو سجدہ کرنے کے حکم کے ذریعے منافقین کے نفاق اور مخلصین کے اخلاص کو بھی پہچنوانا چاہا ہے کیونکہ حالات اور امتحانات حقیقتوں کی پردہ کشائی کرتے ہیں لہٰذا ملائکہ اور شیطان کا فرق اول خلقت ہی معلوم ہو گیا لہٰذا اگر خدا اپنی خلافت کو عام لوگوں کے سپرد کر دیتا تو ہر ایک ایسے کو انتخاب کرنے کی کوشش کرتا جو اس کے لئے مفید ثابت ہوتا اس طرح ان افراد کے باطن سے بھی کوئی آگاہ نہ ہونے پاتا اور اس طرح نفاق ،اخلاص ،حسد کا پہچاننا مشکل ہو جاتا اور پھر اللہ کے اس فرمان ﴿إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾ میں توحید کے معانی پوشیدہ ہیں جس کو اس نے عمومی طور پر بیان کیا ہے سب کے لئے اور کیونکہ خدا جانتا تھا کہ بندوں میں جہاں اطاعت گزار ہوں گے وہاں گناہ گار بھی ہوں گے لہٰذا اطاعت گزار بندوں کے لئے ثواب و بہشت اور گناہ گاروں کے لئے سزا و جہنم کو قرار دیا لہٰذا ضرورت ہے کہ ہر دور میں ایک خلیفۂ الٰہی زمین پر موجود ہو جو خدا کی حدود کو جاری کرے مثلاً چور کے ہاتھ کاٹنا، زانی کو موت کی سزا سنانا یا کوڑے لگانا مظلوموں کے حقوق ظالموں سے لینا جیسا کہ کہا جاتا ہے حاکم کا کسی چیز سے روکنا قرآن کے روکنے سے زیادہ سخت ہے (کیونکہ حاکم فوراً سزا دیتا ہے اور قرآن کی سزا آخرت پر موقوف ہے) جیسا کہ قرآن مجید میں بھی ارشاد ہوا'' کہ یہودی لوگ تم لوگوں سے زیادہ ڈرتے ہیں قرآن کی نسبت'' (سورۂ حشر آیہ ۱۳)

لہٰذا اللہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ لوگوں سے ان کے دشمنوں کے شر کو دور کرنے کے لئے ان میں اپنا خلیفہ و جانشین قرار دے، اور اس عظیم منصب کا حقدار صرف وہی ہو سکتا ہے جس کی گردن پر کسی کا کوئی حق نہ ہو اور وہ لوگوں کے حقوق دلوانے میں حق و انصاف سے کام لے۔

'خلیفہ' لفظِ مشترک ہے کیونکہ اگر کوئی شخص مسجد بنائے اور خود اس مسجد میں اذان نہ کہے اور اس مسجد میں کوئی مؤذن رکھے تو وہ شخص اس مسجد کا مؤذن ہے اور اگر وہ شخص کچھ عرصہ اس مسجد میں اذان بھی کہے پھر کسی مؤذن کو رکھے تو یہ مؤذن اس کا خلیفہ و جانشین کہلائے گا۔ عقل و عرف کے کام بھی اسی طرح کے ہیں مثلاً کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص فلاں کام میں میرا خلیفہ و جانشین ہے لہٰذا معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ ایک مشترک نام ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ 'خلیفة الله' کس چیز میں اللہ کا جانشین ہے؟ اللہ کی صفات میں سے ایک صفت یہ ہے کہ وہ دوستوں کا دشمنوں سے انتقام لیتا ہے اس کام کو اس نے اپنے خلیفہ و جانشین کے سپرد کیا ہے البتہ اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ خلیفہ اس کام میں خدا کا شریک ہے اسی طرح سے یہ مطلب ہے کہ جب خدا نے ابلیس سے سوال کیا: کہ کیا چیز تیرے سجدہ کرنے میں مانع ہوئی؟ اور پھر خدا نے کہا: کہ کیا تو نے میری نصیحت کے مقابل میں تکبر سے کام لیا ہے؟ (یعنی ''بِيَدَيَّ'' متعلق ہے استکبرت کے) (سورۂ ص آیہ ۷۵)

گویا اللہ نے اس جملے کے ذریعے اس کے عذر پیش کرنے کو ختم کر دیا کہ کہیں یہ گمان نہ ہونے پائے کہ آدم کیونکہ خلیفة الله ہیں لہٰذا اس کی وحدانیت میں اس کے شریک ہیں لہٰذا کہا کہ جب تو نے یہ جان لیا کہ آدم ''خلیفة الله'' ہیں تو کس چیز نے تجھے میری اس مخلوق کے آگے سجدہ کرنے سے منع کیا؟

خدا کی نصیحتیں دو طرح کی ہیں جن میں سے ہر ایک فراوان نعمتوں کو اپنے ضمن میں لئے ہوئے ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ﴿وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً﴾ (سورۂ

لقمان آیہ ۲۰) یعنی اور اس نے اپنی بہت سی ظاہری و باطنی نعمتوں کو تم پر نازل کیا، پھر فرمایا ﴿بِیَدَیَّ اِسْتَکْبَرْتَ﴾ پھر تم نے میرے ہی سامنے تکبر کر لیا جس طرح محاورہ میں کہا جاتا ہے کہ "تم میری تلوار سے ہی مجھ سے جنگ کو اٹھ کھڑے ہو؟ یعنی یہ بہت برا عمل ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا ﴿اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلآئِکَۃِ اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً﴾ یہ متشابہ آیات میں سے ہے جس کے معنیٰ میں کئی طرح کے احتمالات دیئے گئے ہیں۔

ایک احتمال یہ کہ جاہل تصور کرتے ہیں کہ خدا ایک پوشیدہ بات میں اپنی مخلوق ملائکہ سے مشورہ کر رہا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ

اولاً: اللہ ان تمام باتوں سے بزرگ و برتر ہے کہ اس پر کوئی بات پوشیدہ ہو یا وہ کسی بات میں اپنی مخلوق سے مشورے کا محتاج ہو،

ثانیاً: یہ آیت اس معنی پر دلالت کر رہی ہے کہ اس خلیفہ کی اطاعت توحید خدا کے ساتھ سازگار ہے اور اس اطاعت سے روگردانی گویا اللہ کی وحدانیت سے انکار کرنا ہے،

ثالثاً: یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں اس خلیفہ کی اطاعت کے امکان کو پایا ہے اسی لئے اس نے اطاعت خلیفہ کو طلب کیا ہے تا کہ وہ اپنی اور اپنے خلیفہ کی اطاعت پر لوگوں کے اجر و ثواب میں اضافہ کرے لہٰذا ایک متفکر جب اس طرح کی آیات میں غور و فکر کرتا ہے تو وہ اس کی جزئیات تک پہنچ جاتا ہے اور اس کی جزئیات یہ ہیں کہ اس الٰہی خلیفہ کے ذریعے ہر ایک کے حقوق محفوظ ہو جائیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسلام (ص) کو مخاطب کر کے فرمایا ﴿وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ﴾ (سورۂ انبیاء آیہ ۱۰۷) یعنی ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر عالمین کے لئے رحمت بنا کر، اس مطلب پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ قول دلالت کرتا ہے جو حضرت نوح کے قصہ میں تھا کہ "ہم نے کہا کہ تم اپنے پروردگار سے طلب مغفرت کرو بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے جو آسمان

سے مسلسل بارشیں برساتا ہے“ اس کی اس نعمت سے تمام انسان اور حیوانات مسلسل فائدہ اٹھا رہے ہیں اور ان چیزوں کا سبب بھی وہ لوگ ہیں جو دین خدا کی طرف بلانے والے اور حق کی تعلیم دینے والے ہیں لہٰذا نعمت پروردگار بھی ان کی قدر و قیمت کے لحاظ سے نازل ہوتی ہے اور گناہ گاروں کو سزا بھی ان کے بُرے اعمال کے مطابق ہی دی جاتی ہے اسی بناء پر کائنات کی بقا اور اصلاح کے لئے امام کا ہونا ضروری ہے۔

خدا کے علاوہ کسی کو خلیفہ انتخاب کرنے کا اختیار نہیں ہے

آیت ﴿إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾ میں کلمہ ﴿جَاعِلٌ﴾ تنوین کے ساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفت ہے یعنی خلیفہ کا معین کرنا صرف اسی کا کام ہے کسی اور کا کام نہیں ہے اس مطلب پر دلیل یہ آیت ہے ﴿إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِنْ طِينٍ﴾ (سورہ ص آیہ ۷۱) یعنی میں نے بشر کو مٹی سے خلق کیا، اس آیت میں بھی ﴿خَالِقٌ﴾ تنوین کے ساتھ ہے لہٰذا جو یہ کہتا ہے کہ میں خلیفہ کو معین کر سکتا ہوں وہ پہلے بشر کو مٹی سے خلق کر کے دکھائے لہٰذا جب وہ انسان کو مٹی سے خلق نہیں کر سکتا تو خلیفہ کا معین کرنا بھی اس کا کام نہیں ہے دوسرے یہ کہ فرشتے اپنی تمام فضیلت و عصمت کے باوجود امام کو منتخب کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے اسی لئے خدا نے اس کام کو خود انجام دیا اور فرشتوں کو یہ کام سپرد نہ کیا گیا خدا نے بہت سی آیات میں فرشتوں کی تعریف کی ہے منجملہ ان میں سے یہ آیت ہے جس میں ارشاد ہوا ﴿بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ ۞ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ﴾ (سورہ انبیاء آیہ ۲۶،۲۷)

یعنی وہ ہمارے محترم بندے ہیں جو اپنی گفتار میں خدا پر سبقت نہیں لیتے ہیں اور اپنے کردار میں اس کے حکم کے تابع ہیں، اسی طرح دوسری جگہ ارشاد ہوا ﴿لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ

وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴾ (سورۂ تحریم آیہ ۶) یعنی ملائکہ خدا کی نافرمانی نہیں کرتے ہیں اور وہ خدا کے فرمان کے تحت عمل کرتے ہیں ، ایسی صورت میں انسان اپنی تمام بیوقوفی اور نادانی کے باوجود کس طرح سے امام کو منتخب کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے ! دوسرے احکام جیسے نماز ،زکات ، حج وغیرہ کو ذرا دیکھ لیں کہ جنھیں خدا نے بندوں کے اوپر چھوڑ دیا ہے تو انسان ان میں ہی کتنی کوتاہیاں کرتے ہیں تو خلافت وامامت کا انتخاب جو سب سے مہم ہے جس پر معاشرے کے تمام احکام وحقائق مشتمل ہوں اس کو کیونکر لوگوں کے سپرد کرسکتا ہے۔

ہر دور میں ایک خلیفہ کا ہونا ضروری ہے

اللہ تعالیٰ کا لفظ ﴿خلیفة﴾ ، استعمال کرنا سمجھا رہا ہے کہ ہر دور میں ایک سے زیادہ خلیفہ نہیں ہوسکتے اور ﴿اذ قال ربک﴾ میں بہترین دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امت پیغمبر میں اس امر خلافت کو قیامت تک کے لئے قرار دیا ہے کیونکہ زمین کسی وقت بھی حجت خدا سے خالی نہیں رہ سکتی ہے اگر خدا کا مقصد خلافت کو قیامت تک باقی رکھنا نہ ہوتا تو ﴿ربک﴾ ، کہنے کی ضرورت نہیں تھی ﴿ربھم﴾ کہہ دینا کافی تھا، تو خدا جس طرح گذشتہ چیزوں کی مصلحتوں کو جانتا ہے اسی طرح آئندہ کی مصلحتوں کو بھی جانتا ہے حکمت خدا زمانے یا حالات کے بدلنے سے نہیں بدلتی ہے کیونکہ وہ عادل وحکیم ہے کسی بھی مخلوق سے اس کی کوئی رشتہ داری نہیں ہے وہ ان تمام باتوں سے بالاتر ہے۔

خلیفۂ خدا کا معصوم ہونا ضروری ہے

اس مطلب پر خود یہ آیت ﴿إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾ دلالت کررہی ہے اللہ تعالیٰ سوائے پاک وپاکیزہ لوگوں کے کسی کو اپنا خلیفہ نہیں بنا سکتا کیونکہ اگر وہ کسی غلط ومعصیت کار شخص کو اپنا خلیفہ بنادے تو یہ مخلوق کے ساتھ خیانت ہے کیونکہ اگر دلال کسی

چھوٹے سے کاریگر کو بڑی تجارت کے لئے بھیج دے تو نہ یہ کہ وہ کاریگر خیانت کرے گا بلکہ اس میں وہ دلال بھی خائن کہلائے گا لہٰذا خدا کس طرح سے اپنے بندوں کے ساتھ خیانت کرسکتا ہے ؟جب کہ وہ خود ارشاد فرماتا ہے ﴿وَاَنَّ اللهَ لَا یَهْدِی کَیْدَ الْخَائِنِیْنَ﴾ (سورۂ یوسف آیہ ۵۲) یعنی خدا خیانت کار لوگوں کی چالاکی میں ان کی مدد نہیں کرتا ہے (یعنی انہیں مقصد تک پہنچنے نہیں دیتا ہے) تو جن چیزوں سے وہ دوسروں کو منع کرتا ہے خود کیونکر مرتکب ہوسکتا ہے ایک اور جگہ یہودیوں کے نفاق کے سبب ان کی مذمت میں ارشاد فرماتا ہے ﴿اَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْکِتَابَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾ (سورۂ بقرہ آیہ ۴۴) یعنی کیا لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہو اور اپنے آپ کو بھلا دیتے ہو جب کہ کتاب خدا کی تلاوت کرتے ہو کیوں اس میں غور وفکر نہیں کرتے؟ لہٰذا جب خدا نے خلیفہ کا معین کرنا اپنے ذمہ لیا تو شیطان نے اسی وقت سے اس کی نفرت نفاق کی صورت میں اپنے اندر بسالی تھی اسی لئے شیطان کو "رجیـــــم" کہہ کر بہشت سے باہر نکال دیا گیا۔ دوسری جگہ اپنے نبی کو مخاطب کرکے ارشاد فرماتا ہے ﴿وَلَا تَکُنْ لِلْخَائِنِیْنَ خَصِیْمًا﴾ (سورۂ نساء آیہ ۱۰۵)

یعنی خائن لوگوں کے مدافع نہ بننا

اور جب خدا نے ملائکہ کو اپنے خلیفہ کی شناخت کروائی تو انھوں نے اس کی اطاعت کو اپنے دلوں میں بسا لیا اور اس کو دیکھنے کے مشتاق ہوئے برخلاف شیطان کے اسی لئے ملائکہ ترقی اور کمال کے مستحق قرار پائے اور شیطان ذلیل ورسوا ہوا، لہٰذا معلوم ہوا کہ غائبانہ محبت اور اطاعت ثواب عظیم رکھتی ہے کیونکہ اس میں کوئی دھوکہ یا چالاکی نہیں ہوتی ہے لہٰذا پیغمبر اسلام (ص) سے روایت ہے "مَنْ دَعَا لِاَخِیْهِ بِظَهْرِ الْغَیْبِ نَادَاهُ مَلَکٌ مِنَ السَّمَاءِ وَلَکَ مِثْلَاهُ" یعنی جو بھی اپنے برادر دینی کے لئے پوشیدہ طور پر اس کے لئے دعا کرتا ہے تو آسمان سے فرشتہ

04/01/2016

ہُدا دیتا ہے تمہارے لئے بھی اسی کے دو برابر ہے۔
اور اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے دین کی لوگوں کے ایمان بالغیب کے ذریعے سے تاکید کی ہے ﴿هُدًى لِلْمُتَّقِينَ ☆ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ﴾ یعنی یہ قرآن ہدایت ہے متقی لوگوں کے لئے جو غیب پر ایمان رکھنے والے ہیں، البتہ غیب پر ایمان رکھنا مومنین کے لئے زیادہ اجر وثواب کا باعث ہوتا ہے کیونکہ وہ ہر عیب وشک سے بری ہوتے ہیں، کیونکہ اگر کوئی حاضر وموجود خلیفہ کی اطاعت کرے تو یہ گمان ہوتا ہے کہ اس نے اس سے مال وثروت حاصل کرنے یا قتل کے خوف سے اطاعت کی ہے جیسا کہ دنیاوی بادشاہوں کی اطاعت میں یہی طریقہ رہا ہے، لیکن غیب پر ایمان رکھنا ہر قسم کے عیوب اور گمان سے محفوظ ہے اس مطلب پر دلیل خداوند عالم کا یہ فرمان ہے ﴿فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللهِ وَحْدَهُ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ (۞) فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا﴾ (سورہ مومن آیہ ۸۴)
یعنی جب انھوں نے ہمارے عذاب کی سختی کو دیکھا تو کہنے لگے ہم خدائے وحدہ لاشریک پر ایمان لائے اور جن کو اس کا شریک ٹھہراتے تھے ان کا انکار کرتے ہیں، تو ایسے وقت میں جب وہ ہمارے عذاب کو دیکھ کر ایمان لائیں گے تو ان کا ایمان لانا انھیں فائدہ نہیں پہنچائے گا۔
لہٰذا جب غیب پر ایمان رکھنا اتنے زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے تو اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو بھی اس ثواب سے محروم نہیں کیا روایت میں ہے کہ خدا نے خلقت آدمؑ سے ۷۰۰ سال پہلے یہ اعلان فرشتوں کے سامنے کیا تھا اس وقت سے فرشتے آدمؑ پر ایمان رکھے ہوئے تھے اور اگر کوئی اس مدت کا انکار کرتا ہے تو اتنا تو ماننا پڑے گا کہ بہر حال یہ اعلان آدمؑ سے پہلے ہی ہوا ہے لہٰذا اگر اس مختصر سے وقت میں آدمؑ پر ملائکہ کے ایمان بالغیب ہونے کے سبب ان کے اجر وثواب کو بڑھا سکتا ہے تو پھر ہمارے غیب پر ایمان رکھنے کے سبب ہمارے اجر وثواب میں کیونکر اضافہ نہیں کر

سکتا؟ البتہ یہ تو حضرت آدم کی خلافت اور غیبت کی بات تھی قرآن کریم میں بھی بہت سے انبیاء کے غیبتوں کی خبریں دی گئی ہیں جو لوگوں کے مشاہدہ میں بھی آچکی ہیں جن کے بارے میں فرشتے بالکل اطلاع نہیں رکھتے تھے،

دوسری بات یہ ہے کہ ملائکہ سے خلیفہ کا غائب رہنا بحکم پروردگار تھا مگر غیبت امام زمانہ (عج) دشمنوں کے سبب ہے جو ان کی جان کے دشمن تھے، لہٰذا جو غیبت خدا کی طرف سے ہو اس پر صبر فرشتوں کے لئے عبادت شمار ہے تو اس غیبت کے بارے میں کیا کہا جائے جو دشمنان خدا کی جانب سے ہو؟ جب کہ یہ بات مسلم ہے کہ غیبت امام پر خلوص دل سے ایمان رکھنا عبادت ہے کیونکہ غیبت امام میں لوگوں کے حقوق کو ضایع اور ان کے پیروکاروں کا خون دشمنوں کے ہاتھوں مباح اور ان کے مال کو غارت اور احکام اسلام کو پائمال کیا جا رہا ہے، یتیموں پر ستم ہو رہے ہیں اور اس کے علاوہ ہر قسم کے ظلم و ستم اور معصیتیں انجام پا رہی ہیں جو اہل حق سے پوشیدہ نہیں ہیں لہٰذا جو شخص ایسے وقت میں اپنے امام غائب کی اطاعت میں زندگی بسر کرے گا تو وہ گویا ان کے ساتھ مل کر دشمنان خدا سے جہاد کرنے پر اجر و ثواب رکھتا ہے اور ان کے محبوں کی محبت دل میں رکھتے ہوئے ملائکہ کے ایمان بالغیب سے ثواب کے لحاظ سے اس کا مرتبہ بڑھ جائے گا۔ اس غائب خلیفہ کی مثال اس بادشاہ کی سی ہے جو اپنے چاہنے والوں کو خط یا قاصد کے ذریعے سے خوشخبری بھیجتا ہے کہ میں یا میرا وزیر عنقریب تمہارے پاس آنے والے ہیں تا کہ لوگ اس کے استقبال کے لئے آمادہ ہو جائیں اور ہدایہ وغیرہ آمادہ کر لیں تا کہ اس کی خدمت میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہ ہو اور اس طرح سے ان پر حجت بھی تمام ہو جائے اور بعد میں کسی کے لئے عذر کی کوئی گنجائش بھی باقی نہ رہے۔

اسی طرح سے اللہ تعالیٰ کا خلیفہ کی خبر دینا اس کے عظیم مقام و منزلت کو لوگوں کے سامنے پیش کرنا

ہے اسی طرح سے خدا نے کسی بھی خلیفہ کی اس وقت تک قبض روح نہیں کی جب تک اس کے بعد اس کے جانشین کو لوگوں کے سامنے نہ پہچنوا دیا، اس مطلب پر یہ آیہ قرآنی گواہ ہے ﴿أَفَمَنْ كَانَ عَلَى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِنْهُ﴾ (سورۂ ہود آیہ ۱۷)

یعنی جو اپنے خدا کی طرف سے روشن دلیل پر ہو اور جس کی گواہی خدا کی طرف سے دی جا چکی ہو..." اس آیت میں مراد پیغمبر اسلام (ص) اور ان کے جانشین علی بن ابی طالب (ع) ہیں جیسا کہ دوسری جگہ قرآن میں ارشاد ہوا" ومن قبلہ کتاب موسیٰ واماما ورحمۃ" یعنی اس سے پہلے کتاب موسیٰ پیشوا اور رحمت تھی، اسی طرح سے خدا کا یہ فرمانا: ﴿وَوَاعَدْنَا مُوسَىٰ ثَلَاثِينَ لَيْلَةً وَأَتْمَمْنَاهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيقَاتُ رَبِّهِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ هَارُونَ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ﴾ (سورۂ اعراف آیہ ۱۴۲)

یعنی ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا پھر اس کو مزید دس راتوں کے اضافہ کے ساتھ تکمیل کو پہنچایا (گویا موسیٰ چالیس شب رہے) موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ تم میرے بعد میری قوم میں میرے خلیفہ و جانشین ہو، ان کی اصلاح کرنا اور مفسد لوگوں کی پیروی نہ کرنا۔

اللہ کا آدمؑ کے آگے سجدہ کروانے کا فلسفہ

اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کے احترام کو اس حکم کے ذریعے ثابت کرنا چاہا تھا اور ان ارواح کے احترام کو بھی ملائکہ کے سامنے پیش کرنا تھا جو صلب آدمؑ میں تھیں لہٰذا ملائکہ کا سجدہ کرنا خدا کی عین عبودیت اور اطاعت آدمؑ و اولاد آدمؑ ہے جو ان کے صلب میں تھے اور احترام کے حقدار تھے، مگر ابلیس حضرت آدمؑ سے حسد کے سبب آدمؑ کے آگے سجدہ کرنے سے باز رہا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان ارواح طاہرہ کو آدمؑ کی نسل میں قرار دیا تھا لہٰذا وہ نافرمانی کے سبب فاسق کہلایا اور بارگاہ خدا سے دھتکار دیا گیا کیونکہ وہ ان ارواح کی غیبت کا منکر تھا اسی لئے اس نے آدم کے آگے سجدہ نہ کرنے

کی جو دلیل بیان کی وہ یہ تھی کہ "اسے تو نے مٹی سے خلق کیا ہے اور مجھے آگ سے" کیونکہ وہ صرف ظاہر کو دیکھ رہا تھا لہٰذا اس نے قیاس سے اس مسئلے کو حل کرنا چاہا۔ مگر وہ اس بات سے غافل تھا کہ اس ظاہر میں کتنی باتیں پوشیدہ ہیں اور اس آدمؑ میں کتنی پاک و پاکیزہ ارواح پوشیدہ ہیں جن کے احترام میں فرشتوں نے بحکم پروردگار آدمؑ کے آگے سجدۂ تعظیم کیا لہٰذا جو غیبت امام میں امام غائب پر ایمان رکھتا ہے وہ ان فرشتوں کی مانند ہے جنھوں نے بحکم پروردگار آدمؑ کے آگے سجدہ کر کے اللہ کی اطاعت کی۔ اور جو لوگ غیبت امام میں ابلیس کے آدم کو سجدہ نہ کرنے کی مانند ان پر ایمان نہیں رکھتے وہ اسی ابلیس کی مانند ہیں جیسا کہ ایمن بن محرز امام جعفر صادق (ع) سے اس سلسلے میں روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تمام اسماء الٰہی کی آدم کو تعلیم دی پھر ان اسماء کی ارواح کو ملائکہ کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ اگر تم اپنے قول میں (کہ ہم تسبیح و تقدیس کے سبب خلافت کے زیادہ حقدار ہیں) سچے ہو تو ذرا ان ارواح کے اسماء کو تو بتاؤ وہ کہنے لگے بیشک تو پاک و منزہ ہے اور ہمارے پاس تو سوائے تیرے عطا کیے ہوئے علم کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے، پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدم سے کہا کہ تم ذرا بتاؤ تو انھوں نے ان ارواح پر ان اسماء کو منطبق کرتے ہوئے بتا دیا تو ملائکہ بھی جان گئے کہ حجت خدا کے اسماء وہی اس طرح سے منطبق کر کے بتا سکتا ہے جو خود حجت خدا اور خلیفۂ خدا ہو، پھر اللہ تعالیٰ نے ان ارواح کو ملائکہ کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھ کر ان کی محبت کو ملائکہ سے طلب کیا اور ان سے کہا کہ میں زمین و آسمان کے رازوں سے زیادہ واقف ہوں؟ اور تمہارے ظاہر و باطن سب کو جانتا ہوں؟ اسی مطلب کو جعفر بن محمد عمارہ نے اپنے والد اور انھوں نے امام جعفر صادق (ع) سے نقل کیا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ خدا نے فرشتوں سے عبادت کو طلب کیا ہے ایک حکم غیبی کے ذریعے اس مطلب پر ایک دلیل یہ ہے کہ آیت کی ابتداء داستان خلافت سے ہو رہی ہے تو انتہاء بھی اسی پر

ہونی چاہئے تا کہ نظم کلام باقی رہے اور یہ بات شیعہ وسنی سب کے نزدیک مسلم ہے کہ نظم کلام حجت ہے کیونکہ جو امامیہ مذہب کے مخالف ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ خدا نے کچھ اسماء آدم کو سکھائے تو ناگزیر طور پر اس میں اسماء ائمہ علیہم السلام بھی ہوں گے، لہٰذا ہم نے جو بات کہی اس پر تمام امت کا اتفاق ہے۔

دوسری دلیل: اس بات پر کہ آیت میں اسماء سے مراد اسماء ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں یہ ہے کہ جب فرشتوں کو آدمؑ کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو اس کا مطلب یہ تھا کہ اولاً: آدمؑ کی فضیلت ان کے سامنے روشن اور واضح ہو جائے ثانیاً: اس اطاعت حکم پروردگار کے ضمن میں وہ عبادت کے ثواب کو بھی حاصل کرسکیں چاہے اسی وقت ہو یا دوسرے وقت میں ہو، کیونکہ اوقات کا مختلف ہونا حکم وحکمت الٰہی کے متغیر ہونے کا سبب نہیں بنتا ہے اور حکم الٰہی کی حجیت کو ختم نہیں کرتا ہے کہ اول آخر اور آخر اول ہو جائے، اور حکمت الٰہیہ اس بات سے بھی بری ہے کہ کسی کے ثواب سے چشم پوشی کی جائے، یا فضائل ائمہ علیہم السلام میں بخل سے کام لیا جائے، کیونکہ تمام ائمہ اطہار علیہم السلام کی روش ایک ہی تھی، اس مطلب پر دلیل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک یا کئی رسولوں پر ایمان لایا مگر دوسرے رسولوں کا انکار کیا تو اس کا ان بعض رسولوں پر بھی ایمان لانا قابل قبول نہیں ہے لہٰذا ائمہ طاہرین علیہم السلام کا مسئلہ بھی اسی طرح کا ہے کیونکہ سب ایک ہیں جیسا کہ امام جعفر صادق (ع) کا فرمان ہے کہ "جس نے ہمارے آخر کا انکار کیا گویا وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے ہمارے اول کا بھی انکار کیا، پھر فرماتے ہیں کہ "جس نے ایک زندہ امام کا انکار کیا گویا ایسا ہے کہ اس نے تمام گذشتہ اماموں کا انکار کیا۔"

میں اس سلسلے میں اس کتاب میں چند روایات کو ذکر کروں گا انشاء اللہ لہٰذا خلاصۃً یہ کہا جاسکتا ہے ﴿وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا﴾ میں اسماء ائمہ علیہم السلام مراد ہیں اور لفظ ﴿اَسْمَاءَ﴾ کے

بہت سے معانی ہیں اور ان میں سے کوئی سے بھی معانی دوسرے معانی پر ترجیح نہیں رکھتے ہیں اور اگر ﴿ اَلْاَسْمَاءَ ﴾ سے مراد ان کے اوصاف کو لیں تب بھی ان کے اوصاف میں کوئی کسی پر برتری نہیں رکھتا ہے، اور اگر ﴿ اَلْاَسْمَاءَ ﴾ کے معانی یہ لیں کہ اللہ تعالیٰ نے ائمہ اطہار علیہم السلام کے تمام اوصاف کو اول سے آخر تک آدم کو سکھا دیئے تھے مثلاً علم تقویٰ، شجاعت، عصمت، سخاوت، وفا وغیرہ اور یہ اوصاف ہیں جو قرآن میں انبیاء کے بارے میں ذکر ہوئے ہیں جیسا کہ ارشاد ہوا ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا﴾ (سورہ مریم آیہ ۴۱)

یعنی کتاب میں ذکر ابراہیم کو یاد کرو جو کہ اللہ کے سچے نبی تھے، ﴿ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا (۞) وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا (۞) وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا (۞) وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ (سورہ مریم آیت ۵۴ تا ۵۷)

یعنی کتاب میں موجود اسماعیل کے ذکر کو بھی یاد کرو جو کہ اللہ کے سچے رسول و نبی تھے جنھوں نے اپنے گھر والوں کو نماز، زکات کا حکم دیا اور ان کا پروردگار بھی ان سے راضی تھا، اسی طرح کتاب میں موجود ادریس کے ذکر کو یاد کرو بیشک وہ بھی اللہ کے سچے رسول تھے جن کو اللہ نے بلند مقام (آسمان) پر اٹھا لیا ہے،

﴿ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا (۞) وَنَادَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا (۞) وَوَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا (۞) وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا ﴾ (سورہ مریم آیہ ۵۱ تا ۵۴) یعنی کتاب میں موجود موسیٰ کے ذکر کو بھی یاد کرو جو کہ مخلص انسان

اور رسول و نبی تھے جن کو ہم نے کوہ طور کے اطراف میں نداء دی اور ان کو اپنا مقرب بندہ قرار دیا اور ہم نے اپنی رحمت سے ان کو ہارون جیسا بھائی نبی بنا کر عطا کیا، لہٰذا ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے مختلف اوصاف حسنہ کا ذکر کیا اور ان کی اس پر تعریف کی ،لہٰذا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم (ع) کو تمام انبیاء اور ان کے اوصیاء کے اسماء و اوصاف کی تعلیم دیدی تھی ، اور اس کام میں حکمت الٰہی یہ تھی کہ صرف سننے ہی کے ذریعے سے ان اسماء وصفات کا حصول ممکن تھا جس کو عقل بھی درک نہیں کر سکتی تھی مثلاً اگر ایک عاقل انسان کسی شخص کو دور یا نزدیک سے دیکھے تو اس کا نام وہ نہیں بتا سکتا ہے مگر یہ کہ آسمان سے اس پر اس شخص کا نام الہام کیا جائے ،

خداوند عالم نے بھی اصل مطلب کو سماعت آدم کے سپرد کیا، لہٰذ جب ایسا ہے تو لوگوں کا اپنی طرف سے امام یا خلیفہ کا معین کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ انتخاب لوگوں کی آراء کے ذریعے سے ہوتا ہے جب کہ خلیفہ کا تعین کرنا ان اوصاف باطنیہ کی وجہ سے ہے جس کی راہ صرف سماعت ہی ہے ،لہٰذا امامت میں ہمارا نظریہ یہ ہے کہ اس بارے میں نص موجود ہونی چاہئے اور اس آیت ﴿ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ﴾ کے تحت امامت کا تعین ، امامت کا نص پر موقوف ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس آیت کے دو طرح کے معنی ہو سکتے ہیں ایک اشخاص اور ان کی شکلوں کا پیش کرنا دوسرے اوصاف اور حسب ونسب کا پیش کرنا ،جیسا کہ ہمارے بعض مخالفین یہی کہتے ہیں دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو غیب پر ایمان رکھنے کی عبادت کی طرف دعوت دی ہے اور پھر فرشتوں سے یہ فرمایا ﴿أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَٰؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾ یعنی ان کے اسماء مجھے بتاؤ اگر تم لوگ اپنی بات میں سچے ہو۔

اس میں کئی قسم کی حکمت الٰہی ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم اسماء کے لئے آدمؑ کو ملائکہ سے زیادہ صلاحیت والا پایا اور پھر یہ چاہا کہ ان اسماء کو ملائکہ آدمؑ سے سیکھیں لہٰذا خدا نے آدمؑ کو ان اسماء

کی تعلیم دے کر ملائکہ کو ان کی تعلیم دلوائی جس کے سبب آدمؑ معلم اور ملائکہ شاگرد کہلائے بیشک قرآن مجید کی یہ آیت اسی مطلب پر تصریحاً دلالت کر رہی ہے اور یہ جو ملائکہ نے کہا ﴿سُبْحانَکَ لا عِلْمَ لَنا اِلَّا ماعَلَّمْتَنا﴾ یعنی تو پاک و منزہ ہے ہمیں تو صرف اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہمیں عطا کیا ہے۔ یہ واضح و روشن دلیل ہے کہ ہمارے ذکر کئے ہوئے مذکورہ مطلب پر کہ کوئی بھی تمام اسماء و اوصاف ائمہ علیہم السلام کو بغیر تعلیم پروردگار کے نہیں بتا سکتا ہے اور نہ اپنی طرف سے ان کے نام ہی رکھ سکتا ہے اور اگر یہ کام کسی کے لئے ممکن ہوتا تو ملائکہ سب سے زیادہ اس کے حقدار تھے۔ اور کیونکہ ملائکہ نے اپنے جواب کے آغاز میں ﴿سُبْحانَ اللّٰہ﴾ کہا اس سے معلوم ہوا کہ یہ کام توحید خداوندی کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتا ہے کیونکہ ﴿سُبْحانَ اللّٰہ﴾ کا مطلب خدا کو ہر قسم کے شریک سے منزہ قرار دینا ہے اور قرآن مجید میں صرف منکر یا ملحد افراد کے سامنے خدا کے منزہ ہونے کا ذکر ہوا ہے لہٰذا ملائکہ نے اس جملے کے ذریعے یہ بھی سمجھا دیا کہ جس چیز کا علم نہ ہو تو اس میں اپنی جہالت کا اقرار کرنا عیب نہیں کہلاتا بلکہ یہ عین صداقت ہے بغداد میں جس کو مدینۃ السلام بھی کہا جاتا ہے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ امام زمانہ (عجل اللہ فرجہ) کی غیبت کافی طولانی ہوگئی ہے اور لوگ شک میں پڑنے لگے ہیں اور ہلکے ہلکے امام غائب پر عقیدہ رکھنے سے پھر رہے ہیں؟ تو میں نے اس سے کہا کہ گذشتہ امتوں میں بھی ایسا ہی تھا جیسا کہ رسول خدا (ص) سے اس سلسلے میں کافی روایات ہیں کہ جب حضرت موسیٰ (ع) کوہ طور پر پہنچے تیس راتوں کے وعدے پر اور پھر خدا نے انھیں صرف دس راتیں اور روک لیا تو ان کی قوم گمراہ ہوگئی اور حضرت ہارون (ع) تک کی بات نہیں مانی بلکہ نزدیک تھا کہ ہارون کو بھی قتل کر دیتے اور انھوں نے خدا کی عبادت کو چھوڑ کر پرستش شروع کر دی تھی اور موسیٰ نے آ کر ہارون کی سرزنش کی تو تعجب نہیں کہ اس امت کے نادان افراد بھی امام زمانہ (عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) کی طولانی

غیبت کے نتیجہ میں بغیر حقیقت کو سمجھے ہوئے اپنے مذہب سے ہاتھ دھو بیٹھیں جیسا کہ قرآن مجید میں بھی ارشاد ہے: ﴿اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ آمَنُوا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِيْنَ اُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيْرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ﴾ (سورۂ حدید آیہ ۱۵)

یعنی کیا وہ وقت نہیں پہنچا کہ مؤمنین کے قلوب ذکر خدا اور جو کچھ خدا کی طرف سے برحق نازل ہوا اس کے نتیجہ میں خاضع ہوں کہیں مؤمنین ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں کہ جنھیں کتاب دی گئی اور پھر ان پر جب مدت طولانی ہوگئی تو ان کے قلوب میں قساوت آگئی اور ان میں سے اکثر فاسق ہوگئے۔

اس مدینۃ السلام والے فرد نے مجھ سے کہا کہ پھر یہ جو آیت قرآن میں ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ ﴿الٓمٓ (۞) ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِلْمُتَّقِيْنَ (۞) اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ﴾ (سورۂ بقرہ آیہ ۲۔۳) یعنی یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں ہے اور متقین کے لئے ہدایت ہے جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں، تو میں نے اس شخص کے جواب میں کہا کہ اس ایمان بالغیب سے مراد عقیدۂ امام زمان (عج) اور ان کی غیبت ہے۔

داؤد بن کثیر رقی امام جعفر صادق (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ﴿هُدًى لِلْمُتَّقِيْنَ (۞) اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ﴾ میں مراد ہمارے قائم آل محمد علیہم السلام کا عقیدہ رکھنے والے ہیں یحییٰ بن ابی القاسم امام جعفر صادق (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ﴿الم (۞) ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِلْمُتَّقِيْنَ (۞) اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ﴾ میں ﴿مُتَّقِيْنَ﴾ سے مراد شیعیان علی ابن ابی طالب (ع) اور غیب سے مراد غیبت قائم آل محمد علیہم السلام ہے اور اس مطلب پر دلیل یہ آیت ہے ﴿وَيَقُولُونَ لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ

آیَةٌ مِنْ رَبِّہِ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰہِ فَانْتَظِرُوا اِنِّی مَعَکُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ﴾ (سورہ یونس آیہ ۲۰)

یعنی وہ لوگ کہتے ہیں کہ اس پر اللہ کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نازل نہیں ہوتی ہے! کہہ دو کہ غیب کا علم خدا کو ہے لہٰذا تم بھی انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اسی آیت میں خبر دیدی کہ ﴿الآیۃ﴾ سے مراد 'غیب' ہے اور وہی ایمان بالغیب ہی حجت ہے جس کی تصدیق خود اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعے کر دی ﴿وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْیَمَ وَاُمَّہُ آیَةً﴾ (سورہ مومنون آیہ ۵۰)

یعنی ہم نے مریم اور ان کے بیٹے (عیسیٰ) کو اپنی طرف سے حجت قرار دیا۔

علی بن رباب امام جعفر صادق (ع) سے روایت نقل کرتے ہی کہ آپؑ نے فرمایا: ﴿یَوْمَ یَاْتِی بَعْضُ آیَاتِ رَبِّکَ لَایَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُھَا لَمْ تَکُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ﴾ (سورۂ انعام آیہ ۱۵۸)

یعنی جس دن تمہارے پروردگار کی بعض نشانیاں آجائیں گی تو جس کو اس پر پہلے سے ایمان ہوگا تو اس وقت اس پر ایمان لانا ان کو فائدہ نہیں دے گا،" اس میں آئمہ علیہم السلام مراد ہیں اور قائم آل محمد علیہم السلام کے انتظار کے بارے میں ہے کہ ان کے ظہور کو دیکھ کر ایمان لانا فائدہ نہیں دے گا اگر چہ اس کے آباء و اجداد میں اس عقیدے پر ایمان موجود ہو۔

اللہ تعالیٰ نے جہاں حضرت یوسف (ع) کی داستان اور ان کی نبوت کا ذکر کیا تو ان کی خبر کو بھی لفظ (غیب) سے تعبیر کیا جیسا کہ اپنے پیغمبر آخر الزمان کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتا ہے ﴿ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ وَمَا کُنْتَ لَدَیْھِمْ اِذْ اَجْمَعُوا اَمْرَھُمْ وَھُمْ یَمْکُرُوْنَ﴾ (سورۂ یوسف آیہ ۱۰۲)

یعنی یہ ذکر یوسفؑ ان غیبی خبروں میں سے ہے کہ جن کو ہم نے آپ کی طرف وحی کیا کیونکہ تم تو

اس وقت (برادران یوسفؑ کے پاس) موجود نہیں تھے جب انھوں نے اپنے مکروفریب کا اٹل فیصلہ کرلیا تھا، لہٰذا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یوسفؑ کے لئے لفظ (غیب) کہا، اس شخص نے مجھ سے کہا کہ بعض ہمارے مخالفین ﴿الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ﴾ سے مراد قیامت کا دن اور اس دن کے اٹھائے جانے کو لیتے ہیں؟ تو میں نے اسے جواب دیا کہ یہ نادان اور گمراہ کرنے والوں کی تاویل ہے کیونکہ یہود و نصاریٰ اور بہت سے مشرکین و مخالفین اسلام بھی قیامت اور اس دن اٹھائے جانے اور حساب وکتاب ہونے پر ایمان رکھتے ہیں، اور خدا ان کاموں میں مؤمنین کی ہر گز مدح نہیں کرے گا جس میں کفار و مشرکین بھی ان کے ساتھ شریک ہوں خدا فقط انھیں صفات میں مؤمنین کی تعریف کرتا ہے جو مؤمنین کے ساتھ مخصوص ہیں اور دوسرے ان کے ساتھ شریک نہیں ہیں۔

امام زمانہ (عج) کی معرفت حاصل کرنا واجب ہے

کسی بھی مؤمن کا ایمان اس وقت تک صحیح اور کامل نہیں ہوسکتا ہے جب تک وہ اپنے زمانے کے امام کی پوری معرفت نہ رکھتا ہو جیسا کہ قرآن میں بھی ارشاد ہے ﴿إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ (سورۂ زخرف آیہ ۸۶) تا کہ جو حق کی گواہی دے تو حق کو پہچانتے ہوئے دے، اسی طرح صرف امام زمانہ (عج) کی غیبت پر ایمان رکھنا کافی نہیں جب تک آپؑ کی صحیح معرفت حاصل نہ ہو اور وہ یہ ہے کہ دوسرے ائمہ علیہم السلام نے آپؑ کی غیبت کی خبر دی ہے اور ان کے غیبت میں رہنے کی وجوہات بھی اپنے شیعوں کے لئے بیان کیں ہیں غیبت امام سے دو سو سال پہلے آپ کی غیبت کی خبریں دی گئی ہیں، ائمہ اطہار علیہم السلام کے پیروکاروں میں سے کسی نے بھی اس میں غفلت نہیں برتی ہے بہت سی کتب میں اس موضوع کو ذکر کیا گیا ہے اور یہ وہی کتابیں ہیں جو (اصول) کے نام سے معروف ہیں جو آل محمد علیہم السلام کے پاس غیبت سے دو

سو سال پہلے سے لکھی اور محفوظ چلی آ رہی ہیں اور میں نے بھی انھیں اصولی روایات میں سے جو غیبت کے مسئلے میں مستند روایات تھیں انھیں نکال کر کے اس کتاب کو مرتب کیا ہے ان اصول کے پیروکاروں کا حال دو حالتوں سے خالی نہیں ہے یا تو انھیں علم غیب تھا اس غیبت کے بارے میں جو ابھی واقع نہیں ہوئی ہے اور اس کو پہلے سے اپنی کتب میں ذکر کیا یہ بات اہل علم وفکر کے نزدیک محال ہے یا (نعوذ...) ان افراد نے اپنی طرف سے جھوٹی خبر دی تھی جو اتفاقاً پیش بھی آ گئی یہ احتمال بھی پہلے احتمال کی طرح محال ہے لہٰذا صرف ایک راہ باقی رہ جاتی ہے وہ یہ کہ ان افراد نے غیبت امام زمانہ (عج) کی روایات کو ائمہ طاہرین علیہم السلام سے سن کر لکھا ہے جو کہ وصیت پیغمبر (ص) کے محافظ تھے اور آنحضرت نے امام زمانہ (عج) کی غیبت کی خبریں دیں اور ان کی صفات اور ان کے مقامات کی خبریں دیں اور اس طرح پیغمبر اکرم (ص) کے ذریعے سے یہ سب روایات نقل ہوئی ہیں اس بات سے حق ثابت اور باطل مٹ جاتا ہے بیشک باطل مٹنے ہی والا تھا۔ ہمارے دشمن اور مخالفین حضرات جو لوگوں کو گمراہ کرنے کے درپے رہتے ہیں اور ہمارے امام زمانہ (عج) کی غیبت کو چھپانے اور لوگوں کے اذہان کو شک وشبہ میں ڈال کر خراب کرنا چاہتے ہیں مگر یہ بھی ایسی حقیقت ہے جو کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔

اثبات غیبت اور اس کی مصلحت

توفیق خدا کے تحت ہم اس بات کو عرض کرتے ہیں کہ امام زمانہ (عج) کے لئے غیبت پیش آئی ہے جس کی حکمت ثابت اور مصلحت بھی روشن اور اس کی حجت بھی ہر چیز پر غالب ہے اس دلیل کے تحت کہ ہم نے خدا کی حکمت کے آثار و برکات کا مشاہدہ بھی کیا اور اس کو پہچانتے بھی ہیں کہ گذشتہ صدیوں میں ہر ظلم کے مقابلے میں ایک مصلح رہا ہے اور نتیجۃً ظالم افراد نابود اور مصلح افراد کو ہی کامیابی حاصل ہوئی ہے اسی طرح اس دور میں بھی جب ہر طرف ظلم وجور پھیل چکا ہے تو

ایک مصلح غیبی ہے جو آ کر ان تمام ظلم و جور کو ختم کر کے کائنات کو عدل و انصاف سے بھر دے گا، اگر چہ موجودہ حالات کے پیش نظر ہمارے مخالفین ہم سے کہتے ہیں کہ آپ لوگ گذشتہ زمانوں کی طرح اس زمانہ میں بھی اپنے زمانے کے امام کو لوگوں کے سامنے لاکر پیش کریں جس طرح پیغمبر اکرم (ص) کے بعد گیارہ امام لوگوں کے سامنے ظاہر ہوئے ہر ایک اپنے نام ونسب کے ساتھ ہر خاص و عام میں معروف و مشہور تھے اگر یہ امام بھی گذشتہ اماموں کی طرح ہے تو یہ کیوں ظاہر و معروف نہ ہوا ورنہ گذشتہ گیارہ اماموں کی امامت بھی خطرہ میں پڑ جائے گی جس طرح خود امام زمانہ (عج) تک دسترسی نہ ہونے کے سبب ان کی غیبت کا عقیدہ رکھنا شک وشبہ کا باعث ہوا ہے توفیق الٰہی کے پیش نظر مذکورہ تمام اشکالات کے جوابات ہم اس طرح سے دیتے ہیں کہ ہمارے دشمن خدا کی حکمت کے آثار کے بارے میں نادان ہیں اور ہر زمانے میں ظالم لوگوں کے مقابل میں حجت خدا کی روش سے ناواقف ہیں کیونکہ یہ مسلم بات ہے کہ ہر زمانے میں حجت الٰہی کا ظاہر یا غائب ہونا اس زمانے کے لوگوں کے لحاظ سے رہا ہے لہٰذا اگر ایسا ہوتا کہ امام نے بلاواسطہ اپنے پیروکاروں کی رہبری اور تدبیر امور کو اپنے ذمہ لے لیا ہوتا تو آپؑ کا ظاہر رہنا ضروری تھا مگر مصلحتِ پروردگار آپ کی غیبت میں رہنے کے بارے میں ہے اسی طرح وفات حضرت آدم (ع) کے بعد سے یہی روش رہی ہے اور آیات قرآنی سے بھی یہ بات ثابت ہے۔

عبدالحمید بن ابی الدیلم نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھ سے امام جعفر صادق (ع) نے ارشاد فرمایا: ''اے عبدالحمید! خدا کے کچھ آشکار اور کچھ پوشیدہ رسولؐ ہیں تو جس طرح حق کے اعلانیہ ہونے کی خدا سے درخواست کرتے ہو اسی طرح حق کو ثابت کرنے والے کے بھی اعلانیہ ہونے کی درخواست کرو'' جس کی تصدیق قرآن مجید کی اس آیت سے ہوتی ہے ﴿ وَرُسُلاً قَــــد

قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللهُ مُوسىٰ تَكْلِيمًا﴾ (سورۂ نساء آیہ۱۶۴)

یعنی اور وہ رسول جن کے قصے ہم نے آپ کے لئے بیان کئے جو ہم نے اس سے پہلے آپ کے لئے بیان نہیں کئے تھے اور اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا" تو اللہ تعالیٰ کی روش وفات آدم (ع) سے لے کر ولادت حضرت ابراہیم (ع) تک یہی رہی ہے کہ کچھ اوصیاء ظاہر اور کچھ غائب رہے ہیں جب حضرت ابراہیم (ع) کی ولادت ہوئی تو خدا نے ان کی ولادت کو پوشیدہ رکھا اور ان کو لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھا کیونکہ اس وقت حجت الٰہی کے ظہور کا وقت نہیں تھا لہٰذا ابراہیم نمرود اور اس کی رعیت سے پوشیدہ زندگی بسر کرتے رہے یہاں تک کہ جب ان کی اس غیبت کا زمانہ ختم ہوا تب وہ لوگوں کے سامنے ظاہر ہوئے اور لوگوں کے سامنے اپنا تعارف کراتے ہوئے اپنی نبوت کا اعلان کیا کیونکہ اس وقت خدا نے اپنی حجت کو ظاہر کرنا چاہا تھا اور اپنے دین کو کمال بخشا تھا اور جب حضرت ابراہیم (ع) کی وفات کا وقت پہنچا تو ان کے کچھ اوصیاء تھے خدا کی طرف سے ان میں سے بھی کچھ ظاہر اور کچھ پوشیدہ رہے یہاں تک کہ حضرت موسیٰ (ع) کا دور آیا تو فرعون نے کیونکہ اولاد بنی اسرائیل پر ظلم وستم ڈھا رکھا تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ولایت موسیٰ کو بھی پوشیدہ رکھا اور مادر موسیٰ نے بحکم پروردگار موسیٰ کو دریاء نیل کے سپرد کیا جس کی قرآن اس طرح تصدیق کرتا ہے کہ ﴿فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ﴾ (سورۂ قصص آیہ ۷)

یعنی آل فرعون نے اسے دریا سے اٹھایا اور موسیٰ نے فرعون کے دامن میں پرورش پائی جب کہ وہ موسیٰ کو نہیں پہچانتا تھا دوسری طرف موسیٰ کی تلاش میں بنی اسرائیل کی اولادوں کو قتل کر رہا تھا حضرت موسیٰ (ع) کا راز تو اس وقت فاش ہوا جب انھوں نے اعلانیہ اپنے آپ کو پہچنوا کر اپنی رسالت کو انجام دینا شروع کیا جس کی گواہی قرآن نے بھی دی ہے۔ اور جب حضرت موسیٰ کی

وفات کا وقت پہنچا تو ان کے بھی کچھ اوصیاء تھے جو خدا کی طرف سے حجت تھے ان میں بھی کچھ آشکار اور کچھ پوشیدہ رہے یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ (ع) کے ظہور کا وقت پہنچا تو ان کی ولادت کو ظاہر کیا اور اس کے دلائل کا بھی اعلان کیا کیونکہ ان کا زمانہ حجت الٰہی کے ظاہر ہونے ہی کا زمانہ تھا۔ پھر ان کے بھی کچھ اوصیاء تھے بعض آشکار اور بعض پوشیدہ یہاں تک کہ ہمارے پیغمبر اکرم (ع) کے ظہور کا وقت پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ﴾ (سورۂ فصلت آیہ ۴۳)

یعنی تمہارے بارے میں نہیں کہیں گے مگر وہی باتیں جو تم سے پہلے رسولوں کے بارے میں کہی گئیں ہیں پھر فرماتا ہے ﴿سُنَّةَ مَنْ قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُسُلِنَا﴾ (سورۂ اسراء آیہ ۷۷) یعنی یہی وہ روش ہے جو تم سے پہلے ہم نے رسول بھیجے ان میں بھی رہی ہے۔ پہلے رسولوں کے بارے میں کہی جانے والی باتیں اور ان کے اوصیاء کا مقرر کرنا وغیرہ تو جس طرح گذشتہ انبیاء نے بعد والے اپنے اوصیاء کو بحکم خدا معین کیا اسی طرح پیغمبر اسلام (ع) نے بھی اپنے بعد کے اوصیاء کو بحکم خدا معین کیا اور ان کی پہچان کروائی جن میں آخری امام حضرت مہدی (عج) ہیں اور یہ کہ آپؑ جب ظہور فرمائیں گے تو ظلم و جور سے بھری ہوئی دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے اس قسم کی روایات کو تمام اسلامی فرقوں نے نقل کیا ہے اور یہ کہ آپؑ کے ظہور کے وقت حضرت عیسیٰ بھی زمین پر آئیں گے اور آپؑ کی اقتدا میں نماز پڑھیں گے اور آنحضرت (ص) کے اوصیاء کی ولادت اور ان کے مقامات کو ولادت امام زمان (عج) تک بیان کیا گیا ہے اور پھر امام زمانہ (عج) کے ذریعے ظلم و جور سے بھری ہوئی دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دینے کا بھی ذکر ہے یہ وہی روش ہے جو اس سے قبل حکمت الٰہی کے تحت گذشتہ انبیاء و اوصیاء میں پیش آتی رہی ہے لہٰذا وقت کے تقاضے کے پیش نظر امام زمانہ (عج) کو پردۂ غیب میں رکھا گیا۔ کیونکہ ملت اسلامیہ تاریخ

سے واقف ہے کہ امام حسن عسکری (ع) کے زمانے میں ظالم و جابر خلفاء تھے اور رحلت امام حسن عسکری (ع) تک آپ کو نظروں میں رکھے ہوئے تھے اور جب امام حسن عسکری (ع) کی شہادت ہوئی تو آپ کی کنیزوں کو قید کر دیا گیا تا کہ مبادئی امام عسکری (ع) کا کوئی بیٹا ہو جوان کا نائب ہو اور اس کام میں امام عسکری (ع) کے بھائی جعفر کذاب کی بھی دخالت تھی جنھوں نے امام حسن عسکری (ع) کے بعد امامت کا جھوٹا دعویٰ کیا جو کہ امام عسکری (ع) کے فرزند (حضرت مہدی عج) کے ذریعے پسپا ہوا، اس طرح آپ کے لئے غیبت کی سنت چلی جس طرح گذشتہ زمانوں میں خدا کی حجتوں میں یہ روش رہی ہے اور آپ کی غیبت کی مصلحت بھی وہی گذشتہ انبیاء کی سی غیبت کی مصلحت تھی۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

ہمارے مخالفین کا ہم پر ایک اعتراض یہ ہے کہ کیوں آپ لوگ جو کام انبیاء پر واجب تھے اپنے ائمہ علیہم السلام پر واجب جانتے ہو؟ یہ کیوں نہیں کہتے کہ انبیاء کے لئے غیبت میں رہنا جائز تھا لیکن ائمہؑ میں جائز نہیں ہے۔ البتہ ائمہؑ انبیاء کی مانند تو نہیں ہیں لہٰذا آئمہؑ کو انبیاء سے تشبیہ نہ دیں اور اس مسئلے میں ہمارے سامنے کوئی قانع کنندہ دلیل پیش کریں جو شأن انبیاء و رسل میں جائز ہو اور ائمہؑ کی شأن میں بھی جائز ہو؟ ہم اس اعتراض کا جواب یوں دیتے ہیں کہ اولاً: ہم خدا سے مدد طلب کرتے ہوئے سب سے پہلے یہ کہتے ہیں کہ اس طرح کا اعتراض ہمارے دشمن صرف جہالت کے سبب کرتے ہیں اور اگر وہ اہل تحقیق و تفکر و تدبر ہوں اور اپنی دشمنی اور تعصب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے سوچیں تو وہ جان جائیں گے کہ تمام وہ باتیں جو انبیاء کے لئے صحیح ہیں وہی تمام باتیں ائمہؑ کے لئے بھی واجب اور لازم ہیں کیونکہ انبیاء ان کی اصل و اساس ہیں اور ائمہ طاہرین علیہم السلام ان کے جانشین اور لوگوں پر حجت خدا ہیں جب تک تکالیف الٰہی بندوں پر

باقی ہیں اس وقت تک حجت خدا کا ہونا بھی ضروری ہے ثانیاً اگر ہم ان کے اس اعتراض کو بجا مانیں تو گویا معترض یہ کہنا چاہتا ہے کہ انبیاء تو حجت خدا ہیں مگر ائمہؑ حجت خدا نہیں ہیں کیونکہ ائمہؑ انبیاء کی مانند نہیں ہو سکتے یا وہ یوں کہنا چاہتا ہے کہ یہ ائمہؑ نہیں ہیں کیونکہ انبیاء ہی ائمہؑ و رہنما ہیں لیکن آئمہؑ انبیاء نہیں ہیں کہ ان کو نبی کہا جائے، یا وہ یوں کہنا چاہتا ہے کہ آئمہؑ پر جائز نہیں ہے کہ وہ رسولوں کی طرح جہاد اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور تمام شرعی احکام میں دخالت کریں کیونکہ ائمہؑ رسول تو نہیں ہیں،

اب ہم اس بات کو ثابت کریں گے کہ ائمہ طاہرین علیہم السلام بھی انبیاء کی مانند معنوی اوصاف میں شریک ہیں اور انبیاء کے بعد ائمہ خلق خدا پر حجت خدا ہیں۔ اور جس طرح انبیاء کی اطاعت لوگوں پر واجب تھی ائمہؑ کی اطاعت بھی واجب ہے جس پر دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ﴿أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُوْلِي الْأَمْرِ مِنكُمْ﴾ (سورہ نساء آیہ ۵۹)

یعنی اللہ و رسول اور اولی الامر کی اطاعت کرو اسی سورہ میں دوسری جگہ ارشاد ہوا ﴿وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُوْلِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ﴾ (سورہ نساء آیہ ۸۳)

یعنی اگر وہ لوگ حکم کے لئے رسول اور اولی الامر کی طرف رجوع کرتے تو وہ اہل تحقیق کو اس حکم کی علت کو سمجھا دیتے، اور اولی الامر وہی پیغمبر اکرم (ص) کے اوصیاء ہیں جن کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے رسول کی اطاعت کے برابر قرار دیا ہے اور کیونکہ اطاعت رسول عین اطاعت خدا ہے لہٰذا اطاعت ائمہ اطہار علیہم السلام عین اطاعت خدا ہے۔

کیونکہ ائمہ طاہرین علیہم السلام ان لوگوں پر حجت الٰہی ہیں جو پیغمبر کو نہ پا سکے جس طرح خود پیغمبر اکرم (ص) اپنے زمانے کے لوگوں پر حجت الٰہی ہیں اسی طرح ہر امام اپنے زمانے کے لوگوں کے لئے حجت الٰہی ہے اگرچہ رسول اکرم (ص) تمام ائمہ علیہم السلام سے افضل ہیں مگر جس طرح

رسول کی اطاعت سب پر واجب تھی امام وقت کی اطاعت بھی سب پر واجب ہے خدا نے اپنے رسولوں کو بھی امام کہا ہے مثلاً حضرت ابراہیم (ع) سے فرمایا: ﴿إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا﴾ (سورۂ بقرہ آیہ ۱۲۴) یعنی میں نے تمہیں لوگوں کے لئے امام قرار دیا، اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس بات کی بھی خبر دی ہے کہ انبیاء ورسولوں میں سے بعض بعض پر برتری رکھتے ہیں مثلاً ارشاد ہوا ﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللهُ﴾ (سورۂ بقرہ آیت ۲۵۳) یعنی ان رسولوں میں سے ہم نے بعض کو بعض دیگر پر برتری دی ہے اور ان میں وہ بھی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے تکلم کیا، پھر سورۂ اسراء کی آیہ ۵۵ میں یوں ارشاد ہوا ﴿وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى بَعْضٍ﴾ یعنی ہم نے بعض نبیوں کو بعض دیگر پر فضیلت دی، لہذا اگر کوئی ائمہؑ کو انبیاء سے شباہت دیتا ہے تو وہ اعمال وافعال ائمہؑ کو انبیاء سے شباہت دیتا ہے جو کہ بالکل صحیح ہے۔

انبیاء واوصیاء کی آپس میں شباہتوں پر دلیل

انبیاء وائمہؑ کی آپس میں شباہتوں کے سلسلے میں جب ہم مزید تحقیق کرتے ہیں تو قرآن کی اس آیت کو ملاحظہ کرتے ہیں ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (سورۂ احزاب آیہ ۲۱) یعنی تم لوگوں کے لئے سیرت پیغمبر اسوۂ حسنہ ہے (یعنی اچھی پیروی ہے) آگے چل کر قرآن نے ارشاد فرمایا ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (سورۂ حشر آیہ ۷)

یعنی جو رسول دیں اسے لے لو اور جس سے رسول منع کریں اس سے رک جاؤ، لہذا اللہ نے ہمیں حکم دیا کہ رسول کی صحیح طرح سے اطاعت کرو گفتار وکردار میں تو جب ہم گفتار پیغمبر (ص) کو ملاحظہ کرتے ہیں تو یہ فرمان پیغمبر پاتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا "منزلة علی منی

کمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی "" یعنی علی کی منزلت میرے نزدیک اسی طرح ہے جس طرح ہارون کی منزلت موسیٰ سے تھی فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔" لہٰذا پیغمبر اکرم (ص) نے اس پیغام میں یہ بات سمجھادی کہ علی نبی تو نہیں ہیں مگر ہارون کی مانند ضرور ہیں یعنی بلافصل خلیفہ وجانشین ہیں۔

عبداللہ بن عباس روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم پیغمبر (ص) کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا "مَنْ اراد ان ینظر الی آدم فی علمه والی نوح فی سلمه والی ابراهیم فی حلمه والی موسیٰ فی فطانته والی داؤد فی زهده فلینظر الی هذا "یعنی جو آدم کوان کے علم میں نوح کوان کے صبر میں، ابراہیم کوان کے حلم میں، موسیٰ کوان کی ہیبت میں، اور داؤد کوان کے زہد میں دیکھنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ علی بن ابی طالب (ع) کے چہرے کی طرف نگاہ کرے، اب جو ہم لوگوں نے مڑکر دیکھا تو علی بڑے کمال اور وقار کے ساتھ قدم اٹھا ئے چلے آرہے ہیں لہٰذا جب پیغمبر اکرم (ص) ایک امام کو انبیاء سے تشبیہ دے سکتے ہیں تو ہمارے لئے بھی صحیح ہے کہ ہم تمام ائمہؑ کو انبیاء اور رسولوں سے تشبیہ دیں لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح کی غیبت حضرت موسیٰ (ع) اور تمام انبیاء کو حاصل ہوئی اسی طرح کی غیبت امام زمان (عج) کے لئے بھی ہے کیونکہ امام زمانہ (عج) کی غیبت بھی زمانے کے سرکش وظالم لوگوں کی وجہ سے ہے جس طرح حضرت آدم (ع) کے بیٹے شیث جن کو "هبة اللـــه" بھی کہتے تھے خلیفہ ہوئے، حضرت نوح (ع) کے بیٹے "سام" ان کے خلیفہ ہوئے، ابراہیمؑ کے بیٹے اسماعیلؑ ان کے خلیفہ ہوئے، موسیٰؑ کے خلیفہ یوشع بن نون ہوئے اور عیسیٰؑ کے خلیفہ شمعون الصفا ہوئے، داؤد کے بیٹے سلیمانؑ خلیفہ ہوئے اگرچہ سب افراد جو خلیفہ قرار پائے وہ پیغمبر بھی تھے مگر ہمارے پیغمبر اسلام (ص) کے اوصیاء پیغمبر نہیں تھے کیونکہ ہمارے نبی خاتم الانبیاء ہیں مگر ائمہؑ دیگر تمام

اوصاف میں تمام انبیاء کی طرح مخصوصاً پیغمبر اسلام (ص) کے ساتھ شریک ہیں تو جس طرح سے نبی حجت خدا ہیں اسی طرح ائمہؑ بھی حجت خدا ہیں، کیونکہ اسی طرح کی ہمیں پیغمبر اکرم (ص) نے خبر دی ہے کہ مختلف افعال اوصیاء بھی آپس میں ایک دوسرے کے شبیہ ہیں مثلاً حضرت موسیٰ کے وصی یوشع بن نون اور زوجہ موسیٰ صفورا، شعیب پیغمبر کی بیٹی تھیں اسی طرح علیؑ جو کہ داماد پیغمبر (ص) بھی تھے اور وصی پیغمبر بھی، جس طرح صفورا یوشع بن نون کے مقابلے کو آئی اسی طرح عائشہ علیؑ کے مقابلے میں آئیں، اسی طرح آنحضرت (ص) کا خبر دینا کہ ہر نبی کو صرف اس کا وصی ہی غسل دے سکتا ہے۔

عبداللہ بن مسعود نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے پیغمبر اکرم (ص) کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ جب آپ اس دنیا سے تشریف لے جائیں گے تو کون آپ کو غسل دے گا؟ آنحضرت نے فرمایا: ہر پیغمبر کا وصی اسے غسل دیتا ہے، میں نے کہا یا رسول اللہ (ص) آپ کا وصی کون ہے؟ آنحضرت نے فرمایا: علی ابن ابی طالبؑ، میں نے کہا یا رسول اللہؐ وہ آپ کے بعد کتنے سال تک زندہ رہیں گے آنحضرت نے فرمایا: "تیس سال" کیونکہ موسیٰ کے وصی یوشع نے بھی ان کے بعد تیس سال زندگی کی اور زوجہ موسیٰ صفورا بنت شعیب یوشع کے مقابل آئی اور اپنے کو برتر کہا خلافت کے لئے تو یوشع نے اس سے جنگ کی اس کے اطرافیوں کو قتل کر کے اسے اسیر کیا مگر اس کے ساتھ نیک رفتار رکھی، اسی طرح ابوبکر کی بیٹی عائشہ بھی عنقریب میرے بعد علی کے خلاف کئی ہزار کا لشکر لے کر اٹھے گی علی بھی اس کے اطرافیوں کو قتل کر کے اسے اسیر کریں گے اور اس کے ساتھ نیک رفتار رکھیں گے اللہ تعالیٰ نے عائشہ کے بارے میں فرمایا ہے ﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ﴾ (سورۂ احزاب آیہ ۳۳)

یعنی اپنے گھروں میں رہو اور زمانۂ جاہلیت کی طرح خودنمائی نہ کرو، لہٰذا اگر اس دور میں کوئی

غیبت امام زمانہ (عج) کا انکار کرتا ہے تو اسے نبوت موسیٰ بن عمران کا بھی انکار کرنا ہوگا کیونکہ وہ بھی غائب رہ چکے ہیں لہٰذا جب غیبت موسیٰ ان کی نبوت کو ضرر نہیں پہنچا سکتی تو غیبت امام زمانہ (عج) بھی آپ کی امامت کے لئے مضر نہیں ہے لہٰذا جس طرح موسیٰ نے فرعون کے محل میں پرورش پائی فرعون اور اس کے اطرافی موسیٰ کو نہ پہچان سکے حتیٰ بنی اسرائیل بھی آپ کے ظہور سے پہلے آپ کو نہ پہچان سکے جب کہ موسیٰ کی تلاش میں فرعون نے ہزاروں بچوں کو ذبح کروادیا تو اسی طرح ممکن ہے امام زمانہ (عج) بھی غیبت میں رہتے ہوئے ہماری محفلوں میں حاضر ہوں مگر ہم انھیں نہ پہچان سکیں اور ان کی غیبت میں ان کے چاہنے والوں پر ظلم وستم ہوں مگر جب آپ ظہور کریں گے تو یہ سب مشکلات ختم ہو جائیں گی۔

امام جعفر صادق (ع) سے روایت ہے "ہمارے قائم آل محمدؐ میں موسیٰ، یوسف، عیسیٰ اور پیغمبر اسلام (ص) کی کچھ شباہتیں ہیں موسیٰ کی شباہت ان میں یہ ہے کہ وہ بھی خائف اور منتظر اور یوسف کی ان میں شباہت یہ ہے کہ ان کے بھی چاہنے والے ان سے کلام کرتے ہیں مگر انھیں پہچان نہیں پاتے ہیں، عیسیٰ سے شباہت یہ ہے کہ آپ بھی سیاحت میں رہتے ہیں اور پیغمبر سے شباہت یہ ہے کہ آپ بھی شمشیر لے کر ظہور فرمائیں گے اور ہر ظالم کا قلع قمع کردیں گے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

ممکن ہے ہمارے مخالفین ہم پر یوں اعتراض کریں کہ ان دونوں میں فرق ہے حضرت موسیٰ جب غیبت سے ظاہر ہوئے تب حجت خدا قرار پائے اور ان کی اطاعت لوگوں پر واجب ہوئی لہٰذا آپ کے امام بھی جب ظاہر ہوں گے تب لوگوں پر حجت خدا ہوں گے اور اسی وقت لوگوں پر ان کی اطاعت واجب ہوگی ابھی جب تک وہ ظاہر نہیں ہوتے لوگوں پر ان کی اطاعت واجب نہیں ہے۔

ہم توفیق خدا کے پیش نظر جواب دیتے ہیں کہ ہمارے مخالفین اس بات سے جاہل ہیں کہ حجت الٰہی کے ظہور یا غیبت کے وقت کیا چیز ہے جو ان کی اطاعت کو واجب کرتی ہے جب کہ خدا اپنی محکم کتاب میں ان پر حجت کو تمام کر چکا ہے لہٰذا ایسے لوگ صرف اس آیت کے مصداق ہیں ﴿اَفَلَا یَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ اَمْ عَلٰی قُلُوبٍ اَقْفَالُهَا﴾ (سورۂ قصص آیہ ۱۵)

یعنی کیوں تم لوگ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے یا یہ کہ ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے داستان حضرت موسیٰ (ع) میں ہی بیان کر دیا کہ موسیٰ کے غیبت میں جانے سے پہلے انھوں نے اپنی نبوت کا اعلان بھی کیا تھا ان کے محب اور پیروکار لوگ بھی تھے جیسا کہ ارشاد ہوا ﴿وَدَخَلَ الْمَدِینَةَ عَلٰی حِینِ غَفْلَةٍ مِنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِیهَا رَجُلَیْنِ یَقْتَتِلَانِ هٰذَا مِنْ شِیعَتِهِ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهِ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِی مِنْ شِیعَتِهِ عَلَی الَّذِی مِنْ عَدُوِّهِ﴾ (سورۂ محمد آیہ ۲۴) یعنی موسیٰ جب شہر میں داخل ہوئے جب کہ لوگ ان سے غافل تھے تو انھوں نے دو افراد کو جھگڑتے ہوئے دیکھا ایک ان کے پیروکاروں میں سے تھا اور دوسرا ان کے دشمنوں میں سے تو جو ان کا پیروکار تھا اس نے اپنے دشمن پر موسیٰ سے مدد طلب کی" دوسری جگہ موسیٰ کے پیروکاروں کے بارے میں یوں ارشاد ہوا ﴿اُوذِینَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِیَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا﴾ (سورۂ اعراف آیہ ۱۲۹) یعنی انھوں نے کہا اے موسیٰ قبل اس کے کہ آپ آئیں ہمیں اذیتیں دی گئیں اور آپ کے آنے کے بعد بھی ہمیں اذیتیں دی جا رہی ہیں اس سے معلوم ہوا کہ قبل اس کے کہ موسیٰ اعلان نبوت کریں اور اعلانیہ لوگوں کو اپنی طرف بلائیں ان کے پیروکار انھیں پہچانتے تھے اور ان کو پیغمبر مانتے تھے اگر چہ وہ لوگ اس اعلان ظاہری سے پہلے نہیں پہچانتے تھے کہ یہی شخص موسیٰ ہیں لہٰذا ان کے منتظر تھے اور حضرت موسیٰ (ع) کی نبوت حضرت شعیب (ع) کے پاس سے لوٹنے کے بعد آشکار ہوئی جب کہ وہ دو افراد کا واقعہ موسیٰ کے شعیب کے

پاس جانے سے پہلے کا ہے۔

پیغمبر اسلام (ص) کے بارے میں بھی ہم لوگوں کو اسی طرح کا پاتے ہیں کہ لوگ آپؐ کے اعلان نبوت کے پہلے سے آگاہ تھے اور آپ کے مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے کے بارے میں بھی آگاہ تھے جب کہ ابھی آنحضرت اس دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے اور نہ آپ کی نبوت و رسالت ہی کا اعلان ہوا تھا۔ سلمان فارسی و قیس بن ساعدہ ایادی و تبع نامی بادشاہ حمیر و عبدالمطلب و ابو طالب وسیف بن ذی یزن جو کہ بادشاہ یمن تھا اور بحیرا نامی راہب اور شام کے بڑے راہب و ابو موہب راہب و سطیح نامی کاہن اور یوسف نامی یہودی ابن حواش جو اہل علم تھے اور شام سے آئے تھے اور زید بن عمرو بن نفیل اور انھیں جیسے بہت سے دوسرے لوگ تھے جو پیغمبر اکرم (ص) کی ولادت سے پہلے سے آپ کو آپ کے نام اور پورے حسب و نسب سے جانتے تھے جس کے بارے میں شیعہ و سنی دونوں فرقوں کے یہاں روایات موجود ہیں ان روایات کو میں اس کتاب میں سلسلہ وار لایا ہوں کوئی بھی نبی ہو یا وصی ایسا نہیں ہے جس کی ولادت اور اس کے زمانے والے اس کے ماں باپ کے نسب سے ناواقف ہوں یعنی ہر زمانے میں حجت خدا کو سب جانتے تھے چاہے وہ غیب میں ہو یا ظاہر ہو لیکن منکرین اور گمراہ و دشمنی رکھنے والے ہمیشہ اس مسئلے میں غافل رہے ہیں یہی حال اس دور کے لوگوں کا ہے جو امام زمانہ (عج) کے باایمان دوست ہیں وہ اہل علم و معرفت ہیں جو آپ کی ولادت آپ کی علامات اور آپ کے پورے شجرۂ نسب وغیرہ سے واقفیت رکھتے ہیں یا مزید امام کے ظہور کے وقت ان کا یقین کامل ہو جائے گا مگر جو ملحد و منکر اور عناد رکھنے والے افراد ہیں وہ ان سب باتوں سے غافل ہیں۔

امام زمانہ (عج) کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿یَوْمَ یَاْتِی بَعْضُ آیَاتِ رَبِّکَ لَایَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَکُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ﴾ (سورۂ انعام آیہ ۱۵۸)

یعنی جس دن تمہارے پروردگار کی بعض نشانیاں آئیں گی تو اس وقت کسی کا بھی ایمان لانا فائدہ نہیں دے گا جو اس سے پہلے اس پر ایمان نہیں لایا ہوگا،

جب امام جعفر صادق (ع) سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا (آیات) سے مراد ائمہ ہیں اور ان کی ایک نشانی قائم آل محمد علیہم السلام ہیں جب وہ قیام کریں گے تو جو پہلے سے ان پر ایمان نہ لا چکا ہوگا تو ان کو دیکھ کر اس کا ایمان لانا اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا اگر چہ اس کے والدین پہلے سے ایمان لا چکے ہوں اس روایت کو علی بن رئاب اور دوسروں نے امام جعفر صادق (ع) سے نقل کیا ہے، اس مطلب پر دلیل یہ آیت قرآنی ہے ﴿وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً﴾ (سورۂ مؤمنون آیہ ۵۰)

یعنی ہم نے مریم کے بیٹے اور ان کی ماں کو نشانی قرار دیا ہے، اسی طرح کا خطاب عزیرؑ کو ہوا جو سو سال کی موت کے بعد زندہ ہوئے تھے ارشاد ہوا ﴿فَانْظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِلنَّاسِ﴾ یعنی تم ذرا اپنے گدھے کی طرف دیکھو کہ ہم نے تم کو لوگوں کے لئے نشانی اور حجت قرار دیا ہے،

مسئلہ غیبت اور اس کے بارے میں مختلف فرقوں کی آراء

بطور عموم مسلمان مسئلۂ غیبت سے واقف ہیں جس کی پیغمبر اسلام (ص) نے بھی تصریح کی ہے بعض نے مسئلہ غیبت کو حجت الٰہی کے ساتھ تطبیق کرنے میں غلطی کی ہے اور اس مسئلہ میں پہل کرنے والے عمر بن خطاب ہیں کیونکہ انھوں نے جب پیغمبر اکرم (ص) کی رحلت ہوئی تو کہا کہ خدا کی قسم محمد نہیں مرے ہیں بلکہ غیبت میں چلے گئے ہیں جس طرح موسیٰ اپنی قوم سے غیبت میں چلے گئے تھے لہٰذا عنقریب آنحضرت (ص) کی یہ غیبت ختم ہو جائے گی اور پیغمبر ظاہر ہو جائیں گے اور متواتر اسی بات کو تکرار کرتے تھے یہاں تک کہ لوگ یہ سمجھنے لگے کہ وہ دیوانے ہو گئے ہیں اور ان کی عقل زائل ہوگئی ہے ایسے وقت میں ابو بکر کا ادھر سے گذر ہوا انھوں نے جو

لوگوں کو عمر کے اطراف میں جمع دیکھا تو قریب آئے اور انھیں بھی عمر کی یہ بات سن کر تعجب ہوا اور عمر کو خطاب کر کے کہا اے عمر! یہ تم اللہ کی قسم کھا کر کیا کہہ رہے ہو جب کہ اللہ تعالی نے ہمیں قرآن میں اس بات کی خبر دی ہے ﴿ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ ﴾ (سورۂ زمر آیہ ۳۰)

یعنی اے پیغمبر! تمھیں بھی مرنا ہے اور لوگوں کو بھی مرنا ہے یہ سن کر عمر بولے اے ابوبکر! واقعاً یہ آیت قرآن میں ہے ابوبکر نے کہا ہاں، خدا کی قسم محمد (ص) کا انتقال ہو چکا ہے، اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ عمر حافظِ قرآن نہیں تھے ورنہ اتنا تو ان کو پتہ ہونا چاہیے تھا۔

فرقہ کیسانیہ

عمر کے بعد کیسانیہ فرقہ تھا جو اس غلطی کا شکار ہوا اور ادعا کیا کہ یہ غیبت محمد بن حنفیہ کو ہوئی ہے سید بن محمد حمیری اس گروہ کا گرویدہ ہو کر چند اشعار کہتا ہے۔

أَلاَ إِنَّ الْأَئِمَّةَ مِنْ قُرَيْشٍ　　وُلَاةُ الْأَمْرِ أَرْبَعَةٌ سَوَاءُ

یعنی ائمہ چار ہیں اور سب قریش سے ہیں۔ اور چاروں کے حکم برابر ہیں

عَلِيٌّ وَالثَّلَاثَةُ مِنْ بَنِيهِ　　هُمْ اَسْبَاطُنَا وَالْاَوْصِيَاءُ

یعنی علی اور ان کے تین فرزند ہیں۔ جو ان کے بیٹے اور اوصیا ہیں

فَسِبْطٌ سِبْطُ اِيمَانٍ وَبِرٍّ　　وَسِبْطٌ قَدْ حَوَتْهُ كَرْبَلَاءُ

یعنی ایک سبط ایمان و نیکی وحلم ہے۔ دوسرا سبط کربلاء ہے

وَسِبْطٌ لَا يَذُوقُ الْمَوْتَ حَتّٰى　　يَقُودَ الْجَيْشَ يَقْدِمُهُ اللِّوَاءُ

یعنی ایک سبط زندہ ہے جو قائد ہوگا۔ لشکر کا پرچم اٹھائے ہوگا

يُغَيَّبُ فَلَا يُرَىٰ عَنَّا زَمَانًا　　بِرَضْوَىٰ عِنْدَهُ عَسَلٌ وَمَاءُ

یعنی جب وہ غائب ہوگا تو ہمیں دکھائی نہیں دے گا، اس کے کنارے شہد اور پانی کی نہریں

ہوں گی.

پھر یہی سیدان کے بارے میں کہتا ہے:

اَیا شُعْبِ رَضْویٰ مالِمَنْ بِکَ لایُریٰ　　فَحَتّیٰ مَتیٰ یُخْفیٰ وَاَنْتَ قَرِیْبٌ

یعنی اے وہ جگہ جہاں میرا حبیب ہے۔ وہ مہدی وہادی و میرا گم شدہ تجھ میں ہے

فَلَوْ غابَ عَنّا عُمْرَ نُوْحٍ لَا یَقَنَتْ .مِنّا النُّفُوْسُ بِاَنَّهُ سَیَؤُوْبُ

یعنی اگر اس کی غیبت کو سو صدیاں گذر جائیں۔ تو آئے گا میری آنکھوں کی امید تجھ سے ہے

مزید وہ سید اشعار کہتا ہے:

اَلا حَتّیٰ الْمُقِیْمُ بِشُعَبِ رَضْویٰ　　وَاَهْدِ لَهُ بِمَنْزِلِهِ السَّلامُ

یعنی اے نسیم صبح پہنچا میری طرف سے۔ میرے حبیب کو میرا سلام

وَقُلْ یا ابْنَ الْوَصِیِّ فَدَتْکَ نَفْسِیْ　　اَطَلْتَ بذالِک الْجَبَلِ الْمُقاما

یعنی اور کہنا فدا ہوں آپ پر وصی ابن وصی۔ زیادہ ہوئی فراق وجدائی

فَمُرَّ بِمَعْشَرٍ وَالُوکَ مِنّا　　وَسَمُّوکَ الْخَلِیْفَةَ وَالْإِماما

یعنی ذرا گذر کیجئے اس گروہ سے۔ جو آپ کو جانشین رسول وامام مانتے ہیں

فَماذاقَ اِبْنَ خَوْلَةَ طَعْمَ مَوْتٍ　　وَلا وَارَتْ لَهُ اَرْضٌ عِظاما

یعنی قبل اس کے کہ فرزند خولہ موت کا مزہ چکھے۔ اور زمین اس کی ہڈیوں کو چھپا دے

لہٰذا اس طرح سید حمیری مسلسل غیبت کے مسئلے میں گمراہ رہا اور اس کا اعتقاد یہ تھا کہ محمد بن حنفیہ کو غیبت حاصل ہوئی ہے یہاں تک کہ جب وہ امام جعفر صادق (ع) کی خدمت میں پہنچا اور ان میں علائم امامت کو پایا تو ان سے غیبت کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا بیشک مسئلہ غیبت حق ہے لیکن یہ غیبت ہمارے بارہویں کو حاصل ہوگی اور امام نے اسے محمد بن حنفیہ کی وفات سے

آگاہ کیا اور کہا کہ میرے بابا امام محمد باقر (ع) ان کی وفات کے وقت حاضر تھے، جب اس سید حمیری کے لئے حق واضح وروشن ہوا تو اس نے اپنے گذشتہ اعتقاد سے توبہ کرتے ہوئے مذہب حقہ امامیہ کو اختیار کیا حیان سراج کہتے ہیں کہ میں نے سید حمیری سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ میں پہلے غلو کرنے والوں میں سے تھا اور محمد بن حنفیہ کی غیبت کا اعتقاد رکھتا تھا اس گمراہی میں کافی عرصہ رہا یہاں تک کہ خداوند عالم نے مجھے امام جعفر صادق (ع) کے ذریعے دوزخ کی آگ سے بچا کر صراط مستقیم پر لگا دیا جب میں جان چکا کہ وہ امام وقت ہیں جن کی اطاعت کو اللہ نے واجب کیا ہے میں نے ان سے کہا کہ اے فرزند رسول! آپؑ مجھے مسئلہ غیبت کے بارے میں وہ روایات سنائیں جو آپؑ کے اجداد کے ذریعے سے ہمارے لئے نقل ہوئی ہیں اور یہ بھی بتائیں کہ وہ غیبت جس کا ذکر روایات میں ہے وہ کون سے امام کو حاصل ہوگی امامؑ نے فرمایا وہ غیبت میرے چھٹے فرزند کو حاصل ہوگی جو رسول خدا (ص) کے بعد آئمہ میں بارہواں ہوگا جن کے پہلے حضرت علی اور آخری قائم آل محمد علیہم السلام ہوں گے جو بقیۃ اللہ وصاحب الزمان ہیں خدا کی قسم اگر پس پردہ غیبت میں عمر نوح کے برابر بھی وہ رہیں تو انھیں اس وقت تک موت نہیں آئے گی جب تک وہ ظاہر نہ ہوں اور وہ ظاہر ہو کر جس طرح دنیا ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی اسی طرح عدل وانصاف سے بھر دیں گے، سید حمیری کہتے ہیں جب یہ باتیں میں نے امام جعفر صادق (ص) سے سنیں تو انھیں کے ہاتھوں پر میں نے توبہ کی اور یوں قصیدہ کہا۔

۱۔ جب میں نے دیکھا کہ لوگ گمراہی میں ہیں۔ تو میں بھاگا بھاگا آیا امام کی طرف

۲۔ نام خدا کو زبان پر جاری کرتے ہوئے۔ یقین کرتے ہوئے کہ خدا معاف کرے گا

۳۔ میں نے پہلے ایسے دین کو اپنایا ہوا تھا جو دین نہیں تھا۔ انسانوں کے سردار جعفرؑ نے مجھے رہا کرایا

۴۔میں نے کہا کہ بخش دیں مجھے۔ورنہ دین کے مسئلے میں میری کون نصرت کرے گا

۵۔میں تائب ہوں اپنے گناہوں پر۔کہ آج پلٹا ہوں اصل دین اسلام پر

۶۔خالی نہیں رہا میں پوری عمر بھر۔اب نہیں ہوں سابقہ آئین پر زندگی بھر

۷۔اب نہیں کہوں گا کہ محمد حنفیہ زندہ ہیں۔ندمت کر رہا ہوں اپنی اس نادانی پر

۸۔لیکن محمد نے اپنی راہ لے لی ہے۔نہیں کہئے گا اپنا گناہ مگر مجھ جیسا

۹۔جو طیب و طاہر اولیاء کے ساتھ ہوگا۔اس کا ٹھکانا بہشت کا اعلیٰ مقام ہوگا

سید حمیری کہتے ہیں میں نے مزید یہ اشعار کہے:

۱۔اے مدینہ کی جانب جانے والے۔مجھ کمینے کا یہ پیغام سن لے

۲۔اگر تجھے اللہ ہدایت کرے جعفر صادق (ع) کے واسطہ سے۔تو ان ولی اللہ ابن المہذب سے کہنا۔

۳۔اے امین اللہ فرزند امین اللہ۔میں نے توبہ کی پروردگار سے اور پھر سے توبہ

۴۔میں نے جانا کہ آپ امین اللہ ہیں۔معاف کر دیں میری گذشتہ خطاؤں کو

۵۔محمد حنفیہ کی جو امامت کا قائل تھا۔تو آپ کو غضب میں لایا تھا

۶۔لیکن جو روایت حضرت علیؑ سے ہوئی ہے۔اس بیان میں صداقت جلی تھی

۷۔تھا یہ بیان کہ ولی خدا کو غیبت ہوگی حاصل۔پنہاں ہوگی ان کی رؤیت

۸۔میراث امامت ہوگی تقسیم۔ایک ہوگا ان میں سے غائب

۹۔لیکن اس کی غیبت میں بھی امید ہے۔کہ انتہا کو پہنچے گی یہ انتظار کی گھڑی

۱۰۔جو نصرت حق کے ساتھ کعبہ سے آئیں گے۔لوگوں اور سرداروں کے ساتھ آئیں گے

۱۱۔جو دشمنوں پر آ کے چھائیں گے۔کام سب کا تمام کر دیں گے

۱۲۔ پہلے میں کہتا تھا کہ محمد حنفیہ ایسے ہیں۔ لوگوں کی دید نگاہوں سے پوشیدہ ہیں

۱۳۔ پہلے میں کہتا تھا کہ وہ قائم حق ہیں۔ عدالت ہیں ان کا سایہ محقق ہے

۱۴۔ اب آپ کی بات عین حق ہے۔ آپ کا فرمان بالکل سچ ہے

۱۵۔ اللہ کی قسم کہ آپ کا یہ کلام دلیل ہے۔ برہان ہے اور آپ کا دشمن علیل ہے

۱۶۔ میں نے جانا کہ ولی امر وہ نہیں تھے۔ میری روح اسی لئے ہمیشہ بے چین تھی

۱۷۔ اس زمانے کے بعد قائم آئیں گے۔ غیبت کا زمانہ امام کو پہنچے گا

۱۸۔ غیبت میں رہیں گے اس وقت تک۔ جب تک مالک زمین کی ہوگی مصلحت

۱۹۔ میری دین داری نے اتنا ہے جانا۔ اب ہرگز نہ ہوگا دین سے پھر جانا

محمد بن حنفیہ کی وفات کے بارے میں روایات

ا۔ حسین بن مختار نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حیان سراج امام جعفر صادق (ع) کی خدمت میں حاضر ہوئے تو امام نے حیان سے پوچھا اے حیان! تمہارے ساتھی محمد حنفیہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ انھوں نے کہا وہ کہتے ہیں کہ محمد حنفیہ زندہ ہیں امام جعفر صادق (ع) نے اپنے والد امام محمد باقر (ع) کے بارے میں کہا کہ آپ منجملہ ان افراد میں سے تھے جو محمد حنفیہ کی عیادت کو گئے تھے اور ان کی وفات کے وقت بھی حاضر تھے اور ان کی وفات کے بعد غسل وکفن دے کر دفنانے میں بھی شریک تھے، حیان عرض کرتے ہیں یابن رسول اللہ محمد حنفیہ کی مثال اس امت میں عیسیٰ بن مریم کی سی ہے یعنی ان کی حالت بھی لوگوں کے لئے مشتبہ تھی، امام جعفر صادق (ع) نے اس سے پوچھا کہ ان کی حالت ان کے دوستوں پر مشتبہ تھی یا دشمنوں پر؟ تو اس نے کہا دشمنوں پر، امام نے کہا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ محمد باقر (ع) اپنے چچا کے دشمن تھے؟ اس نے کہا ہرگز ایسا نہیں ہے تب امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا: اے حیان! تم لوگوں نے آیات خدا سے منہ

موڑلیا ہے بیشک خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے ﴿سَنَجْزِي الَّذِينَ يَصْدِفُونَ عَنْ آيَاتِنَا سُوءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يَصْدِفُونَ﴾ یعنی ہم عنقریب ان لوگوں کو بُری سزا دیں گے جنھوں نے ہماری آیات سے منہ پھیر لیا ہے پھر امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا محمد حنفیہ کو اس وقت تک موت نہیں آئی جب تک انھوں نے علی بن الحسین امام زین العابدین علیہما السلام کی امامت کا اقرار نہ کرلیا اور محمد حنفیہ کی وفات ۸۴ھ کو ہوئی ہے۔

حنان بن سدیر اپنے والد سے اور وہ امام محمد باقر (ع) سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا میں محمد حنفیہ کے احتضار کے وقت ان کے پاس تھا میں نے ان سے کہا کہ آپ وصیت کریں تو ان کی زبان سے بولا نہیں جارہا تھا تو میں نے ایک طشت میں نرم خاک منگوائی اور ان سے کہا کہ اس پر اپنی انگلی سے لکھیں تو انھوں نے اس خاک پر علی بن الحسین علیہما السلام کی امامت کی گواہی دی گویا لکھ کر دی۔

غیبت کے مسئلے میں ناووسیہ اور واقفیہ والوں کے عقیدہ کا باطل ہونا

کیسانیہ والوں کے بعد ناووسیہ والوں نے مسئلہ غیبت امام میں غلطی کی کیونکہ غیبت کو حجت خدا میں صحیح جانتے تھے لہٰذا اپنی جہالت کے سبب اس غیبت کو امام جعفر صادق (ع) سے منسوب کرتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عقیدے کو امام جعفر صادق (ع) کی وفات سے باطل ثابت کیا پھر ان کے بعد امام موسیٰ کاظم (ع) کا زمانہ آیا تو ناووسیہ کے بعد واقفیہ والے سامنے آئے جنھوں نے مسئلہ غیبت کو امام موسیٰ کاظم (ع) سے منسوب کیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عقیدے کو امام موسیٰ کاظم (ع) کی وفات اور ان کی آشکار قبر کے ذریعے باطل کردکھایا، اسی طرح امام علی رضا (ع) کی امامت ثابت ہوئی۔

امام موسیٰ کاظم (ع) کی وفات کے سلسلے میں روایات

عمر بن واقد کہتے ہیں ایک دفعہ رات کے وقت ''سندی بن شاہک'' نے مجھے طلب کیا میں ڈرا کہ کہیں مجھے قتل تو نہیں کرنا چاہتا ہے میں نے اپنے بیوی بچوں کو وصیتیں کیں اور ﴿اِنَّـا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن﴾ پڑھ کر مرکب پر سوار ہوا اور اس کے پاس گیا، جب اس نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا، اے ابا حفص! میں تم میں وحشت واضطراب پا رہا ہوں، میں نے کہا ہاں تو اس نے کہا یہاں سوائے خیر کے کچھ نہیں ہے میں نے کہا تو پھر میرے گھر پر کسی کو میری سلامتی کا پیغام دے کر بھیجیں ،اس نے کہا ٹھیک ہے پھر اس نے مجھ سے کہا تمہیں معلوم ہے میں نے اس وقت تمہیں یہاں کیوں بلوایا ہے؟ میں نے کہا مجھے نہیں معلوم، اس نے کہا تم موسیٰ بن جعفرؑ کو جانتے ہو؟ میں نے کہا ہاں کافی عرصہ سے ہمارے اور ان کے درمیان بچی دوستی ہے، اس نے کہا بغداد میں اور کون لوگ انھیں جانتے ہیں' میں نے نام بتائے اور مجھے ایسا لگا کہ امام موسیٰ کاظم (ع) کی شہادت واقع ہو چکی ہے، اس نے افراد کو بھیج کر ان تمام افراد کو بھی بلوایا جن کے میں نے نام لئے تھے پھر ان سے دوسرے محبوں کے نام پوچھے انھیں بلوایا یہاں تک اس نے پچاس کے قریب افراد کو جمع کیا پھر وہ اٹھ کر گیا ہم لوگوں نے صبح کی نماز پڑھی پھر وہ اپنے کاتب کے ہمراہ آیا اور ہم سب کے نام اور ایڈریس اور پیشے لکھوائے اور پھر مجھے اٹھنے کو کہا جب میں اٹھا تو بقیہ افراد بھی اٹھے وہ ہم سب کو کولے کر ایک حجرہ میں داخل ہوا اور ایک رکھی ہوئی میت سے کپڑا ہٹاتے ہوئے کہا کہ دیکھو یہی موسیٰ بن جعفر علیہما السلام ہیں ہم سب نے کہا ہاں اب جو میں نے دیکھا کہ امام رحلت فرما چکے ہیں اس نے قمیص ہٹا کر دکھائی کہ دیکھو کہیں ان کے جسم پر ضرب کے نشانات تو نہیں؟ ہم نے کہا نہیں پھر اس نے کہا کہ آپ لوگ یہیں رہیں اور ان کو غسل وکفن دے کر دفن کریں ہم سب نے

حضرت کو غسل کفن دیا پھر سندی ابن شاہک نے حضرت پر نماز پڑھائی پھر ہم سب نے حضرت کو دفن کیا اور اپنے اپنے گھروں کو لوٹے عمرو بن واقدی کہتے ہیں لوگ کس طرح کہتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں جب کہ ان کے غسل و دفن میں میں خود شریک تھا۔

حسن بن عبداللہ صیرفی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں امام موسیٰ کاظم (ع) جب سندی بن شاہک کے قید خانے میں تھے تو اسی میں آپ کو شہید کر کے ایک تابوت میں رکھ کر چار غلام اسے اٹھا کر لے چلے یہ اعلان کرتے ہوئے کہ یہ رافضیوں کے امام کا جنازہ ہے اس کو پہچانو! سلیمان ابن ابی جعفر نے جو اپنے گھر سے جھانک کر دیکھا اور لوگوں کا شور و غل سنا تو اپنے بیٹوں اور غلاموں سے اس کی وجہ پوچھی تو انھوں نے اصل ماجرا بتایا جب سلیمان نے یہ سنا تو اپنے بیٹوں اور غلاموں سے کہا جس طرح سے بھی ممکن ہو ان غلاموں سے اس تابوت کو حاصل کرلو، اس کے بیٹوں و غلاموں نے ان غلامون سے اس تابوت کو حاصل کرلیا پھر اعلان کرایا گیا کہ جس کو بھی طیب ابن طیب امام موسیٰ کاظم (ع) کی زیارت کرنی ہے وہ آجائے، لوگ جمع ہو گئے، امام کو بڑے احترام کے ساتھ غسل و کفن دیا گیا دو ہزار پانچ سو درہم کی برد یمانی کی چادر جس پر پورا قرآن لکھا ہوا تھا آپ پر ڈالی گئی خود سلیمان پا برہنہ گریبان چاک کر کے گریہ کرتے ہوئے امام کی تشییع جنازے میں شریک ہوئے اور قبرستان قریش میں آپ کو دفنایا گیا پھر سلیمان نے ہارون الرشید کو نامہ لکھا کہ تمہارے وزیر سندی بن شاہک نے اتنی بڑی گستاخی کی ہے تو اس نے جواب میں لکھا کہ اے چچا! خدا آپ کو جزائے خیر دے خدا کی قسم سندی بن شاہک خدا اس پر لعنت کرے اس نے یہ کام ہمارے حکم سے انجام نہیں دیا ہے۔

محمد بن صدقیہ عنبری کہتے ہیں ہارون الرشید نے امام موسیٰ کاظم (ع) کی وفات کے موقع پر آل ابوطالب اور بنی عباس اور تمام بزرگار حکومت کو بلوا کر کہا کہ یہ دیکھیں یہ موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کا

جنازہ ہے جو اپنی موت مرے ہیں ان کے مرنے میں میرا کوئی دخل نہیں ہے کہ میں خدا سے توبہ کروں۔ بے شیعوں کو بلا کر دکھایا انھوں نے بھی حضرت کے جسم پر کوئی جراحت کے نشانات بھی نہ پائے پھر وہ لوگ حضرت کے جنازے کو لے کر چلے غسل و کفن دے کر دفن کر دیا، علی بن رباط کہتے ہیں میں نے ایک دفعہ امام علی رضا (ع) کی خدمت میں عرض کیا یا بن رسول اللہ بعض لوگ ہم میں سے ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ آپ کے والد (امام موسیٰ کاظم (ع) مرے نہیں ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں امام علی رضا (ع) نے کہا سبحان اللہ کیا رسول اللہ (ص) کو موت آسکتی ہے اور میرے والد کو موت نہیں آسکتی؟ خدا کی قسم ان کا انتقال ہو چکا ہے ان کے اموال تقسیم ہو چکے ہیں اور ان کی کنیزوں نے شادیاں کرلی ہیں۔

غیبت امام حسن عسکری (ع) کے بارے میں واقفیہ والوں کا ادّعا

جیسا کہ پہلے گزرا کہ ناووسیہ والوں کے بعد واقفیہ والے آئے اور انھوں نے ادعا کیا کہ امام حسن عسکری (ع) غیبت میں گئے ہوئے ہیں گویا انھوں نے جہالت کے سبب مسئلہ غیبت کو امام مہدی (عج) کے بجائے امام حسن عسکری (ع) سے منسوب کر دیا تھا مگر روایات صحیحہ کے ذریعے سے جب امام حسن عسکری (ع) کی شہادت کا مسئلہ واضح ہو گیا تو معلوم ہوا کہ غیبت ان کے بیٹے امام مہدی (عج) کو حاصل ہے نہ کسی اور کو۔

امام حسن عسکری (ع) کی شہادت کے بارے میں روایات

منجملہ ان روایات میں سے جو وفات امام حسن عسکری (ع) کو ثابت کر رہی ہیں روایت سعد بن عبداللہ ہے جو کہتے ہیں کہ مجھ سے بہت سے ایسے لوگوں نے جن پر جھوٹے ہونے کا الزام نہیں لگایا جا سکتا نقل کیا ہے کہ ہم سب امام حسن عسکری (ع) کے دفن میں شریک تھے پھر امام عسکری (ع) کی شہادت کے جو کہ ۲۶۰ھ کو ہوئی۔ کے ۱۸ سال بعد احمد بن عبیداللہ بن یحییٰ

بن خاقان (جو کہ پہلا خالص دشمن آل ابی طالب تھا) قم کے نواحی علاقے میں بیٹھا ہوا تھا جیسے ہی اس کے سامنے "سر من رای" میں رہنے والے علویوں کا ذکر آیا تو اس نے کہا میں نے حسن عسکری (ع) کے مانند کسی بھی شیعہ کو نہیں پایا اور تمام وزراء سلطنت اور بزرگان ان کا احترام کرتے تھے پھر وہ کہتا ہے ایک دن میں اپنے باپ کی عمومی محفل میں حاضر تھا کہ دربان نے آکر کہا "ابن الرضا" آئے ہیں تو انھوں نے کہا کہ بلاؤ جیسے ہی وہ داخل ہوئے تو ان میں بڑی ہیبت وجلال تھی کہ میرے والد بھی انھیں دیکھ کر فوراً ان کے احترام میں اٹھ گئے اور چند قدم ان کے استقبال کو بھی گئے ان سے مصافحہ کر کے بڑے ادب واحترام کے ساتھ لا کر انھیں مصلے پر بٹھایا اور خود بھی ان کے پاس بیٹھ گئے اور ان سے گفتگو کرتے ہوئے انھیں کنیت سے پکارتے تھے اور میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کہہ کر گفتگو میں مصروف ہو گئے مجھے اپنے والد کی یہ رفتار بڑی عجیب لگی اتنے میں میں نے دیکھا کہ پھر دربان نے آکر خبر دی کہ ولیعہد موفق جو خلیفۂ وقت تھا آرہا ہے اس کے استقبال میں سب نے صف باندھ لی اور احترام کو کھڑے ہو گئے مگر میرے والد مسلسل امام حسن عسکری (ع) سے گفتگو میں مشغول تھے اور پھر حضرت سے معذرت طلب کرتے ہوئے میرے باپ نے غلاموں سے کہا کہ حضرت کو محل کے پچھلے دروازے سے لے جاؤ کہیں موفق خلیفہ انھیں نہ دیکھ لے، مجھے اپنے والد کی یہ بات اور عجیب لگی اور میرے تعجب میں اضافہ ہوا رات کو نماز کے بعد جب میرے والد بیٹھے تو میں نے صبح دربار میں پیش آنے والے حالات کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے جواب دیا بیٹا وہ شخص جن کے ساتھ میں اتنے احترام سے پیش آیا وہ را فضیوں کے امام "ابن الرضا" تھے اگر بنی عباس کے ہاتھوں سے خلافت کو چھٹکارا ملے تو بنی ہاشم میں سوائے اس شخص کے کوئی خلافت کے لائق نہیں ہے جو کہ فضیلت وعفت ورہبری وزہد وعبادت اور نیک اخلاق کے پیش نظر

خلافت کے زیادہ سزاوار ہیں، احمد بن عبید اللہ کہتا ہے یہ باتیں سن کر تو میرے تن بدن میں آگ لگ گئی اور ان کے بارے میں جستجو کرنے لگ گیا جس سے بھی سوال کرتا وہ ان کی نیکی اور پاکیزگی کو ہی بیان کرتا اپنے ہر ایک سے ان کو بزرگ و برتر سمجھتا تھا اور ان کا احترام کرتا تھا تب جا کر ان کی فضیلت میرے نزدیک ثابت ہوئی کیونکہ ان کے دوست و دشمن سب ان کی تعریف کرتے ہوئے نظر آئے۔

ایک عجیب واقعہ

خدا کی قسم حسن بن علی علیہما السلام کی وفات کے وقت خلیفۂ وقت اور لوگوں کے سامنے ایک عجیب واقعہ پیش آیا جو بڑا تعجب آور تھا کیونکہ جب حسن بن علی علیہما السلام بیمار ہوئے تو میرے والد کے پاس پیغام پہنچا کہ "ابن الرضا" بیمار ہیں میرے والد فوراً اپنے مرکب پر سوار ہو کر جلدی جلدی دار الخلافہ پہنچے خلیفہ کے پانچ غلام بھی ان کے ہمراہ تھے کہ ان کے حالات سے باخبر رہیں طبیب کو "ابن الرضا" کے لئے بلایا گیا مگر افاقہ نہ ہوا روز بروز حضرت کا ضعف بڑھتا گیا یہاں تک کہ ۲۶۰ھ کے ربیع الاول میں "ابن الرضا" کا انتقال ہوا تو خلیفۂ وقت نے آپ کے گھر کی جستجو کروائی کہ کہیں آپ کا کوئی بیٹا نہ ہو اور پھر دائیوں کو بلوا کر حضرت کی کنیزوں کو بھی چیک کروایا گیا کہ کہیں کوئی حضرت سے حاملہ نہ ہو ایک کنیز پر حاملہ ہونے کا شک ہوا تو اس کو قید میں دو سال کے قریب رکھا گیا جب یقین ہو گیا کہ وہ حاملہ نہیں تھی تو پھر اسے آزاد کر دیا گیا، خلیفۂ وقت نے امام حسن عسکری (ع) کے گھر کو جو "سر من رای" میں تھا سیل کروا دیا اور پھر تمام علویوں کو حضرت کا جنازہ دکھاتے ہوئے کہا کہ دیکھو کہیں ان کے جسم پر جراحت وغیرہ کی کوئی علامت تو نہیں ہے سب کو اس پر گواہ ٹھہرانے کے بعد حضرت کے جنازے کو لوگوں کے حوالے کیا تب لوگوں نے اپنے امام کو غسل و کفن دے کر بڑے عزت و احترام کے ساتھ دفن کیا دوسری طرف خلیفہ حضرت

کے فرزند کی تلاش میں تھا کہ اس دوران میں نے عجیب واقعہ دیکھا کہ جعفر نے جو کہ امام عسکری (ع) کا بھائی تھا امامت کا دعویٰ کیا اور اپنے والد اور بھائی کی وصایت کا ادعاء کیا۔ خلیفہ نے اسے جھڑک کر دربار سے باہر نکال دیا اور میرے باپ نے بھی اسے بُرا بھلا کہا۔

مگر میں نے دیکھا کہ خلیفۂ وقت ہمیشہ "ابن الرضا" کے فرزند کی تلاش میں رہا کیونکہ اس نے پڑھا ہوا تھا کہ حسن عسکری (ع) کا بیٹا بارھواں اور آخری امام ہوگا جو پردہ غیب میں رہے گا، تو کیا یہ سب باتیں اس بات کا واضح ثبوت نہیں کہ امام مہدیؑ کی ولادت ان کے والد ماجد کی شہادت سے کچھ سال پہلے ہی ہو چکی تھی اور امام حسن عسکری (ع) نے انھیں خاص لوگوں کے سامنے دکھا کر شناخت بھی کروائی تھی کہ یہی میرے بعد میرا خلیفہ وجانشین ہوگا تم لوگ اس سے جدا نہ ہونا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور یہ بھی کہا تھا کہ یاد رکھو آج کے بعد اس کو نہیں دیکھ سکو گے اور پھر ان کو چھپا دیا تھا، اسی لئے خلیفۂ وقت ہمیشہ حضرت کی تلاش میں تھا۔

اثبات غیبت

روایت ہے کہ امام زمان (عج) وہ ہیں جن کی ولادت بھی پوشیدہ ہوئی اور وہ خود بھی لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہیں اور زندہ ہیں جب ظہور کریں گے تو تمام شک وشبہات ختم ہو جائیں گے اور پھر جب ہم محمد حنفیہ اور امام جعفر صادق و امام موسیٰ کاظم و امام حسن عسکری علیہم السلام کی وفات کو ثابت کرتے ہیں تو جس غیبت کا ذکر پیغمبر اسلام (ص) نے اور گیارہ ائمہ نے کیا ہے وہ امام زمان (عج) کے لئے باقی رہ جاتی ہے لہٰذا اگر کوئی یہودی آ کر ہم سے سوال کرے کہ کیوں آپ لوگ ظہر و عصر و عشاء کی چار چار رکعت اور صبح و مغرب کی دو اور تین رکعت پڑھتے ہیں؟ تو اس کا جواب یہی ہے کہ کیونکہ تو ہمارے نبی کی نبوت کا منکر ہے جو ان نمازوں کے احکام کو لائے اور نمازوں کی رکعات کو معین کیا، اگر ان کی نبوت باطل ہو تو یہ نمازیں بھی باطل ہیں اور پھر یہ سوال

بھی بیچا ہوگا اور اگر ان کی نبوت ثابت ہو جائے تو ضروری ہے کہ نمازوں کے وجوب اور اس کی رکعات کے بارے میں ہم اقرار کریں کیونکہ پیغمبر اسلامؐ انھیں لائے ہیں اور امت نے اس پر اجماع اور اتفاق کیا ہے چاہے ہمیں اس کی علت معلوم ہو یا معلوم نہ ہو، لہٰذا جو امام زمانہ (عج) کے بارے میں بھی سوال کرے تو اس کا یہی جواب ہے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اگر کوئی ہم سے اعتراض کرے کہ کیوں تمہارا بارہواں امام پردۂ غیب میں ہے جب کہ ان کے اجداد جو تمہارے سابقہ امام ہیں انھیں تو کوئی غیبت حاصل نہیں ہوئی جب کہ یہ دور تو تمہارے سابقہ ادوار کی نسبت بہت بہتر ہے کیونکہ گذشتہ آئمہ علیہم السلام سے لوگ بیزاری کا اعلان کرتے تھے انھیں شہید کر دیتے تھے؟ ہم توفیق الٰہی کے تحت ان کو یوں جواب دیں گے کہ اس دور میں بھی نادان غافل لوگوں کی کمی نہیں ہے کیونکہ یہ بات تو ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں غیبت میں رہنا اور ظاہر ہونا حکمت و مصلحتِ پروردگار کے ساتھ ساتھ لوگوں کے حالات پر بھی منحصر ہے اور پہلے آئمہ علیہم السلام کے ادوار میں اگرچہ آئمہ کی ولادت سے پہلے لوگ ان کے بارے میں آشنائی نہیں رکھتے تھے اور جب حقیقت کھل کر سامنے آئی اور خلفاءِ وقت نے انھیں اپنے خرافی عقائد اور ظلم و جور میں سدِ راہ پایا تو انھیں شہید کروا ڈالا تو امام زمانہ (عج) جن کی ولادت سے پہلے آنحضرت (ص) اور تمام ائمہ علیہم السلام نے ان کی تمام خصوصیات کو بتا دیا ہے تو کیا اب ان کے مخالفین نہیں ہیں بلکہ پہلے سے زیادہ اس وقت کے دشمن سخت ہیں اور ہمیشہ ان کی تلاش میں ہیں کہ ان کو پا کر شہید کر ڈالیں، ہاں ان کے وجود سے جو ہدایت کا طلب گار ہے وہ ہدایت پائے گا اور جو ضلالت پر اترا تو وہ یقیناً گمراہ ہوا جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہوا ﴿مَنْ يَهْدِ اللهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِى وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْشِدًا﴾ (سورۂ کہف آیہ ۱۷)

یعنی جس کو اللہ نے ہدایت دی اس نے ہدایت پائی اور جس کو اللہ نے اس کی گمراہی میں چھوڑ دیا تو اے پیغمبر: آپ اس کے لئے کسی کو رہنما نہیں پائیں گے۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا ﴿ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴾ (سورۂ مائدہ آیہ ۶۸)

"یعنی اے پیغمبر: جو کچھ آپ کی طرف آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے وہ بہت سے لوگوں کے کفر و طغیان کے بڑھنے کا سبب بنے گا اور آپ کافر لوگوں پر افسوس نہ کریں۔" لیکن اس زمانے میں جو لوگ تفصیل سے امام زمان (عج) کے بارے میں جانتے ہیں کہ آپ تلوار کے ساتھ ظہور فرمائیں گے اور ہر طرف سے ظلم و جور اور ناانصافیوں کا خاتمہ کریں گے اور جیسے حالات حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰ (ع) کی ولادتوں کے وقت تھے کہ نمرود اور فرعون نے صرف اس لئے کہ ابراہیم اور موسیٰ اس دنیا میں نہ آنے پائیں ہر طرح کے ظلم و ستم ڈھا رکھے تھے اس لئے خدا نے شروع ہی سے اپنی اس آخری حجت کو پردۂ غیب میں رکھا اور یہ شرعی مسئلہ ہے کہ والد کی میراث اولاد کی موجودگی میں ماں باپ بھائی بہن کسی کو نہیں ملتی ہے اور آپ کے پردۂ غیب میں رہنے سے شاید دشمنوں کی دشمنی میں کچھ کمی آئے اور دوستوں کی معرفت میں اضافہ ہو اور حقانیت مذہب امامیہ لوگوں کے سامنے زیادہ روشناس ہوتا کہ حق و باطل کھل کر سامنے آسکیں۔

ایک اور اعتراض اور اس کا جواب

بعض جاہل لوگ ہم سے کہتے ہیں کہ ہمیں ذرا اپنے امام غائب کے حالات بتاؤ کیا وہ خود بھی امامت کے مدعی ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو کیا ہم ان کے پاس جا سکتے ہیں مسائل دینی پوچھنے کے لئے یا نہیں؟ اگر وہ ہمارے سوالات کے جوابات نہ دے سکیں تو وہ عام لوگوں کی مانند ہیں، ہم ان لوگوں کے جواب میں کہتے ہیں کہ ان سے پہلے کے تمام آئمہ علیہم السلام نے جب ہمیں ان کی

امامت کی خبر دیدی ہے تو اب اس بات کی ضرورت نہیں کہ وہ بھی آ کر اپنی امامت کا ادعا کریں مگر یہ کہ وہ بوقت ظہور اپنی امامت کو ظاہر کریں کیونکہ ان کی امامت پر پہلے سے دلائل و برہان قائم ہو چکے ہیں مزید ان کو آ کر اپنی امامت پر دلائل قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہے جس طرح ہمارا عقیدہ حضرت علی (ع) کی امامت و خلافت کے بارے میں ہے کہ پیغمبر اسلام (ص) نے پہلے ہی آپ کی امامت و خلافت کی تصریح کر دی تھی لہٰذا بعد میں حضرت علی (ع) کو مزید ادعاء امامت کرنے کی ضرورت نہیں تھی ہاں یہ جو سوال کرنے والوں نے کہا کہ ہم مسائل دینی کو ان سے پوچھیں تو اگر ان کا یہ پوچھنا علم و کمال حاصل کر کے ان کی امامت کے اعتراف کرنے کے لئے ہو تو یقیناً حضرت ان کے اس قسم کے ہر سوال کے جواب دیں گے اور اگر اس سوال کرنے سے ان کا مقصد جاسوسی کر کے ان کے دشمنوں کو ان کے بارے میں مطلع کرنا اور دین میں رخنہ ڈالنا ہوگا تو حضرت ہرگز ایسے لوگوں کے سوالات کے جواب نہیں دیں گے۔ کیونکہ حضرت کے لئے اپنی جان کا تحفظ بھی ضروری ہے، اور پھر جس طرح پیغمبر اکرم (ع) کا غار میں چھپ کر عبادتیں کرنا ان کی نبوت کے خلاف نہ تھا اسی طرح حضرت کا غیب میں رہنا ان کی امامت کے خلاف نہیں ہے وہ امام ہیں اگر چہ اپنی جان کے تحفظ کی خاطر پردہ غیب میں رہیں۔

دوسرا جواب جو اس بارے میں دیا جا سکتا ہے وہ یہ کہ اگر پیغمبر (ص) کے ہمراہ جانے والے اصحاب سے مشرکین میں سے کوئی پوچھے کہ رسول تم میں سے کون ہے اور اصحاب جواب دیں کہ ہمیں نہیں معلوم یا ہمارے درمیان کوئی رسول نہیں ہے یا فلاں کی طرف اشارہ کر کے کہیں کہ وہ رسول ہے تو کیا اصحاب نے جھوٹ بولا، اگر آپ لوگ کہتے ہیں کہ ہاں اصحاب نے جھوٹ بولا تو آپ کا دین سے خارج ہونا لازم آئے گا کیونکہ آپ لوگ تمام اصحاب پیغمبر (ص) کو عادل مانتے ہیں تو معلوم ہوا کہ اگر چہ ظاہر میں ان کا یہ کہنا جھوٹ معلوم ہو رہا ہے مگر کیونکہ حفظ جان پیغمبر مقصود

ہے لہٰذا انھوں نے توریہ کر کے پیغمبر (ص) کی جان بچائی ہے لہٰذا یہ بہت پسندیدہ کام ہے لہٰذا جب اصحاب کا اس طرح سے جواب دینا صحابہ کی صداقت کو ضرر نہیں پہنچا سکتا تو ہمارے امام کی امامت کو چھپانا بھی ان کی امامت کو ضرر نہیں پہنچا سکتا ہے جس طرح ایک مسلمان کفار کے ہاتھوں گرفتار ہو جائے اور کفار کی روش یہ ہو کہ جس مسلمان کو بھی پکڑتے ہوں قتل کر ڈالتے ہوں اور اس مسلمان سے وہ سوال کریں کہ تم مسلمان ہو؟ یہ کہے کہ نہیں یہ اسلام سے نہیں نکلا اسی طرح اگر امام بھی اپنے جانی دشمنوں کے سامنے اپنی امامت کا انکار کرے تو وہ امامت سے خارج نہیں ہوگا، اگر سوال کرنے والے مزید ہم سے کہیں کہ امام کا مسئلہ عام لوگوں سے مختلف ہے امام کے لئے ضروری ہے کہ اپنے آپ کو لوگوں سے پنہاں نہ کرے تو ہم جواب دیں گے کہ ہم نے یہ نہیں کہا ہے کہ امام اپنے آپ کو تمام لوگوں سے مخفی رکھے ہوئے ہیں بلکہ امام نے صرف اپنے دشمنوں سے اپنے آپ کو مخفی رکھا ہوا ہے۔

اگر کوئی ہم سے یوں سوال کرے کہ آپ نے کہا امام اپنی جان کے خوف سے اپنی امامت کا انکار کریں؟ تو ہم ان کے جواب میں پہلے بعض اہل حق کا یہ جواب پیش کریں گے کہ پیغمبر اور امام میں فرق ہے وہ یہ کہ پیغمبر اپنی رسالت و نبوت کو خود ہی بیان کرنے والا اور بلانے والا ہے اگر پیغمبر تقیہ کے تحت اپنی نبوت کا انکار کرے تو حجت خدا کا زمین سے ختم ہونا لازم آئے گا مگر امام کو پیغمبر چننے اور پہچان کرانے والے ہیں لہٰذا اگر خود امام اس مسئلے میں خاموشی اختیار کریں یا مصلحت کے پیش نظر انکار بھی کریں تو اس سے ان کی امامت پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے کیونکہ قول پیغمبر (ص) ان کی امامت کے بارے میں کفایت کرتا ہے، پھر ہم اپنی طرف سے جو جواب دیتے ہیں وہ یہ کہ تقیہ کا مسئلہ پیغمبر (ص) اور امام کے درمیان مساوی ہے پیغمبر (ص) جنھوں نے حکم الٰہی کے لئے قیام کیا ہے اور تبلیغ رسالت کو انجام دیا ہے اور معجزات لائے ہیں اگر وہ بھی دشمنوں میں گرفتار ہو

جائیں تو اپنی حفظ جان کے لئے تقیہ کرسکتے ہیں۔

اس مطلب پر دلیل صلح حدیبیہ، کا مرحلہ ہے جب آپؐ نے صلح نامہ سے اپنے نام کے ساتھ سے عنوان نبوت کو ہٹوایا تھا جب سُہیل بن عمرو حفص بن احنف آپ کی نبوت کے منکر ہوئے اور کہا کہ اگر ہم ان کو نبی مان لیتے تو جھگڑا ہی ختم تھا لہٰذا یہ نہ لکھا جائے تب آنحضرت (ص) نے علی (ع) سے کہا کہ لفظ ''نبوت'' مٹا دو صرف یہ لکھو کہ یہ صلح نامہ محمد بن عبداللہ کی طرف سے ہے اور پیغمبر (ص) کے اس طرح کرنے سے ان کی نبوت پر بھی کوئی فرق نہیں پڑا کیونکہ آپ کی نبوت کے دلائل پہلے سے لوگوں کے سامنے روشن ہو چکے تھے، اسی طرح خداوند عالم نے عمار یاسر کے عذر کو بھی قبول کیا جب ان کو مشرکین نے قتل کی دھمکی دے کر پیغمبر کو برا بھلا کہلوایا اور عمار مشرکین سے چھٹکارا پا کر جب پیغمبر (ص) کے پاس آئے تو پیغمبر (ص) نے فرمایا: اے عمار! کامیابی مبارک ہو، انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ص) میں کامیاب نہیں ہوں کیوں کہ میں نے اپنے قتل کے خوف سے اپنی زبان پر آپ کے لئے بُرے کلمات جاری کئے ہیں پیغمبر (ص) نے پوچھا، کیا اس وقت تمہارا دل ایمان کے ساتھ نہ تھا؟ عمار کہتے ہیں بیشک تھا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی ﴿إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ﴾ (سورہ نحل آیہ ۱۰۶) یعنی مگر جس کو مجبور کر دیا گیا ہو اور اس کا قلب ایمان سے مطمئن ہو۔

لہٰذا خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ سال بلکہ ہزار سال تک بھی غیبت میں رہ سکتا ہے کیونکہ حقیقت میں مسئلہ حکمت و مصلحت پروردگار کے ساتھ بھی مربوط ہے لہٰذا مصلحت پروردگار ہوگی تو امام زمانہ (عج) ظہور فرمائیں گے۔

امام رضا (ع) اپنے اجداد کے ذریعے سے پیغمبر اکرم (ص) کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''قسم اس خدا کی جس نے مجھے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا بیشک امام قائم (عج) میری اولاد سے

ہوگا اور مجھ سے طے شدہ پیمان کے تحت خدا اس کو اتنا پردۂ غیب میں رکھے گا کہ لوگ یہ تک کہہ اٹھیں گے کہ خدا کو اب خاندانِ محمد (ص) کی کوئی ضرورت نہیں رہی اور کچھ لوگ اس کی ولادت ہی میں شک میں پڑے ہوں گے کہ وہ ابھی تک پیدا بھی ہوا ہے یا نہیں لہٰذا جو بھی ایسے زمانے کو پائے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کے دین سے متمسک رہے اپنے شک کے ذریعے شیطان کے نفوذ کے لئے راستہ نہ بنائے کہ شیطان اسے میرے دین سے اسی طرح دور کردے جس طرح تم سے پہلے تمہارے ماں باپ کو جنت سے باہر نکال دیا اور خدا نے شیطان کو بے دین لوگوں کا ولی و سرپرست قرار دیا ہے۔

ابن بشار کا اعتراض

ابوالحسن علی بن بشار نے غیبت امام زمان (عج) کے خلاف کچھ مطالب لکھے ہیں اور ابو جعفر محمد بن عبدالرحمٰن بن قبہ رازی نے اس کے ان مطالب کا جواب دیا ہے علی بن احمد بن بشار نے اپنی کتاب میں لکھا ہے "باطل قرار دینے والے شخص امام کو ثابت کرنے سے بے نیاز ہیں لیکن ان پر (یعنی امامیہ والے) ضروری ہے کہ وہ وجود امام کو ثابت کریں جو ان کی اطاعت کے واجب ہونے کے مدعی ہیں اور وہ اس عقیدے میں باقی تمام عقائد سے ممتاز بھی ہیں کیونکہ باطل عقیدے میں زیادتی شرمندگی لاتی ہے اور عقیدۂ خیر میں زیادتی سربلندی لاتی ہے (والحمدللہ رب العالمین) پھر لکھا کہ ہمارے لئے ضروری نہیں ہے کہ ہم ان کی اس زیادتی کو بیان کریں ہاں اتنا ضرور کہیں گے کہ ان کے اس زائد عقائد کے بارے میں سامعین تحقیق کریں وہ یہ کہ اگر وہ ایسا کرسکیں کہ اپنے امام غایب کو ہمیں دکھا سکیں جس کی غیبت پر عقیدہ رکھ کر اپنے عقیدے کو انھوں نے باطل کیا ہے اور اگر وہ ایسا نہ کرسکے تو جو ہم نے کہا وہ ثابت ہوجائے گا کہ اولاً دوسرے عقائد باطلہ کی طرح اپنے مدعا کو ثابت کرنے سے عاجز ہیں اور پھر اپنے عقیدے کی دلیل بیان کرنے

سے بھی عاجز ہیں کیونکہ بقیہ تمام باطل عقیدہ رکھنے والے کم از کم اپنے عقیدہ کی علت بتا سکتے ہیں تو جس بات پر دوسرے عقائد باطلہ والے قادر ہیں یہ اس سے بھی عاجز ہیں۔

اور وہ لوگ قائل ہیں کہ ہر زمانے میں کسی حجت خدا کا ہونا ضروری ہے، ہم ان کی اس بات کو قبول کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ذرا ہمیں وہ شخص دکھائیں تو صحیح، ہمارے استاد اس قسم کا عقیدہ رکھنے والوں کو "لابدیہ" والے کہہ کر خطاب کرتے تھے کہ تمہارا یہ تو عقیدہ ہے کہ ہر دور میں کسی حجت کا ہونا ضروری ولابد ہے مگر تمہارے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں ہے لہٰذا ہم بھی انہیں "لابدیت" کہتے ہیں ایسے لوگ بت پرستوں سے بھی بُرے ہیں کیونکہ وہ بت پرست بھی ایک موجودہ وجود کے قائل ہیں مگر وہ ایک عدم محض کے قائل ہیں جس کا کائنات میں اصلاً وجود ہی نہیں ہے۔

ابن قبہ کی طرف سے مذکورہ اعتراض کا جواب

ابو جعفر محمد بن عبدالرحمن ابن قبہ رازی، ابن بشار کے مذکورہ اعتراض کا جواب اس طرح سے دے رہے ہیں کہ بے جا ادعا اور مدِ مقابل پر جھوٹ منسوب کرنے سے کوئی بات ثابت نہیں ہوتی ہے اور انصاف بھی کوئی چیز ہے جس پر دیانت دار لوگ عمل کرتے ہیں اور بغیر دلیل کے ادعا کرنا بیشک عقلمندوں کے نزدیک قابل قبول نہیں ہے اور ہم ناتواں نہیں ہیں کہ ایسے امام کی امامت کے قائل ہوں جس کے وجود پر دلیل قائم نہ کر سکیں کیونکہ ان کی امامت پر روشن دلائل موجود ہیں اب یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم اسے تمہارے سامنے لا کر بھی پیش کریں۔

سب سے پہلی چیز جو ہمارے اور تمہارے لئے ضروری ہے وہ یہ کہ منطق و استدلال کی روش کو ہم ہاتھ سے نہ جانے دیں اور ہم ہرگز ایسی بات نہ کریں جس کی حقیقت کا ہمیں علم نہیں ہو جس شخص کے وجود اور امامت کے تم منکر ہو اس کے وجود اور امامت پر پیغمبر اکرم (ص) سے لے کر امام حسن عسکری (ع) سب سے روایات نقل ہوتی آئی ہیں اور تم لوگ خود اس کے والد امام عسکری

(ع) کی امامت میں شک نہیں کرتے ہو یہاں والد کے حق کو تو فراموش نہ کرو یعنی اگر اس امام غائب کے والد (امام عسکری (ع) حق امامت نہ رکھتے ہوتے تو تمہاری بات صحیح تھی مگر امام عسکری (ع) اور ان کے والد امام ہادی (ع) اسی طرح ان کے اجداد کی امامت میں کسی کو کوئی شک نہیں ہے (کیونکہ امام کا نائب امام ہی ہوتا ہے) جبکہ ہم نے اور تم نے ان میں سے کسی کو بھی نہیں دیکھا تو موجودہ امام غائب کا عقیدہ رکھنے میں کیا حرج لازم آتا ہے اور پھر امام زمانہ (عج) کے وجود اور ان کے غیبت میں رہنے اور پھر غیبت سے ظاہر ہونے کی علامات سے بھرپور روایات ہیں جو متواتر ہیں اگر اس کے باوجود تم اپنے اس باطل نظریہ سے باز نہ آئے تو کوئی بات نہیں خداوند عالم نے قرآن میں ہمیں پہلے سے خبر دیدی ہے ﴿وَإِنَّ كَثِيرًا لَّيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِم بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ (سورۂ انعام آیہ ۱۱۹)

یعنی بیشک بہت سے لوگ اپنی خواہشات نفسانی کے سبب گمراہ ہو گئے۔

اور یہ جو تم نے امامیہ کو "لا بدیة" کے لقب سے نوازا ہے یہ تو پہلے اپنے لئے رکھو کیونکہ تم خود اور تمہارے ساتھی اس بات کے قائل ہیں کہ "لا بد من تجب به حجه الله"؟ یعنی جس کی اطاعت واجب ہے اس کا موجود ہونا ضروری ہے تو جس لفظ کے ذریعے سے تم دوسروں پر عیب لگانا چاہ رہے تھے وہ خود تمہارے اوپر صادق آرہا ہے لہٰذا یہ کیسے ممکن ہے کہ "لا بدیة" کا مذہب تمہارے لئے تو صحیح ہو اور دوسروں کے لئے صحیح نہیں ہو، اور اگر تم یہ پوچھو گے کہ آیا ان کی ولادت بھی مخفی طور پر ہوئی؟ تو ہم جواب دیں گے کہ ہاں ان کی ولادت بھی موسیٰ کی طرح مخفی ہوئی ہے جیسا کہ امام رضا سے روایت ہے "بابی و امی شبیهه وسمی جدی وشبیه موسیٰ بن عمران" یعنی میرے ماں باپ اس پر فدا وہ میرے شبیہ اور میرے جد رسول اللہ (ص) کے ہمنام اور موسیٰ بن عمران کے شبیہ ہے، اور پھر ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ آیا شیعوں کی طرف سے ان

کے امام غائب کے بارے میں روایات ہیں یا نہیں اگر تم نفی میں جواب دو گے تو ہم وہ روایات ہی تمھیں لاکر دکھادیں گے اور اگر کہو گے کہ ہاں تو پھر ہم تم سے پوچھیں گے کہ جب لوگوں کا امام غائب ہوگا تو کس طرح لوگوں پر خدا کی حجت پوری ہوگی؟ اگر تم کہو گے کہ اس امام کا کوئی قائم مقام ہوگا تو ہم وہی جواب دیں گے کہ امام کا قائم مقام امام ہی ہو سکتا ہے اور اگر امام اپنے بعد میں آنے والے امام کی امامت پر دلیل و حجت پیش کرے تو ہمیں بھی چاہئے کہ اس دلیل و حجت کو مانیں۔

منجملہ ان دلائل میں سے جو جعفر کذاب کے جھوٹے ادعاء امامت کو باطل قرار دیتے ہیں ایک یہ ہے کہ انھوں نے "فارش بن حاتم" کو اپنا دوست بنایا ہوا تھا اور اسے پاک جانتے تھے جب کہ ان کے والد اس سے بیزاری کا اعلان کر چکے تھے یہ بات تو اپنے اور غیر سب کو معلوم تھی دوسری دلیل یہ کہ انھوں نے وقت کے ظالم خلیفہ سے مدد مانگی تھی تا کہ امام حسن عسکری (ع) کی میراث حضرت کی والدۂ گرامی سے نکلوا سکیں جب کہ یہ میراث کا مسلمہ مسئلہ ہے کہ ماں کی موجودگی میں میراث بھائی کو نہیں مل سکتی ہے، تیسری دلیل یہ کہ انھوں نے کہا کہ میں اپنے بھائی محمد کے بعد امام ہوں، کاش وہ یہ ادعا کرنے سے پہلے سوچ لیتے کہ کون سے ان کے بھائی محمد امام تھے جو یہ ان کے نائب قرار پائے کیونکہ ان کے بھائی محمد کا تو امام ہادیؑ کی حیات ہی میں انتقال ہو گیا تھا تعجب ہے کہ محمد نے اپنے بعد کے لئے اپنے بھائی جعفر کو امام بنایا ہو؟ جب کہ ان کے والد امام ہادی (ع) ابھی زندہ تھے جو امام وقت اور حجت خدا تھے اور اب تک کون سے امام کی امامت کے بارے میں اس طرح کا مسئلہ پیش آیا ہو کہ ہم اس مورد کو مان لیں؟ شکر ہے اس خدا کا جس نے ہمیں سرفراز اور دشمن کو رسوا کیا۔

اور ابن بشار کا یہ اعتراض کہ امامیہ والے عقیدۂ غیبت یعنی عدم محض کے قائل ہیں تو ہم اس کے

اس اعتراض کا جواب اس طرح سے دیتے ہیں کہ غیبت عدم کو نہیں کہتے ہیں بلکہ غیبت کے معنی یہ ہیں کہ شخص پہلے لوگوں کے درمیان ہو اور پھر غائب ہو جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اپنے دوستوں سے غائب نہ ہوں دشمنوں اور نادان دوستوں سے غائب ہوں اس کے دوست اس کے امر و نہی پر عمل کرتے ہوں لہٰذا جس طرح سے کچھ عرصہ کے لئے پیغمبر (ص) کا لوگوں کی نظروں سے غائب ہو جانے سے ان کی نبوت پر کوئی حرف نہیں آسکتا تو اسی طرح امام زمانہ (عج) کے پردۂ غیبت میں رہنے سے ان کی امامت پر کوئی حرف نہیں آسکتا ہے رہا مخالفین کا مسئلہ تو جب پیغمبر اسلام (ص) جیسی شخصیت کے اہل کتاب، کفار، مجوس زندیق و دہری جیسے دشمن تھے اور یہ سب آنحضرت (ص) کا کچھ بگاڑ نہ سکے تو امام زمانہ (عج) کے مخالفین بھی ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکیں گے کیونکہ امام زمانہ (عج) ﴿جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾ کا مصداق کامل ہیں۔

معتزلہ مذہب والوں کے سوال اور ان کے جواب

۱۔ اگر ہم سے معتزلہ مذہب والے یوں سوال کریں کہ جب امام زمانہ (عج) ظہور فرمائیں گے تو ہم کس طرح سے پہچانیں گے کہ یہ وہی محمد بن حسن بن علی علیہم السلام ہی ہیں؟ تو ہم ان کو دو جواب دیں گے ایک تو یہ کہ غیبت امام میں ہمارے لئے جن کے اقوال حجت ہیں وہی انھیں ہمارے سامنے پہچنوائیں گے دوسرا جواب یہ کہ خود حضرت اپنی امامت پر معجزہ پیش کریں گے جس سے سب کو یقین آجائے گا۔

۲۔ پھر معتزلہ مذہب والے اگر ہم سے یوں سوال کریں کہ کیوں حضرت علی ابن ابی طالب (ع) نے شوریٰ والے دن معجزہ دکھا کر اپنے حق کا دفاع نہ کیا؟ تو ہم جواب دیتے ہیں کہ پیغمبر اسلام (ص) ہوں یا آئمہ علیہم السلام دلائل اور براہین کو اوامر الٰہی کے تحت جہاں مصلحت ہوتی

پیش کرتے ہیں جب حضرت علی (ع) کے بارے میں بارہا پیغمبر (ص) کی زبانی ان کی امامت کی تصریح ہو چکی تھی آپ کی خلافت وامامت بعد از پیغمبر (ص) ثابت ہو چکی تھی تو اس وقت کسی معجزہ کی ضرورت ہی نہیں تھی بلکہ ممکن تھا اگر خدا اس وقت ان کے ذریعے کوئی معجزہ دکھا دیتا تو اکثر لوگ کافر ہو جاتے اور ان کو بھی ساحر و جادوگر کہہ دیتے،

۳۔ معترض: تو پھر آپ لوگ کس طرح سے کہتے ہیں کہ امام زمان (عج) ظہور کے وقت معجزہ دکھا کر اپنی امامت کو ثابت کریں گے کیا مذکورہ احتمال اس وقت کے بارے میں نہیں دیا جا سکتا ہے؟ ہم جواب دیتے ہیں کہ یہ ہم نے کب کہا کہ اس وقت امام زمان (عج) کے لئے معجزہ دکھانا ضروری ہے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ اگر وہ چاہیں تو اس وقت معجزہ دکھا سکتے ہیں اور پھر وہ خود اس وقت کی مصلحت کو ہم سب سے زیادہ جانتے ہوں گے، اور پھر ہر وقت ہر شخص کے لئے معجزے نہیں دکھائے جاتے ہیں جس طرح پیغمبر اسلام (ص) سے اکثر لوگ معجزات طلب کرتے تھے مگر آپ (ص) بحکم پروردگار جہاں مصلحت سمجھتے تھے صرف وہاں معجزہ دکھایا کرتے تھے۔

امام غایب کے وجود پر چند دلائل

پہلی دلیل: سب سے پہلے تو ہم یہ کہتے ہیں کہ امام زمانہ (عج) کے وجود مبارک اور ان کی امامت پر دلیل آپ کے اجداد اور پیغمبر اسلام (ص) کے اقوال زرین ہیں کیونکہ مسئلہ امامت تنہا عقلی مسئلہ نہیں ہے بلکہ شرعی ضرورت بھی ہے۔ جس کو عقل کے علاوہ کتاب وسنت سے بھی ثابت ہونا چاہیے قرآن نے ہمیں حکم دیا ﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِی شَیْءٍ (یَعْنی فی الشّرعیاتِ) فَرُدُّوهُ اِلَی اللّٰهِ وَ (اِلی) الرَّسُولِ﴾ (سورہ نساء آیہ ۵۹)

یعنی اگر تم لوگ کسی شرعی مسئلہ میں تنازع کرو تو خدا ورسول کی طرف رجوع کرو، اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ پیغمبر اسلام (ص) نے فرمایا "اِنِّی تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِی

أَهْلَ بَيْتِي، وَهُمَا الْخَلِيفَتَانِ مِنْ بَعْدِي وَأَنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّىٰ يَرِدَ عَلَيَّ الْحَوْضَ "یعنی تم لوگوں میں دوگراں قدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسری اپنی عترت یہ دونوں میرے خلیفہ وجانشین ہیں میرے بعد اور یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوسکتے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے آکر ملاقات کریں، اس حدیث ثقلین کو تمام اسلامی فرقوں نے تسلیم کیا ہے۔

لہٰذا جب تک کتاب خدا باقی ہے عترت پیغمبر میں سے بھی کسی کا ہونا ضروری ہے جو اس کتاب کی تاویل وتنزیل کو اسی طرح بیان کرسکیں جس طرح پیغمبر (ص) بیان کیا کرتے تھے اور اس کا یہ علم اجتہادی واستنباطی بھی نہ ہو بلکہ مراد خداوندی کو اس طرح سے بیان کرسکے کہ اس کا قول حجت الٰہی ہو لوگوں پر جس طرح خدا نے اپنے پیغمبر سے ارشاد فرمایا: ﴿قُلْ هَـٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي﴾ (سورۂ یوسف آیہ ۱۰۸)

یعنی کہہ دو کہ یہ میری روش ہے میں اور میرے اتباع کرنے والے اللہ کی طرف بصیرت کے ساتھ بلانے والے ہیں، لہٰذا ہم پر واجب ہے کہ قرآن کے ساتھ ساتھ عترت پیغمبر (ص) سے آنحضرت کے ایسے خلیفہ وجانشین کا عقیدہ رکھیں جو قرآن کی تاویل وتنزیل کو ہمارے لئے اسی طرح بیان کرے جس طرح پیغمبر (ص) اپنے زمانے میں بیان کیا کرتے تھے ایسا شخص سوائے امام معصوم کے کوئی دوسرا نہیں ہوسکتا ہے۔

دوسری دلیل: علماء امامیہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ﴾ (سورۂ آل عمران آیہ ۳۳-۳۴)

یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم ونوح اور آل ابراہیم وآل عمران کو کائنات والوں پر چن لیا ہے ان میں

بعض کی نسل بعض دیگر سے ہے، اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے ایک گروہ ان افراد کا ہے جن کو خدا نے چن لیا ہے جو کہ انبیاء و اوصیاء کا طبقہ ہے اور دوسرے گروہ کو حکم دیا کہ پہلے والے گروہ کی پیروی کرو لہٰذا جب تک کائنات باقی ہے یہ دونوں گروہ پائے جائیں گے اور پھر نص قرآن کے تحت ہدایت کرنے والا طبقہ آل ابراہیم سے ہوگا کیونکہ ﴿ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ﴾ ہے اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ رسول خدا (ص) اور حضرت علی، امام حسن، امام حسین علیہم السلام سب کے سب آل ابراہیم کے چنے ہوئے افراد ہیں لہٰذا ان کے بعد بھی قیامت تک ایسے ہی افراد ہونے چاہئے ہیں جو ان کی نسل سے ہوں کیونکہ ﴿ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ﴾ کیا ممکن ہے کہ وہ ایک ہی بطن سے ہوں جیسے امام حسن و امام حسین علیہما السلام کی مثال ہے اور ممکن ہے کہ مختلف بطنوں سے ہوں جیسے امام حسین (ع) کے بعد کا سلسلہ امامت ہے، اس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ آیت کریمہ بھی حدیث ثقلین کی تصدیق کر رہی ہے۔

تیسری دلیل: ہم پر اور ہر اس عاقل انسان پر ضروری ہے کہ جو خدا اور رسول اور گذشتہ پیغمبروں پر اعتقاد رکھتا ہے گذشتہ امتوں کے بارے میں تحقیق کریں ان کے حالات کے بارے میں غور و فکر کریں تو اس بات کو جان جائیں گے کہ گذشتہ امتیں اپنے اپنے زمانے کے نبی اور ان کے پاس آئی ہوئی آسمانی کتابوں کی حفاظت نہ کرنے کی وجہ سے گمراہی کا شکار ہوئی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ﴿قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ﴾ (سورۂ مائدہ آیہ ۱۵)

یعنی بیشک ہماری طرف سے تمہارے پاس رسول آئے جنھوں نے بہت سی ان چیزوں کو تمہارے لئے بیان کیا جو تم لوگ کتاب سے چھپایا کرتے تھے اور بہت سی چیزوں سے انھوں نے درگزر بھی

کیا،

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس امت کے بارے میں ارشاد فرمایا: ﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا﴾ (سورہ مریم آیہ ۵۹)

یعنی ان کے بعد دوسرے لوگ آئے جنھوں نے نماز کو ضائع کیا اور اپنی خواہشات کی پیروی کی عنقریب وہ اپنی گمراہی کے انجام کو پہنچیں گے، پھر خداوند عالم نے اس امت پیغمبر کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: ﴿وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ﴾ (سورہ حدید آیہ ۱۶.)

یعنی وہ لوگ بھی ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کو ان سے پہلے آسمانی کتاب بھی دی گئی اور ان کو طویل مدت دی گئی مگر ان کے قلوب سخت ہو گئے، روایت میں ہے "أَنَّهُ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَىٰ فِيهِمْ مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا اسْمُهُ، وَمِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا رَسْمُهُ" یعنی لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ ان میں اسلام کا صرف نام اور قرآن کی صرف رسم رہ جائیگی،

پیغمبر اکرم (ص) کا ارشاد ہے "إِنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيباً وَسَيَعُودُ غَرِيباً، فَطُوبَىٰ لِلْغُرَبَاءِ" یعنی اسلام کا غربت کے ساتھ آغاز ہوا اور عنقریب اسلام دوبارہ غریب ہو جائے گا پس نیک بشارت ہو غریبوں کو۔

لہٰذا خداوند عالم نے ہر زمانے میں نبیوں کو بھیجا تاکہ احکام الٰہی زندہ ہوتے رہیں جن کو گزر زمان کے ساتھ ساتھ لوگ بھلاتے جاتے تھے، دلائل عقلی بھی اس مطلب پر دلالت کرتے ہیں یہاں تک کہ یہ سلسلۂ نبوت پیغمبر اسلام (ص) تک پہنچا اور خود پیغمبر (ص) نے فرمایا کہ اب میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور میں اس امت کو بھی ایسا پا رہا ہوں کہ باطل کو حق پر اور گمراہی کو ہدایت پر اہمیت دی جا رہی ہے، لہٰذا پیغمبر (ص) کے بعد خلافت اور وصایت کا سلسلہ شروع ہوا امت کی

ہدایت کے لئے اور ہم یعنی امامیہ والے اور زیدیہ و معتزلہ اور اکثر دیگر مسلمان اسی بات کے قائل ہیں کہ امام کا عادل اور ظاہر الصلاح ہونا ضروری ہے ورنہ اتحاد بین المسلمین کا خاتمہ اور مال مسلمین غارت ہو جائے گا اور ظالم و ستمگر لوگوں کی حاکیت چھا جائے گی جس کے نتیجے میں مسلمان آپس میں ایک دوسرے سے دوری اختیار کرنے لگیں گے۔

لہٰذا جب ہم روایات پیغمبر (ص) میں زیادہ غور و فکر کرتے ہیں تو ملاحظہ کرتے ہیں کہ انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ "ہمارا آخری قائم آل محمدؐ جب ظہور کرے گا تو ظلم و جور سے بھری ہوئی زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا، عنقریب ہم اس سلسلے میں پیغمبر اکرم (ص) اور آئمہ علیہم السلام کی احادیث کو بھی پیش کریں گے جو بارہویں امام کی امامت اور ان کے ظہور سے پہلے ہونے والے حوادث کے بارے میں ہیں۔

فرقۂ زیدیہ کے اعتراضات اور ان کے جواب

پہلا اعتراض: فرقۂ زیدیہ والے کہتے ہیں کیوں آپ لوگ امام جعفر صادق (ع) کے بیٹے اسماعیل کی امامت کو تسلیم نہیں کرتے ہیں اور اسماعیلی مذہب والوں کی رد میں آپ کے پاس کیا دلیل ہے جو "اسماعیل" کو امام مانتے ہیں؟

ہم جواب دیتے ہیں کہ اولاً: اسماعیل کا امام جعفر صادق (ع) کی زندگی میں ہی انتقال ہو گیا تھا ثانیاً: وہ روایات جو بارہ اماموں کی امامت کے سلسلے میں نقل ہوئی ہیں کسی میں بھی "اسماعیل "فرزند امام جعفر صادق (ع) کی امامت کا ذکر نہیں ہے بلکہ امام موسیٰ کاظم (ع) کی امامت کا ذکر ہے ثالثاً: عبید بن زرارہ نقل کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ امام جعفر صادق (ع) سے آپ کے بیٹے اسماعیل کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا "خدا کی قسم اس میں میری کوئی بھی شباہت نہیں ہے اور نہ میں اپنے اجداد میں سے کسی کی کوئی نشانی اس میں پاتا ہوں"

دوسرا اعتراض: زیدیہ والوں کا ایک اعتراض یہ ہے کہ اگر بارہ اماموں کی امامت والی روایات صحیح ہوتیں تو لوگ امام جعفر صادق (ع) کی وفات کے بعد امامت کے مسئلے میں شک وتردد کا شکار نہ ہوتے کہ ایک گروہ موسیٰ بن صادق کو اور دوسرا گروہ اسماعیل بن صادق کو امام مانتا لہٰذا جس نے جس کو زیادہ اہل پایا اس نے اس کو امام مان لیا، اور زرارہ بن اعین کے مرتے وقت ان کے سینے پر قرآن تھا اور یہ کہتے ہوئے انھوں نے جان دی کہ خدایا میں امام جعفر صادق (ع) کے بعد اس شخص کی امامت کو مانتا ہوں جس کی امامت کو یہ قرآن ثابت کرے؟ ہم ان لوگوں کو جواب دیتے ہیں کہ یہ سب جھوٹی باتیں ہیں کیونکہ ہم اس بات کے مدعی نہیں ہیں اس دور میں بھی لوگ بارہ اماموں کو جانتے تھے بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ص) نے خبر دی ہے کہ ان کے بعد بارہ امام ہوں گے لہٰذا ممکن ہے کہ ایک یا دو کئی شیعوں تک یہ حدیث نہ پہنچی ہو اور یہ جو آپ لوگوں نے زرارہ بن اعین کے بارے میں ذکر کیا تو ان کے بارے میں تو یہ ہے کہ انھوں نے امام جعفر صادق (ع) کے پاس کسی کو بھیجا کہ وہ امام صادق (ع) کے بعد والے امام کے بارے میں تحقیق کر کے آئے اس شخص کے واپس لوٹنے سے پہلے جب ان کا انتقال ہوا تو انھوں نے موت سے پہلے سینے پر قرآن رکھ کر یہ بات کہی تھی جو آپ نے ذکر کی اگر چہ زرارہ پہلے سے امام موسیٰ بن جعفر علیہم السلام کی امامت کے قائل تھے صرف لوگوں کے لئے ثابت کرنے کے لئے انھوں نے اپنے بیٹے "عبید" کو امام صادق (ع) کے پاس بھیجا تھا تا کہ امام صادق (ع) سے یہ سوال کرے کہ کیا آپ کے بعد موسیٰ کاظم (ع) کی امامت کا ہم اظہار کر سکتے ہیں یا ان کی امامت کو چھپاتے ہوئے تقیہ کی زندگی بسر کریں،

ابراہیم بن محمد ہمدانی کہتے ہیں میں نے امام رضا (ع) سے سوال کیا یا بن رسول اللہ: ذرا مجھے زرارہ کے بارے میں بتائیں کہ کیا وہ آپ کے والد امام موسیٰ کاظم (ع) کی امامت کے قائل

تھے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا ''ہاں'' میں نے کہا تو پھر کیوں انھوں نے اپنی رحلت کے وقت اپنے بیٹے عبید کو امام صادق (ع) کے پاس بھیجا اور کیوں یہ پچھوایا کہ آپ کے بعد کون امام ہوگا؟ امام رضا (ع) نے جواب دیا ''زرارہ میرے والد کی امامت کا قائل تھا اور میرے والد کی امامت پر جو نص ان کے والد امام صادق (ع) کی طرف سے تھی اس کو بھی وہ جانتا تھا صرف اس نے اپنے بیٹے کو اس لئے بھیجا تھا کہ امام صادق (ع) سے اجازت طلب کرے کہ کیا آپ کے بعد امام کاظم (ع) کی امامت کو ظاہر کرنا صحیح ہے یا ہم ان کی امامت پوشیدہ رکھ کر تقیہ کی زندگی گذاریں ؟اور کیوں کہ اس کے بیٹے کو لوٹنے میں دیر ہوئی تو لوگوں نے آکر اس سے اصرار کیا کہ وہ میرے بابا کی امامت کے بارے میں کوئی بات کہتے تو اس نے نہ چاہا بغیر امام صادق (ع) کے حکم کے کوئی بات کہے لہٰذا اس نے کہا کہ خدایا میرا امام جعفر بن محمد علیہما السلام کی اولاد میں سے وہ ہے جس کی امامت کو یہ قرآن ثابت کرے،

فضل بن عبد الملک امام جعفر صادق (ع) سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''چار افراد تمام خلائق میں میرے نزدیک محبوب ترین افراد ہیں چاہے وہ زندہ ہوں یا مردہ، ۱۔ برید عجلی ۲۔ زرارہ بن اعین ۳۔ محمد بن مسلم ۴۔ احول یعنی محمد بن النعمان البجلی جن کو مومن الطاق بھی کہتے تھے، تو اگر زرارہ امام جعفر صادق (ع) کے بعد امام کاظم (ع) کی امامت کے قائل نہ ہوتے تو کیوں آپ ان کو ان چار افراد میں سے قرار دیتے؟

تیسرا اعتراض: زیدیہ کہتے ہیں امامیہ والوں کے درمیان بھی اختلاف ہے بعض لوگ کہتے ہیں حسن بن علی علیہما السلام کی وفات کے وقت ان کے فرزند سات سال کے تھے بعض کہتے ہیں بالکل شیر خوار تھے تو اتنا کم سن بچہ کیسے امام ہو سکتا ہے اور کس طرح دشمنوں سے مقابلہ کر سکتا ہے؟

ہم جواب دیتے ہیں کہ آپ لوگوں نے خدا کی کتاب کو کیا بھلا دیا جس میں حضرت عیسیٰ (ع) کی

داستان میں ہے کہ انھوں نے گہوارہ میں لوگوں سے یوں سے خطاب کیا ﴿ إِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا (۞) وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ ﴾ (سورہ مریم آیہ ۳۰_۳۱)

یعنی میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا کی اور اسی نے مجھے نبی بنایا اور میں جہاں بھی رہوں مجھے مبارک قرار دیا ہے، تو آپ لوگ ذرا بتائیں کہ بنی اسرائیل والے ان پر ایمان لائے یا نہیں؟ اور اس وقت بنی اسرائیل والے دشمن کے مقابل میں عیسیٰ کو کیا کرتے تھے؟ اسی طرح کی داستان حضرت یحییٰ (ع) کے بارے میں بھی ہے کہ خدا نے بچپنے میں ہی انھیں بھی نبوت عطا کی ہے لہٰذا اگر آپ لوگ ان باتوں کا انکار کرتے ہیں تو گویا آپ نے کتاب خدا کا انکار کیا۔

چوتھا اعتراض: یہ ہے کہ آپ لوگوں کے اس بارہویں امام کے نسب کے بارے میں لوگوں نے شک کیا ہے کہ آیا وہ حسن بن علی علیہما السلام کے فرزند بھی تھے یا نہیں؟

ہم انھیں جواب دیتے ہیں کہ بنی اسرائیل نے بھی حضرت عیسیٰ (ع) کے بارے میں شک کیا تھا اور مادر عیسیٰؑ مریم سے آکر کہا ﴿ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ﴾ (سورہ مریم آیہ ۲۷)

یعنی تم نے بڑا عجیب کام کیا ہے مگر حضرت عیسیٰ (ع) گویا ہوئے اور اپنی ماں کی پاک دامنی کو بیان کیا اور فرمایا "میں خدا کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور اس نے مجھے نبی قرار دیا ہے" تو اہل علم و فکر جان گئے کہ خدا ہرگز ایسے افراد کو اپنی رسالت کے لئے انتخاب نہیں کرتا ہے جن کا نسب صحیح نہ ہو، اسی طرح جب ہمارے بارہویں امام ظہور فرمائیں گے تو ایسے دلائل و براہین پیش کریں گے کہ لوگ جان لیں گے کہ یہی فرزند حسن بن علی علیہما السلام ہیں،

پھر اگر ہم سے کوئی کہے کہ امام حسن عسکری (ع) کے بعد ان کے بھائی جعفر اور ان کی والدہ کے درمیان میراث کے جھگڑے سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ آپؑ کا کوئی بیٹا نہیں تھا کیونکہ بیٹا ہونے کی صورت میں میراث اسی کو ملتی ہے؟ تو ہم جواب دیں گے کہ ائمہؑ کے مسئلہ میں بعض اوقات

عادت کے برخلاف بھی تدبیر خدا اقرار پاتی ہے۔جس طرح حضرت عیسیٰ (ع) کا مسئلہ عادت کے برخلاف تھا،ثانیاً امام زمان (عج) کی مثال موسیٰ کی سی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مادر موسیٰ کو وحی کی ﴿ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴾ (سورۂ قصص آیہ ۷) یعنی جب بھی تم موسیٰ کے بارے میں خوف محسوس کروتو اس کو دریا میں ڈالدو اور خوفزدہ ومحزون نہ ہو ہم اسے تمہاری طرف پلٹادیں گے اور اس کو پیغمبر قرار دیں گے'' پھر اگر ہم سے کوئی کہے کہ اس وقت موسیٰ حجت خدا نہیں کہلائے مگر آپ لوگ اسی وقت سے اپنے امام کو حجت خدا کہتے ہیں لہٰذا انھیں نظر آنا چاہئے تو ہم انھیں جواب دیں گے کہ حضرت یوسف (ع) کی غیبت سے بڑھ کر تعجب آور واقعہ تو ہو نہیں سکتا ہے کہ حضرت یوسف (ع) کے بارے میں ان کے والد یعقوب (ع) کو معلوم نہیں تھا کہ کہاں ہیں تو یہ مصلحت خداوندی تھی کہ وہ اس غیب سے بے خبر رہیں وہ برادران یوسفؑ تھے جو یوسفؑ کے پاس پہنچے تو یوسفؑ انھیں پہچان گئے برادران یوسفؑ انھیں نہیں پہچان سکے۔

پھر جب ہم لوگ امام زمان (عج) کی طویل عمر کو اصحاب کہف کی عمر سے شباہت دیتے ہیں تو ہمارے مخالفین کہتے ہیں کہ اس واقعہ پر تو دلیل ہے کہ وہ واقعہ ہوا ہے مگر آپ لوگوں کی اس بات پر کیا دلیل ہے؟ تو ہم انھیں جواب دیتے ہیں کہ ہماری یہ بات نہ یہ کہ محال نہیں ہے بلکہ ممکن ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ ہمیشہ قرآن کے ساتھ ساتھ عترت پیغمبرؐ میں سے کوئی ہونا چاہئے جو ہمارے لئے حلال وحرام، محکم ومتشابہ کی پہچان کرواسکے،دوسری دلیل وہ روایات پیغمبر (ع) ہیں جو ہم نے اس کتاب میں ذکر کی ہیں،اگر کوئی ہم سے کہے کہ کس طرح تمسک کیا جاسکتا ہے .جب کہ ہمیں ان کی جگہ کے بارے میں نہیں معلوم اور نہ کوئی ان تک پہنچ سکتا ہے؟ تو ہم ان کو جواب دیں گے کہ ان کے وجود اور ان کی امامت کا اقرار کرنا ان سے تمسک اختیار کرنے کے

لئے کافی ہے اور جو صدق دل سے ان کی زیارت کا مشتاق ہوتا ہے تو وہ خود اس کی ملاقات کو پہنچتے ہیں۔

بعض زیدیہ فرقہ کے لوگ کہتے ہیں کہ واقفیہ والے اور دوسرے حق رکھتے ہیں کہ آپ لوگوں کے بارے میں وہ باتیں کہیں جو عیسائیوں کے بارے میں کہی گئیں کیونکہ آپ لوگ اپنے امام کو حضرت عیسیٰؑ سے شباہت دیتے ہیں حضرت عیسیٰ (ع) کے بارے میں خدا نے قرآن میں کہا ﴿وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ﴾ (سورہ نساء آیہ ۱۵۷)

یعنی انھوں نے نہ عیسیٰ کو قتل کیا اور نہ سولی پر لٹکایا لیکن یہ امر ان کے لئے مشتبہ کردیا گیا تھا مگر عیسائی قوم اپنے مشاہدہ کے تحت قائل ہے کہ عیسیٰ کو صلیب پر لٹکا کر قتل کردیا گیا ہے لہٰذا اسی طرح کا مسئلہ آپ لوگوں کے گیارہ اماموں کی شہادت اور بارہویں کی غیبت کا ہے۔

ہم انھیں جواب دیتے ہیں کہ اس مسئلے میں ہمارے ائمہ علیہم السلام کا حکم عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کا سا نہیں ہے کیونکہ یہودی عیسیٰ کے قتل کے مدعی تھے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کو جھٹلایا کہ وہ قتل نہیں کئے گئے اور نہ صلیب پر لٹکائے گئے بلکہ ان کے لئے یہ مسئلہ مشتبہ ہوا ہے ہمارے ائمہ علیہم السلام کے بارے میں اس طرح کی کوئی بات قرآن میں ذکر نہیں ہوئی (کہ وہ مرے نہیں ہیں اور زندہ ہیں) بلکہ بعض غالی لوگوں نے اس طرح کی بات کہی ہے وگرنہ پیغمبر (ص) نے علیؑ کی شہادت بلکہ خود حضرت علی (ع) بھی اپنی شہادت کی خبر دے چکے تھے اسی طرح امام حسن (ع) وامام حسین (ع) کی خبر جبرئیلؑ پیغمبر اسلام (ص) آکر سنا چکے تھے۔ اور خود دونوں نے بھی اپنی شہادت کی خبر دی تھی اسی طرح امام عسکری (ع) تک ہر امام نے اپنی شہادت کی خبر دی اور ہر امام اپنے بعد میں آنے والے امام کے بارے میں خبر دیتا رہا اور گذشتہ امام کی بھی باتیں بتاتا رہا مگر عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے مرنے کی اطلاع دینے والے خود یہودی تھے اور

آئمہ علیہم السلام کی دی ہوئی خبروں میں جھوٹ کا کوئی امکان نہیں ہے کیونکہ تمام امام معصوم ہیں جب کہ یہودیوں کی گفتار میں جھوٹ کا امکان تھا جس کو خدا نے قرآن میں واضح طور پر بیان کر دیا۔

دوسری دلیل: ہم کہتے ہیں کہ آج امام غائب کی مثال پیغمبر اکرم (ص) کے زمانے کی سی ہے جس طرح آنحضرت مکہ میں ہوتے تو مدینہ میں حاضر نہیں ہوتے تھے اور جب مدینہ میں ہوتے تھے تو مکہ میں حاضر نہیں ہوتے تھے، جب مسافرت میں ہوتے تو شہر میں نہیں ہوتے اور جب شہر میں ہوتے تو مسافرت میں نہیں ہوتے تو جس طرح چاہے پیغمبر (ص) کہیں حاضر ہوں یا نہ ہوں ان کا حجت خدا ہونا باقی رہتا تھا ہر جگہ کے لوگوں پر ان کی اطاعت واجب تھی اسی طرح آج امام غائب کی مثال ہے کہ ان کی غیبت کے باوجود سب پر ان کی اطاعت واجب ہے اور وہ سب پر حجت خدا ہیں اور اکثر احکام اسلام تعبدی ہیں اور امام کی غیبت کا مسئلہ بھی اسی طرح کا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے غیبت پر ایمان رکھنے والوں کی قرآن میں تعریف کی ہے قبل اس کے کہ لوگوں کی تعریف ان کی نماز یا انفاق یا آخرت کی تصدیق پر کی جائے جیسا کہ سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات میں ارشاد ہوا ﴿الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ (۞) وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ (۞) أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (سورۂ بقرہ آیہ ۳،۴،۵) یعنی صاحبان تقویٰ لوگ ہدایت پر ہیں جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے ان کو رزق دیا ہے اس میں سے انفاق کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ ان چیزوں پر ایمان رکھتے ہیں جو ہم نے اے پیغمبر! آپ کی طرف نازل کی ہیں اور جو آپ سے پہلے نازل کی اور آخرت پر بھی وہ لوگ یقین رکھتے ہیں"۔

عمرو بن ثابت امام جعفر صادق (ع) سے نقل کرتے ہیں کہ لوگوں نے خدا کو نہیں دیکھا ہے اور نہ پیغمبر پر وحی کو نازل ہوتے دیکھا مگر ان پر پیغمبر (ص) کی اطاعت واجب ہے کہ نہ دیکھے ہوئے خدا پر بھی اعتقاد رکھیں اور پیغمبر (ص) کی طرف سے بیان شدہ غیبی باتوں کی بھی تصدیق کریں اور ان کے بتائے ہوئے احکام پر بھی عمل کریں اور ہم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس کے بارے میں یہ قول قرآن نہ ہو ﴿ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴾ (سورۂ ق آیہ ۱۸)

یعنی کوئی ایسا کلمہ نہیں ہے جو منہ سے نکلے اور اسے لکھنے والے فرشتے نہ ہوں۔

دوسری جگہ قرآن میں ارشاد ہوا ﴿ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ۞ كِرَامًا كَاتِبِينَ ۞ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ﴾ (سورۂ الانفطار آیہ ۱۰۔۱۱۔۱۲)

یعنی تمہارے اوپر محافظ مقرر ہیں جو کہ کرام کاتبین ہیں۔ جو کچھ وہ لوگ انجام دیتے ہیں اسے وہ جانتے ہیں'' جب کہ ہم نے ان فرشتوں کو نہیں دیکھا ہے لیکن اگر ہم ان کی تصدیق نہ کریں تو دائرہ اسلام سے خارج ہو جائیں گے کیونکہ ہم نے خدا کے فرمان کو جھٹلایا جب کہ خدا ہمیں وسوسۂ شیطانی سے ہوشیار کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے ﴿ يَا بَنِي آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ ﴾ (سورۂ اعراف آیہ ۲۷)

یعنی اے بنی آدم! شیطان تم لوگوں کو وسوسہ میں نہ ڈالے جس طرح تمہارے والدین (آدم وحوا) کو وسوسہ کر کے جنت سے نکلوا دیا'' تو ہم نے شیطان کو نہیں دیکھا ہے مگر ہم پر واجب ہے کہ اس کے وجود پر یقین رکھتے ہوئے اس سے بچتے رہیں، اسی طرح پیغمبر اسلام (ص) نے ہمیں قبر کے سوال وجواب کے بارے میں بتایا کہ جب مردہ قبر میں منکر ونکیر کے سوال کے صحیح جواب نہیں دے پاتا ہے تو اسے عذاب الٰہی کا ایسا گرز لگاتے ہیں کہ سوائے جن وانس کے تمام ذی روح ان کی چیخ وپکار کو سنتے ہیں مگر ہمیں کچھ بھی نظر نہیں آرہا ہوتا ہے نہ ہمیں کچھ سنائی ہی دے رہا

ہوتا ہے مگر ہمارے لئے ان سب پر اعتقاد رکھنا واجب ہے یا مثلاً جو خبر دی گئی کہ ''مَنْ زَارَ أَخَاهُ فِی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ شَیَّعَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَکٍ یَقُولُونَ أَلَا طِبْتَ وَطَابَتْ لَکَ الْجَنَّةُ ''یعنی جو خدا کی خوشنودی کی خاطر برادر مؤمن کی ملاقات کو جائے تو ستر ہزار ملائکہ اس کے ہمراہ چلتے ہیں اور اس سے یہ کہتے ہوئے چلتے ہیں کہ تو کتنا نیک انسان ہے اور تجھے بہشت مبارک ہو'' جب کہ ہم ان فرشتوں کو نہیں دیکھ رہے ہوتے ہیں اور ان کے کلام کو سن نہیں رہے ہوتے ہیں لہٰذا اس روایت اور اسی طرح کی دوسری روایات کو جو اسلامی مسلمہ باتوں کے بارے میں ہیں اگر ان کو ہم نہ مانیں تو دائرہ اسلام سے ہی نکل جائیں گے،

مؤلف کا رکن الدولہ کی محفل میں ایک ملحد سے مناظرہ

ملحدین میں سے ایک شخص نے بادشاہ سعید رکن الدولہ کی محفل میں مجھ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تمہارے امام پر واجب ہے کہ وہ خروج کریں کیونکہ عنقریب رومی لوگ مسلمانوں پر غلبہ پالیں گے میں نے اس کے جواب میں کہا پیغمبر اکرم (ص) کے زمانے میں کفار بھی بہت زیادہ تھے مگر پھر بھی آنحضرت (ص) نے حکم پروردگار کے تحت چالیس سال تک اپنی نبوت کو مخفی رکھا اس کے بعد تین سال تک بھی جن پر آپ کو پورا اعتماد تھا صرف ان کے سامنے اپنی نبوت کو ظاہر کیا باقی دوسروں سے پھر بھی مخفی رکھے رہے مگر پھر بھی کفار قریش نے آپ (ص) کو اور تمام بنی ہاشم کو شعب ابو طالب میں تین سال تک قید و بند رکھا تو اگر کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ کیوں محمد (ص) خروج نہیں کر رہے جب کہ مشرکین مسلمانون پر غالب آرہے ہیں تو اس وقت بھی ہمارا جواب یہی ہوتا کہ رسول خدا (ص) حکم پروردگار کے تحت شعب ابو طالب میں گئے ہیں اور جب حکم پروردگار ہوگا تو ظاہر ہوں گے لہٰذا کچھ ہی عرصہ بعد پیغمبر (ص) کو وحی ہوئی کہ اس صلح نامہ کو دیمک کھا گئی ہے صرف نام خدا باقی رہ گیا ہے۔

ابو طالب نے مکہ آکر قریش کو خبر دی جب کہ قریش والے یہ سمجھے تھے کہ ابو طالب اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالے کرنے لائے ہیں لہذا انھوں نے ابو طالبؑ کا گرم جوشی کے ساتھ استقبال کیا مگر ابو طالب نے بیٹھتے ہی کہا کہ اے قریش والوں میں نے آج تک اپنے بھتیجے محمد (ص) سے کوئی جھوٹ نہیں سنا اور اس نے مجھے بتایا ہے کہ اس کے پروردگار نے اسے وحی کی ہے کہ اس عہد نامہ کو دیمک کھا گئی ہے اور جو کچھ اس میں قطع رحمی کے بارے میں لکھا تھا وہ سب ختم ہو چکا ہے صرف اسماء الہی باقی رہ گئے ہیں اب جو انھوں نے جا کر دیکھا تو صحیح نکلا یہ دیکھ کر بعض قریش والے ایمان لے آئے اور بعض لوگ اپنے کفر پر باقی رہے، پیغمبر (ص) اور بنی ہاشم مکہ لوٹ آئے، امام کی صورتحال بھی اسی طرح کی ہے جب تک خدا ان کو اذن ظہور نہیں دے گا وہ ظاہر نہیں ہوں گے ،دوسرا جواب یہ ہے کہ کفار کے خاتمہ کے لئے امام سے زیادہ اللہ تعالیٰ قدرت رکھتا ہے تو اگر کہنے والا کہے کہ پھر کیوں اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں کو مہلت دی ہوئی ہے کیوں انھیں نابود نہیں کر دیتا ؟ تو ہمارا جواب یہ ہو گا کہ اولاً: اللہ تعالیٰ وقت کے گزرنے سے نہیں ڈرتا ہے تا کہ انھیں جلدی سے سزا دے اور ان کے کردار کے بارے میں سوال بھی نہ کرے اور ثانیاً: ہم اس کے کاموں میں نہیں کہہ سکتے کہ اس نے ایسا کیوں کیا؟ اور کیوں ایسا نہیں کیا؟ امام غائب کے ظاہر کرنے کا مسئلہ بھی اسی طرح کا ہے جب وہ مصلحت سمجھے گا تو امام غائب کو اذن ظہور دے گا تب امام ظاہر ہوں گے ملحد کہنے لگا میں تو جب تک امام کو نہ دیکھوں ان پر ایمان نہیں لاؤں گا اور جب تک انھیں نہ دیکھو ں ان کی حجت مجھ پر تمام نہیں ہو گی، میں نے اسے جواب دیا کہ پھر تو خدا کے بارے میں کہو کہ اس کی حجت تم پر تمام نہیں ہے کیونکہ تم نے اسے نہیں دیکھا ہے اور رسول اللہ (ص) کی حجت بھی تم پر کامل نہیں ہے کیونکہ تم نے ان کو نہیں دیکھا پھر میں نے سعید رکن الدولہ کی طرف رخ کر کے کہا کہ دیکھ لیں اس شیخ کے کیسے نظریات ہیں تو انھوں نے اسے ملامت کرتے ہوئے کہا تیری

اس طرح کی باتیں تیرے عاجز و نادان ہونے کی دلیل ہے جو تجھے ذلیل و رسواء کر چکی ہیں۔

ابو سہیل اسماعیل بن علی نوبختی اپنی کتاب ''التنبیہ'' کے آخر میں لکھتے ہیں اکثر ایسا ہوا ہے کہ ہمارے دشمن کہتے ہیں کہ اگر تم لوگوں کی باتیں نصوص پیغمبر (ص) جو ائمہ علیہم السلام کے بارے میں ہیں صحیح ہوتیں تو بلاشک رسول اللہ (ص) کی وفات کے بعد حضرت علی (ع) کو انھیں بیان کرنا چاہئے تھا اور ان کا ادعیٰ کرنا چاہئے تھا ہم انھیں جواب دیتے ہیں کہ کس طرح حضرت علی (ع) ان نصوص کے مدعی ہوتے جب کہ انھیں ایسی موقعیت میں قرار دیدیا گیا تھا کہ انھیں خود اپنے ادعا کو ثابت کرنے میں گواہوں کی ضرورت پیش آرہی تھی ،تو جب لوگوں نے پیغمبر (ص) کی باتیں جو علیؑ کے بارے میں تھیں انھیں بھلا دیا تھا تو ایسے لوگوں سے کس طرح امید کی جاتی کہ وہ حضرت علی (ع) کا ادعیٰ خود ان کے اپنے بارے میں قبول کرتے ؟ ثانیا: کیا حضرت علی (ع) کا ابوبکر کی بیعت کرنے سے کراہت کرنا یا دختر پیغمبر (ع) حضرت فاطمہ الزہرا (س) کو راتوں رات دفنانا اور کسی کو بھی ان کے دفن کی جگہ کا نہ بتانا خود اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ خلفاء کے کاموں سے ناراض تھے؟

اگر کوئی سوال کرے کہ پھر کیوں علیؑ نے عثمان کے بعد خلافت کو قبول کیا تو ہم جواب دیں گے وہ انکا حق تھا جو دیر سے ان کو دیا گیا لہٰذا انھوں نے بھی اسے قبول کیا، اس کام میں حضرت علیؑ پیغمبر (ع) کی مانند تھے جس طرح آپ نے اپنے اطراف میں منافقین اور مؤلفۃ قلوب کو قبول کیا ہوا تھا۔

امام کی امامت پر سب سے بہترین دلیل وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسلام (ص) کا معجزہ قرار دیا کہ گذشتہ انبیاء کی داستانوں کو قرآن میں بیان کیا اور علوم تورات و انجیل و زبور کو بیان کیا بجائے اس کے کہ کسی سے انھوں نے تعلیم حاصل کی ہو یا کسی نصرانی یا یہودی سے ملاقات کی ہو اسی طرح ہر امام یکی بعد دیگری آتے گئے اور بجائے اس کے کہ وہ کسی سے تعلیم حاصل کریں

توراۃ ،انجیل ،زبور،قرآن کے ذریعے لوگوں کے سوالوں کے جواب دیتے اوران کے مسائل حل کرتے ،اگر کوئی کہے کہ ممکن ہے پوشیدہ طور پر انھوں نے علوم حاصل کیے ہوں؟ تو ہم یہ جواب دیں گے کہ جوعلوم انھوں نے ایجاد کیے اس دور میں ان کے علاوہ کوئی دوسرا ان علوم کا عالم نہیں تھا،

اگر ہم سے کوئی کہے کہ آپ لوگ امام حسن عسکری (ع) کے فرزند کے وجود اور ظہور کے کس طرح قائل ہیں کیا آپ لوگوں نے خود انھیں دیکھا ہے یا ایسی جماعت کی متواتر روایات آپ کے پاس موجود ہیں جنھوں نے ان کو دیکھا ہو؟ تو ہم انھیں جواب دیں گے کہ تمام امور دینی دلائل سے ثابت ہیں ہم نے خدا کو بھی دلائل کے ذریعے پہچانا ہے جب کہ ہم نے خدا کو دیکھا نہیں ہے کہ کسی نے اسے دیکھ کر ہمارے لئے نقل کیا ہے اسی طرح پیغمبر اکرم (ص) کو استدلال کے ذریعے سے ہم نے پہچانا اسی طرح پیغمبر (ص) کے بعد ائمہ طاہرین علیہم السلام جو کتاب وسنت کے عالم ہیں ان کی معرفت حاصل کی اور یہ جانا کہ امام حسن عسکری (ع) جو معصوم ابن معصوم تھے ان کا جانشین بھی امام معصوم ہی ہونا چاہئے اور پھر اس امام معصوم کے سلسلے میں جو خدا کی آخری حجت ہے اس سلسلے کی کچھ روایات ہم پہلے پیش کر چکے ہیں مزید مفصل آئندہ ذکر کریں گے لہٰذا ہم نے اس کتاب کا آغاز غیبت انبیاء سے کر کے غیبت امام زمان (عج) پر اختتام کیا ہے اور آپؑ کے وجود اور غیبت اور پھر ظہور وعلائم ظہور کے سلسلے میں جو روایات پیغمبر اسلام (ص) اور ائمہ طاہرین علیہم السلام سے نقل ہوئی ہیں پیش کریں گے اور ان لوگوں کے واقعات بھی جنھوں نے علامات امام زمان (عج) کا مشاہدہ کیا اور ان کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے تحریر کریں گے۔"واللہ الموفق للصواب وھو خیر مستعان"

صدوقؒ (ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین قمی)

علائم ظہور کے بارے میں

اگر چہ آپ کے ظہور کی بہت سی علامات ذکر کی گئی ہیں مگر ہم اختصاراً یہاں پر چند علامات کو ذکر کر رہے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔سفیانی کا آنا،۲۔سید حسنی کا قتل،۳۔ماہ رمضان کے وسط میں چاند گرہن ہونا،۴۔زمین کا کھلنا اور گناھگاروں کا دھنسنا۵۔مشرق و مغرب میں زمین کا بیٹھنا۶۔مغرب سے سورج کا طلوع ہونا،۷۔درمیانی دن میں سورج کا وسط آسمان پر رُک جانا،۸۔کوفہ کے دروازے کے پیچھے نفس زکیہ اور انکے ساتھ ستر نیک لوگوں کا قتل ہونا،۹۔ایک بنی ہاشم کا رکن ومقام کے درمیان سر قلم کر دیا جانا،۱۰۔خراسان کی طرف سے سیاہ پرچموں کا آنا۱۱۔مغربی شخص کا ظاہر ہونا اور شام پر قابض ہونا۱۲۔مشرق میں تین سے سات دن تک آگ کا روشن رہنا۱۳۔اُمت عرب کلا قیام کرنا ۱۴۔مصر کے رہبر کا لوگوں کے ہاتھ قتل ہونا۱۵۔۶۰ جھوٹے پیغمبروں کا آنا۱۶۔بارہ جھوٹے اماموں کا آنا۱۷۔دن کے آغاز میں سیاہ بادل کا چلنا ۱۸۔پوری زمین کا لرزہ کی زد میں آنا۱۹۔۲۴دن تک پے در پے بارشوں کا ہونا اور زمین کا سبزہ سے زندہ ہونا۱۹۔تمام عراق میں خوف وہراس کا پھیل جانا۲۰۔زراعت میں کمی کا واقع ہونا۲۱۔سورج میں چہرہ اور سینہ کا نمایاں ہونا (بحار۵۲/۲۲۰،ارشادالقلوب صدوق ص۳۵۶)

پہلا باب

غیبتِ انبیاء کے بارے میں

حضرت ادریس (ع) پیغمبر کی غیبت

جیسا کہ مشہور ہے غیبتوں کا آغاز حضرت ادریس (ع) کی غیبت سے ہوا ان کی غیبت میں ان کے پیروکاروں پر ایسا وقت آپہنچا تھا کہ روزمرّہ کا آذوقہ مہیا کرنا ان کے لئے دشوار ہو گیا تھا اور وقت کے ظالم بادشاہ نے کچھ لوگوں کو قتل اور باقی لوگوں کو فقیر اور ہراساں کر کے رکھا ہوا تھا تب حضرت ادریس (ع) نے ظہور کیا اور اپنے پیروکاروں کو اپنی نسل سے آنے والے قائم یعنی حضرت نوح (ع) کے بارے میں خوشخبری سنائی پھر خدا نے ادریس (ع) کو اپنی طرف بلوالیا ،اس طرح عرصہ دراز تک ان کے پیروکار حضرت نوح (ع) کے قیام کرنے کا انتظار کرتے رہے وقت کے ظالموں کی سخت سے سخت ترین سزاؤں کو تحمل کرتے رہے۔

ابراہیم بن ابی البلاد اپنے والد سے اور وہ امام محمد باقر (ع) سے نقل کرتے ہیں کہ ''حضرت ادریس (ع) کی نبوت کا آغاز اس وقت ہوا جب ایک ظالم وجابر بادشاہ حکومت کر رہا تھا ایک دن وہ اپنے مرکب پر سوار ہو کر سیر و تفریح کے لئے گیا راستے میں اس نے ایک سرسبز زمین کو دیکھا جو ایک بندہ مومن کی تھی اسے وہ زمین پسند آئی اپنے وزیر سے پوچھا یہ کس کی زمین ہے وزیر نے بتایا کہ فلاں مومن کی ہے اس نے اس مومن کو بلا کر کہا کہ یہ زمین مجھے فروخت کردو اس نے منع کیا جس پر بادشاہ غضبناک ہوا اور اپنے محل لوٹ کر قبیلہ ازارقہ کی سُرمئی آنکھوں والی عورت جو اس کے پاس تھی جسے وہ بہت پسند کرتا تھا اور پریشانی کے وقت اس سے مشورہ کیا کرتا تھا اس عورت کو اپنے پاس بلوایا اور اس سے مشورہ کیا تو اس نے کہا یہ کام تو ان لوگوں کے لئے دشوار ہوتا ہے جن کے پاس قدرت نہ ہو آپ کے پاس قدرت وطاقت ہے لہذا اگر بادشاہ سلامت

بغیر دلیل کے اسے قتل نہیں کرنا چاہتے ہیں تو میں یہ کام کرسکتی ہوں تاکہ آپ اس زمین کے مالک بن سکیں بادشاہ نے کہا وہ کیسے؟ اس نے کہا وہ اس طرح سے کے میرے قبیلے کے کچھ مردوں کو اس مرد مومن کی گرفتاری کے لئے بھیج دیں جب وہ اسے آپ کے پاس لے آئیں گے اور گواہی دیں گے کہ اس نے آپ کے دین سے بیزاری کا اعلان کیا ہے تو آپ کے لئے قتل کرنا اور اس کے مال واسباب پر قبضہ کرنا آسان ہو جائے گا، بادشاہ نے کہا تم ایسا ہی کرو، اس عورت نے اپنے قبیلہ کے کچھ سپاہیوں کو اس مومن کی گرفتاری کے لئے بھیجا اور کہا کہ اس رافضی کو لا کر بادشاہ کے سامنے گواہی دینا کہ اس نے بادشاہ کے دین سے بیزاری کا اعلان کیا ہے ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور بادشاہ نے بھی اسے قتل کروا کر اس کی زمین پر قبضہ کرلیا، یہ وہ موقع تھا کہ خدا غضب میں آیا اور ادریس کو وحی کی کہ اس بادشاہ کے پاس جا کر اس سے کہو کہ تم نے اس مومن کو قتل کروا دیا یہ کافی نہیں تھا کہ اس کی زمین پر بھی قبضہ کرلیا اور اس کے بیوی بچوں کو محتاج اور بھوکا چھوڑ دیا، مجھے قسم ہے اپنی عزت وجلال کی کہ میں آخرت میں تم سے ضرور اس کا انتقام لوں گا اور دنیا میں بھی تیری بادشاہی کو تجھ سے سلب کرلوں گا، تیری عزت کو خاک میں ملا دوں گا تمہاری عزت کو ذلت میں بدل دوں گا اور اس عورت کے گوشت کو خونخوار کتوں کی غذا بناؤں گا۔

حضرت ادریس (ع) خدا کا یہ پیغام لے کر اس بادشاہ کے پاس پہنچے اور اُسے سنایا اب جو بادشاہ نے اتنا سرزنش آمیز خطاب سنا تو غضب ناک ہو کر کہتا ہے اے ادریس! چلے جاؤ اور اپنے آپ کو مجھ پر بڑا دکھانے کی کوشش مت کرو، پھر اس نے اسی عورت کو بلوایا اور ادریس (ع) کی ساری گفتگو سنائی اس عورت نے کہا آپ کو خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں اپنے افراد کو ابھی بھیجتی ہوں کہ اسے قتل کر آئیں، بادشاہ نے کہا جلدی کرو، حضرت ادریس (ع) نے اپنے خالص پیروکاروں کو بھی بادشاہ کی طرف بھیجا جانے والوں نے پیغام سنایا مگر لوگ ڈرے کے کہیں

بادشاہ ادریس (ع) کو قتل نہ کروا دے،

دوسری طرف اس عورت نے اپنے قبیلے کے چالیس مردوں کو ادریس کو تلاش کر کے قتل کرنے کا حکم سنایا جب ادریسؑ کے پیروکار مطلع ہوئے کہ وہ چالیس افراد ادریسؑ کی تلاش میں ہیں تو انھوں نے ادریسؑ کو آ کر اطلاع دی اور فرار ہونے کو کہا ادریس بھی کچھ ساتھیوں کے ہمراہ اس شہر سے نکلے اور خدا سے مناجات کی "اے پروردگار! تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ تیرا پیغام اس بادشاہ کو جا کر سناؤں میں نے سنا دیا مگر وہ میرے قتل کے درپے ہے، اللہ تعالیٰ نے وحی کی اے ادریسؑ! گھبراؤ مت جو دعا کرنی ہے کرو ادریسؑ نے کہا پروردگار میری تجھ سے صرف ایک التجاء ہے کہ اس شہر والوں پر اس وقت تک بارش نہ برسا جب تک میں تجھ سے دعا نہ کروں خدا نے ادریس کی دعا قبول کیا حضرت ادریس (ع) نے اپنی اس دعا اور اس کے قبول ہونے کو اپنے پیروکاروں سے ذکر کیا اس وقت بیس افراد ان کے پیروکار تھے وہ یہ خبر لے کر قریوں میں پھیلانے کو گئے دوسری طرف ادریسؑ پہاڑ کے اوپر جا کر ایک غار میں چھپ کر عبادت میں مصروف ہو گئے خدا نے ایک فرشتہ کو مقرر کر دیا جو ان کی غذائیں پہنچایا کرتا تھا اس دوران خدا نے اس ظالم بادشاہ کا خاتمہ کیا اور اس عورت پر خونخوار کتے مقرر کر دیئے جنھوں نے اسے پھاڑ کھایا یہ سب اس مومن کا بدلہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے ان سے لیا،

بیس سال تک ادریسؑ لوگوں کی نظروں سے غائب رہے اس دوران ایک اور ظالم و جابر بادشاہ بھی آیا اور اس دوران ایک قطرہ بارش نہ برسی جس سے قحط اور دوسری پریشانیاں وجود میں آئیں تب جا کر بعض لوگ جو ادریسؑ کی اس دعا کرنے اور اس دعا کے قبول ہونے کو خود محسوس کر رہے تھے آپس میں ایک دوسرے کو سنانے لگے اور کہنے لگے اب سوائے بارگاہ الٰہی میں دعا اور توبہ و زاری کے کوئی چارہ نہیں ہے لہٰذا سب لوگ سیاہ لباس پہنیں اور سروں پر خاک ڈال کر توبہ

واستغفار اور گریہ وزاری کرنا شروع کریں، اللہ تعالیٰ نے ادریسؑ کو وحی کی کہ میرے بندوں نے توبہ وزاری کرلی ہے اور میں نے انھیں بخش دیا ہے صرف باران رحمت ہے جو میں تمہاری قبول کردہ دعا کے تحت نہیں برسا رہا ہوں لہٰذا تم مجھ سے دعا کرو تو میں ان پر باران رحمت کو برسادوں ادریسؑ نے کہا میں دعا نہیں کروں گا، تو اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو جو ادریسؑ کے لئے غذا لے جایا کرتا تھا اس کو غذا لیجانے سے منع کیا جب تین دن اسی طرح سے گزرے تو تیسرے دن کی رات کو ادریسؑ نے بھوک اور سختی کی بارگاہ خداوندی میں شکایت کی:

''اے پروردگار! تو نے میری قبض روح سے پہلے میری غذا بند کردی ہے'' تو پروردگار کی طرف سے جواب آیا کہ تم اپنی غذاء کے بند ہو جانے پر تو نالہ وفریاد کر رہے ہو اور اپنے شہر والوں کی بالکل فکر نہیں ہے، جنھوں نے بیس سال سختی کے گزارے ہیں پھر بھی جب میں نے تم سے ان کے لئے دعا کرنے کو کہا تو تم نے نہیں کی اب میں تمہیں اسی طرح بھوکا رکھوں گا مگر یہ کہ اپنی جگہ سے نکل کر خود اپنے لئے معاش تلاش کرو، ادریسؑ اپنی جگہ سے اٹھے اور شہر میں جا کر اپنے لئے غذا تلاش کرنے لگے ایک گھر سے دھواں اٹھتے ہوئے دیکھا دروازے کو دق الباب کیا دیکھا ایک عورت نے دو تازی سی روٹیاں پکائی ہوئی ہیں اور اس کے ساتھ اس کا چھوٹا بیٹا ہے اس عورت سے کہا اگر ممکن ہے تو ایک روٹی مجھے دیدو تا کہ میں بھوک سے جان نہ دوں اس عورت نے کہا اے شخص! اس وقت میرے پاس صرف یہی دو روٹیاں ہیں دعائے ادریسؑ نے ہمارے لئے کچھ باقی نہیں چھوڑا ہے لہٰذا اگر میں اپنے حصے کی روٹی دیتی ہوں تو میں بھوکی مرجاؤں گی اور اگر اپنے بیٹے کے حصے کی روٹی تمہیں دیتی ہوں تو وہ بھوکا مرجائے گا ادریسؑ بولے تمہارا بیٹا تو چھوٹا ہے آدھی روٹی اس کے لئے کافی رہے گی اور آدھی روٹی مجھے دیدو تا کہ اس طرح وہ بھی اور میں بھی زندہ رہ سکتے ہیں اس عورت نے ایسا ہی کیا مگر وہ لڑکا بھوک برداشت نہ کرکے مرگیا اور عورت نے

چیخ پکار شروع کی تو ادریس (ع) نے کہا گھبراؤ نہیں یہ ابھی زندہ ہو جائے گا یہ کہہ کر ادریس (ع) نے بچے کا بازو پکڑ کر دعا کی "اے وہ جس نے اس بچے کے جسم سے روح نکالی ہے باذن پروردگار اس کی روح کو اس کے بدن میں واپس پلٹا دے میں خدا کا بندہ ادریسؑ تجھ سے دعا کر رہا ہوں" اب جو اس عورت نے ادریسؑ کے کلام کو سنا اور بچے کو بھی زندہ پایا تو گھر سے باہر نکل کر فریاد بلند کی "اے لوگوں آؤ تمہاری سختیوں اور پریشانیوں کا دور ختم ہوا ادریس (ع) ہمارے شہر میں آچکے ہیں ادریسؑ گئے دیکھا پہلے والے ظالم بادشاہ کے محل کی جگہ خاک کا ٹیلہ بنا ہوا ہے وہاں جا کر ادریس (ع) بیٹھ گئے لوگ ان کے اطراف میں جمع ہو گئے اور کہنے لگے اے ادریس (ع)! کیا اب بھی آپ ہم پر رحم نہیں کریں گے جب کہ ہم نے بیس سال سختی اور بھوک کے گزارے ہیں؟ اب آپ اللہ سے دعا کریں کہ ہمارے لئے باران رحمت کو برسادے ادریس (ع) بولے نہیں مگر یہ کہ تمہارا موجودہ بادشاہ پیدل اور ننگے پیر اپنے اطرافیوں کے ساتھ آکر یہی گزارش کرے اب جو یہ بات اس ظالم بادشاہ کے کانوں تک پہنچی تو اس نے چالیس افراد کو ادریس (ع) کے پاس بھیجا کہ اسے میرے پاس لے کر آؤ جب وہ چالیس افراد آئے ادریسؑ نے بددعا کی وہ سب وہیں مر گئے اب جو یہ خبر بادشاہ تک پہنچی تو اس نے ۵۰۰ سو افراد کو ادریس (ع) کی گرفتاری کو بھیجا وہ ۵۰۰ سو افراد بھی ڈرتے ہوئے ادریس (ع) کے پاس آئے اور کہنے لگے اے ادریس (ع)! بیس سال تک ہمیں اپنی نفرین کے ذریعے عذاب میں گرفتار رکھا یہ کافی نہ تھا کہ ہمارے بیس افراد کو بددعا سے مار دیا ادریس (ع) بولے بہر حال میں اس بادشاہ کے پاس نہیں جاؤں گا اور نہ بارش کی دعا ہی کروں گا جب تک وہ بادشاہ خود اپنے ننگے پیروں سے میرے پاس نہ آئے؟ لوگ جمع ہو کر بادشاہ کے پاس آئے بہت اصرار کے بعد جب بادشاہ اور باقی لوگ برہنہ پیر ادریس (ع) کے پاس آئے اور خاضعانہ انداز میں ان سے بارش

کے لئے دعا کرنے کو کہا تو ادریس (ع) نے بھی بارش کی دعا کی ابھی ادریس (ع) کی دعا ختم نہ ہونے پائی تھی کہ آسمان کو سیاہ بادلوں نے گھیر لیا گرج چمک کے بعد بارش شروع ہو گئی اس طرح وہ لوگ باران رحمت سے سیراب ہوئے۔

حضرت نوح (ع) کی نبوت کا آشکار ہونا

ا۔عبداللہ بن فضل ہاشمی نقل کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق (ع) نے ارشاد فرمایا: "جب اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح (ع) کی نبوت کو آشکار کیا اور ان کے پیروکاروں کو کامیابی کا یقین ہو گیا تو وہ لوگ جو سختیوں اور پریشانیوں کی زندگی گزار چکے تھے حضرت نوح (ع) پر اسقدر ہجوم آور ہوئے اور انھیں اسقدر مارا کہ تین دن تک نوح (ع) بیہوش رہے جب تین دن کے بعد انھیں ہوش آیا تو اب بھی کانوں سے خون جاری تھا یہ واقعہ حضرت نوح (ع) کے رسالت پر مبعوث ہونے کے تین سو سال بعد کا ہے لوگ اس تمام مدت میں نوح (ع) کو پکارتے ان کے ظاہر ہونے کی دعا کرتے تھے مگر نوح (ع) ظاہر نہیں ہوئے تھے لہذا لوگوں نے ان کے ساتھ دشمنوں کا سا برتاؤ شروع کر دیا حضرت نوح (ع) نے تین سو سال تک ان کی نافرمانی اور بدسلوکی کو برداشت کیا آخر کار تنگ آ کر ان کے حق میں بدعا کرنا چاہی لہذا صبح کی نماز کے بعد جو بدعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے تو ساتویں آسمان سے تین فرشتوں کا ایک گروہ آیا اور کہنے لگا اے نوح (ع)! ہماری آپ سے ایک گذارش ہے وہ یہ کہ اپنی قوم پر نفرین کرنے میں کچھ تاخیر کریں حضرت نوح (ع) نے مزید تین سو سال تک صبر کیا مگر لوگ پھر بھی باز نہیں آئے تو ایک دن ظہر کے وقت حضرت نوح (ع) نفرین کرنے کو بیٹھے کہ چھٹے آسمان سے تین فرشتوں کا ایک گروہ آیا اور نوح (ع) پر سلام کر کے نفرین میں جلدی نہ کرنے کی گذارش کی حضرت نوح (ع) نے مزید تین سو سال تک صبر کیا اور پھر تین سو سال کے بعد نوح (ع) نے نفرین کی جبرئیل امین نے آ کر خبر دی کہ آپ کی دعا

قبول ہوئی اور اب آپ اپنے پیروکاروں سے کہیں کہ خرمہ کھائیں اور اس کی گٹھلیاں اُگائیں اور ان کی پرورش کریں جب ان گٹھلیوں سے درخت اور درخت میں پھل آجائے گا تو وہی کامیابی کا وقت ہے حضرت نوح (ع) نے یہ سن کر خدا کا شکر ادا کیا اور اپنے پیروکاروں کو مطلع کیا وہ بھی یہ خبر سن کر بہت خوش ہوئے اس دن سے انھوں نے خرمہ کھا کر اس کی گٹھلیاں اُگانی شروع کردیں تا کہ درخت اُگیں اور پھل دیں اب جو درختوں نے پھل بھی دیدیئے اور ان کو کامیابی حاصل نہیں ہوئی تو دوڑے دوڑے نوح (ع) کے پاس آئے اور کہا کہ یہ کیا ماجرا ہے آپ نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ خرمہ کی گٹھلیاں اُگائیں گے اور جب درخت اور پھر درخت پر پھل آئے گا تو تمہاری مصیبتیں دور ہوں گی کامیابی حاصل ہوگی مگر ایسا نہیں ہوا تو پھر سے حضرت نوح (ع) نے بارگاہ خداوندی میں دعا کی حکم ہوا کہ ان سے کہو اسی پھل کو کھا کر اس کی گٹھلیوں کو اُگائیں اس سے جو درخت اور پھر پھل نکلیں گے تو وہی ان کی پریشانی کے دور ہونے کا وقت ہوگا یہ سن کر ایک ثلث لوگ اسی وقت دین سے پھر گئے باقی دو ثلث لوگ دین پر باقی رہے انھوں نے انھیں درختوں کے خرمے کھا کر ان کی گٹھلیاں اُگائیں جب ان سے درخت اور پھر پھل نکلے تو دوبارہ نوح (ع) کے پاس آئے کہ اب کیا وجہ ہے اب کیوں وعدہ پورا نہیں ہوا نوح (ع) نے بھی بارگاہ پروردگار میں دعا کی تو وحی ہوئی ان سے کہو اسی پھل کو کھا کر اس کی گٹھلیوں کو اُگائیں یہ سن کر ایک ثلث اور لوگ دین سے پھر گئے صرف ایک ثلث لوگ باقی رہ گئے انھوں نے وہ پھل کھا کر اس کی گٹھلیاں اُگائیں جب ان سے درخت نکلے اور انھوں نے پھل دیئے تو باقی لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ اب تو صرف ہم ہی چند لوگوں کے علاوہ کوئی بھی باقی نہیں ہے اب تو ہم بھی ہلاک ہونے سے خوفزدہ ہیں نوح (ع) نے بھی بارگاہ خدا میں گڑگڑا کر التجا کی "اے پروردگار! اب اگر مزید تاخیر ہوئی تو وہ لوگ بھی ہلاک ہوجائیں گے خداوند عالم نے نوح (ع) کو وحی کی اے نوح

(ع)! تمہاری دعا قبول ہو چکی ہے اب انھیں درختوں کے تنوں کو کاٹو اور ان سے کشتی بناؤ اس طرح نوح (ع) کی دعا قبول ہونے اور طوفان آنے کے درمیان پچاس سال کا فاصلہ پیش آیا،

۲۔عبد الحمید بن ابی دیلم امام جعفر صادق (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرتؑ نے فرمایا: "حضرت نوح (ع) نے کشتی سے اترنے کے بعد پچاس سال زندگی کی تو جبرائیل (ع) آئے اور کہا اے نوحؑ! آپ کی نبوت کا وقت ختم ہوا اب علم نبوت کو اپنے بیٹے سام کے حوالے کر دو تا کہ تمہارے بعد سام اس پیغام رسالت کو لوگوں تک پہنچائے، میں اسی طرح اپنے نیک بندوں کے لئے نیک رہنماؤں کو منتخب کرتا ہوں تا کہ نیک لوگ اس رہنما سے ہدایت پائیں اور بُرے لوگوں پر حجت تمام ہو جائے، حضرت نوح (ع) نے اسماء اعظم اور میراث علم نبوت کو اپنے بیٹے سام کے حوالے کیا اور نوحؑ کے دوسرے بیٹے حام و یافث اس کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے، پھر نوح (ع) نے بعد میں آنے والے حضرت ہود (ع) کی لوگوں کو خوشخبری سنائی اور ان کی پیروی کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ ہر سال میرے وصیت نامہ کو کھول کر پڑھا جائے اور اس کے مطابق عمل کیا جائے (اسی طرح کا حکم آدم (ع) نے بھی دیا تھا) مگر دوسری طرف حام اور یافث کی اولادوں میں سرکش اور ظالم افراد پیدا ہوئے اور اس طرف سام کی اولاد نے حضرت نوح (ع) کے علوم کو مخفی رکھا اور اولاد سام نے حام و یافث کی اولادوں پر غلبہ حاصل کر لیا یہی مطلب ہے اس آیت کا ﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ﴾ (سورۂ صافات آیہ ۷۸)

یعنی ہم نے نوح کے بعد دوسرے (ظالم و جابر) لوگوں کو حکومت دی، اس آیت کے ذریعے سے خدا پیغمبر اسلام (ص) کو تسلی دے رہا ہے، پھر امامؑ نے فرمایا: سندھ ہند اور حبشہ کے لوگ حام کی اولاد سے ہیں اور عرب و عجم کے لوگ سام کی اولاد سے ہیں اسی طرح زمانہ آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ ہود (ع) کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث کیا،

۳۔علی بن سالم اپنے والد سے اور وہ امام جعفر صادق (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:"جب حضرت نوح (ع) کی وفات کا وقت نزدیک آیا تو انھوں نے اپنے پیروکاروں کو نزدیک بلایا اور ان سے کہا میرے بعد ایک ایسی غیبت پیش آنے والی ہے کہ ظالم و جابر حکمراں اپنے ظلم وستم میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑیں گے مگر اللہ تعالی میری نسل سے قائم کو ظہور بخشے گا جس کا نام ہود ہوگا اس کا اخلاق کردار میری طرح ہوگا وہ تمہارے دشمنوں کو ہلاک کردے گا لہذا مسلسل لوگ حضرت ہود (ع) کے انتظار میں رہا کرتے تھے یہاں تک کہ کافی عرصہ گزر گیا نزدیک تھا کہ لوگ مایوس ہو جائیں اللہ تعالی نے ان کی پریشانیوں کو ختم کردینے کے لئے ہودؑ کو مبعوث کیا ان کے دشمنوں کو تخت ہوا نے اپنے لپیٹ میں لے کر ہلاک کردیا، پھر ان کے بعد غیبت کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ حضرت صالح (ع) مبعوث ہوئے۔

۴۔عبدالحمید بن ابی دیلم امام جعفر صادق (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:"جب اللہ تعالی نے ہودؑ کو مبعوث کیا تو سام کی باقی ماندہ اولاد ان پر ایمان لائی مگر دوسروں نے کہا کہ ہم سے زیادہ طاقتور کون ہوسکتا ہے تو سخت ہوا نے ان کو ہلاک کر ڈالا اور باقی ماندہ لوگوں کو ہودؑ نے صالح (ع) کے ظہور کی خوشخبری سنادی تھی،

حضرت صالح (ع) پیغمبر کی غیبت

۱۔زید شحام امام جعفر صادق (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا"صالح نبی جب اپنی قوم سے غائب ہوئے اور واپس لوٹے تو ان کی قوم تین حصوں میں بٹ چکی تھی ۱۔ایسے منکر لوگ جو کبھی بھی حق کی طرف نہ لوٹے ۲۔شک وتردد میں رہنے والے لوگ ۳۔اہل ایمان لوگ جب صالح اپنی قوم کی طرف لوٹے تو قوم والوں نے پہچاننے سے انکار کیا اور اہل شک

لوگوں نے بُرا بھلا کہہ کر صالح کی اس بات کو کہ میں صالح پیغمبر ہوں رد کر دیا مگر اہل ایمان لوگوں نے ان سے نشانیاں پوچھیں جب انھوں نے اونٹنی وغیرہ کے واقعات بیان کیے تو اہل ایمان نے ان کی تصدیق کی ایسے ہی واقع کی منظر کشی قرآن نے اس طرح سے کی ﴿أَنَّ صَالِحًا مُرْسَلٌ مِنْ رَبِّهِ﴾ جب شک کرنے والے اور منکر لوگوں نے صاحبان ایمان سے حضرت صالح (ع) کی تصدیق کرنے کے بارے میں سنا تو کہنے لگے ﴿إِنَّا بِالَّذِي آمَنتُمْ بِهِ كَافِرُونَ﴾ (سورۂ اعراف آیہ ۷۶-۷۷)

یعنی ہم اس چیز کا جس پر تم لوگ ایمان لائے ہو انکار کرتے ہیں، جب کہ حضرت صالح (ع) کو اپنی قوم سے دور ہوئے صرف سات دن بغیر ذمہ داری کے گزرے تھے، حضرت صالح (ع) کی سی مثال قائم آل محمد علیہم السلام کی بھی ہے۔

حضرت ابراہیم (ع) کی غیبت

حضرت ابراہیم (ع) کی غیبت تو اور زیادہ عجیب ہے اس لئے کہ جب وہ شکم مادر میں تھے تو اسی وقت سے ان کا راز پوشیدہ رکھا گیا،

ا۔ابوبصیر امام جعفر صادق (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''ابراہیمؑ کے والد نمرود بن کنعان کے منجم تھے نمرود ان کے مشورے کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا تھا ایک رات ستاروں کو دیکھ کر صبح نمرود سے کہا کہ میں نے بڑی عجیب چیز دیکھی ہے، نمرود نے کہا کیا دیکھا؟ ابراہیمؑ کے والد نے کہا ایک بچے کو دیکھا جو اس سرزمین پر پیدا ہوگا ہم سب کی ہلاکت اس کے ہاتھوں ہوگی عنقریب اس کی ماں اس کے حمل سے حاملہ ہوگی، نمرود کو یہ سن کر بڑا تعجب ہوا اس نے عورتوں کو مردوں سے دور کروا دیا اسی رات ابراہیمؑ کے والد نے اپنی زوجہ سے ہمبستری کی جس سے وہ

حاملہ ہوگئیں، اگر چہ نمرود نے عورتوں کو چیک کروایا مگر مادر ابراہیم کا حاملہ ہونا معلوم نہ ہو سکا جب ابراہیم کی ولادت ہوئی تو ان کے والد نے چاہا کہ انھیں نمرود کے پاس لے جائیں مگر زوجہ نے کہا کہ ایسا کرتی ہوں کہ اس بچے کو کسی غار میں رکھ آتی ہوں تا کہ وہیں بچے کی اجل آجائے اس طرح تم بھی بچے کے قتل کے گناہ سے بچ جاؤ گے اس نے کہا صحیح ہے مادر ابراہیم ان کو ایک غار میں لے گئیں اور دودھ پلا کر غار کے دھانے پر پتھر رکھ آئیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی شہادت کی اُنگلی سے ان کے لئے روزی قرار دی ان کی اُنگلی سے دودھ جاری ہوتا جب بھی وہ بھوک سے اُنگلی کو منہ میں رکھتے، اسی طرح وہ پرورش پاتے رہے ایک دن ایک ہفتہ کے برابر اور ایک ہفتہ ایک ماہ اور ایک ماہ میں ایک سال کی نشو نما کرتے رہے ایک دن مادر ابراہیمؑ نے شوہر سے اجازت چاہی کہ ذرا بچے کی خبر تو لے آؤں اس نے اجازت دی اب جو مادر ابراہیمؑ نے جا کر دیکھا تو بچہ زندہ و صحیح و سالم ہے وہ انھیں دودھ دیکر لوٹ آئیں واپسی پر شوہر نے پوچھا تو کہا اسے سپرد خاک کر آئی ہوں پھر کچھ عرصہ تک باہر کسی کام سے جاتیں تو ابراہیمؑ کو جا کر آغوش میں لے کر دودھ پلاتیں اور پھر لوٹ آتیں۔

اب جب ابراہیمؑ نے چلنا شروع کیا تو ایک دفعہ جب ماں انھیں دودھ پلا کر جانے لگیں تو انھوں نے ماں کا دامن پکڑ لیا اور کہا مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلیں ماں نے کہا تمہارے باپ سے اجازت لے لوں تو پھر لے چلوں گی، اسی طرح ابراہیمؑ غیبت میں رہے یہاں تک کہ خدا نے انھیں قدرت و طاقت دے کر ظہور ہونے کا حکم دیا مگر کچھ ہی عرصہ بعد دوبارہ سے ان کی غیبت شروع ہوئی یہ دوسری غیبت کا آغاز اس وقت ہوا جب وقت کے ظالم بادشاہ نے انھیں شہر بدر کیا تو ابراہیمؑ یہ کہہ کر اس سے دور ہوئے ﴿وَأَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَأَدْعُو رَبِّي عَسَىٰ أَلَّا أَكُونَ بِدُعَاءِ رَبِّي شَقِيًّا﴾ میں تم سے اور تمہارے پکارے جانے والے غیر

خداؤں سے دوری اختیار کرتا ہوں میں اپنے خالق حقیقی کو پکارتا ہوں اور اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اپنے خداؤں کے پکارنے سے شقی قرار نہ پاؤں اسی لمحہ کی منظر کشی قرآن نے یوں کی ﴿فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللهِ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿٤٩﴾ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِنْ رَحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا﴾ (سورہ مریم آیہ ۴۹-۵۱۔)

یعنی جب ابراہیم (ع) نے اپنی قوم اور ان کے بناوٹی خداؤں سے دوری کی تو ہم نے انھیں اسحاق اور ان سے یعقوب جیسے بیٹے عطا کئے اور سب کو پیغمبر قرار دیا اور اپنی رحمت سے نوازا اور انھیں سچی زبان عطا کی، (جس سے مراد علی بن ابی طالبؑ ہیں) کیونکہ حضرت ابراہیم (ع) نے دعا کی تھی کہ گذشتہ لوگوں کی نسبت مجھے خالص زبان عطا کرے لہٰذا حضرت علی (ع) سے روایت ہے کہ اس ﴿لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا﴾ کی آخری کڑی قائم آل محمد علیہم السلام ہیں یہی وہ قائم ہے جو ظلم وجور سے بھری ہوئی دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے گا اور اسے ایسی غیبت حاصل ہوگی کہ بعض قومیں گمراہ ہو جائیں گی اور بعض دیگر قومیں ہدایت پا جائیں گی، دوسری جگہ حضرت علی (ع) نے کمیل بن زیاد نخعی سے فرمایا: "زمین خدا کبھی حجت خدا سے خالی نہیں ہوگی یا وہ حجت ظاہر ہوگی یا پوشیدہ ہوگی کیونکہ حجت خدا اور اس کی نشانیاں ختم نہیں ہوں گی،

۲۔ ابوحمزہ ثمالی امام محمد باقر (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: "ایک دن ابراہیمؑ شہر سے باہر سیر کرنے کو نکلے تو ایک بیابان میں ایک شخص کو عبادت کرتے ہوئے دیکھا جس کے تن پر کھال کا لباس تھا اور اس کی فریادوں کی آواز آسمان تک پہنچ رہی تھی حضرت ابراہیم (ع) کو بڑا تعجب ہوا ابراہیم (ع) منتظر رہے کہ اس کی نماز ختم ہو جائے جب وہ نماز ختم کر چکا تو ابراہیم (ع) نے اس سے چند سوال کئے:

۱۔ کس کے لئے عبادت کرتے ہو؟ اس نے کہا خدائے ابراہیم (ع) کے لئے، ۲۔ پھر پوچھا

خدائے ابراہیم کون ہے؟ اس نے کہا جس نے تجھے اور مجھے خلق کیا ہے ابراہیم (ع) بولے تمہاری گفتگو مجھے اچھی لگی تمہارا گھر کہاں ہے تا کہ اگر مجھے تم سے ملنا ہو تو میں تمہاری ملاقات کو آسکوں اس نے اپنے رہنے کی جگہ بتائی، ابراہیم (ع) بولے چلو ہم دونوں گناہگار لوگوں کے لئے دعا کرتے ہیں یا تم دعا کرو میں آمین کہتا ہوں یا میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہو، اس نے کہا میں تو دعا نہیں کروں گا کیونکہ تین سال پہلے ایک دعا کی تھی جو ابھی تک مستجاب نہیں ہوئی ہے حضرت ابراہیم نے پوچھا وہ دعا کیا تھی؟ اس نے کہا اسی طرح یہاں میں اپنے مصلے پر عبادت کر رہا تھا کہ ایک بڑی ہیبت اور نورانی چہرے والا نوجوان میرے سامنے سے گزرا جس کی زلفیں پیچھے کی طرف بندھی ہوئیں تھیں جو گوسفند چرا رہا تھا، میں نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ تو اس نے کہا میں اسماعیل فرزند ابراہیم خلیل اللہ ہوں، اس وقت میں نے بارگاہ پروردگار میں دعا کی تھی کہ مجھے اپنے دوست ابراہیمؑ کی زیارت کرا، ابراہیمؑ بولے تمہاری دعا قبول ہوئی میں ہی ابراہیم خلیل اللہ ہوں اس وقت اس عابد نے کہا الحمد للہ رب العالمین خدایا تیرا شکر کہ تو نے میری دعا کو مستجاب کیا اور پھر ابراہیمؑ کے شانوں کا بوسہ لیا اور معانقہ کیا پھر کہا اب میں آمادہ ہوں کہ آپ کی دعا پر آمین کہوں تب حضرت ابراہیم (ع) نے قیامت تک کے تمام مؤمنین و مؤمنات کی مغفرت کی دعا کی اور اس عابد نے آمین کہا، راوی کہتا ہے امام محمد باقر (ع) نے فرمایا: ''ابراہیم کی وہ دعا قیامت تک کے تمام گناہگار مؤمنین و مؤمنات کے لئے محفوظ ہے۔''

حضرت یوسف (ع) کی غیبت

حضرت یوسف (ع) کی غیبت بیس سال تک رہی اس مدت میں حضرت یعقوب (ع) نے اپنے سر میں تیل، آنکھوں میں سرمہ، کپڑوں پر خوشبو تک نہ لگائی اور اپنی ازواج کے نزدیک نہیں گئے حضرت یوسف (ع) نے اس غیبت کے تین دن کنویں میں اور چند سال زندان میں گزارے اور باقی سال دار الامارہ میں، یوسف (ع) مصر میں تھے اور یعقوب (ع) فلسطین میں اور ان دونوں علاقوں کے درمیان نو دن کا فاصلہ تھا حضرت یوسف (ع) پر دوران غیبت میں مختلف حوادث پیش آئے، بھائیوں کا ان کو کنویں میں ڈالنا پھر قافلے والوں کو فروخت کرنا پر عزیز مصر کی زوجہ کی طرف سے مسائل کا کھڑا کرنا پھر قید ہونا پھر خدا نے ان کی پریشانیوں کو دور کیا

ا۔ ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ''جب یوسف (ع) مصر کے بادشاہ بنے اور ایک شخص فلسطین کی سرزمین سے اناج خریدنے آیا تو اس کو اناج دے کر کہا کہ جب تم فلسطین واپس لوٹو تو وہاں اے یعقوب! کہہ کر آواز دینا ایک بزگوار تمہارے پاس آئیں گے جب ان سے ملاقات کرو تو ان سے کہنا کہ میں نے مصر میں ایک شخص سے ملاقات کی اور اس نے آپ کو سلام کہا ہے کہ آپ کی امانت بارگاہ پروردگار میں ضایع نہیں ہوئی ہے، اس شخص نے جب سرزمین فلسطین پر جا کر حضرت یعقوب (ع) کو حضرت یوسف (ع) کا پیغام پہنچایا تو وہ پیغام سن کر یعقوب بیہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو اس شخص سے پوچھا اے شخص اب تیری کوئی حاجت ہے تو بیان کر اس نے فرزند نہ ہونے کا ذکر کیا اور کہا آپ دعا کریں کہ خدا مجھے بیٹا عطا کرے، حضرت یعقوب (ع) نے وضو کر کے اس کے لئے بیٹے کی دعا کی روایت ہے کہ اس کی زوجہ کے یہاں چار یا پانچ مرتبہ دو دو بیٹوں کی ولادتیں ہوئیں،

لہٰذا یعقوب (ع) جانتے تھے کہ یوسف (ع) کا انتقال نہیں ہوا ہے وہ زندہ ہیں اور خدا کچھ عرصہ

بعد انھیں ظاہر کرے گا لہٰذا وہ اپنے بقیہ بیٹوں سے کہا کرتے تھے کہ جو میں جانتا ہوں وہ تم لوگ نہیں جانتے ہو یہ سن کر تو ان کے خاندان والے ان کا مذاق اڑاتے تھے، یہاں تک کہ جب ان کا بیٹا یہودا یوسف (ع) کا کرتہ لا کر یعقوب (ع) کی آنکھوں سے لگاتا ہے اور یعقوب (ع) کی بینائی لوٹ آتی ہے تو پھر یعقوبؑ نے اپنے خاندان والوں سے کہا میں تم لوگوں سے نہیں کہتا تھا کہ جو میں جانتا ہوں وہ تم لوگ نہیں جانتے ہو"۔

۲۔ مفضل امام جعفر صادق (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: "تم جانتے ہو کہ وہ یوسف کا کرتا کیسا تھا؟ میں نے کہا نہیں، آپؑ نے فرمایا جب ابراہیم (ع) کو آتش نمرود میں پھینکا جارہا تھا تو جبرائیل (ع) ان کے لئے وہ بہشتی کرتا لائے تھے اور ان کو پہنچایا تھا جو گرمی اور سردی میں ابراہیم (ع) کی حفاظت کیا کرتا تھا جب ابراہیم (ع) کا وقت وفات آیا تو انھوں نے وہ کرتا اسحاق (ع) کے بازو کا تعویذ بنا کر باندھ دیا، اسحاق (ع) نے بھی تعویذ یعقوب (ع) کے باندھ دیا تھا اور جب یوسف (ع) کی ولادت ہوئی تو یعقوب (ع) نے اس تعویذ کو یوسف (ع) کے بازو پر باندھ دیا تھا لہٰذا جب یوسفؑ نے اس تعویذ سے کرتا نکالا تو اس کی خوشبو یعقوب نے سونگھ لی تھی اسی لمحہ کی منظر کشی قرآن نے یوں کی ہے ﴿إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ لَوْلَا أَنْ تُفَنِّدُونِ﴾ (سورۂ یوسف آیۂ ۹۴)

یعنی بیشک میں یوسف کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں اگر تم لوگ مجھے دیوانہ نہ کہو، راوی نے پوچھا یابن رسول اللہؐ آخر کار وہ کرتا کس تک پہنچا تو امام نے فرمایا: "وہ کرتا ہر نبی سے ہوتا ہوا آخری نبی محمد (ص) تک اور ان سے ہوتا ہوا آخری قائم آل محمد علیہم السلام تک پہنچا ایک اور روایت میں ہے کہ جب حضرت قائم (عج) ظہور فرمائیں گے تو عصائے موسیٰ اور یوسف کا کرتا اور سلیمان کی انگوٹھی یہ تینوں چیزیں ان کے پاس ہوں گی،

اور اس بات پر دلیل کہ یعقوبؑ جانتے تھے کہ یوسفؑ زندہ ہیں یہ ہے کہ جب برادران یوسفؑ ان کا خون آلود کرتا لے کر یعقوبؑ کے پاس آئے تو وہ دیکھتے ہی بیہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو کرتے کو سونگھتے ہوئے کہا کہ میں اس میں یوسفؑ کے گوشت کی بو محسوس نہیں کر رہا ہوں اور وہ بھیڑیا کیسا تھا کہ یوسفؑ کو کھا گیا مگر یوسفؑ کا کرتا کہیں سے بھی نہیں پھٹا تمہارے نفسوں نے تمہیں دھوکا دیا ہے اور میرے لئے اب صبر کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے اس کے بعد یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں سے کوئی کلام نہیں کیا اور مرثیہ خوانی کرنے لگے، مزید اس بات پر دلیل کہ یعقوب جانتے تھے کہ یوسف زندہ ہے ان کا یہ کہنا ہے ﴿عَسَى اللهُ أَنْ يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعًا﴾ (سورۂ یوسف آیہ ۸۴) یعنی امید ہے کہ سب کو مجھے لوٹا دے، اور مزید ان کا اپنے بیٹوں سے یہ کہنا ہے کہ ﴿يَا بَنِيَّ اذْهَبُوا فَتَحَسَّسُوا مِنْ يُوسُفَ وَأَخِيهِ وَلَا تَيْئَسُوا مِنْ رَوْحِ اللهِ إِنَّهُ لَا يَيْئَسُ مِنْ رَوْحِ اللهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ﴾ (سورۂ یوسف آیہ ۸۷)

یعنی اے میرے بیٹوں! جاؤ یوسف اور اس کے بھائی کو تلاش کرو، خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہونا کہ خدا کی رحمت سے سوائے کافروں کے کوئی ناامید نہیں ہوتا،

امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا: "یعقوبؑ نے ملک الموت سے کہا مجھے ذرا یہ بتاؤ کہ لوگوں کی یکجا روح قبض کرتے ہو یا جدا جدا ملک الموت نے جواب دیا جدا جدا، یعقوبؑ نے پوچھا اب تک جتنوں کی روح قبض کی ہے اس میں یوسفؑ کی روح تھی؟ ملک الموت نے کہا نہیں امام نے فرمایا یہی وجہ تھی کہ یعقوب نے برادران ہوسفؑ کو یوسفؑ اور ان کے بھائی کی تلاش میں بھیجا، لہذا اس دور میں جو لوگ امام زمانہ (عج) کے حالات سے واقف ہیں ان کی حالت حضرت یعقوب (ع) کی سی ہے جو یوسفؑ اور ان کی غیبت سے آگاہ تھے اور جو لوگ امام زمانہ (عج) کی معرفت نہیں رکھتے ان کی حالت خاندان یعقوبؑ کے ان افراد کی سی ہے جو یوسف اور ان کی

غیبت سے نا آشنا تھے لہٰذا اس حد تک پہنچ چکے تھے کہ حضرت یعقوب (ع) تک کو پاگل اور یوسفؑ کا دیوانہ کہتے تھے،

۳۔سدیر امام جعفر صادق (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ''قائم آل محمد علیہم السلام میں یوسفؑ کی ایک نشانی یہ ہے کہ برادران یوسفؑ جو کہ پیغمبر کی اولاد سے تھے مگر یوسفؑ سے تجارت کرنے کے باوجود یوسفؑ کو نہ پہچان سکے جب تک یوسف نے خود نہ کہا کہ میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے لہٰذا کیوں لوگ اس بات کے منکر ہیں کہ خدا اپنی آخری حجت کے ساتھ بھی وہی کرے جو یوسف کے ساتھ کیا کہ وہ بازار میں لوگوں کے ساتھ چل پھر رہے ہوں مگر لوگ انھیں نہیں پہچان پا رہے ہوں جب خدا انھیں اذن دے گا تو وہ اپنے آپ کو پہنچوائیں گے جس طرح یوسفؑ کو جب اذن ظہور دیا تو انھوں نے اپنے آپ کو اپنے بھائیوں میں پہچنوایا اور کہا تمھیں معلوم ہے جب تم لوگ نادان تھے تو یوسفؑ اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ انھوں نے کہا کیا آپ خود یوسف ہیں؟ تو یوسف بولے ہاں میں ہی یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے

﴿ هَلْ عَلِمْتُمْ مَا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ إِذْ أَنْتُمْ جَاهِلُونَ (۞) قَالُوا أَئِنَّكَ لَأَنْتَ يُوسُفُ قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَهَذَا أَخِي ﴾ (سورۂ یوسف آیہ ۸۹۔۹۰)

حضرت موسیٰ (ع) کی غیبت

امیر المؤمنین علی (ع) رسول خدا (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ''جب یوسف کا وقت وفات ہوا تو انھوں نے اپنے خاندان والوں کو جمع کیا اور حمد وثنائے پروردگار کے بعد ان سے کہا عنقریب ایک سخت وقت تم لوگوں پر آنے والا ہے جس میں تمہارے مردوں کو قتل کیا جائے گا، عورتوں کا شکم چاک کر کے ان کے بچوں کو ذبح کیا جائے گا مگر گھبرانا نہیں لاوی بن یعقوب کی اولاد سے ایک قائم ظاہر ہوگا جو گندمی رنگ کا بلند قامت ہوگا اسی طرح اس کی ساری صفات بیان

کیں اور کہا اس سے تمسک رکھنا لہٰذا اس کی ولادت کی خوشخبری سنائی اور اس کے ظہور کے منتظر رہے یہاں تک کہ نجومیوں نے اس کی ولادت کی خوشخبری سنائی اور ان کے ظہور کی علامات بھی جو یوسفؑ نے بتائیں تھیں ظاہر ہونے لگیں وہ عالم دین جس کی سنائی ہوئی احادیث سے لوگوں کو سکون حاصل ہوتا تھا وہ بھی بادشاہ کے ظلم وجور سے مخفی ہونے لگا تو لوگ اس کے پاس جمع ہو کر آئے اور کہا تمہیں تو تھے جو ہمیں سکون واطمینان بخشتے تھے اور قیام کرنے والے قائم موسیٰ بن عمران (ع) کی نشانیاں بتاتے تھے اور دلاسہ دیتے تھے اگر تم بھی اسی طرح مخفی ہو گئے تو ہم کیا کریں گے لہٰذا وہ عالم لوگوں کو پہاڑ کے دامن میں لیجا کر احادیث سناتا اور اس طرح لوگوں کو تھوڑ اسکون ہوتا یہاں تک کہ ایک چاندنی رات کو حضرت موسیٰ (ع) اپنی سواری قاطر پر سوار ان کے سامنے ظاہر ہوئے اب جو اس عالم دین نے انھیں دیکھا تو تمام نشانیاں اور علامات جو حضرت یوسف (ع) سے سنی تھیں ان میں پا کر ان کے قدموں میں گر گیا اور ان کے قدموں کے بوسے لینے لگا اور کہنے لگا خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے موت نہ دی اور آپ کی زیارت میرے نصیب میں کی جب دوسرے لوگوں نے بھی جانا کہ یہ ہمارے قائم حضرت موسیٰ (ع) ہیں تو وہ بھی موسیٰ کے قدموں میں گر کر خدا کا شکر ادا کرنے لگے، حضرت موسیٰ (ع) نے صرف اتنا کہا کہ مجھے امید ہے خدا جلدی تمہاری پریشانی کو دور کرے گا، اس کے بعد پھر موسیٰ غائب ہو گئے اور شہر مدین گئے اور وہاں کئی سال حضرت شعیب (ع) کے پاس رہے یہ موسیٰ کی دوسری غیبت تھی جو لوگوں کے لئے پہلی غیبت سے زیادہ سخت تھی کیونکہ لوگوں پر ظلم وستم بڑھ گیا تھا مگر پھر بھی لوگوں نے اس عالم دین کا ساتھ نہ چھوڑا اور شہر سے باہر بیابان میں جمع ہو کر اس سے احادیث سنتے اور سکون حاصل کرتے اس عالم دین کو خدا کی طرف سے وحی ہوئی چالیس سال کے بعد تم لوگوں کی مشکل حل ہو جائے گی سب نے یہ خبر سن کر کہا: **"الحَمدُ لِلّٰهِ"** دوبارہ وحی ہوئی کہ ان کے زبان سے **"الحَمدُ**

بِــلّــٰـــہِ ' کہنے کے نتیجے میں ہم نے وہ چالیس سال تیس سال میں بدل دیئے، سب نے سن کر کہا: ''کُلُّ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ''یعنی ہر نعمت اللہ کی طرف سے ہے یہ سن کر پھر وحی ہوئی کہ ہم نے اس تیس سال کو بیس سال سے بدل دیا سب نے سن کر کہا: ''لَا یَأْتِی بِالْخَیْرِ اِلَّا اللّٰهُ ''یعنی کوئی خیر نہیں آتا ہے مگر اللہ کی طرف سے آتا ہے پھر سے وحی ہوئی ہم نے ان بیس سال کو دس سال سے بدل دیا سب نے سن کر کہا: ''لَا یَصْرِفُ السُّوْءَ اِلَّا اللّٰهُ ''یعنی سوائے خدا کے کوئی برائی کو دور نہیں کر سکتا ہے ان کا یہ کہنا تھا کہ اس عالم دین کو وحی ہوئی کہ ان سے کہو تم لوگ اپنی جگہ سے حرکت نہ کرو کہ میں تمہاری مشکلات کے دور کرنے کا حکم دے چکا ہوں، اسی اثنا میں حضرت موسیٰ (ع) گدھے پر سوار ظاہر ہوئے اس عالم نے جو موسیٰ (ع) کو دیکھا لوگوں کو سمجھانے کے لئے ان سے ان کا نسب پوچھا: موسیٰ نے بتایا میں موسیٰ بن عمران بن قاہث بن لاوی ہوں اس عالم نے کہا آپ ہمارے لئے کیا لائے ہیں موسیٰ نے کہا خدا کی طرف سے رسالت اس عالم نے اٹھ کر موسیٰ (ع) کے ہاتھوں کو چوما پھر موسیٰ لوگوں کے درمیان بیٹھے اور احکام الٰہی کی تعلیم دی۔

۲۔ محمد حلبی امام جعفر صادق (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ''جب یوسف بن یعقوب علیہما السلام کا وقت وفات نزدیک ہوا تو خاندان یعقوب (ع) جو کہ ۸۰ افراد پر مشتمل تھا جمع کر کے فرمایا: ''عنقریب یہی قبطی لوگ تم پر غالب آجائیں گے اور تمہیں بدترین سزائیں دیں گے ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ تمہاری نجات لاوی بن یعقوب کی اولاد میں موسیٰ بن عمران (ع) کے ہاتھوں قرار دے گا جو بلند قامت، گندمی رنگ، گیسوؤں والا جوان ہوگا اس وقت سے بنی اسرائیل میں ہر پیدا ہونے والے بچے کا نام عمران رکھا جانے لگا اور جو عمران ہوتا وہ اپنے بیٹے کا نام موسیٰ رکھتا۔

۳۔ ابوبصیر امام محمد باقر (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ''موسیٰ کے قیام کرنے

سے پہلے پچاس جھوٹے موسیٰ بنی اسرائیل میں ظاہر ہوئے جو مدعی تھے کہ ہم موسیٰ بن عمران ہیں یہاں تک کہ جب فرعون کو اس کے نجومیوں نے خبر دی کہ موسیٰ فلاں سال متولد ہوں گے تو اس نے حکم دیا کہ اس وقت سے جو بچہ پیدا ہو اسے ذبح کر دیا جائے ایسا ہی ہوتا رہا ہر عورت پر ایک عورت مقرر کر دی گئی کہ کہیں وہ حاملہ ہو تو فوراً دربار فرعون میں اطلاع دی جائے، اسی دوران مادر موسیٰ حاملہ ہو گئیں تو اس مولود کی برکت سے اس کی محبت اس عورت کے دل میں بیٹھ گئی اب جو اس عورت نے مادر موسیٰ کو گھبرایا ہوا پایا تو کہنے لگی اے لڑکی! تمہارا رنگ کیوں زرد ہے اور پسینہ سے شرابور ہو؟ مادر موسیٰ نے کہا مجھے خوف ہے کہ کہیں تم میرے ہونے والے بچے کو لے کر ذبح نہ کروا دو اس عورت نے کہا گھبراؤ نہیں میں اس راز کو پوشیدہ رکھوں گی اور اس نے ایسا ہی کیا مگر جب موسیٰ کی ولادت کے بعد مادر موسیٰ ڈریں کہ کہیں بچے کے رونے کی آواز سن کر دوسرے لوگ متوجہ نہ ہو جائیں تو خدا نے انھیں وحی کی کہ اسے ایک صندوقچہ میں رکھ کر رات کے وقت دریا میں چھوڑ دو، مادر موسیٰ نے ایسا ہی کیا ہوا نے پانی کو حرکت دی جس سے صندوقچہ بھی بہتا ہوا دور ہونے لگا مادر موسیٰ بیٹے کی محبت میں چیخنا چاہتی تھیں کہ خدا نے ان کو سکون قلب عطا کیا، پھر امامؑ نے فرمایا: ''زوجہ فرعون بنی اسرائیل کی صالحہ عورتوں میں سے تھی اس نے فرعون سے کہا بہار کا موسم ہے دریا کے کنارے تفریح کے لئے چلتے ہیں لہٰذا وہ لوگ دوسری طرف ساحل دریا پر خیمے لگائے بیٹھے تھے کہ دور سے دریا میں صندوقچہ بہتا ہوا نظر آیا آسیہ نے کہا جو میں دیکھ رہی ہوں تم لوگوں کو بھی نظر آ رہا ہے ساری کنیزوں نے کہا ہاں ہم بھی ایک صندوقچہ بہتا ہوا آتا دیکھ رہے ہیں جب وہ صندوقچہ نزدیک ہوا تو غلاموں نے جا کر وہ صندوقچہ شہزادی آسیہ کی خدمت میں پیش کیا اب جو کھولا تو دیکھا کہ ایک خوبصورت بچہ لیٹا ہنس رہا ہے اس کی محبت آسیہ کے دل میں بیٹھ گئی، اسے گود میں اٹھا لیا اور کہنے لگیں یہ میرا بیٹا ہے اور فرعون کے پاس لا کر کہنے لگیں آخر کار میری گود

بھر گئی ہم دونوں اس بچے کو اپنا بچہ قبول کر لیتے ہیں تا کہ میری اور تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک قرار پا سکے کہیں تم اسے قتل نہ کروا دینا اتنا فرعون سے کہا کہ اس نے آسیہ کہ بات مان لی اب جو لوگوں نے سنا کہ بادشاہ اور شہزادی نے کسی بچے کو لیا ہے تو اپنی اپنی عورتوں کو بچے کو دودھ پلانے والی کے عنوان سے بھیجا دوسری طرف خواہر موسیٰ جو صندوقچے کا تعاقب کر رہی تھی اور خواتین کو جمع ہوتے دیکھا تو اپنی ماں کو بھی بلا لائیں موسیٰ نے کسی عورت کے پستان قبول نہیں کیے مگر جیسے ہی ماں کے پستان محسوس کیے فوراً پینے لگے اسی طرح موسیٰ کی پرورش ہونے لگی مادر موسیٰ اور خواہر موسیٰ نے بالکل بھی ظاہر نہ ہونے دیا کہ یہ بچہ ہمارا کون ہے اسی طرح موسیٰ نے خاندان فرعون میں پرورش پائی، یہاں تک کہ مادر موسیٰ اور ان پر مقرر کی جانے والی عورت ان دونوں کا انتقال ہو گیا اور یہ راز کسی پر فاش نہ ہو سکا جب وہ جوان ہوئے تو جیسا پہلی روایت میں نقل ہوا کہ چاندنی رات میں بنی اسرائیل کے عالم اور اس کے پیروکاروں کے سامنے ظاہر ہوئے اور پھر وہاں سے دور ہوئے فرعون کے شہر میں گھومتے ہوئے انھوں نے دیکھا کہ ایک بنی اسرائیل اور قبطی کے درمیان جھگڑا ہے موسیٰ نے جب قبطی کی طرف سے ظلم ہوتا دیکھا اور بنی اسرائیل والے شخص نے ان سے مدد چاہی تو موسیٰ نے جا کر قبطی کو ایک مُکا مارا جس سے وہ قبطی زمین پر ڈھیر ہو گیا موسیٰ کا یہ قصہ لوگوں کی زبان پر جاری ہو گیا کہ موسیٰ نے ایک فرعونی کو قتل کر دیا ہے دوسرے دن پھر اسی بنی اسرائیل کو دوسرے قبطی کے ساتھ جھگڑتا دیکھا تو اس سے کہا تو بڑا جھگڑالو انسان لگتا ہے کل اس سے جھگڑا ہوا تھا اور آج اس سے جھگڑا ہوا ہے اب جو موسیٰ اس کی مدد کو آگے بڑھے تو وہ کہنے لگا اے موسیٰ جس طرح تم نے کل اس کو قتل کیا آج مجھے بھی قتل کرنا چاہتے ہو؟ تم مصلح نہیں ہو صرف قتل و غارت کرنے آئے ہو،

اتنے میں دور سے مومن آل فرعون آئے اور موسیٰ سے کہا اے موسیٰ! آپ جلدی سے شہر سے

کہیں دور چلے جائیں کہ فرعون اور اس کے ساتھی آپ کی تلاش میں ہیں اور آپ کو قتل کرنا چاہتے ہیں، موسیٰ اسی حالت میں کہ نہ کوئی یاورومددگار تھا نہ سامان سفر شہر سے باہر نکلے اور مدین کی طرف چل دیے مدین پہنچ کر دیکھا ایک درخت کے نیچے کنواں ہے جہاں سے لوگ اپنے حیوانوں کو پانی سے سیراب کر رہے ہیں اور دوسری طرف دو لڑکیاں اپنے جانوروں کو لئے کھڑی ہیں ان سے پوچھا آپ لوگوں کا کیا مسئلہ ہے؟ انھوں نے کہا ہمارا باپ بوڑھا ہے لہٰذا ہم اپنے حیوانات کو خود چرانے اور یہاں پانی پلانے آتے ہیں اور کیونکہ لوگوں کا ہجوم ہے لہٰذا یہ فارغ ہو جائیں تو ہم اپنے حیوانات کو پانی پلائیں، موسیٰ نے ان پر رحم کھاتے ہوئے ان سے ڈول لیا اور جلدی جلدی پانی نکال کر ان کے حیوانات کو پیش کیا اور پھر درخت کے سائے میں جا کر بیٹھ گئے ان لڑکیوں نے گھر جا کر اس جوان کا قصہ بیان کیا ان کے والد شعیبؑ نے کہا اس کو میرے پاس بلا کر لاؤ ایک لڑکی نے آکر موسیٰ سے کہا کہ آپ کو ہمارے باپ بلا رہے ہیں تاکہ آپ کی اجرت دیں روایت ہے موسیٰ نے اس لڑکی سے کہا کہ تم پیچھے پیچھے چلو صرف مجھے راستہ بتاتی جاؤ ہم فرزندان یعقوبؑ عورتوں کے پیچھے نہیں چلتے ہیں۔

موسیٰ نے شعیبؑ کے پاس آکر جب اپنی داستان بیان کی تو انھوں نے کہا کہ ڈرومت تم نے نادان لوگوں سے نجات پائی ہے، شعیبؑ کی ایک بیٹی بولی بابا جان اسے اپنی مزدوری پر رکھ لیں وہ طاقتور اور صالح انسان ہے شعیبؑ نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنی ایک لڑکی تمہارے نکاح میں دوں اس شرط پر کہ تم آٹھ یا دس سال تک جو تمہاری مرضی ہو ہماری خدمت کرو، موسیٰ نے دس سال تک ان کی خدمت کی اور پھر اپنی زوجہ کو لے کر بیت المقدس کی طرف چل دیے رات کا وقت تھا سرد رات تھی راستہ بھول چکے تھے کہ راستہ میں کہیں دور سے آگ روشن نظر آئی موسیٰ نے زوجہ سے کہا تم ذرا یہیں ٹھہرو میں ذرا آگ کا شعلہ یا کوئی خبر لے کر آؤں جیسے ہی موسیٰ آگ کے

نزدیک ہوئے تو آگ ان سے دور ہوگئی وہ گھبرائے درخت سے آواز آئی اے موسیٰ! اپنی جوتیاں اُتار دو کہ یہ طوئیٰ کی مقدس وادی ہے اور میں تمہارا اور عالمین کا پالنے والا ہوں ذرا اپنے عصا کو پھینکو اب جو موسیٰ نے عصا کو پھینکا دیکھا کہ وہ ایک بڑے اژدھے میں تبدیل ہوگیا پھر موسیٰ ڈر کے بھاگے آواز آئی ڈرو مت اسے اٹھالو تمہارے ہاتھ میں وہ دوبارہ عصا ہی ہو جائے گا موسیٰ نے پلٹ کر کہا اے بار الٰہا! یہ جو میں آواز سن رہا ہوں یہ تیرا ہی کلام ہے آواز آئی ہاں اور اے موسیٰ! تم مت ڈرو اور سکون کا سانس لو، یہ سن کر موسیٰ نے اپنے پیر کو اس اژدھے کی دم پر رکھا اور گلے سے جو پکڑا تو وہ ان کے ہاتھ میں عصا ہو چکا تھا،

روایت میں ﴿فاخلع نعلیک﴾ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے خوف وہراس کو دور کرو پھر خداوند عالم نے موسیٰ کو "ید بیضا" اور "عصا" کے معجزات دے کر فرعون کے پاس بھیجا امام جعفر صادق (ع) سے روایت ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک رات بلکہ چند گھنٹوں میں موسیٰ کو رسالت دے کر غیبت سے ظاہر ہونے کا حکم دیا اسی طرح بارہویں امام کو بھی ایک دم خدا غیبت سے ظہور بخشے گا۔

۴۔ عبد اللہ بن سنان امام جعفر صادق (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: "ہمارے قائم آل محمد علیہم السلام میں موسیٰ نبی کی کچھ شباہتیں ہیں مثلاً پوشیدہ طور پر ولادت کا ہونا، اپنی قوم سے غائب رہنا، راوی نے پوچھا موسیٰ کتنے عرصے اپنی قوم سے غائب رہے آپ نے فرمایا ۲۸ سال"

۵۔ امیر المؤمنین (ع) پیغمبر اکرم (ص) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: "مہدیؑ ہمارے اہل بیت سے ہے اللہ تعالیٰ ایک رات میں ہی ان کے حق میں فیصلہ کرے گا (کہ ظہور بخشے)

۶۔ابو بصیر امام محمد باقر (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ''صاحب الامر میں چار پیغمبروں کی چار شباہتیں موجود ہیں ۱۔ موسیٰ کی طرح کا دشمنوں کا خوف اور دوسری طرف ظہور کا انتظار ۲۔ یوسفؑ کی طرح سے قید میں زندگی گزارنا ۳۔ عیسیٰ کی طرح سے لوگوں کا ان کے بارے میں بھی باتیں بنانا کہ وہ مر چکے ہیں جب کہ وہ زندہ ہوں گے ۴۔ پیغمبر اکرم (ص) کی طرح شمشیر اپنے ہمراہ رکھنا۔

حضرت موسیٰ کی وفات اور اوصیاء کی غیبت کا سلسلہ حضرت عیسیٰ تک

۱۔ محمد بن عمار اپنے والد سے اور وہ امام جعفر صادق (ع) سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے چھٹے امام سے وفات موسیٰ بن عمران کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: ''جب موسیٰ کا وقتِ رحلت آیا ملک الموت ان کے نزدیک آیا اور سلام کیا موسیٰ نے جواب دیا اور پوچھا تم کون ہو اور کس لئے آئے ہو؟ اس نے کہا ملک الموت ہوں اور آپ کی روح قبض کرنے آیا ہوں ،موسیٰ نے کہا کہاں سے میری روح قبض کرو گے؟ اس نے کہا آپ کے منہ سے ،موسیٰ نے کہا اس سے تو میں نے خدا سے تکلم کیا ہے ،اس نے کہا اچھا ہاتھ سے ،موسیٰ نے کہا ان ہاتھوں سے تو میں نے تورات پکڑی ہے ،اس نے کہا اچھا پیروں سے ،موسیٰ نے کہا ان سے تو میں چل کر کوہ طور پر گیا ہوں اس نے کہا اچھا آنکھوں سے ،موسیٰ نے کہا یہ ہمیشہ رحمت خدا کی طرف جمی رہی ہیں ،اس نے کہا کانوں سے ،موسیٰ نے کہا ان سے میں نے کلام خدا کو سنا ہے ملک الموت کو خدا کی طرف سے حکم ہوا اس کی روح قبض نہ کرو جب تک وہ خود موت کی خواہش نہ کرے ،ملک الموت چلا گیا جب تک ارادۂ پروردگار رہا موسیٰ زندہ رہے اور یوشع بن نون کو بلا کر وصیتیں کیں اور ان سے کہا اس امر کو پوشیدہ رکھنا اور اپنے بعد اپنا جانشین بنا کر اسے بھی یوں ہی وصیت کرنا اور پھر موسیٰ قوم سے غائب ہو گئے اپنی غیبت کے دوران ایک شخص کو دیکھا کہ وہ قبر کھود رہا ہے موسیٰ

بولے کیا تمھیں مدد کی ضرورت ہے؟ اس شخص نے کہا ہاں موسیٰ اس کی مدد کرنے گئے جب قبر تیار ہو گئی تو موسیٰ نے اس میں لیٹ کر دیکھا تو خدا نے ان کی آنکھوں سے پردے ہٹا دیے انھوں نے بہشت میں اپنا مقام دیکھ لیا تو دعا کی "اے بارالہا! میری روح قبض کر لے، ملک الموت نے وہیں ان کی روح قبض کر کے وہیں انھیں سپرد خاک کر دیا، آسمان سے ندا آئی جب موسیٰ کلیم اللہ اس دنیا میں باقی نہ رہے تو کون باقی رہ سکتا ہے۔

پھر یوشع بن نون (ع) کے دور میں دو منافقین نے موسیٰ کی زوجہ صفورا کو یوشع بن نون (ع) کے خلاف ابھارا اور ایک لاکھ کا لشکر صفورا کی سرکردگی میں یوشع بن نون (ع) کے خلاف آیا خاصی جنگ ہوئی جس میں ان کے کافی افراد مارے گئے اور باقی بھاگ گئے نتیجتاً صفورا کو یوشع بن نون (ع) نے گرفتار کیا مگر پھر یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ اس دنیا میں میں نے تمھیں بخشا یہاں تک کہ قیامت کے دن پیغمبر خدا موسیٰ سے ملاقات کروں گا اور ان سے تمہاری اور تمہاری قوم کی شکایت کروں گا صفوراء نے کہا ہائے افسوس اگر میں جنت میں پہنچ بھی گئی تو مجھے اللہ کے پیغمبر موسیٰ سے ملاقات کرتے ہوئے شرم آئے گی کہ میں نے ان کی ہتک حرمت کی اور ان کے جانشین پر چڑھائی کی، حضرت یوشع بن نون (ع) کے بعد کے نائبین غیبت میں رہے حضرت داؤد (ع) کے زمانے تک جو تقریباً ۴۰۰ سال کا عرصہ تھا اور ان کی تعداد گیارہ افراد کی تھی البتہ ان کے پیروکاروں کے ان سے روابط باقی تھے داؤدؑ چار بھائی تھے ان کے باپ بوڑھے تھے اور یہ بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ پیغمبر ہیں اور لوگ ان کے منتظر ہیں اور یہی جالوت اور اس کے لشکر کا خاتمہ کریں گے، ان دنوں داؤدؑ کے باپ بھائی طالوت کے ساتھ جنگ پر گئے ہوئے تھے ان کے چھوٹے ہونے کی بناء پر انھیں گھر کے حیوانات کی حفاظت پر چھوڑ گئے تھے جنگ شدت پکڑ گئی لوگ گرفتار ہونے لگے تو داؤدؑ کے والد لوٹے اور داؤدؑ سے کہا اپنے

پاس نیام میں تلوار ہوگی جو پکارے گی اے اللہ کے ولی اب وہ وقت آ پہنچا ہے کہ آپ مجھے نکالیں تاکہ میں دشمنان خدا کا خاتمہ کروں اور آپ اس طرح سے احکام خدا کو جاری کریں گے۔

پھر داؤد (ع) نے سلیمانؑ کو اپنا جانشین بنایا جس پر بنی اسرائیل کے بزرگوں کو اعتراض ہوا کہ سلیمانؑ سے عمر میں بڑے افراد کے ہوتے ہوئے داؤدؑ نے انہیں اپنا نائب بنایا ہے جب یہ بات داؤدؑ کے کانوں تک پہنچی تو انھوں نے تمام لوگوں کو جمع کیا اور کہا تم سب اپنے اپنے لئے عصا لاؤ اور ہر ایک اپنے عصا پر اپنا اپنا نام لکھ کر یہ سب عصا ایک کمرے میں رکھ دو دوسرے دن جس کا عصا سبز ہونے کے ساتھ ساتھ پھل بھی دیدے گا تو وہی میرا خلیفہ و جانشین ہوگا، سب نے ایسا ہی کیا اور رات بھر باہر پہرہ دیتے رہے داؤدؑ کی امامت میں نماز صبح پڑھ کر جو کمرے سے سب کے عصا نکالے گئے تو سلیمانؑ کا عصا سبز ہونے کے ساتھ ساتھ پھل بھی دے چکا تھا یہ معجزہ دیکھ کر سب خاموش ہو گئے اس طرح داؤدؑ نے سلیمانؑ کو اپنا خلیفہ و جانشین بنا دیا اور لوگوں کے سامنے سلیمانؑ کو آزمایا داؤدؑ نے پوچھا بیٹا ٹھنڈی ترین چیز کیا ہے؟ سلیمانؑ نے جواب دیا: خدا کا بندوں سے اور بندوں کا آپس میں ایک دوسرے سے عفو و درگزر کرنا داؤدؑ نے پوچھا بیٹا سب سے زیادہ کیا چیز شیرین ہے؟ سلیمانؑ نے جواب دیا رحمت پروردگار بندگان خدا میں پھر باذن پروردگار سلیمانؑ بھی قوم سے غائب ہو گئے اور اسی دوران شادی بھی کی اسی دوران وہ دریا کے ساحل پر جا کر مچھیرے سے کہتے ہیں اگر میں تمہاری مدد کروں تو مجھے بھی اُجرت دو گے اس نے کہا ہاں سلیمانؑ نے اس کی مدد کی نتیجہ میں اس نے سلیمانؑ کو دو مچھلیاں دیں اب جو لا کر کاٹا تو ایک مچھلی میں سے ایک انگوٹھی نکلی سلیمانؑ نے اسے دھو کر جیب میں رکھ لیا بیوی نے کہا یہ آج آپ کی پہلی کمائی ہے لہٰذا اگر اجازت ہو تو میں اپنے والدین کی بھی دعوت کرلوں کہ وہ لوگ بھی اس غذا میں ہمارے ساتھ شریک ہو جائیں سلیمانؑ نے کہا بلا لو، جب سب کھانا کھانے بیٹھے تو سلیمانؑ نے کہا

پاس نیام میں تلوار ہوگی جو پکارے گی اے اللہ کے ولی اب وہ وقت آ پہنچا ہے کہ آپ مجھے نکالیں تا کہ میں دشمنان خدا کا خاتمہ کروں اور آپ اس طرح سے احکام خدا کو جاری کریں گے۔

پھر داؤد (ع) نے سلیمانؑ کو اپنا جانشین بنایا جس پر بنی اسرائیل کے بزرگوں کو اعتراض ہوا کہ سلیمانؑ سے عمر میں بڑے افراد کے ہوتے ہوئے داؤدؑ نے انہیں اپنا نائب بنایا ہے جب یہ بات داؤدؑ کے کانوں تک پہنچی تو انھوں نے تمام لوگوں کو جمع کیا اور کہا تم سب اپنے اپنے لئے عصا لاؤ اور ہر ایک اپنے عصا پر اپنا اپنا نام لکھ کر یہ سب عصا ایک کمرے میں رکھ دو دوسرے دن جس کا عصا سبز ہونے کے ساتھ ساتھ پھل بھی دیدے گا تو وہی میرا خلیفہ و جانشین ہوگا، سب نے ایسا ہی کیا اور رات بھر باہر پہرہ دیتے رہے داؤدؑ کی امامت میں نماز صبح پڑھ کر جو کمرے سے سب کے عصا نکالے گئے تو سلیمانؑ کا عصا سبز ہونے کے ساتھ ساتھ پھل بھی دے چکا تھا یہ معجزہ دیکھ کر سب خاموش ہو گئے اس طرح داؤدؑ نے سلیمانؑ کو اپنا خلیفہ و جانشین بنا دیا اور لوگوں کے سامنے سلیمانؑ کو آزمایا داؤدؑ نے پوچھا بیٹا ٹھنڈی ترین چیز کیا ہے؟ سلیمانؑ نے جواب دیا: خدا کا بندوں سے اور بندوں کا آپس میں ایک دوسرے سے عفو و درگزر کرنا داؤدؑ نے پوچھا بیٹا سب سے زیادہ کیا چیز شیرین ہے؟ سلیمانؑ نے جواب دیا رحمت پروردگار بندگان خدا میں پھر باذن پروردگار سلیمانؑ بھی قوم سے غائب ہو گئے اور اسی دوران شادی بھی کی اسی دوران وہ دریا کے ساحل پر جا کر مچھیرے سے کہتے ہیں اگر میں تمہاری مدد کروں تو مجھے بھی اُجرت دو گے اس نے کہا ہاں سلیمانؑ نے اس کی مدد کی نتیجہ میں اس نے سلیمانؑ کو دو مچھلیاں دیں اب جو لا کر کاٹا تو ایک مچھلی میں سے ایک انگوٹھی نکلی سلیمانؑ نے اسے دھو کر جیب میں رکھ لیا بیوی نے کہا یہ آج آپ کی پہلی کمائی ہے لہٰذا اگر اجازت ہو تو میں اپنے والدین کی بھی دعوت کرلوں کہ وہ لوگ بھی اس غذا میں ہمارے ساتھ شریک ہو جائیں سلیمانؑ نے کہا بلا لو، جب سب کھانا کھانے بیٹھے تو سلیمانؑ نے کہا

آپ سب جانتے ہیں کہ میں کون ہوں سب نے کہا کہ داؤدؑ کے بیٹے صالح فرزند صالح ہو، سلیمانؑ نے انگوٹھی نکالتے ہوئے دکھائی اور بتایا کہ اللہ نے مجھے نبوت اور بادشاہت دونوں عطا کی ہیں سب بہت خوش ہوئے، جب سلیمانؑ کا وقت وفات نزدیک ہوا تو انھوں نے آصف بن برخیا کو اپنا خلیفہ وجانشین قرار دیا پھر اللہ تعالیٰ نے آصف بن برخیا کو بھی کچھ عرصہ کے لئے غیبت میں رکھا پھر وہ ظاہر ہوئے اور لوگ ان کے پاس آکر اپنے مسائل دینی پوچھا کرتے تھے پھر وہ اپنی قوم سے یہ کہہ کر کہ اب ہماری تمہاری ملاقات پل صراط پر ہوگی اور غائب ہو گئے ان کی اس غیبت کی صورت میں تو بنی اسرائیل پر ایسا شدید وقت آیا کہ بخت النصر ان پر غالب آگیا اور جس کو پاتا قتل کروا ڈالتا اور اس نے یہودا کے اسیر شدہ خاندان سے چار افراد کو چنا جن میں دانیال پیغمبر بھی تھے اور ہارونؑ کی اولاد سے عزیر کو چنا جو اس وقت بچے تھے اور اذیت وآزار دینے شروع کر دیے۔ دانیال پیغمبر ۹۰ سال بخت النصر کے اسیر رہے جب اس نے ان کے فضائل سنیں کہ بنی اسرائیل والے ان کے ظہور کے انتظار میں ہیں تا کہ ان کے ذریعے بنی اسرائیل والوں کی پریشانی دور ہو تو اس نے دانیال پیغمبر کو ایک خونخوار شیر کے ہمراہ گہرے کنویں میں قید کروایا دیا تا کہ وہ شیر ان کو کھا جائے مگر وہ شیر بھوکا ہونے کے باوجود ان کے نزدیک نہیں گیا،

ایک شب بخت النصر نے خواب میں دیکھا ملائکہ کی ایک جماعت دانیال جس کنویں میں قید تھے اتری اور ان سے کہا اب غیبت کا وقت ختم ہوا اور اب تمہارے لوگوں کے سامنے ظاہر ہونے کا وقت ہے جب صبح کو اٹھا تو اپنے کیے پر پشیمان ہوا اور دانیال پیغمبر کو رہا کر کے ان سے عذر خواہی کی اور امور سلطنت کو ان کے حوالے کیا اب تو جو بنی اسرائیل گرد ونواح میں بخت النصر سے خوف سے چھپے ہوئے تھے ظاہر ہونے لگے اور دانیال پیغمبر کے گرد جمع ہو گئے کیونکہ ان کی مشکلات کے دور ہونے کا وقت آچکا تھا، کچھ ہی عرصہ بعد دانیال پیغمبر کا انتقال ہو گیا انھوں نے عزیر کو اپنا خلیفہ

وجانشین بنایا بنی اسرائیل ان کے گرد جمع ہو گئے پھر خدا نے عزیر کو ۱۰۰ سال کے لئے غیبت میں رکھا پھر ان کو ظاہر کر کے لوگوں پر اپنی حجتوں کو تمام کیا پھر انھیں غیبت میں بھیج دیا اس طرح پھر سے بنی اسرائیل پر سخت وقت آیا یہاں تک کہ یحیٰ بن زکریا (ع) کی ولادت ہوئی جب ان کی عمر سات سال کی ہوئی تو وہ لوگوں کے سامنے ظاہر ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا: ''حمد وثنائے پروردگار کے بعد لوگوں کو خدا کی نعمتوں کی یاددہانی کرائی اور گذشتہ وموجودہ سختیوں سے عبرت لینے کو کہا اور ان سے وعدہ کیا کہ تقریباً ۲۰ سال سے کچھ زیادہ سال کے بعد حضرت عیسیٰ (ع) کے ظہور کرنے سے ان کی مشکلات کا خاتمہ ہوگا، پھر خداوند عالم نے حضرت عیسیٰ (ع) کی ولادت کو بھی پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ جب لوگوں نے ان کی ماں پر گناہ کی تہمت لگائی تو آپ گویا ہوئے اور حمد وثنائے پروردگار اور اپنی نبوت کے اعلان کے بعد اپنی ماں کی عصمت کی گواہی دی اور پھر جب نبوت اور رسالت کے منصب کے ساتھ لوگوں کے درمیان ظاہر ہوئے تو طاغوت زمان کے خوف سے اپنے جانشین شمعون بن حمون اور اپنے حواریوں کے ہمراہ پوشیدہ ہو گئے

پیغمبر اسلام (ص) کے بارے میں عیسیٰ بن مریم کا بشارت دینا

ا۔عبداللہ بن سلیمان جو کتب آسمانی کو پڑھ کر حفظ کرلیا کرتا تھا اس کا کہنا ہے کہ میں نے انجیل میں یوں پڑھا ہے کہ اے عیسیٰ! تم میری اطاعت میں کوشاں رہو اور نافرمانی نہ کرنا میں نے تمھیں پاک وپاکیزہ بطن سے پیدا کیا ہے صرف میری ہی اطاعت کرنا اور مجھ ہی پر توکل کرنا اور اس کتاب کو لوگوں کے سامنے پڑھ کر سناؤ اور بتاؤ کہ میں وہ خدا ہوں جسے کوئی زوال نہیں اور پیغمبر امی کی تصدیق کرو، اس کی نسل مبارک ذات سے ہوگی جس کا گھر جنت میں ہے آخری زمانے میں اس کی کفالت اسی طرح ہوگی جس طرح تمہاری ماں کی کفالت زکریا نے کی، اس کے دوعزیز فرزند ہوں گے جو راہ خدا میں شہید ہو جائیں گے اس کا کلام قرآن اس کا دین اسلام ہوگا جس

طرح میرا نام "سلام" ہے نیک بشارت ہو ان لوگوں کو جو اس کے زمانے کو پائیں گے اور اس کے کلام کو سن کر اس پر عمل کریں گے،

عیسیٰ (ع) نے پوچھا پروردگار "نیک بشارت" سے کیا مراد ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اس سے مراد بہشت کا وہ درخت ہے جو میں نے اپنی قدرت خاصہ سے اُگایا ہے جو تمام بہشت پر سایہ کئے ہوئے ہے، اس کی جڑ "رضوان" ہے اس کا پانی "تسنیم" ہے اور اس کی ٹھنڈک "کافور" اس کا مزہ انجیر کا سا ہے جو بھی اس سے ذرا سا بھی نوش کرے گا ہرگز تشنہ نہ ہوگا،

حضرت عیسیٰ (ع) نے عرض کی "بار الہا ذرا مجھے بھی اس درخت سے چکھا" جواب ملا اے عیسیٰ! اس درخت سے چکھنا بشر پر حرام ہے جب تک وہ پیغمبر امی نہ چکھ لے اور اس وقت تک اُمتوں پر اس درخت سے چکھنا حرام ہے جب اس پیغمبر کی امت نہ چکھ لے، ہاں اے عیسیٰ میں تمہیں اپنی جانب اوپر بلالوں گا اور آخری زمانے میں زمین پر بھیجوں گا جب اس پیغمبر کی اُمت کے آخری نائب کا ظہور ہوگا تو تم تعجب آمیز چیزیں دیکھو گے اور تم اس اُمت سے دجال کے شر کو دور کرنے میں اس کی مدد کرو گے تمہیں نماز کے وقت بھیجوں گا تا کہ ان کے ساتھ جا کر نماز پڑھنا بیشک وہ اُمت مرحومہ ہے حضرت عیسیٰ (ع) کو کئی غیبتیں سہنی پڑیں وہ اپنی سرزمین پر چلتے پھرتے تھے مگر ان کے پیروکار انھیں پہچانتے نہیں تھے پھر ظاہر ہوئے اور شمعون بن حمون علیہما السلام کو اپنا وصی بنایا جب شمعون کا انتقال ہوا تو لوگوں سے حجت خدا غائب ہو چکے تھے لوگ ان کی تلاش و جستجو میں رہتے اور زمانے کے ظالم و جابر حاکموں کے مظالم سہتے تھے یہاں تک کہ واجبات و مستحبات الٰہی بالکل سے ختم ہو چکے تھے لوگ اِدھر اُدھر بکھر گئے اس غیبت کو ۲۵۰ سال گزرے۔

۳۔ معاویہ بن عمار امام جعفر صادق (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے بعد ۲۵۰ سال تک لوگ ظاہری حجت خدا کے بغیر رہے،

۳۔ یعقوب بن شعیب امام جعفر صادق (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: عیسیٰ بن مریم اور پیغمبر اسلام (ص) کے درمیان ۵۰۰ سال کا فاصلہ ہے جن میں سے ۲۵۰ سال تک کوئی بھی پیغمبر اور عالم آشکار نہیں تھا، راوی نے پوچھا تو لوگ اس دوران کیا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا: اس وقت لوگ دین عیسیٰ پر عمل کرتے تھے،

منجملہ ان افراد میں جو زمین پر ہمیشہ حجت خدا کی تلاش میں تھے سلمان فارسیؓ تھے جو ایک عالم سے دوسرے عالم کے پاس اور ایک فقیہ سے دوسرے فقیہ کے پاس جاتے اور اسرار و رموز الٰہی کی جستجو کرتے تھے اور گذشتہ انبیاء کی اخبار کے استدلال کیا کرتے تھے چار سو سال تک سید اوّلین وآخرین و خاتم النبیین محمد مصطفیٰ (ص) کے انتظار میں رہے یہاں تک کہ ان کی ولادت کی خوشخبری سنی اور جب آپؐ کے ظہور کا وقت نزدیک ہوا تو سلمانؓ سرزمین حجاز کی طرف روانہ ہوئے اور اسیر ہو گئے۔

کچھ سلمان فارسی کے بارے میں

راوی کہتا ہے میں نے موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے عرض کیا: اے فرزند رسول ذرا ہمیں سلمان فارسی کے اسلام کے بارے میں آگاہ کریں؟ حضرت نے ارشاد فرمایا: میرے والد نے مجھ سے اور ان سے امیر المؤمنین (ع) نے نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ میں اور سلمان فارسی و ابوذر اور قریش کا ایک گروہ قبر پیغمبر کے قریب جمع تھے کہ میں نے سلمان فارسی سے کہا اے ابوعبداللہ ذرا ہمیں اپنے اسلام لانے کے بارے میں آگاہ کرو؟ سلمان فارسی نے عرض کی، اے امیر المؤمنین خدا کی قسم اگر آپ کے علاوہ کوئی اور پوچھتا تو میں ہرگز نہیں بتاتا مگر کیونکہ آپ نے مجھ سے پوچھا ہے لہذا میں بتاتا ہوں، میں ایران کے شہر شیراز کا رہنے والا تھا میرے والد کسان تھے میں والدین کے نزدیک عزیز تھا ایک دن میں اپنے والد کے ہمراہ کسی جشن میں شرکت کرنے جا رہا تھا کہ ایک

صومعہ (عیسائی کی عبادت گاہ) میں ہم دونوں پہنچے وہاں ایک شخص با آواز بلند کہہ رہا تھا کہ کوئی معبود نہیں ہے سوائے اللہ وحدہ لاشریک کے اور عیسیٰ روح اللہ ہیں اور محمد حبیب اللہ ہیں: اس کی یہ آواز سن کر محبت پیغمبر میرے گوشت و پوست میں سما گئی اس کے بعد سے تو کھانے پینے کا مزہ مجھ سے اٹھ گیا، میری ماں نے کہا بیٹا آج تم نے طلوع ہوتے ہوئے آفتاب کو سجدہ کیوں نہ کیا؟ میں نے ان کے جواب میں بہانہ بنا دیا گھر لوٹ کر دیکھا ایک کتاب چھت سے لگی ہوئی ہے ماں سے میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ ماں نے جواب دیا اس کے نزدیک نہ ہونا تمہارے باپ تمہیں مار ڈالیں گے میں خاموش رہا جب رات کو والدین سو گئے تو میں اٹھا اور اس کتاب کو اُتار کر کھولا تو دیکھا کہ اس پر ﴿بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ لکھا ہوا ہے اور اس کے نیچے لکھا ہوا ہے کہ یہ اللہ کا وعدہ ہے آدمؑ سے کہ اس کے صلب سے ایک پیغمبر کو پیدا کرے گا جس کو محمد کہتے ہیں جو مکارم اخلاق کی تعلیم دے گا اور بتوں کی پرستش سے روکے گا، عیسیٰؑ کے وصی کے پاس جاؤ اور اس پر ایمان لے آؤ اور بُرے عقائد سے کنارہ کشی اختیار کرو، میں نے جو وہ عبارت پڑھ کر فریاد بلند کی تو میرے والدین بھی اٹھ گئے اور انھوں نے مجھے پکڑ لیا اور ایک گہرے کنویں میں مجھے قید کر دیا اور کہنے لگے اگر اس عقیدے سے باز آ گئے تو ٹھیک ورنہ تمہیں جان سے مار ڈالیں گے، میں نے ان سے کہا: جو مرضی میں آئے کریں میں محمد (ع) کی محبت کو اپنے دل سے نہیں نکال سکتا ہوں، اور میں اس پیغام پڑھنے سے پہلے عربی نہیں جانتا تھا مگر اس پیغام کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے عربی کی تعلیم بھی دیدی، میں مسلسل اسی کنویں میں رہتا وہ لوگ وہیں میرے لئے غذا دیا کرتے تھے ، اسی طرح جب مجھ پر زیادہ سختی بڑھی تو میں نے پروردگار کی بارگاہ میں ہاتھوں کو دعا کے لئے بلند کیا اور کہا" بارالہٰا تو نے مجھے محمد کی دوستی اور محبت کی وصیت کی لہٰذا اب اسی کی برکت سے میری مشکلات کو دور فرما: میری دعا ابھی مکمل نہیں ہو پائی تھی کہ وہی صومعہ والا شخص سفید پوش میرے

پاس آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر نکالا اور اپنے صومعہ لے گیا میں نے وہاں جا کر یہ کلمات ادا کیے "أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَأَنَّ عِیسیٰ رُوحُ اللّٰهِ، وَأَنَّ مُحَمَّداً حَبِیبُ اللّٰهِ "میں دو سال تک اس کے پاس رہا جب اس کا وقت وفات ہوا تو میں نے اس سے کہا: مجھے کس کے سپرد کر کے جا رہے ہو؟ اس نے کہا میں کسی کو نہیں جانتا ہوں جو میرا ہم عقیدہ ہو مگر ہاں شہر "انطاکیہ "میں ایک راہب ہے جب اس تک پہنچو تو میرا اسلام اس سے کہنا اور یہ کچھ تختیاں ہیں یہ اس کو دینا یہ کہہ کر اس نے وہ تختیاں مجھے دیں اور اسکا انتقال ہو گیا میں نے اسے غسل وکفن دیا اور دفن کر نے کے بعد وہ تختیان لے کر شہر "انطاکیہ" کا سفر کیا وہاں کے صومعہ پہنچ کر میں نے یوں کہا: "أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَأَنَّ عِیسیٰ رُوحُ اللّٰهِ، وَأَنَّ مُحَمَّداً حَبِیبُ اللّٰهِ "وہاں بیٹھے ہوئے عابد نے میری طرف دیکھا اور مجھے اپنے قریب بلا کر بٹھایا اس طرح دو سال تک اس کی خدمت میں رہا جب اس کا بھی وقت وفات نزدیک ہوا تو میں نے اس سے کہا کہ مجھے کس کے سپرد کر کے جا رہے ہو؟ اس نے کہا میں اپنے ہم عقیدہ صرف ایک راہب کو جانتا ہوں جو اسکندریہ میں رہتا ہے اگر تم اس کے پاس گئے تو اسے میری طرف سے سلام کہنا اور یہ تختیاں اسے دیدینا، پھر اس کا بھی انتقال ہو گیا میں نے اس کے غسل وکفن اور دفن کے بعد اسکندریہ کا رخ کیا اور وہاں کے صومعہ پہنچ کر گواہی دی "أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَأَنَّ عِیسیٰ رُوحُ اللّٰهِ، وَأَنَّ مُحَمَّداً حَبِیبُ اللّٰهِ "پہلے عابد کی طرح دو سال تک پہلے عابد کے پاس رہا اس کے بعد اس کا بھی وقت وفات نزدیک ہوا تو اس نے مجھ سے کہا گھبراؤ مت محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب کی ولادت نزدیک ہے اور جب تم اس کی خدمت میں پہنچو تو اسے میرا اسلام کہنا اور یہ تختیاں اسے پہنچا دینا اس کے بعد اس کا انتقال ہو گیا تو اس کے غسل وکفن ودفن کے بعد وہ تختیاں لے کر اس جگہ سے باہر نکلا ایک قافلے کو جاتے دیکھا ان سے کہا اگر میں آپ کی خدمت کروں تو

کیا مجھے آب وغذا دیں گے؟ انھوں نے کہا ٹھیک ہے، جب ان کے کھانے کا وقت ہوا تو انھوں نے گوسفند کو اتنا مارا کہ وہ مر گیا تو اس کے کچھ گوشت کو کاٹ کر اس کے کباب بنائے اور کچھ کو بھونا اور مجھے بھی کھانے کی دعوت دی، میں نے ان سے کہا کہ میں راہب کا خادم ہوں جو گوشت نہیں کھاتے ہیں یہ سن کر انھوں نے مجھے اتنا مارا کہ نزدیک تھا میں مر جاتا، ان میں سے ایک نے کہا اسے چھوڑ دو اور آؤ شراب پیو پھر مجھے بھی شراب کی پیشکش کی مگر جب میں نے انکار کیا تو اس پر بھی مجھے اتنا مارا کہ میرا دم نکلنے والا تھا کہ میں نے ان سے کہا مجھے نہ مارو میں تمہارے غلام ہونے کا اعتراف کرتا ہوں،

انھوں نے سن کر مجھے دوسروں کے ہاتھ تین سو درہم کا فروخت کر دیا، اس نئے خریدار نے میری داستان پوچھی تو میں نے اسے بتایا کہ میرا کوئی قصور نہیں ہے سوائے اس کے کہ میں محمد (ص) اور ان کے جانشینوں کو دوست رکھنے والا ہوں یہ سن کر اس نے کہا میں یہودی ہوں اور محمد اور تیرا دشمن ہوں یہ کہہ کر وہ مجھے گھر سے باہر ایک ٹیلہ پر لے لیا اور کہا اگر صبح تک اس ٹیلے کے کنکروں کو صاف نہ کیا تو تجھے قتل کر ڈالوں گا، میں اس کام میں مشغول ہو گیا کیونکہ بہت زیادہ تھکا ہوا تھا آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے دعا کی بارالہٰا تجھے واسطہ ہے محمد (ص) اور ان کے وصی کا جن کی محبت تو نے میرے دل میں عطا کی ہے میری مشکلات کو دور فرما خدا نے ایسی ہوا بھیجی کہ اس نے اس ٹیلے کے کنکروں کو ڈھکیل کر اسی مقام پر پہنچا دیا جہاں اس یہودی نے پھینکنے کو کہا تھا، جب صبح ہوئی اور اس یہودی نے آ کر دیکھا تو کہنے لگا تم تو مجھے جادوگر لگتے ہو قبل اس کے کہ تم اس علاقے کو بھی تباہ کر دو میں تمھیں یہاں سے نکال دوں گا یہ کہہ کر شہر سے باہر لے جا کر اس نے مجھے ایک سلمی قبیلہ کی عورت کے ہاتھوں بیچ دیا اس نے کافی مہربانی کی اور ایک باغ میرے حوالے کیا اور کہا یہ باغ تمہارا ہے جتنا چاہو اس میں سے کھاؤ اور جتنا چاہے دوسروں کو صدقہ دو، اسی طرح

زندگی گزرتی رہی کہ ایک دن میں نے دیکھا سات افراد آئے ہیں جن کے سروں پر بادل سایہ کئے ہوئے ہے میں نے اپنے آپ سے کہا یہ سب تو پیغمبر نہیں ہو سکتے یقیناً ان میں سے ایک پیغمبر ہے وہ سب آئے جن میں پیغمبر (ص) امیر المومنین (ع)، ابوذر، مقداد، عقیل بن ابی طالب ،حمزہ بن عبد المطلب ،زید بن حارثہ تھے۔ (یہ قول ضعیف ہے کیونکہ عقیل حدیبیہ سے پہلے اسلام لائے اور حضرت حمزہ کی شہادت جنگ اُحد میں واقع ہوئی لہٰذا یہ دونوں افراد کس طرح مدینہ میں پیغمبرؐ کے ہمراہ جمع ہوئے کیونکہ عقیل جنگ بدر میں مشرکین کے سپاہیوں میں سے تھے اور اسیر ہوئے پھر فدیہ دے کر آزاد ہوئے تھے اور ان کا فدیہ بھی عباس بن عبد المطلب نے ادا کیا اور صلح حدیبیہ کے موقع پر صلح سے پہلے ہی اسلام لے آئے تھے جب کہ حمزہ جنگ احد میں شہید ہوئے اور سلمان فارسی جنگ بدر میں بھی حاضر تھے اور جنگ خندق میں خندق انھیں کے مشورہ کے تحت کھودی گئی تھی)

یہ سب افراد میرے باغ میں گرے ہوئے خرمے اٹھا اٹھا کر کھا رہے تھے اور پیغمبر سب سے کہہ رہے تھے کہ نیچے پڑے ہوئے خرمے کھاؤ درختوں کو ہاتھ نہ لگانا کہ مالک کو نقصان ہو میں نے اپنی مالکن سے کہا ذرا ایک طبق خرمہ دیجئے گا اس نے کہا یہ چھ طبق خرمہ تمہارے لئے ہیں میں نے ایک طبق خرمہ بعنوان صدقہ پیش کیا تو پیغمبرؐ، علیؑ، حمزہ و عقیل نے کھانے سے اجتناب کیا، میرے سامنے ایک نشانی واضح ہوئی اس کے بعد میں نے دوسرا طبق خرمہ کا بعنوان ہدیہ پیش کیا تو پیغمبر نے ﴿بِسْمِ اللّٰہ﴾ کہہ کر اس میں سے خود بھی خرمے کھائے اور دوسروں کو بھی پیش کئے اس طرح دوسری نشانی میرے سامنے واضح ہوئی، میں ان کے اطراف میں چکر لگا رہا تھا کہ آنحضرتؐ نے مجھ سے کہا یقیناً اب تم تیسری علامت کے انتظار میں ہو؟ میں نے کہا ہاں، انھوں نے مجھ سے کہا جاؤ اس عورت سے جا کر کہو محمد بن عبد اللہ کہہ رہے ہیں کیا اس غلام کو

فروخت کروگی؟ میں نے آکر اپنی مالکن سے کہا، اس نے کہاہاں چار سوخرمہ کے درخت کے عوض بیچوں گی جن میں سے دوسوزرد رنگ کے ہوں اور دوسو سرخ رنگ کے ہوں، میں نے آکر پیغمبر اکرم (ص) کو اس کا پیغام دیا آپ (ص) نے فرمایا: کتنی آسان چیز کی اس نے خواہش کی ہے اس کے بعد آپ (ص) نے حضرت علی (ع) سے کہا علیؑ ذرا اٹھو اور تمام کھجوروں کی گٹھلیاں جمع کرو آپ (ص) نے تمام گٹھلیاں لیں اور انھیں اُگا یا اور علیؑ سے کہا انھیں پانی دو، علیؑ نے پانی دیا کچھ ہی دیر بعد درخت نکل آئے آنحضرت (ص) نے مجھ سے کہا جاؤ اپنی مالکن سے کہو تمہاری اُجرت آمادہ ہے مالکن نے جو یہ منظر دیکھا تو کہا کہ خدا کی قسم میں تو تمہیں نہیں فروخت کروں گی مگر چار سو درخت کے عوض جو صرف زرد ہوں جبرائیل (ع) امین نے آکر اپنے پر ان درختوں سے مس کئے وہ سب کے سب زرد ہو گئے اب اس عورت نے بھی جو یہ معجزات دیکھے تو کہنے لگی خدا کی قسم محمد (ص) کی طرف سے ان میں سے ایک درخت ہی میرے لئے کافی ہے اس طرح پیغمبر (ص) نے مجھے اس عورت سے خرید کر آزاد کیا اور میرا نام سلمان رکھا کیونکہ اس سے پہلے میرا نام ''روزبہ'' تھا،

شیخ صدوق لکھتے ہیں سلمان فارسی کا اصل نام روزبہ فرزند خشبوذان تھا، سلمان فارسی نے کبھی بھی سورج کے آگے سجدہ نہیں کیا تھا بلکہ ان کا سجدہ اللہ تعالیٰ کے لئے تھا لہٰذا ان کے والدین سمجھتے تھے کہ وہ بھی ہماری طرح سورج کے آگے سجدہ کرتا ہے اور سلمان فارسی حضرت عیسیٰؑ کے اوصیاء میں سے آخری وصی تھے۔

کچھ قیس بن ساعدہ ایادی کے بارے میں

یہ شخص عالم بھی اور حکیم بھی تھا جو پیغمبر اکرم (ص) کو آپ کی ولادت سے پہلے سے جانتا تھا اور آنحضرت کے ظہور کا منتظر تھا اور کہتا رہتا تھا کہ اے لوگوں! خدا کا دین تمہارے ادیان سے بہتر ہے اور پیغمبر اسلام (ص) بھی اس کے لئے طلب مغفرت کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے قیامت کے دن خدا اسے ایک امت کی مانند محشور کرے گا۔

۱۔ محمد بن مسلم امام محمد باقر (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: فتح مکہ کے موقع پر ایک روز جب پیغمبر اکرم (ص) خانہ کعبہ کے کنارے کھڑے ہوئے تھے کہ کچھ لوگ پیغمبر کے پا س آئے اور سلام کیا، پیغمبر (ص) نے جواب سلام کے بعد پوچھا یہ کون لوگ ہیں تو لوگوں نے بتایا یہ بکر بن وائل کے نمایندے ہیں، تو پیغمبر (ص) ان سے پوچھتے ہیں کہ تم لوگ قس بن ساعدہ ایادی کے بارے میں آگاہی رکھتے ہو؟ انھوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ (ص) آپ نے پوچھا وہ آج کل کہاں ہیں؟ جواب ملا ان کا انتقال ہو گیا ہے آپ (ص) نے فرمایا: ”بیشک ہر ذی روح کو موت کا مزہ چکھنا ہے گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ قیس بن ساعدہ ایادی عکاظ کے بازار میں سرخ بالوں والے اونٹ پر سوار ہے اور لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھ رہا ہے اور کہہ رہا ہے اے لوگوں! ذرا جمع ہو کر خاموش ہو کر میری باتوں کو سنو اور یقین کر کے محفوظ کر لو کہ جو بھی زندہ ہے بالآخر اسے ایک دن مرنا ہے اور جو ہاتھ سے چلا جائے وہ پلٹ کر نہیں آیا کرتا ہے آسمان کی خبریں اور زمین میں عبرتیں ہیں اور پھیلائی ہوئی چھت اور بچھایا ہوا گہوارہ ہے، ستارے حرکت میں ہیں ،دن رات جاری وساری ہیں پھر قیس بن ساعدہ ایادی قسم کھا کر کہتا تھا اے لوگوں! یہ سب خبریں کوئی کھیل وتماشا نہیں ہیں ان سب چیزوں کے پس پردہ عجائبات خداوندی ہیں کیوں جو لوگ مرتے ہیں وہ لوٹ کر نہیں آتے؟ کیا انھیں وہاں کی رہائش پسند آگئی اور انھوں نے وہیں اقامت

کرلی یا وہاں وہ چھوڑ دیے گئے ہیں اور سو رہے ہیں پھر قیس بن ساعدہ قسم کھا کر کہتے تھے کہ خدا کا دین تمہارے ان تمام ادیان سے بہتر ہے پھر پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: ''خدا رحمت کرے قیس بن ساعدہ پر وہ قیامت کے دن ایک امت کی مانند محشور ہوگا'' پھر آنحضرت (ص) نے فرمایا: ''کیا تم میں سے کسی کو اس کے اشعار یاد ہیں'' ان میں سے ایک نے کہا ہاں میں نے سنا ہے وہ یوں کہتے تھے۔

جو آخرت کی طرف روانہ ہوئے۔۔۔ ہمارے لئے وہ عبرت ہوئے

جس پر آ گئی ہے موت۔۔۔ پھر نہ لوٹا وہ ہماری طرف

دیکھا میں نے سب کو جاتے ہوئے موت کی جانب۔ سب ہی گئے بڑے ہوں یا چھوٹے ہوں

جو گئے تو پھر وہ لوٹ کر نہ آئے۔ جو ابھی نہیں گئے ان کے لئے وہ عبرت ہوئے ہیں

میں بھی یقیناً جاؤں گا اسی سو۔ زمانے کا چرخا اسی طرح چل رہا ہے

۲۔ ہشام اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ قبیلۂ ایاد کے کچھ لوگ پیغمبر اکرم (ص) کے پاس آئے تو آنحضرت نے ان سے قیس بن ساعدہ کے اشعار کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے کہا: ہاں وہ اس طرح شعر کہا کرتے تھے۔

اے موت کے چاہنے والے مردے قبر میں ہیں۔ ان کے تنوں پر ان کی سادہ زندگی پھٹا پرانا کفن ہے ان کو چھوڑ دو کہ ان کے لئے بھی روزی ہے فریاد کرنا خواب سے بیدار ہونا جس طرح مدہوش خواب سے بیدار ہوتے ہیں) (بعض ان میں عریاں بعض اپنے کفنوں میں) (بعض نئے رنگیلے لباسوں میں بعض پھٹے پرانے کپڑوں میں) (یہاں تک کہ دوسری حالت سے اپنی حالت میں پلٹ آئے۔ نئی خلقت ان سے وجود میں آئے بارشیں ہوں یا نباتات، ماں باپ ہوں یا دیگر چرند پرند، پیدا ہونے والے ہوں یا مرنے والے، روشنیاں ہوں یا تاریکیاں، دن ہوں یا راتیں، فقیر

ہوں یا غنی، شقی ہوں یا سعید ہوں، نیکوکار ہوں یا بدکار ہوں ان سب کی خبریں غافل لوگوں کے عمل کی اصلاح کے لئے ہیں، خدائے وحدہ لاشریک جب کہ نہ مولود ہے نہ والد وہی لوٹا تا ہے وہی آغاز کرتا ہے اور پھر کل سب کی بازگشت اسی کی طرف ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا: ''اے ایاد کے رہنے والوں بتاؤ کہاں ہیں گروہ قوم ثمود وعاد؟ بتاؤ کہاں ہیں تمہارے آباؤ واجداد؟ یاد رکھو خدائے کعبہ کی قسم جس کا بھی آغاز ہوا ہے اس کا اختتام ہونا ہے اگر ایک دن چلا جائے تو دوسرا دن آجاتا ہے، قیس بن ساعد بن حذامہ بن ایاد بن نزار سے نقل کرتے ہیں اور یہ پہلا وہ انسان ہے جو زمانہ جاہلیت میں قیامت پر ایمان لایا اور سب سے پہلا انسان ہے جو میری ولادت سے چھ سال پہلے مجھے میرے نام ولقب سے پہچانتا تھا اور لوگوں کو میرے بارے میں بشارتیں دیا کرتا تھا اور تقیہ میں زندگی بسر کرتا تھا اس کے باوجود لوگوں کو وعظ ونصیحت کیا کرتا تھا۔

۳۔ عبداللہ بن عباس اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ قیس بن ساعدہ اپنے بچوں کو اپنے قریب بلا کر یوں نصیحت کیا کرتے تھے کہ اے بچوں! پیٹ کے لئے دال بھی کافی ہے پانی ملا دودھ بھی اسے سیراب کردیتا ہے جو بھی کسی مسئلے میں تمہیں سرزنش کرتا ہے تو خدا بھی اسی کی مانند ہے اور جو بھی تم پر ظلم کرے گا اس کا مافوق اس پر ظلم کرے گا اگر تم دوسروں کے ساتھ عدالت کروگے تو تمہارا مافوق تمہارے ساتھ عدالت کرے گا، کسی کو کسی چیز سے منع کرنے سے پہلے خود اس سے بچو اپنی حیثیت سے بڑھ کر جمع آوری نہ کرو، جس کی طرف محتاج نہیں ہو نہ کھاؤ اگر آقائے قوم بننا چاہتے ہو تو خادم قوم بنو، ثروت مند سے جو اپنے آپ میں مشغول ہے مشورہ نہ کرو چاہے جتنا بھی تیز ہو، بھوکے شخص سے بھی مشورہ نہ کرو چاہے جتنا بھی سمجھدار کیوں نہ ہو، بزدل انسان سے بھی مشورہ نہ کرو گرچہ وہ ناصح ہی کیوں نہ ہو، ایسی طوق گردن کو اپنی گردنوں میں نہ ڈالو جس کو سوائے مشقت کے اُتار نہ سکو، دشمنی میں بھی عدالت کا خیال رکھو، گفتار میں میانہ روی رکھو، دینی راز کو کسی

کے پاس بھی امانت نہ رکھواؤ چاہے وہ جتنا بھی قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو، اگر ایسا کیا تو ہمیشہ خوفزدہ رہو گے، امانتدار صاحب اختیار ہے وفا کرے یا خلاف وعدہ کرے، جب تک وہ زندہ ہے تم اس کے بندے ہو اگر وہ تمہارے ساتھ ستم کرے تو تم خود اس کا سبب بنے ہو، اگر اس نے وفا کی تو اس پر تمہاری کوئی مدح نہیں ہے، صدقہ دیتے رہا کرو تا کہ تمہارے گناہوں کا کفارہ قرار پاتا رہے اور قیس بن ساعدہ اپنے دینی راز کو کسی سے نہیں کہتا تھا اس طرح سے گفتگو کرتا تھا کہ اس کے معانی لوگوں پر مخفی رہا کرتے تھے صرف خاص افراد اس کے معانی کو سمجھتے تھے۔

کچھ تبع بادشاہ یمن کے بارے میں

تبع بادشاہ یمن بھی ان افراد میں سے تھا جو ولادت پیغمبر اکرم (ص) سے پہلے سے آپ (ص) کے بارے میں شناخت رکھتا تھا اور آپ (ص) کے قیام کا منتظر تھا کیونکہ اس کو اطلاع مل چکی تھی کہ عنقریب مکہ سے پیغمبر کا ظہور ہونے والا ہے جو یثرب کی طرف ہجرت کریں گے۔

ا۔ ابان ایک مرفوع حدیث میں کہتے ہیں کہ تبع نے پیغمبر (ص) کے مکہ سے مدینہ کے راستے میں یہ اشعار کہے

یہاں تک کہ آیا میرے پاس قریظہ سے عالم۔ تیری عمر کی قسم یہود میں بڑی خوشی تھی
کہا کہ میرے اس دیار سے۔ نبی مکہ کی طرف جو قبیلہ قریش سے تھا
میں بھی چلا سوی مکہ۔ پس پشت چھوڑ آنے والے عذاب کو
میری خدا سے امید عفو و درگزر کی ہے۔ اس دن کے بارے میں جس دن آگ ہوگی روشن
میں نے چھوڑا اپنی قوم کو اس کے حال پر۔ تا کہ دوست بنوں محمد (ص) کے
جو بھی راہ حق کو اپناتے ہیں۔ وہ فرمان پیغمبر پر عمل کرتے ہیں
ہرگز نہ ہوتا مکہ کا نام مکہ۔ اگر نہ ہوتا اس میں خدا کا گھر

انھوں نے کہا کہ مکہ مال وثروت کا گھر ہے۔ لبریز ہے لؤلوو زبرجد سے

میں نے کہا کہ کروں وہاں کا عزم۔ لیکن نہ ہوا ارادۂ ایزدی

میں چھوڑنے والا ہوں اپنے گروہ کو۔ یہ دیکھ کے عبرت ہو دیکھنے والوں کو

امام جعفر صادق (ع) ارشاد فرماتے ہیں تبع نے پہلے سے مکہ میں پیغمبر کے ظہور کرنے اور پھر وہاں سے یثرب کی سرزمین کی طرف ہجرت کرنے کی خبر دی تھی اسی لئے اس نے یمن کے ایک گروہ کو وہاں کے یہودیوں کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا تھا کہ جب وہ پیغمبر (ص) ظہور کریں تو تم لوگ ان کی مدد کرنا اس بارے میں وہ کہتا ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں احمد مرسل کی۔ جو اللہ کی جانب سے رسول ہیں

اگر میری عمر نے ان کی عمر تک میرا ساتھ دیا۔ تو میں ان کا وزیر بنوں گا ان کا پسر عمو بنوں گا

مشرکین کی جان کے لئے بنوں گا عذاب۔ انھیں پلاؤں کا ذلت وغم کا کاسہ

۲۔ ولید بن صبیح امام جعفر صادق (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ''تبع نے دو قبائل اوس وخزرج کو کہا تھا کہ تم لوگ یہیں رہنا تا کہ جب اس آخری پیغمبر (ص) کا ظہور ہو تو اس کی مدد کر سکو اگر میں بھی اس پیغمبر (ص) کو پا سکا تو اس کی خدمت میں رہوں گا۔

۳۔ عکرمہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس سے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے تبع کا معاملہ تم پر مشتبہ نہ ہو وہ مسلمان تھا،

کچھ حضرت عبد المطلب اور ابو طالب (علیہما السلام) کے بارے میں

حضرت ابو طالب اور حضرت عبد المطلب (علیہما السلام) دوسرے تمام اہل علم کی نسبت مقام پیغمبر اکرم (ع) کو زیادہ بہتر طریقے سے جانتے تھے لیکن یہ دونوں افراد اس بات کو جہاں اور کفار سے پوشیدہ رکھتے تھے۔

عکرمہ ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے کہ ہم عبد المطلب (ع) کے لئے خانہ کعبہ کے سائے میں مسند بچھایا کرتے تھے اور وہ اس پر آ کر بیٹھا کرتے تھے ان کے احترام کی بناء پر دوسرا کوئی بھی اس مسند پر نہیں بیٹھا کرتا تھا ان کے بیٹے ان کے اطراف میں بیٹھا کرتے تھے مگر رسول اللہ (ص) جو کہ اس وقت بچے تھے آتے اور اس مسند پر بیٹھتے تھے یہ دیکھ کر آنحضرت (ص) کے چچاؤں کو بُرا لگتا تھا اور وہ ہٹانا چاہتے تھے تو عبد المطلب (ع) انھیں منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اسے چھوڑ دو اس کی بڑی شان ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ یہ تم سب کی خوشی کا سبب بنے گا میں اس کی پیشانی میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ تمام لوگوں کے لئے خوشی کا باعث ہوگا پھر آنحضرت (ص) کو اٹھا کر اپنے پاس مسند پر بیٹھا لیتے تھے اور ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے انھیں پیار کیا کرتے تھے پھر ابو طالب کی طرف مخاطب ہو کر کہتے تھے۔ (کیونکہ حضرت عبد اللہ و حضرت ابو طالب دونوں ایک ہی ماں سے تھے) اے ابو طالب! اس بچے کی بڑی شان ہے اس کی حفاظت کرو یہ تنہا ہے، اس کے لئے ماں کی طرح مہربان بنو، ایسا نہ ہو کہ جو چیز اسے پسند نہ ہو اسے دی جائے پھر آنحضرت (ص) کو اپنی پشت پر بٹھا کر خانہ کعبہ کا سات مرتبہ طواف کرتے تھے، کیونکہ عبد المطلب جانتے تھے کہ آنحضرت (ص) کو بچپن ہی سے کعبے میں رکھے ہوئے بت لات و عزیٰ بُرے لگتے ہیں لہٰذا آنحضرت (ص) کا ان کی طرف رخ نہیں ہونے دیتے تھے اور جب آنحضرت (ص) چھ سال کے ہوئے تو آپ کی والدہ حضرت

آمنہ کا سرزمین ابواء (جو کہ مکہ و مدینہ کے درمیان میں واقع ہے) میں انتقال ہو گیا، حضرت آمنہ آنحضرت (ص) کو ان کے ماموؤں سے ملانے (جو کہ بنو عدی سے تھے) وہاں لے گئیں تھیں لہٰذا جب پیغمبر (ص) باپ ماں دونوں کے سایہ سے محروم ہو گئے تو عبد المطلب ان پر سب سے زیادہ مہربان اور ان کے محافظ تھے اور آنحضرت (ص) سے اس قدر محبت کرتے تھے کہ جب حضرت عبد المطلب کی وفات کا وقت نزدیک ہوا تو حضرت ابو طالب کو بلایا جب کہ آنحضرت (ص) حضرت عبد المطلبؑ کے سینے پر تھے عبد المطلب گریہ کرتے ہوئے ابو طالب سے کہتے ہیں اے ابو طالب! اس بچے کی حفاظت کرنا کہ اس نے نہ باپ کی بو سونگھی ہے نہ ماں کی محبت کا مزہ ہی چکھا ہے اے ابو طالب! یاد رکھو اسے اپنا گوشہ جگر بنا کر رکھنا، میں اپنے تمام بیٹوں کو چھوڑ کر تمہیں صرف اس کے بارے میں وصیت کر رہا ہوں اگر تم نے اس کے وقت کو پایا تو اگر تم اس کی پیروی نہ بھی کر سکے تو اس کی زبان ثروت اور ہاتھوں سے ضرور مدد کرنا، خدا کی قسم عنقریب یہ تم سب کا آقا ہوگا اور اس کو ایسی سلطنت ملے گی کہ میرے اجداد میں بھی کسی کو نہ ملی ہوگی۔

اے ابو طالب! میں تمہارے اجداد میں کسی کو بھی نہیں جانتا جس کے ماں باپ اس طرح سے بچے کی کم سنی میں انتقال کر گئے ہوں اس کے تنہا ہونے کی بناء پر اس کی مدد کرنا، کیا تم نے میری ان وصیتوں کو قبول کیا؟ ابو طالب کہتے ہیں ہاں میں نے قبول کیا اور خدا بھی اس پر گواہ ہے، حضرت عبد المطلب نے کہا ذرا اپنے ہاتھ کو میرے ہاتھ میں دو جب ابو طالب نے ہاتھ میں ہاتھ دے کر وعدہ کر لیا تو عبد المطلب کہتے ہیں اب میرے لئے موت آسان ہے پھر عبد المطلب پیغمبر (ص) کو مسلسل پیار کرتے جاتے اور کہتے جاتے میں نے آج تک اپنے کسی بیٹے کو اس طرح سے پیار نہیں کیا اور عبد المطلب آرزو کیا کرتے تھے کہ کاش میں اتنی عمر پا سکوں کہ اس کے وقت کو پا سکوں اور جب حضرت عبد المطلب کا انتقال ہوا پیغمبر (ص) آٹھ سال کے تھے، ابو طالب

آنحضرت (ص) کو اپنے گھر لے گئے اور کسی وقت بھی آنحضرتؐ سے غافل نہیں ہوتے تھے اور آنحضرت (ص) کے پاس سوتے اور ان کو کسی کے بھی حوالے نہ کرتے تھے۔

۲۔عباس بن عبد اللہ بن سعید اپنے بعض خاندان والوں سے بھی گذشتہ روایت ہی کی مانند نقل کرتے ہیں۔

۳۔عبد اللہ ابن ابی جہم کے بیٹے کہتے ہیں کہ میرے والد نے اپنے والد سے سنا کہ ابو طالب عبد المطلب سے یوں نقل کرتے تھے کہ جب ایک دفعہ میں حجر اسماعیل میں سو رہا تھا تو میں نے خوفناک خواب دیکھا پریشانی کے عالم میں اٹھ کر قریش کے کاہنوں کے پاس گیا انھوں نے جو میری یہ عجیب حالت دیکھی تو کیونکہ میں اس وقت بھی اپنی قوم کا سردار تھا تو انھوں نے دیکھ کر کہا کیوں سردار عرب کا رنگ اڑا ہوا ہے؟ کیا کوئی عجیب بات رونما ہوئی ہے؟ میں نے کہا ہاں میں ابھی کچھ دیر پہلے حجر اسماعیل میں سویا ہوا تھا کہ خواب دیکھا کہ میری پشت میں ایک درخت اُگا ہے جس کا تنا آسمان کو پہنچا ہوا ہے اور اس کی شاخیں مشرق و مغرب تک پھیل چکیں ہیں اور اس میں ایسا نور دیکھا کہ جو سورج کی روشنی سے ستر درجے زیادہ روشن تر تھا اور عرب و عجم اسے سجدہ کر رہے تھے اور وہ نور روز بروز بڑھتا جا رہا تھا اور کچھ قریش والوں کو دیکھا کہ چاہ رہے تھے کہ اس نور کو منقطع کریں مگر جیسے ہی وہ لوگ اس نور کے نزدیک پہنچے تو ایک خوبصورت نوجوان نمودار ہوا اور اس نے ان کی کمروں کو توڑ دیا اور ان کو آنکھیں نکال دیں میں نے ہاتھ بڑھایا کہ اس کی شاخوں میں سے کوئی شاخ پکڑنی چاہی تو اسی جوان نے کہا خبردار آپ کا اس میں کوئی حق نہیں ہے، میں نے کہا یہ کیسے ممکن ہے جب کہ اصل درخت مجھ ہی سے ہے؟ تو اس جوان نے کہا اس میں صرف ان لوگوں کو حق ہے جو اس سے وابستہ ہوں اور اس کی طرف لوٹ آئیں پس فوراً گھبرائی ہوئی حالت میں میری آنکھ کھل گئی میں نے دیکھا کہ اس کاہن کا بھی رنگ اڑا ہوا ہے اور وہ کہہ رہا ہے

کہ اگر آپ کا یہ خواب سچا ہے تو آپ کی نسل سے ایسا بیٹا پیدا ہونے والا ہے جو شرق وغرب کا مالک ہوگا جو لوگوں کو آگاہ کرنے والا ہوگا، یہ سن کر میرا غم وغصہ دور ہوا، اے ابو طالب شاید وہ فرزند تم ہو؟ اور ابو طالب پیغمبر اکرم (ص) کی بعثت کے بعد اس حدیث کو لوگوں کے درمیان ذکر کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ خدا کی قسم وہ درخت ابو القاسم امین ہے، لوگ ان سے کہتے تھے کہ پھر کیوں آپ ان پر ایمان نہیں لے آتے ہیں؟ تو وہ جواب دیتے تھے کہ قریش والوں کے بُرا بھلا کہنے کے خوف سے،

مؤلف: ابو طالب مؤمن تھے لیکن ظاہر میں اظہار شرک کرتے تھے اور انھوں نے اپنے ایمان کو چھپائے رکھا ہوا تھا تا کہ بہتر طریقے سے پیغمبر (ص) کی مدد کر سکیں،

۴۔ محمد بن مروان امام جعفر صادق (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ''ابو طالب اظہار شرک کرتے تھے اور ایمان کو چھپاتے تھے اور جب ان کی وفات کا وقت نزدیک ہوا تو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اکرم (ص) کو وحی کی کہ مکہ سے ہجرت کر جاؤ کہ اب تمہارا یہاں کوئی مددگار نہیں ہے لہذا پیغمبر نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی،

۵۔ اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں کہ میں نے امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا ''خدا کی قسم میرے والد میرے دادا عبد المطلب اور میرے اجداد ہاشم وعبد مناف نے کبھی بھی کسی بُت کی پرستش نہیں کی ہے، میں نے سوال کیا: پھر وہ لوگ کس کو مانتے تھے؟ آپ نے جواب دیا وہ لوگ دین ابراہیمی پر عمل کرتے ہوئے کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے اور اسی سے تمسک کرتے تھے۔

۶۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ وہ کہتے تھے جب ہمارے والد عبد المطلب کے گھر عبد اللہ کی ولادت ہوئی تو ان کی پیشانی میں ہم لوگوں نے ایسا نور دیکھا جو

سورج کی طرح چمکتا تھا میرے والد نے یہ منظر دیکھ کر کہا کہ یہ بچہ بڑی منزلت والا ہے پھر کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ اس کی ناک سے ایک سفید رنگ کا پرندہ نکلا اور پرواز کرتا ہوا شرق وغرب کی سیر کر کے واپس لوٹا اور خانہ کعبہ پر آ کر اترا اور تمام قریش والے اسے سجدہ کر رہے ہیں، اسی دوران اس پرندے سے زمین وآسمان کے درمیان ایسا نور پھیلا جس نے شرق وغرب کو گھیر لیا تھا جب میں بیدار ہوا اور اس کی تعبیر کاہنوں سے پوچھی تو انھوں نے جواب دیا کہ اگر آپ کا خواب سچا ہو تو آپ کی نسل میں ایسا بچہ پیدا ہوگا جس کی سب اہل شرق وغرب پیروی کریں گے، میرے والد نے کہا اسی وجہ سے (عبداللہ) میرے نزدیک بڑی اہمیت کا حامل ہے یہاں تک کہ وہ جوان ہوئے اور قریش کی خوبصورت اور بااخلاق ترین خاتون آمنہ سے ان کی شادی ہوئی اور جب عبداللہ کی وفات کے بعد آمنہ سے پیغمبر کی ولادت ہوئی تو ہم لوگ وہی نور چہرۂ پیغمبر میں دیکھتے تھے اور ان سے مشک وعنبر کی خوشبو آتی تھی، اور آمنہ کہا کرتی تھیں کہ جب اس بچے کی ولادت کے وقت مجھے زچگی کا درد اٹھا تو میں نے ایسا کلام سنا جو انسانوں کے کلام کی مانند نہیں تھا اور ایسا خوبصورت پرچم دیکھا جس کا دستہ یاقوت کا تھا اور وہ پرچم زمین وآسمان کے درمیان تھا اس سے آسمان کی طرف نور ساطع ہو رہا تھا اور اپنے اطراف میں قطاۃ (یہ کبوتر کی مانند ایک پرندہ ہے) نامی پرندے کو دیکھا جو اپنے پروں کو میرے پہلو میں آکر کھولے ہوئے ہے اور طائفہ بنی اسد کے جوان کو دیکھا کہ وہ میرے نزدیک سے یہ کہتے ہوئے گزرا کہ اے آمنہ! جانتی ہو کاہن اور بت آپ سے کتنا خوفزدہ ہیں؟ اور ایک بلند قامت سفید لباس والے جوان کو دیکھا جو میرے گمان میں عبدالمطلب تھے جو میرے نزدیک آئے اور اس بچے کو مجھ سے لیا اور اپنی زبان بچے کے منہ میں دی اور ان کے ہمراہ ایک طشت سونا تھا اور وہ طشت زُمُرُّد سے بنا ہوا تھا اور انھوں نے بچے سے مخاطب ہو کر کہا تو خیر البشر ہے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو تیری

پیروی کریں گے اور لعنت ہو ان پر جو تیری نافرمانی کریں پھر انھوں نے اپنی جیب سے سفید حریر کی ایک تھیلی نکالی اس میں سے مہر نکالی اور اس کو اس بچے کے شانے پر لگاتے ہوئے بولے ،میرے خدا نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ تم میں روح القدس کو پھونکوں پھر انھوں نے بچے پر پھونکا اور اسے کپڑے پہنائے اور کہا یہ تیرے لئے آفات دنیا سے امان ہے ،یہ وہ چیز تھی جس کو عباس نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا پھر عباس نے کہا میں نے پھر سے اس بچے کے شانوں سے کپڑا ہٹایا اور دوبارہ سے دو شانوں کے درمیان مہر نبوت کو دیکھا اور ان کی اس منزلت کو لوگوں سے چھپائے رکھا اور پھر اس بات کو بھول گیا یہاں تک کہ جب میں اسلام لایا تو رسول اللہ (ص) نے اس گذشتہ واقعہ کو مجھے یاد دلایا۔

کچھ سیف بن ذی یزن کے بارے میں

یہ شخص بھی ان افراد میں سے ہے جو رسول اللہ (ص) کی ولادت کے بارے میں پہلے سے واقف تھا جب حضرت عبد المطلب ایک جماعت کے ہمراہ اس کے پاس گئے تھے اور انھوں نے اس کو پیغمبر اکرم (ص) کے بارے میں خوشخبری سنائی تھی۔

ا۔ابو صالح ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ جب سیف ذی یزن نے میلاد پیغمبر (ص) کے دوسرے سال حبشہ پر غلبہ حاصل کیا تو بزرگان و شعراء عرب کے مختلف گروہ ان کے پاس مبارک باد پیش کرنے کو آتے اور اپنی اقوام کی مشکلات و پریشانیوں کا ذکر کرتے اسی دوران قریش والوں کی بھی ایک جماعت آئی جن میں عبد المطلب بن ہاشم و امیہ بن عبد شمس و عبد اللہ بن جدعان و اسد بن خویلد بن عبد العزی و وہب بن عبد مناف اور بعض دیگر قریش والے تھے مقام صنعاء پر انھوں نے سیف بن ذی یزن سے ملاقات کی جہاں اس کا قصر تھا ،حاجب نے آکر سیف کو آنے والوں کے مقام منزلت کے بارے میں آگاہ کیا ،اس نے انھیں داخل ہونے کی

اجازت دی، عبد المطلب آگے بڑھے اور گفتگو کے آغاز کرنے کی اجازت چاہی، سیف نے کہا اگر آپ ان میں سے ہیں جو بادشاہوں کے سامنے کلام کرتے ہیں تو میں نے اجازت دی، عبد المطلب نے کہا: اے بادشاہ! خدا نے آپ کو بلند مقام و منزلت عطا کئے ہیں اور آپ کو ایسے خاندان سے قرار دیا ہے جس کی اصل پاک اور بنیاد مستحکم ہے اور نفرین ہو گذشتہ بادشاہ عرب پر جنھوں نے کفران نعمت کی اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو نعمت خدا پر شکر ادا کرتے ہیں اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو آپ کے فرمان کے تحت عمل کرتے ہیں اور آپ ان کے لئے محکم پشت پناہ ہیں آپ کے اجداد بھی بہترین اجداد تھے اور آپ بھی ان کے بہترین جانشین ہیں، اے بادشاہ ہم اہل حرم ہیں یعنی اس بیت اللہ کے نگہبان ہیں جس اللہ نے ہمیں آپ کے پاس آنے اور لوگوں کی پریشانیوں کے دور ہونے کی خوشخبری دی ہے لہٰذا ہم مبارک باد پیش کرنے کو آئے ہیں۔ سیف نے کہا اے تکلم کرنے والے آپ کون ہیں؟ کہا میں عبد المطلب بن ہاشم ہوں ''سیف'' نے کہا کہ آپ لوگ تو ہماری بہن کی اولاد سے ہیں؟ عبد المطلب نے کہا ہاں، اس نے کہا قریب آیئے عبد المطلب نزدیک گئے تو اس نے سب کو مخاطب کر کے کہا مرحبا و اھلا اس جگہ آپ سب کا آنا مبارک ہو یہ گھر آپ لوگوں ہی کا گھر ہے اگر یہیں رہنا چاہیں تو رہیں اور اگر جانا چاہیں تو اپنے ساتھ وافر مقدار میں ہدایا لے جائیں، پھر ان سب کو ''سیف'' اپنے خاص مہمان خانے لے گیا اور ایک ماہ تک ان کی اچھی خاطر و تواضع کی اس مدت میں ان لوگوں کو وہاں سے نکلنے کی اجازت نہیں تھی اور نہ ''سیف'' سے ان کی ملاقات ہو پاتی تھی پھر ایک دن ''سیف'' کو ان لوگوں کی یاد آئی اور عبد المطلب کو بلوا کر اپنے پہلو میں بٹھایا اور ان سے کہا اے عبد المطلب میں ایک راز کو آپ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں جس کو پوشیدہ رکھنے میں آپ سے زیادہ کسی کو امین نہیں پاتا ہوں۔ لہٰذا یہ راز آپ کے پاس محفوظ رہے جب تک اللہ تعالیٰ خود اس بات کی اجازت عطا نہ

کر دے اور وہ یہ ہے کہ میں نے اپنے پاس موجود پوشیدہ کتاب میں بطور عموم سب کے لئے اور بطور خاص آپ لوگوں کے لئے اس بشارت کو پڑھا ہے، عبد المطلب نے کہا وہ راز کی بات کیا ہے؟ اس نے کہا آپ کی نسل سے ایک بچہ پیدا ہوگا جس کے دو شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی قیامت تک نسل امامت اسی سے چلے گی اور اس کا نام محمد (ص) ہوگا اس کے بچپن ہی میں اس کے والدین کا انتقال ہو جائے گا اس کے جد اور چچا اس کی تربیت کریں گے وہ پاک و پاکیزہ نسل سے ہوگا خداوند عالم اس کو اعلانیہ رسالت پر مبعوث کرے گا اور میرے قبیلے سے یاور و انصار اس کے گرد جمع کرے گا تاکہ لوگوں کو اس کے ذریعے عزت ملے اور اس کے دشمن رسوا ہوں، آتشکدے بجھ جائیں گے، شیطان ذلیل و رسوا ہوگا جس کی گفتار میں صداقت اور حکم میں عدالت ہوگی، نیکی کا حکم دے گا اور خود بھی اس پر عمل کرے گا اور بُرے کاموں سے خود بھی بچتے ہوئے لوگوں کو بھی روکے گا عبد المطلب نے کہا: اے بادشاہ! خدا آپ کی عمر دراز کرے آپ کی عزت و شہرت میں اضافہ کرے کیا آپ مزید اس بارے میں بتا سکتے ہیں؟ سیف بن ذی یزن نے کہا اس خدا کی قسم جس کے گھر کے آپ متولی و نگہبان ہیں آپ اے عبد المطلب اس محمد (ص) کے جد ہیں اور اس بچے کی یا تو ولادت ہو چکی ہے یا عنقریب ہونے والی ہے تب عبد المطلب نے کہا بیشک آپ کی بات بجا ہے میرا ایک نیک بیٹا تھا جس کا میں نے نیک خاتون سے نکاح کیا تھا جس کا نام آمنہ بنت وہب تھا اس کے یہاں ایک نیک بچہ پیدا ہوا ہے جس کا نام میں نے محمد (ص) رکھا ہے اس کے ماں باپ کا انتقال ہو چکا ہے اور وہ بچہ اپنے چچا کے گھر پرورش پا رہا ہے، "سیف" نے کہا وہی بات جو میں نے پہلے کہی تھی اب بھی کہہ رہا ہوں کہ اس بچے کی خوب حفاظت کرنا اسے یہود اور دیگر دشمنوں کے شر سے بچا کر رکھنا خدا بھی انھیں اس پر مسلط نہ ہونے دے گا، اور جو کچھ میں نے آپ سے کہا ہے اپنے دیگر ہم سفر لوگوں سے بھی ذکر نہ

کرتا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں لوگوں کا اس پر رشک کرنا اس سے حسد و کینہ کا سبب نہ بنے کہ وہ اس کے لئے مختلف مکر و فریب اختیار کریں اگر میں یہ نہ جانتا ہوتا کہ اس کے مبعوث ہونے سے پہلے مجھے میری موت فنا کر دے گی تو میں پیدل یا سوار ہو کر یثرب جو اس کا پایہ تخت ہوگا آتا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرتا لیکن کیونکہ میں نے کتاب ناطق اور علم سابق میں یہ پڑھا ہے کہ یثرب اس کی حکومت کا پایہ تخت ہوگا وہیں اس کے اصحاب و انصار اس کے گرد جمع ہوں گے اگر مجھے اس کے بارے میں خوف نہ ہوتا تو ابھی سے اس کے امر کو برملا ذکر کرتا اور بزرگان عرب کو اس کی طرف بھیجتا مگر اس بات کو بغیر کسی کمی و بیشی کے تمہارے حوالے کر رہا ہوں۔

پھر بادشاہ نے اپنے اطرافیوں کو حکم دیا کہ اس جماعت کو دس غلام دس کنیزیں، اور بردیمانی کے دو حلے سو اونٹ، پانچ رطل سونا، دس رطل چاندی اور ایک کھال عنبر سے بھری ہوئی عطا کئے جائیں اور اس شخص عبدالمطلب کو اس کے دس گنا بڑھا کر دیا جائے اور کہا کہ آپ لوگ ایک سال بعد پھر میرے پاس آیئے گا، مگر ایک سال سے بھی پہلے خود بادشاہ سیف بن ذی یزن کا انتقال ہو گیا اور عبدالمطلب اکثر اوقات کہا کرتے تھے کہ اے قریش والوں تم میں سے ہر کوئی حتی بادشاہ اپنی زیادہ بخشش کے باوجود بھی فنا ہونے والے ہیں سب مجھ پر میرے پاس موجود فخر و منزلت پر رشک کریں گے اس منزلت پر جو میرے اور میرے خاندان والوں کے لئے پیش آنے والی ہے اور جب قریش والے پوچھتے کہ وہ وقت کب آئے گا تو آپ کہتے کہ عنقریب،

امیہ بن عبد شمس اس سفر کے بارے میں کچھ اشعار کہتا ہے:

سورج ہماری اس راہ پر دلیل ہے۔ ہم دوست کی طرف رواں دواں ہیں

دشت و صحراء سے ہم نے گزر کیا۔ تا کہ پہنچیں اپنے جاناں کے پاس

امید دل میں شہ یمن سے تھی۔ نور شہ ذی یزن ہمیشہ روشن رہے۔

اس کی عطا سے بجلی چمک رہی تھی۔ اس سے جود و کرم کی امیدیں زیادہ تھیں

جب میں پہنچا مقام صنعاء پر۔ جمال شہ یمن نمایاں ہوا

شاہ جود ے کثیر ہدایا۔ نیک اخلاق اور چہرہ خندان کے ساتھ

کچھ بحیرا راہب کے بارے میں

یہ شخص بھی انھیں افراد میں سے تھا جو پیغمبر (ص) کو ان کے ظہور سے پہلے سے ان کے تمام اوصاف وکمال اور نسب کو جانتے تھے اور یہ بھی دوسروں کی طرح آنحضرت (ص) کے ظہور کا منتظر تھا۔

ا۔ ابو صالح ابن عباس سے اور وہ اپنے والد عباس بن عبد المطلب سے اور وہ ابو طالب سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے مجھ سے ذکر کیا کہ میں پیغمبر (ص) کی ولادت کے آٹھویں سال تجارت کے لئے شام گیا تو راستہ میں کافی شدید گرمی تھی جب میں آمادہ سفر ہوا تو میرے رشتہ داروں نے کہا محمد (ص) کو تم کیا کروگے کس کے پاس چھوڑ کر جاؤ گے؟ تو میں نے کہا میں ارادہ نہیں رکھتا کہ اسے کسی کے پاس چھوڑ کر جاؤں بلکہ اسے اپنے ہمراہ لے جاؤں گا، ان لوگوں نے کہا اتنے چھوٹے بچے کو اتنی شدید گرمی میں اپنے ساتھ لے کر جاؤ گے؟ میں نے کہا خدا کی قسم اسے میں اپنے سے جدا نہیں کرسکتا ہوں، پھر میں گیا اور روئی بھرے کپڑے کی زین اس کے لئے آمادہ کی اور اکثر ایسا ہوتا کہ ہم سوار ہوتے اور محمد (ص) جس اونٹ پر سوار رہتے جو میرے سامنے رہتا اور میں اس سے جدا نہ ہوتا وہ اونٹ قافلے میں سب سے آگے آگے چلتا جب بھی شدید گرمی ہوتی سفید ٹھنڈا بادل اس پر آ کر سلام کرتا اور ہم سب پر برستا اور کبھی راستے میں پانی کم پڑ جاتا تو ہم جہاں بھی اپنی سواریوں سے اترتے وہ زمین سرسبز اور حوض والی ہوتی ہم لوگ بہت ہی آرام سے رہتے جب کہ ہمارے ساتھ چلنے والوں کے اونٹ تھک کر چلنے سے رک جایا کرتے

تو پیغمبر (ص) ان کے پاس جاتے اور ان پر اپنے ہاتھوں کو پھیرتے تو وہ چلنے لگتے تھے اور جب ہم لوگ شام کے شہر بصریٰ پہنچے تو وہاں ایک صومعہ سے ایک راہب کو اپنی طرف ڈورتے آتے ہوئے دیکھا جو آکر پیغمبر (ص) کی سواری کے ساتھ چلنے لگا، کسی سے کوئی بات نہ کرتا وہ کاروان والوں کو نہیں پہچانتا تھا اور نہیں جانتا تھا کہ ان کے پاس تجارت کا کیا مال ہے؟

جناب ابو طالب کہتے ہیں کہ لوگوں نے ایک درخت کے سائے میں ٹھہراؤ کیا جس کے قریب ایک راہب عبادت کیا کرتا تھا اور اس درخت کی شاخیں کم تھیں اور اس پر پھل بھی نہیں تھا جیسے ہی پیغمبرؐ اس درخت کے نیچے پہنچے درخت نے حرکت کی اور اس کی شاخیں رسول اللہ (ص) کی طرف جھکیں اور ان میں تین قسم کے پھل اُگ آئے دو موسم گرما کے اور ایک سردی کے موسم کا تھا جتنے لوگ بھی ہمارے ساتھ تھے یہ منظر دیکھ کر سب کو تعجب ہوا اور بحیرا نامی راہب کو پتا چلا تو وہ رسول اللہ کے لئے انھیں کے مطابق غذا لے کر آیا، پھر آکر کہنے لگا اس جوان کا سرپرست کون ہے؟ میں نے کہا میں ہوں، اس نے کہا آپ کی اس سے کیا رشتہ داری؟ میں نے کہا اس کا چچا ہوں، اس نے کہا اس کے تو کئی چچا ہیں آپ کون سے ہیں؟ میں نے کہا میں اس کے باپ کا پدری و مادری بھائی ہوں تو اس نے کہا خدا کی قسم یہ وہی ہے وگرنہ میں بحیرا نہیں ہوں، پھر اس نے کہا کیا آپ اجازت دیں گے کہ یہ غذا ان کے پاس لے جاؤں تا کہ وہ اسے کھالیں، میں نے کہا لے جاؤ، پھر میں نے پیغمبر (ص) کو دیکھا کہ انھوں نے اس بات کو پسند نہ کیا کہ وہ تنہا اس غذا کو کھائیں؟ بحیرا نے کہا کہ میرے پاس غذا اس سے زیادہ نہ تھی کہ آپ سب کے لئے لاتا، پیغمبر (ص) نے کہا اچھا تمہاری طرف سے اجازت ہے کہ اس غذا کو میرے ساتھ دوسرے بھی کھائیں؟ اس نے کہا ہاں، پیغمبر (ص) نے کہا بسم اللہ پڑھ کر کھائیں، اس طرح خود پیغمبر (ص) اور ہم سب نے شکم سیر ہو کر کھایا اور خدا کی قسم اس وقت ہم لوگوں کی تعداد ۷۰ تھی

پھر بحیرا پیغمبر (ص) کے نزدیک کھڑا ہو کر آپ کے سر و گردن کو چومتا ہے اور کہتا ہے خدائے مسیح کی قسم یہ وہی ہے مگر لوگ اس بات کو نہیں سمجھ پار ہے ہیں، کاروان کے کسی فرد نے کہا تم کیا کہہ رہے ہو یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے ہم اس سے پہلے بھی تمہارے نزدیک سے گزرتے تھے ہمارے ساتھ اس طرح سے تم نے کبھی نیکی نہیں کی ہے، بحیرا نے کہا: خدا کی قسم آج جو یہ میری عجیب حالت ہے میں اس وقت ایسی چیز دیکھ رہا ہوں جو تم لوگ نہیں دیکھ رہے ہو اور میں وہ بات جانتا ہوں جو تم لوگ نہیں جانتے کیونکہ اس بچے میں جو خصوصیات ہیں وہ میں جانتا ہوں تم لوگ نہیں جانتے ہو اور میں نے جو آپ لوگوں کا بھی احترام کیا ہے تو وہ اس بچے کی وجہ سے کیا ہے جب وہ آرہا تھا تو اس کے آگے آگے ایسا نور تھا جو زمین و آسمان کو اس کے آگے روشن کر رہا تھا اور ایسے لوگوں کو میں نے دیکھا جو یاقوت و زبرجد کے دستے دار پنکھے لئے ہوئے اسے جھل رہے تھے اور کچھ دیگر لوگ اس کے سامنے طرح طرح کے میوے اس پر نثار کر رہے تھے، اور یہ بادل کا ٹکڑا اس سے جدا نہ ہوا اور اس خشک درخت کا تین قسم کے پھل دینا، اس کے علاوہ یہ تمہارے اطراف میں جو حوض پانی سے بھرے ہوئے ہیں یہ بنی اسرائیل کی سرکشی کے بعد سے خشک پڑے تھے مگر اس بچے کی برکت سے ان میں پانی آگیا، میں نے کتاب شمعون الصفا میں پڑھا ہے کہ انھوں نے بنی اسرائیل پر نفرین کی تھی جس کے نتیجے میں یہ پانی خشک ہوا تھا پھر انھوں نے کہا کہ جب بھی تم لوگوں نے دیکھا کہ ان حوضوں میں پانی بھر آیا ہے تو جان لو کسی پیغمبر کی وجہ سے ہے جو زمین پر مبعوث ہوا ہے اور وہ پیغمبر (ص) مدینہ کی طرف ہجرت کرے گا اس کا نام قوم کے درمیان ''امین'' ہوگا اور آسمانوں میں اس کا نام احمد ہوگا اور وہ اسماعیل بن ابراہیم کی نسل سے ہوگا بالہذا قسم بخدا یہ بچہ وہی ہے پھر بحیرا پیغمبر (ص) سے مخاطب ہو کر کہتا ہے اے بیٹا میں آپ سے تین خصوصیات کے بارے میں سوال کرتا ہوں آپ کو لات وعزیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے ان کے

بارے میں خبر دیں؟ رسول خدا (ص) نے جیسے ہی لات وعزیٰ کا نام سنا غضب ناک ہو کر فرمایا خبردار مجھے ایسوں کی قسم نہ دو کہ جن سے میں سب سے زیادہ دشمنی رکھتا ہوں، بحیرا نے کہا یہ ایک علامت ہے، پھر کہنے لگا آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم کے مجھے جواب دیجئے؟ پیغمبر (ص) نے فرمایا جو پوچھنا ہو پوچھو کیونکہ تم نے میرے معبود کی قسم دی ہے، اس نے کہا میرا سوال آپ کی حالت خواب وبیداری کے بارے میں ہے، پیغمبر (ص) نے اسے اپنے خواب وبیداری کے بارے میں مطلع کیا جو کچھ بحیرا پہلے سے جانتا تھا وہ اس کے موافق تھا بحیرا نے اپنے آپ کو آنحضرت (ص) کے قدموں پر گرا دیا اور آپ کے قدموں کے بوسے لینے لگا اور کہنے لگا اے بیٹا آپ کتنے اچھے ہیں کہ تمام پیغمبروں سے زیادہ آپ کے پیروکار ہوں گے (بیشک ایسا ہی ہے دنیا کی روشنی انہیں کی برکت کا نتیجہ ہے، مساجد انہیں کے ذکر سے آباد ہیں) اور میں دیکھ رہا ہوں کہ عرب وعجم کے لشکر پر لشکر آپ کی پیروی کر رہے ہیں اور میں یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ آپ لات عزیٰ کو توڑ رہے ہیں اور بیت عتیق آپ کے اختیار میں ہے کثیر تعداد قریش وعرب کے پہلوانوں کو خاک سے یکسا کر رہے ہیں اور جنت وجہنم کی چابیاں آپ کے ہاتھ میں ہیں ذبح الکبر یعنی بتوں کی ہلاکت آپ کے ہاتھوں میں ہے اور آپ وہ ہیں کہ قیامت اس وقت تک برپا نہیں ہوگی جب تک تمام بادشاہان وقت آپ کے دین کے پرچم تلے جمع نہ ہو جائیں، بحیرا آنحضرت (ص) کے ہاتھوں وپیروں کو چومتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ اگر میں آپ کی نبوت کے وقت زندہ رہا تو تلوار لے کر آپ کے ہمراہ آپ کے دشمنوں سے جنگ کروں گا، آپ اولاد آدم کے سید و سردار ہیں رسولوں کے سرور ہیں آپ امام متقین اور خاتم النبیین ہیں۔

خدا کی قسم جس دن آپ نے اس دنیا میں قدم رکھا زمین خوش ہوئی ہے اور قیامت تک خوش رہے گی اور خدا کی قسم یہودیوں کی عبادت گاہیں اور بت وشیاطین قیامت تک گریاں رہیں گے آپ

دعاء ابراہیمؑ اور بشارت عیسیٰؑ ہیں آپ مقدس ہیں اور ہر قسم کی نجاست سے پاک و پاکیزہ ہیں پھر ابو طالب کی طرف رخ کر کے بحیرا کہتا ہے آپ اس بچے کو یہیں سے اس کے شہر لے جائیں کیونکہ ہر یہودی اور نصرانی اس کی ولادت سے آگاہ ہو چکا ہے اور جو کچھ میں اس بچے کے بارے میں جانتا ہوں وہ سب جانتے ہیں لہٰذا مجھے خوف ہے کہ وہ لوگ کہیں اس کو اذیت نہ پہنچائیں، ابو طالب بولے وہ کیوں؟ تو اس نے کہا کیونکہ آپ کا یہ بھتیجا صاحب نبوت و رسالت ہوگا اور جو فرشتہ موسیٰؑ و عیسیٰؑ پر نازل ہوتا تھا وہ اس پر بھی اُترے گا، ابو طالب کہتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ خدا اسے اس کے دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے گا پھر ہم لوگ شام گئے تو وہاں لوگوں کا محمد (ص) کو دیکھنے آنے کا اتنا ہجوم تھا کہ ہمارا گزرنا مشکل تھا اور یہ خبر ہلکے ہلکے ہر جگہ منتشر ہوگئی اور تمام یہودی و عیسائی علماء پیغمبر کے گرد جمع ہو گئے ایک شخص جوان کا سب سے بڑا عالم تھا نسطور نام کا وہ تین دن تک متواتر پیغمبر کے پاس آتا اور صرف بیٹھا آپ کے چہرے کو دیکھتا رہتا اور کوئی بات نہ کرتا تین دن کے بعد اٹھ کر ان کی پشت کی طرف دیکھتا اور چکر لگاتا گویا کچھ تلاش کر رہا تھا میں نے کہا اے راہب تم کیا تلاش کر رہے ہو؟ اس نے کہا اس بچے کا نام کیا ہے؟ میں نے کہا محمد بن عبداللہ، یہ سنتے ہی اس کے چہرے کا رنگ متغیر ہونے لگا اس نے کہا اس بچے سے کہیں کہ اپنے شانوں کو ذرا کھولے اب جو اس نے شانوں کو کھولا تو وہ راہب مہر نبوت دیکھ کر پیغمبر کے قدموں میں گر پڑا اور چومتا جاتا اور گریہ کرتا جاتا پھر اس نے مجھ سے کہا اے شخص جتنا جلدی ہو سکے اس کو اس کے شہر لے جاؤ اگر تم جانتے ہوتے کہ ہمارے شہر میں اس کے کتنے دشمن ہیں تو آپ اس کو یہاں لاتے ہی نہیں، اس کے بعد جب تک ہم لوگ اس شہر میں رہے وہ راہب روزانہ پیغمبر سے ملنے آتا اور آپ کے لئے کھانا لاتا پھر ہم لوگ شام سے باہر نکلے تو وہ راہب ایک لباس لایا اور کہا اگر ممکن ہو تو میری طرف سے یہ تحفہ قبول کریں پھر ہم لوگ مکہ آگئے اب جو مکہ پہنچے

تو کوئی مرد وزن ایسا نہیں تھا کہ جو ہمارے استقبال کو نہیں آیا ہو سوائے ابو جہل (لعنت اللہ علیہ) کے جو خونخوار بدکردار شراب کی مستی میں پڑا رہا، (سیرۃ ابن ہشام ج ۱ ص ۲۰۴ تاریخ طبری ج ۱ ص ۵۱۹)

۲۔ دوسری روایت میں ابو طالب سے نقل ہے کہ بحیرا راہب جب ہمیں خدا حافظ کرنے لگا تو روتے ہوئے بولا ''اے آمنہ کے بیٹے میں دیکھ رہا ہوں کہ تمام عرب اپنے کمانوں سے تمہاری طرف تیر برسا رہے ہیں اور تمہارے سگے رشتہ دار تم سے قطع رحمی کر رہے ہیں اگر وہ لوگ تمہارے مرتبہ کو جانتے تو تمہیں اپنی اولاد کی طرح سمجھتے پھر بحیرا راہب میری طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے اے ابو طالب! آپ اس سے رشتہ داری کو برقرار رکھنا اور اپنے والد کی نصیحت کو اس کے بارے میں فراموش نہ کرنا میں جانتا ہوں کہ آپ ظاہر میں اس پر ایمان نہیں لائے ہیں مگر باطن میں آپ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور آپ کا بیٹا بھی اس پر ایمان لائے گا اور اس کی مدد کرے گا جس کا نام آسمانوں میں ''بطل ھاصر'' اور زمین میں ''شجاع انزع'' ہے اس کے دو بیٹے شہید ہوں گے وہ سید العرب ہے وہ گذشتہ تمام کتابوں میں اصحاب عیسیٰ سے زیادہ مشہور ہے ابو طالب کہتے ہیں ''خدا کی قسم جو باتیں بحیرا نے مجھ سے کہیں تھیں ان میں سے اکثر باتیں میں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیں۔

۳۔ ابان بن عثمان ایک مرفوعہ حدیث میں کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ (ص) سن بلوغ کو پہنچے تو ابو طالب قریش کا تجارتی کاروان لے کر شام کی طرف جانا چاہ رہے تھے کہ رسول اللہ (ص) نے ان سے کہا چچا جان آپ مجھے کس پر چھوڑے جا رہے ہیں میرا کیا ہوگا یہ سن کر ابو طالب کا دل دکھا اور آپ کو اپنے ہمراہ کندھے پر لے گئے، آفتاب کی شدت کے سبب ایک بادل آپ کے سر پر سایہ کیا ہوا تھا، راستے میں بحیرا نامی راہب سے ان لوگوں کی ملاقات ہوئی اس نے جو دیکھا کہ بادل ان کے ساتھ ساتھ چل رہا ہے اپنی عبادت گاہ سے باہر آیا اور ان لوگوں کے

لئے کھانا بنایا کسی کو ان کے پاس بھیج کر بلایا وہ لوگ اس کے قریب آکر اترے اس نے کہا آپ لوگ ایک ایک کر کے میرے پاس کھانے کو تشریف لائیں یہ لوگ پیغمبر (ص) کو سامان کے پاس چھوڑ کر بحیرا کے پاس آئے اب جو بحیرا نے دیکھا کہ سب لوگ آئے ہیں مگر بادل وہیں رکا ہوا ہے تو اس نے پوچھا کیا آپ میں سے کوئی رہ گیا ہے؟ سب نے کہا کوئی نہیں رہ گیا سوائے ایک نوجوان کے جس کو ہم لوگ سامان کے پاس چھوڑ آئے ہیں اس نے کہا یہ ہرگز مناسب نہیں ہے کہ کوئی میرے دستر خوان سے محروم رہے یہ سن کر ان لوگوں نے پیغمبر (ص) کو بلوایا اب جو تشریف لائے تو بادل بھی آپ کے ہمراہ آیا بحیرا نے آپ کو غور سے دیکھا اور ان لوگوں سے پوچھا یہ نوجوان کون ہے؟ لوگوں نے ابو طالب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ ان کا بیٹا ہے، ابو طالب بولے یہ میرا بھتیجا ہے اس نے پوچھا اس کے والد کہاں ہیں؟ ابو طالب نے جواب دیا کہ جب یہ رحم مادر میں تھا اس وقت اس کے والد کا انتقال ہو گیا ہے، بحیرا کہتا ہے فوراً اس کو اس کے شہر لے جائیں کہ اگر یہودیوں کو اس کے بارے میں وہ سب کچھ جو مجھے معلوم ہے پتہ چل جائے تو وہ اسے قتل کر ڈالیں گے یہ بڑے بلند مقام کا مالک ہے یہ اس اُمت کا پیغمبر ہے۔

پیغمبر اکرم (ص) کے بارے میں شام کے بڑے راہب خالد و طلیق کی شناخت

یعلی کہتے ہیں شام جانے والے تجارتی کاروان جس میں رسول خدا (ص) تھے اسی کاروان میں خالد بن اسید اور طلیق بن سفیان بھی تھے لہٰذا وہ دونوں اپنے اس سفر کے چشم دید واقعات کو یوں نقل کرتے ہیں کہ جیسے ہی ہم لوگ بصرہ کے بازار میں پہنچے راہبوں کی ایک جماعت ہمارے سامنے آئی جن کے رنگ گھبراہٹ سے زعفران کی طرح زرد ہو چکے تھے وہ لوگ کہنے لگے ذرا ہمارے بزرگ کے پاس آپ لوگ تشریف لائیں جو فلاں عبادت گاہ میں ہیں ہم نے کہا کہ ہمیں تم لوگوں سے کوئی سروکار نہیں ہے انھوں نے کہا ہم لوگ آپ لوگوں کو ہرگز اذیت و آزار نہیں پہنچائیں گے بلکہ ہم لوگ آپ لوگوں کا احترام کریں گے کیونکہ وہ لوگ جانتے تھے کہ ہم میں سے ایک محمد (ص) ہے ہم ان کے ساتھ ان کی عبادت گاہ گئے ان کے بزرگ کو دیکھا جو اپنے شاگردوں کے ہجوم میں بیٹھا ہوا تھا، اور ان لوگوں کے آگے ایک کھلی ہوئی کتاب رکھی تھی کبھی وہ عالم اس کتاب کی طرف دیکھتا اور کبھی ہماری طرف دیکھتا تھا پھر ہم سے پوچھتا ہے آپ لوگ کون ہیں؟ ہم نے کہا ہم لوگ قریش سے ہیں اس نے پوچھا قریش کے کس قبیلے سے؟ تو ہم نے کہا قبیلۂ بنی عبد شمس سے اس نے پوچھا کیا اور بھی کوئی آپ لوگوں کے ساتھ آیا ہے؟ ہم نے کہا ہاں بنی ہاشم کا ایک جوان ہے جو عبد المطلب کا یتیم پوتا ہے اس نے ایک سرد آہ لیتے ہوئے کہا ہائے اب نصرانیت و مسیحیت کے ختم ہونے کے دن آگئے پھر وہ اٹھا اور قریب رکھی ہوئی صلیب سے ٹیک لگاتے ہوئے بولا کیا ممکن ہے کہ اس جوان کی مجھے زیارت کرائیں؟ ہم لوگوں نے کہا ہاں وہ ابھی بازار بصرہ میں کچھ معاملات انجام دے رہا ہے لہٰذا اس عالم سمیت ہم سب لوگ بازار پہنچے دیکھا محمد (ص) کا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا ہے اور کافی معاملات انجام دے چکے ہیں اور منافع بھی کافی ہوا ہے ہم نے چاہا کہ اس عالم کو اس کی پہچان کروائیں کہ خود اس عالم نے سبقت

کی اور کہا مسیح کی قسم میں اس کو پہچان گیا اور پھر وہ آنحضرت (ص) کے قدموں میں جا کر گر گیا اور ان کو چومنے لگا پھر اس نے کچھ اشیا و علامات کے بارے میں سوالات کئے آنحضرت (ص) نے اس کے تمام سوالات کے جوابات دیے پھر وہ کہنے لگا اگر میں نے آپ کے زمانے کو پایا تو شمشیر کا حق ادا کروں گا پھر وہ ہماری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا آپ لوگوں کو معلوم ہے اس کے ہمراہ کیا ہے؟ اس کے ساتھ زندگی اور موت ہے جو بھی اس کے ساتھ ملا اس کے لئے حیات جاودانی ہے اور جو اس سے دور ہوا اس کے لئے ہلاکت ہے یہ وہی ہے۔ جس کے ساتھ ذبح عظیم ہے پھر وہ مسلسل آنحضرت (ص) کے سر کا بوسہ لیتا جاتا تھا

ابوالمویہب راہب کے بارے میں

ابوالمویہب راہب منجملہ ان افراد میں سے ہے جو پیغمبر اکرم (ص) کی بعثت سے پہلے سے آپ کو آپ کی تمام صفات کے ذریعے جانتا تھا اور آپ کے وصی حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام کے بارے میں بھی آگاہ تھا۔

بکر بن عبداللہ اشجعی اپنے اجداد سے روایت کرتے ہیں اس تجارتی سفر شام میں پیغمبر کے ہمراہ عبد مناف بن کنانہ اور نوفل بن معاویہ بھی گئے ہوئے تھے ابوالمویہب راہب نے جب ان دونوں کو دیکھا تو ان سے کہنے لگا آپ لوگ کون ہیں؟ ان لوگوں نے جواب دیا ہم لوگ اہل حرم کے تاجر لوگ ہیں جو قبیلہ قریش سے تعلق رکھتے ہیں اس نے پوچھا قریش کے کس قبیلے سے؟ ہم نے جواب دیا فلاں قبیلے سے اس نے پوچھا آپ لوگوں کے ساتھ اور بھی کوئی ہے؟ انھوں نے کہا کہ ہاں ایک بنی ہاشم کا جوان بھی ہمارے ساتھ ہے۔ جس کا نام محمدؐ ہے۔

ابوالمویہب نے کہا اسی کی مجھے تلاش تھی پھر کہنے لگا خدا کی قسم قریش والوں میں اس سے زیادہ گمنام شخص کوئی نہیں ہے۔ جس کو یتیم قریش کہتے ہیں اور وہ ہمارے قبیلے کی عورت خدیجہ کا اجیر ہے

پھر ابوالمویہب کہنے لگا مجھے اس کے پاس لے چلو ہم لوگ اسے بازار بصرہ لے گئے وہاں جا کر جو اس کی نگاہ محمد (ص) پر پڑی کہنے لگا وہ وہی ہے اور ان کے قریب جا کر ان سے کچھ گفتگو کی اور پھر ان کی پیشانی کو چومنے لگا پھر آستین سے اس نے کچھ نکالا جو ہم لوگ نہ دیکھ سکے مگر پیغمبر (ص) نے اس چیز کو قبول کرنے سے انکار کیا جب وہ پیغمبر (ص) سے مل کر ہمارے پاس آیا تو کہنے لگا خدا کی قسم وہ پیغمبر آخر الزمان ہے اور عنقریب وہ مبعوث ہونے والا ہے اور لوگوں کو "لا الہ الا اللہ" کی طرف بلائے گا جب تم لوگ اسے مبعوث ہوتے ہوئے پاؤ تو اس کی پیروی کرنا پھر اس نے ہم سے پوچھا کیا اس کے چچا ابو طالب کے گھر علیؑ کے نام کا بچہ پیدا ہو چکا ہے؟ ہم نے کہا نہیں، اس نے کہا یا تو وہ اب تک پیدا ہو چکا ہے یا اسی سال پیدا ہو گا وہی سب سے پہلا شخص ہو گا جو اس پر ایمان لائے گا ہم اسے جانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ اس کا وصی ہو گا جس طرح ہم یہ جانتے ہیں کہ محمد نبیؐ ہیں اور وہ سید عرب اور ربانی انسان اور ذوالقرنین عرب ہے وہ شمشیر کا حق ادا کرے گا اس کا نام اوپر کی دنیا میں "علیؑ" ہے وہ انبیاء کے بعد نامور انسانوں میں سے ہے فرشتے اسے شجاع اور نامور پہلوان کہتے ہیں جس طرف بھی وہ رخ کرے گا کامیاب لوٹے گا، خدا کی قسم وہ اپنے دوستوں کے درمیان آسمان پر سورج سے زیادہ تابندہ معروف ہے۔

کچھ سطیح کاہن کے بارے میں

مخزوم بن ہانی اپنے والد سے جس نے ۱۵۰ سال عمر کی ہے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: جس رات پیغمبر اسلام (ص) کی ولادت ہوئی کسریٰ کے محلات میں لرزہ آیا تھا اور اس کے چودہ کنگرے نیچے آگرے تھے اور ساوہ کے دریا کا پانی خشک ہو گیا تھا اور فارس کا آتشکدہ جو ہزار سال سے روشن تھا وہ بجھ گیا تھا اور کسریٰ کے بادشاہ نے خواب میں دیکھا تھا کہ سرکش اونٹوں پر

کچھ چست سوار لوگ دجلہ سے گزر کر شہر میں بکھر رہے ہیں یہ دیکھ کر بادشاہ خوفزدہ ہوا مگر صبح کو اٹھ کر بادشاہ نے جو کچھ خواب میں دیکھا تھا اسے پوشیدہ رکھا اور بڑی بُردباری کے ساتھ اپنے سر پر تاج رکھ کر اپنے تخت پر جا بیٹھا اپنے وزیروں کو جمع کیا اور رات کا خواب بیان کیا، اسی دوران جب کسی نے آ کر خبر دی کہ آتشکدہ بجھ گیا تو اس کے غم میں اور اضافہ ہوا اس نے ان تمام باتوں کی جو تعبیر پوچھی تو اسے بتایا گیا کہ یہ حادثہ سعودی عرب میں رونما ہوگا لہٰذا بادشاہ کسریٰ کی طرف سے نعمان بن منذر کو یوں خط لکھا گیا کہ کسی اہل علم کو میرے پاس بھیجا جائے تا کہ اس سے جو کچھ میں چاہوں پوچھ سکوں، عبدالمسیح بن عمرو بن حیان کو اس کے پاس بھیجا گیا اب جو وہ اس کے پاس پہنچا تو بادشاہ نے اس کے سامنے اپنے خواب کو بیان کیا اور اس کی تعبیر پوچھی، اس نے کہا: اس کی تعبیر آپ کو میرے ماموں بتا سکتے ہیں جو شام میں رہتے ہیں جن کو "سطیح" کہتے ہیں بادشاہ نے کہا تم خود جاؤ اور اس سے اس خواب کی تعبیر پوچھ کر آؤ، عبدالمسیح گیا جیسے ہی وہ "سطیح" کے پاس پہنچا تو "سطیح" کا انتقال ہونے والا تھا اس نے جا کر سلام کیا، اور مبارک باد دی مگر "سطیح" نے کوئی جواب نہ دیا۔

اس وقت عبدالمسیح نے یہ اشعار کہے:

آقائے یمن بہرا ہے یا نہیں۔ اس میں ابھی جان بھی ہے کہ نہیں
اے شخص علیم مشکل ہے درپیش۔ ہمیں تجھ سے جواب ملے گا کہ نہیں
آقا و سردار تیز ہوش ہے۔ لاغر بدن اور باریک رداء نہیں
میں بادشاہ ایران کا قاصد ہوں۔ اس کے دل کا خوف اس کا مدعا نہیں
اس نے عجیب و غریب خواب دیکھا ہے۔ جس کی تعبیر ہمارے پاس نہیں
یہ راستہ کا تھکا ہوا قاصد ہے۔ مگر اس جگہ اسے کوئی رنج و ملال نہیں
اس قدر اسیر راہ کا گرد و غبار ہے۔ اگر وہ پہاڑ بھی طلب کرے تو خطاء نہیں

جب ''سطیح'' نے اس کے یہ اشعار سنے تو آنکھوں کو کھولا اور عبدالمسیح نے اپنے آنے کے ہدف کو بیان کیا اور کہا جب صاحب عصا مبعوث ہوگا تو وادیٔ ''سماوہ'' پانی سے سیراب ہو جائے گی اور ساوہ کا دریا خشک ہو جائے گا اور پھر شام سطیح کا نہ رہے گا کسریٰ کے محل میں جتنے کنگرے گرے ہیں اتنی تعداد میں مرد وعورتیں حکومت کریں گے پھر سطیح کا انتقال ہوگیا،

عبدالمسیح اس کے پاس سے اٹھا اور اپنے مرکب پر سوار ہوتے ہوئے یہ اشعار کہے:

کمر باندھ لے اے مرد مصمم۔ تجھے نہ ڈرائیں یہ دنیا کی جدائیاں

اگر بنی ساسان کی سلطنت ختم ہو چکی ہے۔ کریں گی دوسری بھی حکومتیں

تم ہو کینے والے ان سے۔ کہ شیر بھی خوفزدہ ہیں ان کی وحشت سے

جب لوگ کسی کا ضعیف ہونا جان لیتے ہیں۔ کرتے ہیں اس کے ضعف کے سبب اسے تحقیر

جب ہو خیر وشر آپس میں ملا ہوا۔ تو خالق کے امر ونہی کو انجام دیا جائے

اب جو عبدالمسیح نے بادشاہ کسریٰ کے پاس آکر سطیح کی بات کو بتایا تو اس نے کہا کہ ہمارے چودہ افراد حکومت کریں گے جن میں سے دس افراد نے چار سال کی مدت میں حکومت کی باقی لوگوں نے بھی حکومت عثمانیہ تک حکومت کی،

پیغمبر اکرم (ص) کے بارے میں یوسف یہودی کا خبر دینا

ابان بن عثمان حدیث مرفوع میں کہتے ہیں جب عبداللہ بن عبدالمطلب سن بلوغ کو پہنچے تو عبد المطلب نے ان کی شادی آمنہ بنت وہب زہری سے کردی اور جب حضرت آمنہ حاملہ ہوئیں تو ان سے نقل ہے کہ جب میں حاملہ ہوئی تو مجھے بالکل بھی احساس نہ ہوا جو حاملہ عورتوں کو حمل کے دوران سنگینی محسوس ہوتی ہے مجھے بالکل بھی محسوس نہ ہوئی اور میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی میرے پاس آکر کہتا ہے ''تیرے رحم میں خیر الانام ہے'' جب وضع حمل کا وقت ہوا تو اس وقت بھی مجھے کوئی مشکل نہیں ہوئی اور جب میرا بچہ دنیا میں آگیا تو میں نے سنا کہ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ تم نے ''خیر البشر'' کو جنم دیا ہے، رسول اللہ (ص) کی ولادت پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول عام الفیل کو ہوئی، حضرت آمنہ کہتی ہیں جیسے ہی بچہ زمین پر آیا تو اس نے دونوں ہاتھوں اور دونوں زانوؤں کے ذریعے اپنے آپ کو زمین سے حفظ کیا اور آسمان کی طرف سر بلند کیا تو اس کے چہرے سے ایسا نور ساطع ہوا جس نے زمین سے آسمان تک کو روشن کر دیا اور ستاروں نے شیاطین پر حملہ کر کے آسمان سے بھگا دیا قریش والوں نے ستاروں کو اُترتے ہوئے دیکھا تو خوفزدہ ہوئے اور کہنے لگے قیامت برپا ہوئی ہے اور بھاگے بھاگے ولید بن مغیرہ کے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے اس کا کیا سبب ہے اس نے کہا جا کر دیکھو اگر ستارے اتر کر ختم ہو رہے ہیں تو یہ قیامت کی علامت ہے اور اترنے کے باوجود باقی رہے تو یہ کسی عجیب بات کی خبر دہی ہے شیاطین نے بھی جب یہ منظر دیکھا تو سب ابلیس کے گرد جمع ہو گئے اور کہا آج سے ہم لوگ آسمان سے منع کر دیے گئے ہیں اس نے کہا جاؤ زمین پر جا کے جستجو کرو کہ کونسا امر عجیب رونما ہوا ہے جس کے سبب ایسا ہوا ہے وہ سب پوری دنیا میں پھرے مگر انہیں کوئی عجیب بات محسوس نہیں ہوئی واپس آکر کہا ہمیں تو کچھ بھی محسوس نہیں ہوا ابلیس نے کہا مجھے خود جستجو کرنے نکلنا ہوگا لہٰذا وہ مشرق

ومغرب کا چکر لگاتا ہوا مکہ کی سرزمین پر پہنچا تو وہاں فرشتوں کا ہجوم دیکھا جیسے ہی اس نے اس مجمع میں داخل ہونے کی کوشش کی تو جبرائیلؑ نے اسے پکار کر کہا "اے ملعون دور ہو جا" پھر وہ حرا کی جانب سے آیا تو وہاں سے بھی اسے دھتکار دیا گیا اس نے جبرائیلؑ سے پوچھا مسئلہ کیا ہے؟ جبرائیلؑ نے جواب دیا آج پیغمبر آخر الزمان کی ولادت ہوئی ہے اس نے پوچھا کیا اس میں میرا بھی کچھ حصہ ہے؟ جبرائیلؑ نے کہا نہیں، اس نے کہا کیا اس کی امت میں میرا حصہ ہے جبرائیلؑ نے کہا ہاں تو وہ یہ بات سن کر خوش ہوا، اور ابان بن عثمان کہتے ہیں مکہ میں ایک یوسف نام کا یہودی رہتا تھا جب اس نے دیکھا کہ آسمان سے ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر زمین پر گر رہے ہیں تو اس نے کہا آج کی شب پیغمبر آخر الزمان کی ولادت ہوئی ہے اور یہ وہی پیغمبر ہے جس کا ذکر میں نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے جب صبح ہوئی تو وہ قریش کی محفل میں آ کر پوچھتا ہے کیا رات کو تمہارے یہاں کسی کی ولادت ہوئی ہے؟ انھوں نے کہا نہیں تو وہ کہنے لگا تورات کی قسم تم لوگ خطا کر رہے ہو اس کی ولادت ہو چکی ہے اور وہ افضل الانبیاء ہے یہ سن کر قریش والے پھیل گئے اور ہر ایک کی زبان پر یوسف یہودی کا جملہ تھا آ کر پتہ کیا تو معلوم ہوا عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر بچہ کی ولادت ہوئی ہے سب نے آ کر یوسف یہودی کو خبر دی کہ ہاں رات کو ایک بچے کی ولادت ہوئی ہے اس نے کہا ممکن ہے مجھے بھی وہ بچہ دکھاؤ اسے آنحضرت (ص) کے گھر لا کر جو دکھایا گیا اس نے آپ کی پشت پر مہر نبوت کو جو دیکھا تو بیہوش ہو گیا، قریش والوں کو اس کی اس حرکت پر تعجب ہوا اور ہنسنے لگے اس نے ہوش میں آ کر کہا اے قریش والوں ہنس رہے ہو یہی پیغمبر تم لوگوں کو ہلاک کرے گا سلسلہ نبوت بنی اسرائیل سے بالکل سے ختم ہو جائے گا یہ سن کر لوگ پھیل گئے اور یوسف یہودی کی بات کو ایک دوسرے سے نقل کرنے لگے۔

شام سے آنے والے ابن حواش کی روایت

ابن عباس کہتے ہیں جب پیغمبر اکرم (ص) نے غزوۂ بنی قریظہ میں کعب بن اسد کو بلوایا تا کہ اس کی گردن کاٹی جائے، جب اسے لایا گیا تو پیغمبر (ص) نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے کعب! کیا تمہارے لئے شام سے آنے والے اہل علم ابن حواش کی بات مفید نہیں تھی جو اس نے کہا تھا کہ میں نے شام کی تمام عیش و عشرت کو چھوڑا اور مبعوث ہونے والے پیغمبر کی محبت میں آیا ہوں جو اس شہر مکہ میں مبعوث ہوگا اور یہی مکہ اس کی ہجرت گاہ ہوگا وہ دشمنوں کو قتل کرے گا وہ چند دانے خرمہ اور چند ٹکڑے روٹی پر اکتفاء کرے گا جو سواری پر بغیر زین کے سوار ہوگا اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی وہ اپنے پاس شمشیر رکھا کرے گا اسے خدا کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا اس کی سلطنت پوری کائنات میں پھیل جائے گی کعب نے کہا اے محمد (ص)! بالکل ایسا ہی ہے مگر پھر بھی میں دین یہود پر باقی ہوں اور اسی پر مروں گا، رسول خدا (ص) نے حکم دیا کہ اس کی گردن اڑا دی جائے لہٰذا ایسا ہی کیا گیا۔

پیغمبر اکرم (ص) کے بارے میں زید بن عمرو بن نفیل کا خبر دینا

زید بن عمر بن نفیل بھی ان افراد میں سے ہے جو ہمیشہ خالص دین کی تلاش میں تھے اور پیغمبر اکرم (ص) کو ان کی تمام صفات کے ساتھ پہچانتا تھا اور ان کے ظہور کا منتظر تھا اور ان کی جستجو میں ایک شہر سے دوسرے شہر جا رہا تھا کہ راستے میں قتل کر دیا گیا۔

ا۔ محمد بن اسحاق بن یسار کہتے ہیں کہ زید بن عمر بن نفیل نے مکہ سے نکل کر دین ابراہیم کو تلاش کرنے کا جب ارادہ کیا تو اس کی بیوی صفیہ بنت حضرمی نے خطاب بن نُفیل کو اس کے ارادے سے آگاہ کیا، زید نے دین ابراہیمی کی تلاش میں مکہ سے نکل کر سب سے پہلے شام کی طرف سفر کیا شام پہنچ کر ایک راہب سے اس کی ملاقات ہوئی اس سے جب اس نے دین ابراہیمی کے بارے میں سوال کیا تو اس نے کہا تم نے ایسے دین کے بارے میں پوچھا ہے جس پر اس زمانے میں کسی کو نہیں پاؤ گے، اس علم کے جاننے والے اہل علم کا انتقال ہو چکا ہے البتہ اسی دور میں خود تمہاری سرزمین مکہ میں اس دین کا آخری پیغمبر مبعوث ہونے والا ہے تمہارے لئے ضروری ہے کہ فوراً وہاں جاؤ، زید یہ بات سن کر فوراً مکہ کی طرف روانہ ہوا جیسے ہی وہ قبیلہ لخم کی سرزمین پر پہنچا وہاں کے لوگوں نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا، ورقہ بن نوفل بھی اگرچہ زید کی طرح دین ابراہیمی کی جستجو میں تھا مگر اس نے زید کی طرح نہیں کیا۔

اسی لئے اس نے زید کے قتل کو سن کر اس کے سوگ میں یہ اشعار کہے:

آگاہ رہو اے ابن عمرو کہ تم نے راہ پالی ہے۔ تنور آتش کا تم نے رخ کیا ہے

تمہارے خدا کا کوئی مثل و مانند نہیں ہے۔ تمہیں بتوں سے کوئی سروکار نہیں ہے

رحمت پہنچی ہے انسان کو کبھی کبھی۔ اگرچہ اس کا مقام زمین کی گہرائیوں ہی میں ہو

۲۔ عمر بن خطاب اور سعید بن زید کہتے ہیں یا رسول اللہ (ص) کیا ہم لوگ زید کے لئے طلب

مغفرت کریں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: "ہاں اس کے لئے طلب مغفرت کرو کہ وہ روز قیامت ایک امت کی مانند محشور ہوگا،

۳۔سعید بن زید نے اپنے باپ زید بن عمرو کے بارے میں پیغمبر اکرم (ص) سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ (ص) آپ نے زید بن عمرو کے بارے میں سنا کہ وہ کتنا دین حق کی تلاش میں تھے کہ اگر آج وہ زندہ ہوتے تو یقیناً وہ اس دین حقہ کو قبول کرتے لہٰذا اجازت ہے کہ میں ان کے لئے طلب مغفرت کروں؟ آنحضرت (ص) نے فرمایا: "ہاں اس کے لئے طلب مغفرت کی دعا کرو وہ قیامت کے دن تنہا ایک امت کی مانند آئے گا، اور کہا جاتا ہے کہ وہ اسی مذہب حقہ کی تلاش میں تھا کہ اس کا انتقال ہوگیا۔

اس کتاب کے مؤلف شیخ صدوق کہتے ہیں کہ پیغمبر اکرم (ص) کی نبوت سے پہلے کی حالت کی مانند قائم آل محمد علیہم السلام کی حالت ہے اس دور میں کیونکہ پیغمبر (ص) کو بھی اس دور میں صرف یہودی اور عیسائی علماء جانتے تھے اور اسلام ان کے درمیان غریب تھا اگر ان میں سے کوئی اس پیغمبر آخر الزمان کے بارے میں دعا کرتا تھا تو اس وقت کے جاہل وگمراہ لوگ ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ پیغمبر جس کی شرق وغرب میں حکومت ہوگی اور تمام سلاطین عالم اس کے مطیع ہوں گے وہ کب ظہور کرے گا؟ جس طرح آجکل کے جہلا ہم سے کہتے ہیں کہ وہ امام زمان (ع) جس کے تم لوگ گیت گاتے ہو کب ظہور کرے گا؟ بعض تو حضرت کے وجود کے منکر اور بعض معترف ہیں جیسا کہ پیغمبر اکرم (ص) نے ارشاد فرمایا: "اِنَّ الاِسلامَ بُدِءَ غریباً وَسَیَعُودُ غریباً [کَمابَدَءَ] فَطُوبیٰ لِلغُرَباءِ"

یعنی بیشک اسلام کی غریبانہ انداز میں ابتداء ہوئی اور عنقریب دوبارہ اسلام غریب ہو جائے گا نیک بشارت ہو غرباء کو کہ بیشک اس زمانے میں بھی اسلام دوبارہ ویسا ہی ہوگیا ہے لیکن حجت خدا

کے ظہور سے دوبارہ اسلام طاقتور ہو جائے گا جس طرح پیغمبر اکرم (ص) کے ظہور سے اسلام طاقتور ہو گیا تھا اور آنحضرت (ص) کے ظہور کے منتظر لوگوں کی آنکھیں آپ کے وجود سے منور ہو گئیں تھیں اسی طرح امام زمان (عج) کے ظہور سے اسلام کو دوبارہ سے جلا ملے گی اور ان کے منتظرین کی آنکھیں ان کے ظہور سے منور ہو جائیں گی۔

۴۔علی بن موسی الرضا (ع) اپنے اجداد کے ذریعے حضرت علی (ع) سے اور وہ پیغمبر اکرم (ص) سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت (ص) نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ الاِسْلامَ بُدِءَ غَرِیباً وَسَیَعُودُ غَرِیباً [کَمابَدَءَ]فَطُوبیٰ لِلْغُرَباء ''یعنی اسلام کا آغاز غریبانہ انداز میں ہوا عنقریب پھر سے اسلام غریب ہو جائے گا اور خوش قسمت ہیں غرباء''

دوسراباب:

امام کی ضرورت کیوں؟

ا۔ابو حمزہ ثمالی کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق (ع) سے پوچھا کیا زمین بغیر امام کے باقی رہ سکتی ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ''لَوْ بَقِيَتِ الْأَرْضُ بِغَيْرِ إِمَامٍ سَاعَةً لَسَاخَتْ ''یعنی اگر زمین ایک گھنٹے کے لئے بھی بغیر امام کے رہ جائے تو دھنس جائے گی۔

۲۔محمد بن فضل کہتے ہیں میں نے امام رضا (ع) سے سوال کیا کہ زمین بغیر امام کے باقی رہ سکتی ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''نہیں میں نے کہا کہ امام جعفر صادق (ع) سے ہم تک روایت پہنچی ہے کہ زمین بغیر امام کے باقی نہیں رہ سکتی ہے مگر جب اللہ تعالیٰ اہل زمین پر غضبناک ہو، تو حضرت نے فرمایا: ''اگر زمین بغیر امام کے رہ جائے تو دھنس جائے گی''۔

۳۔ابو ہراسہ امام محمد باقر (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''اگر امام کو زمین پر سے ایک گھنٹے کے لئے اٹھالیا جائے تو زمین اپنے ساکنین کے ساتھ مضطرب ہو جائے گی جس طرح دریا اپنے اہل کے ساتھ مضطرب ہو جائے گا۔

۴۔زرارہ بن اعین امام جعفر صادق (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''اگر زمین پر خدا کی حجتیں نہ ہوں تو زمین اپنے ساکنین کے ساتھ لرزہ میں آجائے اور جو کچھ اس پر ہو گر جائے لہٰذا زمین ایک گھنٹے کے لئے بھی حجت خدا سے خالی نہیں رہ سکتی ہے۔

۵۔ابراہیم بن ابی محمود کہتے ہیں امام رضا (ع) نے فرمایا: ''ہم لوگ خلائق پر خدا کی حجت اور اس کے نمائندے ہیں اور خدا کے اسرار پر امین ہیں اور ہم ہی کلمہ تقویٰ و عروۃ الوثقیٰ اور خدا کے گواہ اور مخلوقات میں اس کی نشانی ہیں خداوند عالم نے ہمارے ذریعے سے زمین و آسمان کو ٹھہرایا ہوا ہے، ہمارے ہی ذریعے سے بارش برستی ہے اور رحمت خدا سب تک پہنچتی ہے اور زمین کسی وقت

بھی ہمارے قائم سے خالی نہیں رہ سکتی ہے اگر زمین ایک دن کے لئے بھی حجت خدا سے خالی ہو جائے تو وہ اپنے ساکنین کے ساتھ مضطرب ہو جائے گی جس طرح دریا اپنے اہل کے ساتھ مضطرب ہو جاتا ہے۔

۶۔ محمد بن سنان حمزہ طیار سے اور وہ امام جعفر صادق (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ''اگر زمین میں صرف دو افراد بھی رہ جائیں تو ان میں سے ایک حجت خدا ہوگا،

۷۔ ابو الصباح امام جعفر صادق (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ''اللہ تعالی زمین کو اس کے حال پر نہیں چھوڑتا ہے مگر یہ کہ اس میں ایسا عالم ہو جو ہر کمی وزیادتی کا عالم ہو کہ اگر مؤمنین کسی چیز کو بڑھائیں تو وہ اسے لوٹا سکے اگر کسی چیز کو کم کریں تو وہ اسے تکمیل کر سکے اگر ایسا نہ ہو تو مؤمنین کے امور ان پر پوشیدہ ہو جائیں گے۔

۸۔ ابو بصیر امام جعفر صادق (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ''اگر اللہ تعالی زمین کو اس کے حال پر چھوڑ دیتا تو حق کو باطل سے پہچانا نہیں جا سکتا تھا۔

۹۔ زرارہ کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق (ع) سے کہا: کیا ممکن ہے کہ ایک امام کا انتقال ہو جائے اور اس کے بعد دوسرا امام نہ ہو تو؟ آپؑ نے فرمایا: ''ایسا ہرگز ممکن نہیں ہے'' میں نے کہا پھر کس طرح ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا: ''ہرگز ایسا ممکن نہیں ہے مگر یہ کہ پروردگار عالم بندوں پر غضبناک ہو اور ان کے لئے کوئی چارہ جوئی کرے۔

۱۰۔ عمرو بن ثابت اپنے والد سے اور وہ امام محمد باقر (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: ''اگر زمین ایک دن کے لئے بھی بغیر امام کے باقی رہ جائے تو زمین اپنے اہل کے ساتھ دھنس جائے اور خدا انھیں شدید ترین عذاب کرے گا اللہ تعالی نے ہمیں زمین میں اپنی حجت قرار دیا ہے اور ہم زمین و اہل زمین کے لئے امان قرار دیے گئے ہیں جب تک ان میں

رہیں تو وہ امان میں ہیں اور جب اللہ تعالیٰ اہل زمین کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرے گا تو ہمیں ان کے درمیان سے اٹھالے گا اور اپنی طرف بلالے پھر جو چاہے گا انجام دے گا۔

١١۔سلیمان جعفری کہتے ہیں کہ میں نے امام رضا (ع) سے پوچھا: "کیا زمین بغیر حجت خدا کے باقی رہ سکتی ہے؟ تو آپؑ نے ارشاد فرمایا: "اگر پلک جھپکنے کے برابر بھی زمین حجت خدا سے خالی ہو جائے تو اپنے باشندوں کو نگل لے گی۔

١٢۔محمد بن ابراہیم امام جعفر صادق (ع) کو لکھتے ہیں کہ ہمیں آپؑ اپنے فضل کے بارے میں آگاہ کریں، امام جعفر صادق (ع) نے یوں جواب لکھا: "اللہ تعالیٰ نے جس طرح ستاروں کو اہل آسمان کے لئے امان قرار دیا ہے اگر ستارے چلے جائیں تو اہل آسمان پر وہ سب کچھ آجائے گا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے اور رسول اللہ (ع) نے فرمایا: "میرے اہل بیت میری امت کے لئے امان ہیں اگر اہل بیت چلے جائیں تو میری امت پر جس چیز کا وعدہ کیا گیا ہے پہنچ جائے گا۔

١٣۔خیثمہ جعفی کہتے ہیں میں نے امام محمد باقر (ع) کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ آپؑ فرمارہے تھے "ہم خدا کے برگزیدہ بندے ہیں، میراث انبیاء ہمارے ہی پاس امانت رکھائی گئی ہیں ہم خدا کے امین اور اس کی حجت ہیں، ہم ارکان ایمان اور ستون اسلام ہیں ہم خلائق پر رحمت خدا ہیں، ہم وہ ہیں جن کے سبب کائنات کا آغاز ہوا اور جن پر کائنات کا اختتام ہوگا، ہم پیشوائے ہدایت اور تاریکیوں میں روشنی بخشنے والے چراغ ہیں، ہم ہی اولین و آخرین ہیں ہم خلائق کے لئے پرچم ہدایت ہیں جو بھی ہم سے تمسک رکھے گا وہ حق سے ملحق ہو جائے گا اور جو بھی ہم سے دوری اختیار کرے گا وہ دریائے جہالت میں غرق ہو جائے گا، ہم خدا کی راہ اور معدن نبوت ہیں ہمارے یہاں ملائکہ کی آمد و رفت ہے ہم روشنی چاہنے والوں کے لئے چراغ ہیں ہم اپنے پیروکاروں کے

لئے راہ حق ہیں ہم بہشت کی طرف ہدایت کرنے والے ہادی ہیں ہم حق تک پہنچنے کا وسیلہ ہیں ہمارے ہی سبب سے خدا اپنے بندوں پر باران رحمت برساتا ہے اور ہمارے ہی سبب سے لوگوں پر سے عذاب کو اٹھائے ہوئے ہے لہٰذا جس نے بھی ہمیں پہچانا وہ بابصیرت ہوا اور اس نے ہمارا حق پہچانا اس سے ہمارے احکامات کو لیا اور ان پر عمل کیا جس کے نتیجے میں وہ ہماری طرف آیا اور وہ ہم میں سے ہو گیا۔

۱۴۔ امام محمد باقر (ع) فرماتے ہیں کہ رسول خدا (ص) نے حضرت علی (ع) سے فرمایا: ''اے علی! میں جو کچھ تم سے کہہ رہا ہوں اسے لکھو: حضرت علی (ع) نے فرمایا: ''یا رسول اللہ (ص) کیا آپ کو اس بات کا خوف ہے کہ بھلا دوں؟ آپ نے فرمایا: ''میں تم سے فراموش کرنے کے بارے میں نہیں ڈرتا ہوں کیونکہ میں نے خدا سے دعا کی ہے کہ تمہیں محفوظ رکھے اور نسیان سے تمہیں بچا کر رکھے مگر یہ سب باتیں اپنے شرکاء کے لئے لکھو۔ حضرت علی (ع) نے کہا یا رسول اللہ (ص) میرے شرکاء کون ہیں؟ پیغمبرؐ نے فرمایا: وہ ائمہ جو تمہاری نسل سے ہوں گے جن کے سبب میری امت پر باران رحمت برسے گی اور ان کی دعائیں مستجاب ہوں گی، انھیں کے سبب خدا ان سے عذاب کو دور کرے گا اور آسمان سے رحمت کو برسائے گا اور امام حسنؑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ ان میں کا دوسرا اور بقیہ اسی کی نسل سے ہوں گے۔

۱۵۔ امام جعفر صادق امام محمد باقر علیہما السلام سے اور وہ امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ہم مسلمانوں کے امام اور تمام کائنات والوں پر حجت خدا ہیں مومنین سرور اور اہل ایمان کے مولا ہیں ہم اہل زمین کے لئے امان ہیں جس طرح ستارے اہل آسمان کے لئے امان ہیں ہم وہ ہیں جن کے سبب اللہ تعالیٰ نے آسمان کو روکا ہوا ہے کہ زمین پر نہ گر جائے مگر اس کے اذن سے، اس نے ہمارے سبب زمین کو روکا ہوا ہے کہ اپنے اہل کو نہ

لرزائے ، ہمارے سبب وہ باران رحمت برساتا ہے اور اپنی رحمت کو منتشر کرتا ہے اور زمین کی برکات کو نکالتا ہے اگر ہم روئے زمین پر نہ ہوتے تو زمین اپنے اہل کو اپنے اندر نگل لیتی ، پھر آپؑ نے فرمایا: جب سے اللہ تعالی نے آدم کو خلق کیا زمین حجت خدا سے خالی نہیں رہی اور نہ قیامت تک زمین حجت خدا سے خالی ہوگی اگر ایسا نہ ہوتا تو خدا کی عبادت نہ ہوتی ، سلیمان راوی کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق (ع) سے کہا لوگ کس طرح سے خدا کی غائب حجت سے مستفید ہو سکیں گے؟ تو آپ نے فرمایا: جس طرح بادلوں کے پیچھے چھپے ہوئے سورج سے مستفید ہوتے ہیں۔

۱۶۔ یونس بن یعقوب کہتے ہیں ہم کچھ افراد مثلاً حمران اعین ، مؤمن الطاق ، ہشام بن عالم اور ہشام بن حکم امام جعفر صادق (ع) کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ امام نے ہشام بن حکم جو جوان تھے ان سے پوچھا: اے ہشام! ذرا اپنے اور عمرو بن عبید کے درمیان ہونے والی گفتگو کو بیان کرو ، ہشام کہتے ہیں یابن رسول اللہ (ص) میری جان آپ پر قربان میری زبان آپ کے سامنے کھلنے سے قاصر ہے امام نے فرمایا: ایک مقام پر روایت یوں ہے؟ (اذا امرتکم بشیء فافعلوہ) میں تمہیں حکم دے رہا ہوں کہ جو کچھ تم دونوں کے درمیان پیش آیا اسے بیان کرو ، ہشام کہتے ہیں عمرو بن عبید مسجد بصرہ میں اپنے گرد حلقہ بنائے بیٹھا تھا اور لوگ اس سے سوالات پوچھ رہے تھے میں بھی لوگوں کے حلقے کو چیرتا ہوا آگے بڑھا اور "عمرو" کے نزدیک جا کر بیٹھ گیا اور کہا مولانا میں ایک مسافر ہوں کیا اجازت ہے آپ سے کچھ سوالات کروں؟ اس نے کہا ہاں میں نے کہا کیا آپ کی آنکھ ہے؟ اس نے کہا بیٹا یہ کیسا سوال ہے جو چیز تم خود دیکھ رہے ہو اس کے بارے میں سوال کرتے ہو؟ میں نے کہا مولانا دراصل میرے سوال کچھ اسی طرح کے ہیں ، اس نے کہا پوچھو اگر چہ تمہارے سوالات احمقانہ ہیں ، میں نے کہا برائے مہربانی میرے سوالوں کے

جوابات دیجئے، اس نے کہا پوچھو، میں نے پوچھا کیا آپ کی آنکھ ہے؟ اس نے کہاہاں، میں نے پوچھا اس سے آپ کیا دیکھتے ہیں؟ اس نے کہا: رنگوں کو لوگوں کو، میں نے پوچھا کیا آپ کی ناک ہے؟ اس نے کہاہاں: میں نے پوچھا اس سے آپ کیا کام لیتے ہیں؟ اس نے کہا سونگھنے کا، میں نے پوچھا کیا آپ کی زبان ہے؟ اس نے کہاہاں، میں نے پوچھا اس سے آپ کیا کام لیتے ہیں؟ اس نے کہا بولتا ہوں میں نے پوچھا کیا آپ کے کان ہیں؟ اس نے کہاہاں، میں نے پوچھا ان سے آپ کیا کام لیتے ہیں؟ اس نے کہا آوازوں کو سننے کا کام لیتا ہوں، میں نے پوچھا کیا آپ کے ہاتھ ہیں؟ اس نے کہاہاں، میں نے پوچھا آپ ان سے کیا کام لیتے ہیں؟ اس نے کہا چیزوں کے نرم یا سخت ہونے کو تشخیص دیتا ہوں، میں نے پوچھا کیا آپ کے پیر ہیں؟ اس نے کہا ہاں، میں نے پوچھا ان سے آپ کیا کام لیتے ہیں؟ اس نے کہا ان کے ذریعے ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا ہوں میں نے پوچھا کیا آپ کا منہ ہے؟ اس نے کہاہاں، میں نے پوچھا اس سے آپ کیا کام لیتے ہیں؟ اس نے کہا اس سے مختلف غذاؤں کا مزہ چکھتا ہوں، میں نے پوچھا آپ کا دل ہے؟ اس نے کہاہاں، میں نے پوچھا آپ اس سے کیا کام لیتے ہیں؟ اس نے کہا اس کے ذریعے اعضاء کی دریافت کردہ چیزوں کو تشخیص دیتا ہوں، میں نے پوچھا کیا یہ اعضاء دل سے بے نیاز نہیں ہیں؟ اس نے کہا نہیں، میں نے پوچھا کیوں؟ جب کہ وہ صحیح وسالم ہیں؟ اس نے کہا بیٹا جب یہ اعضاء و جوارح جب کسی چیز کو سونگھنے یا چکھنے یا دیکھنے میں شک کرتے ہیں تو ایسی صورت میں وہ دل کی طرف رجوع کرتے ہیں اور دل کے ذریعے یقین حاصل کرتے ہیں اور اپنے شکوک کو دور کرتے ہیں، میں نے پوچھا تو کیا خدا نے دل کو اعضاء کے شک کو دور کرنے کے لئے خلق کیا ہے؟ اس نے کہاہاں، میں نے پوچھا تو کیا دل کا ہونا ضروری ہے ورنہ اعضاء کو یقین حاصل نہیں ہوسکتا ہے؟ اس نے کہاہاں میں نے کہا اے ابومروان! خدا نے تمہارے اعضاء کو بغیر

امام ورہنما کے آزاد نہیں چھوڑا ہے تا کہ صحیح کو صحیح جان کر شک کو دور کرے، لیکن تمام مخلوقات کو حیرت شک اور اختلاف میں چھوڑ دیا ہے اور ان کے لئے کسی کو بھی امام ورہنما قرار نہیں دیا تا کہ وہ لوگوں کے شکوک اور حیرتوں کو ختم کر سکے جب کہ تمہارے اعضاء کے شک وحیرت کے دور کرنے کے لئے امام ورہنما کو قرار دیا ہے؟ یہ سن کر تو ''عمرو'' خاموش ہو گیا اور پھر تھوڑی دیر کے بعد میری طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے کیا تم ہشام ہو؟ میں نے کہا نہیں، اس نے کہا کیا تم اس کے ساتھ رہ چکے ہو؟ میں نے کہا نہیں، اس نے کہا کہاں کے رہنے والے ہو؟ میں نے کہا کوفہ کا، اس نے کہا پس تم ہی ہشام ہو اور پھر اس نے مجھے اپنے نزدیک کر کے بیٹھایا اور اس وقت تک اس نے کوئی کلام نہیں کیا جب تک میں اس کے پاس بیٹھا رہا، امام جعفر صادق (ع) سن کر مسکرائے اور فرمایا: ''اے ہشام! یہ استدلال کس نے تمہیں سکھایا؟ ہشام بولے فرزند رسول اصل علم تو مجھے آپ سے ملا اور الفاظ کے قالب میں اسے میں نے ڈھالا ہے۔ (حق الیقین عبداللہ شبر)

پھر امامؑ نے فرمایا: ''اے ہشام! خدا کی قسم یہ استدلال صحف ابراہیمؑ وموسیٰؑ پر لکھا ہوا ہے۔

مصنف: مزید اس بات پر دلیل کہ کائنات کی بقاء کے لئے امام کی ضرورت ہے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی قوم پر بھی اس وقت تک عذاب کو نازل نہیں کیا جب تک ان کے پیغمبر سے نہ کہا کہ تم مؤمنین کو لے کر اپنی قوم کے درمیان سے نکل جاؤ اور ان کے درمیان نہ رہو مثلاً حضرت نوح (ع) کے بارے میں ارشاد فرمایا: ﴿حَتّٰى إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ﴾ (سورۂ ہود آیہ ۴۰)

''یعنی اور جب ہمارا حکم آ گیا اور تنور سے پانی اُبلنے لگا تو ہم نے نوحؑ سے کہا ہر جانور کے جوڑے کو کشتی میں سوار کرو اور اپنے گھر والوں کو سوائے ان لوگوں کے جن کے لئے پروردگار کا عذاب برحق ہو چکا ہے''۔ اللہ تعالیٰ نے نوحؑ کو حکم دیا کہ اپنے گھر والوں کو لے کر قوم والوں سے دور ہو

جاؤاور حکم دیا۔﴿ وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُمْ مُغْرَقُونَ ﴾ (سورۂ ہود آیہ ۳۷) "یعنی ان لوگوں کے بارے میں جنھوں نے ستم کیا مجھ سے بات نہ کرنا کہ وہ غرق ہونے والے ہیں اسی طرح حضرت لوط (ع) کے لئے ارشاد ہوا: ﴿ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا امْرَأَتَكَ إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَا أَصَابَهُمْ ﴾ (سورۂ ہود آیہ ۸۱) یعنی اپنے گھر والوں کو رات کی تاریکی میں لے کر شہر سے باہر نکل جاؤ اور کسی کی طرف توجہ نہ کرو صرف تمہاری زوجہ ہے جو اسی عذاب میں مبتلاء ہونے والی ہے جو قوم پر آنے والا ہے، لہذا خدا نے حضرت لوط (ع) کو عذاب آنے سے پہلے شہر سے نکل جانے کا حکم دیا اور خدا نے اس شہر والوں پر اس وقت تک عذاب نازل نہیں کیا جب تک حضرت لوط (ع) ان کے درمیان تھے اسی طرح اللہ تعالٰی نے کسی بھی امت پر اس وقت تک عذاب نازل نہیں کیا جب تک اس زمانے کا پیغمبر ان کے درمیان رہا اور جب کسی قوم کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تو پہلے اس پیغمبر کو اس شہر سے نکل جانے کا حکم دیا جیسا کہ حضرت ابراہیم (ع) نے اپنی قوم کو ڈراتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿ وَأَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَأَدْعُو رَبِّي عَسَى أَلَّا أَكُونَ بِدُعَاءِ رَبِّي شَقِيًّا ۞ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ﴾ (سورۂ مریم آیہ ۴۷۔۴۸)

یعنی میں تم سے اور جن کو تم لوگ پکارتے ہو دوری اختیار کرتا ہوں اور اپنے پروردگار کو پکارتا ہوں اور امید ہے کہ میں شقی انسان قرار نہ پاؤں۔

لہذا ابراہیم (ع) نے ان سے اور ان کے خداؤں سے دوری اختیار کی، خداوند عالم نے ان لوگوں کو جنھوں نے ابراہیمؑ کو اذیتیں پہنچائیں اور آگ میں پھینکا۔ ہلاک کیا اور انھیں بدترین لوگوں میں سے قرار دیا ابراہیمؑ ولوطؑ کو نجات دی جیسا کہ ارشاد ہوا ﴿ وَنَجَّيْنَاهُ وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ ﴾ (سورۂ انفال آیہ ۳۳)

یعنی ہم نے ابراہیمؑ اور لوطؑ کو ایسی زمین کی طرف نجات دی جس کو ہم نے عالمین کے لئے مبارک قرار دیا، پھر حضرت ابراہیم (ع) کو اسحاقؑ اور ان سے یعقوبؑ جیسے بیٹے عطا کئے جیسا کہ ارشاد ہوا ﴿وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ﴾ (سورۂ انبیاء آیہ ۷۱) یعنی: ہم نے ابراہیمؑ کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ جیسے بیٹے عطا کئے اور انھیں صالحین میں سے قرار دیا اور خداوند عالم پیغمبر اکرم (ص) کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتا ہے ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ﴾ (سورۂ انبیاء آیہ ۲۷) یعنی اللہ ہرگز انھیں عذاب نہیں کرے گا جب تک آپ ان کے درمیان ہیں معتبر روایات میں یہ بات ذکر ہے کہ اگر کوئی خواب میں پیغمبر اکرم (ص) ائمہ طاہرین علیہم السلام میں سے کسی کو کسی شہر میں داخل ہوتا دیکھے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ شہر امن وامان میں رہے گا اس شہر والوں کو جس چیز کی امید ہوگی وہ انھیں حاصل ہوگی، اور جیسا کہ ہشام بن حکم کے عمرو بن عبید سے مناظرہ سے بھی معلوم ہوا کہ امام غائب سے مستفید ہونا خدا کی طرف سے اتمام حجت کرنا ہے جس طرح انسان کا دل تمام اعضاء و جوارح سے غائب ہے آنکھ سے نظر نہیں آتا، ناک سے سونگھا نہیں جاسکتا، منہ سے چکھا نہیں جاسکتا، ہاتھ سے چھوا نہیں جاسکتا، اس کے غائب ہونے کے باوجود اعضاء کو چلانے والا مدبر ہے اور ان کی اصلاح کا ذریعہ ہے اگر دل نہ ہوتا تو اعضاء و جوارح کا نظام درہم برہم ہو جاتا، لہٰذا اصلاح اعضاء کی بقاء کے لئے دل کا ہونا ضروری ہے جس طرح اصلاح عالم کی بقاء کے لئے امام کا باقی رہنا ضروری ہے جس طرح دل کی جسد سے نسبت کو ہم نے روایات سے جانا اسی طرح حجت خدا امام غایب کے مقام و مرتبہ کو بھی روایات سے جانا اور یہ ایسی روایات ہیں جو ائمہ طاہرین علیہم السلام کے ذریعے سے ہم تک پہنچی ہیں اور وہ یہ کہ امام زمانہ (ع) مکہ میں ظہور فرمائیں گے اور جس طرح دل سے ہماری مراد وہ اندرونی گوشت کا ٹکڑا نہیں ہے بلکہ اس دل سے مراد وہ لطیف جوہر ہے جسے خدا نے اس گوشت

کے ٹکڑے میں قرار دیا ہے جو نہ آنکھ سے دیکھا جا سکتا ہے اور نہ ہاتھ سے چھوا جا سکتا اور نہ چکھا جاسکتا ہے اگر چہ گوشت والے دل کو دیکھا جا سکتا ہے اس دل کی اعضاء پر اس وقت تک حجت باقی ہے جب تک اس میں وہ لطیف جوہر موجود ہے اور جیسے ہی وہ جوہر ختم ہو جائے اعضاء و جوارح کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے اور ان سے تکلیف شرعی ختم ہو جاتی ہے تو جس طرح ممکن ہے خدا قیامت والے دن اس دل کے ذریعے اعضاء و جوارح پر استدلال کرے اسی طرح ممکن ہے مخلوقات سے اپنی حجت غائب امام ورہبر کے بارے میں بھی سوال کرے کیونکہ اسی امام کے سبب بلاؤں کو لوگوں سے دور کیے ہوئے ہے اور انھیں روزی دے رہا ہے اور باران رحمت کو ان پر برسا رہا ہے ﴿وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾

حضرت آدمؑ سے لے کر قیامت تک زمین کا حجت خدا سے خالی نہ رہنا

۱۔ مقاتل بن سلیمان امام جعفر صادق (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے رسول اللہ (ص) سے نقل کیا کہ آپ (ص) نے فرمایا: ''میں سیدؔ النبیین ہوں اور میرا وصی سید الوصیین ہے اور اس کے اوصیاء سید الاوصیاء ہیں حضرت آدم (ع) نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ میرا وصی کسی صالح شخص کو قرار دے اللہ تعالیٰ نے انھیں وحی کی کہ میں نے سب سے پہلے انبیاء کو نبوت دی اور پھر اپنی مخلوق میں سے جو بہترین افراد تھے انھیں ان کا اوصیاء قرار دیا، حضرت آدم (ع) نے کہا اے پروردگار! پس تو میرا وصی بھی کسی صالح شخص کو قرار دے، اللہ تعالیٰ نے انھیں وحی کی کہ اے آدم! ''شیث'' کو تم وصیت کرو، (یہ وہی ہبۃ اللہ بن آدم ہیں) حضرت آدم (ع) نے ''شیث'' کو وصیت کی انھوں نے اپنے بیٹے ''شبان'' کو وصیت کی جو کہ اوپر سے نازل ہونے والی حور سے پیدا ہوئے تھے جس کو اللہ تعالیٰ نے بہشت سے بھیجا تھا اور حضرت آدم (ع) نے اس کی شادی ''شیث'' سے کردی تھی پھر ''شبان'' نے اپنے بیٹے ''مجلث'' کو

وصیت کی اس نے "محوق" کو اس نے "غثمیشا" کو اور اس نے "اخنوخ" کو یہ وہی ادریس پیغمبر ہیں) انھوں نے "ناخور" کو انھوں نے نوح کو انھوں نے "سام" کو انھوں نے "عثام" کو انھوں نے "یافث" کو انھوں نے "برہ" کو انھوں نے "جفیسہ" کو انھوں نے "عمران" کو انھوں نے "ابراہیم خلیل اللہ" کو انھوں نے اپنے بیٹے اسماعیل کو انھوں نے "اسحاق" کو انھوں نے "یعقوب" کو انھوں نے "یوسف" کو انھوں نے "بثریا" کو انھوں نے "شعیب" کو انھوں نے "موسیٰ بن عمران" کو انھوں نے "یوشع بن نون" کو انھوں نے "داؤد" کو انھوں نے "سلیمان" کو انھوں نے "آصف بن برخیا" کو انھوں نے "زکریا" کو انھوں نے "عیسیٰ بن مریم" کو انھوں نے "شمعون بن حمون الصفا" کو انھوں نے "یحیٰی بن زکریا" کو انھوں نے "سلیمہ" کو انھوں نے "بردہ" کو پھر بردہ نے مجھے اور میں اے علی! تمہیں وصیت کر رہا ہوں اور تم اپنا وصی اپنے فرزند حسن کو اور وہ اپنے بھائی حسین کو اور وہ اپنے فرزند زین العابدین کو اسی طرح یہ سلسلۂ وصایت یکی بعد دیگری ہوتا ہوا خدا کی بہترین خلقت قائم آل محمد علیہم السلام تک پہنچے گا اور اے علی! میری امت میں سے بعض تمہارے بارے میں کافر ہو جائیں گے اور تمہارے بارے میں لوگوں کے درمیان شدید اختلاف ہوگا جو تمہارے ساتھ ثابت قدم رہا وہ میرا ہمنشین ہوگا اور جس نے تم سے کنارہ کشی اختیار کی تو اس کا ٹھکانا آتش جہنم ہوگا اور جہنم کافروں کی جگہ ہے۔

۲۔ ابوحمزہ ثمالی امام محمد باقر(ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالی نے حضرت آدم(ع) سے عہد لیا کہ اس درخت کے نزدیک نہ جانا، اور پھر جب حضرت آدم (ع) اپنے اس عہد کی وفا نہ کر سکے اور اس درخت ممنوعہ کا پھل کھالیا تو نتیجہ میں وہ زمین پر بھیج دیئے گئے اور پھر حضرت آدم(ع) کے لئے ہابیل کو اس کی بہن کے ہمراہ اسی طرح قابیل کو اس کی بہن کے ہمراہ جڑواں عطا کئے پھر حضرت آدم(ع) نے ہابیل وقابیل کو قربانی پیش کرنے کا

حکم دیا ہابیل کیونکہ چرواہا تھا لہٰذا وہ ایک گوسفند قربانی کو لایا اور قابیل کسان تھے وہ گندم کے چند خوشے لایا نتیجۃً ہابیل کی قربانی قبول ہوئی لیکن قابیل کی قربانی قبول نہیں ہوئی یہ وہی مفہوم آیت ہے جس میں ارشاد ہوا: ﴿ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ ﴾ (سورۂ مائدہ آیہ ۲۷)

یعنی آدم (ع) کے دونوں بیٹوں کی داستان کو ان کے لئے بیان کرو جب انھوں نے قربانیاں پیش کیں تو ایک کی قربانی قبول ہوگئی اور دوسرے کی قربانی قبول نہیں ہوئی، اور ان کی قربانی کے قبول نہ ہونے کی علامت یہ تھی کہ آگ اسے جلا دے لہٰذا قابیل نے سب سے پہلے آتشکدہ بنایا کہ اس کی پرستش کروں گا تا کہ میری قربانی قبول ہو اور ابلیس جو دشمن خدا تھا اس نے قابیل سے کہا ہابیل کی قربانی قبول ہوئی مگر تمہاری قربانی قبول نہیں کی گئی لہٰذا اگر تم نے اسے زندہ چھوڑ دیا تو اس کی اولادیں تمہاری اولادوں پر فخر کریں گے جس کے نتیجہ میں قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا اور جب قابیل حضرت آدم (ع) کے پاس لوٹا اور آدم نے قابیل سے پوچھا کہ ہابیل کہاں ہے؟ تو اس نے کہا مجھے نہیں معلوم کیا آپ نے مجھے اس پر نگہبان بنایا تھا، آدم ہابیل کی تلاش کو نکلے اور جب اسے مقتول پایا تو کہا ''اے زمین تجھ پر لعنت ہو کہ تم نے ہابیل کے خون کو قبول کیا اور آدم نے ہابیل پر چالیس شب تک گریہ کیا پھر اللہ تعالیٰ سے بیٹے کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ ''ھبۃ اللّٰہ'' نام کا بیٹا عطا کیا کیونکہ یہ اللہ کی طرف سے تحفہ تھے لہٰذا آدمؑ انھیں بہت زیادہ دوست رکھتے تھے اور جب آدم کی نبوت کا وقت ختم ہوا اور ان کا وقت وفات نزدیک ہوا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انھیں وحی ہوئی کہ میراث علمی اور آثار نبوت کو اپنی ذریت میں منتقل کرو اور اپنے بیٹے ''ھبۃ اللّٰہ'' کو اس کے بارے میں وصیت کرو کیونکہ میں قیامت تک میراث علمی اور آثار نبوت کو تمہاری اولاد سے منقطع نہیں کروں گا اور زمین کو رہنما کے بغیر خالی نہیں چھوڑوں گا مگر

یہ کہ ایسے عالم کو ان کے درمیان رکھوں گا جس کے ذریعے سے میری اطاعت پہچانی جائے اور وہ وسیلہ نجات ہو ان تمام افراد کے لئے جو تمہارے اور نوحؑ کے درمیان پیدا ہوں لہٰذا آدمؑ نے نوحؑ کے بارے میں وصیت کی کہ وہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلائیں گے مگر لوگ انھیں جھٹلائیں گے اور اللہ تعالیٰ انھیں طوفان کے ذریعے ہلاک کرے گا اور آدم و نوح علیہما السلام کے درمیان دس افراد کا فاصلہ تھا اور وہ سب پیغمبر تھے آدمؑ نے "ھبۃ اللّٰہ" کو وصیت کی اور کہا تم لوگ یکی بعد دیگری وصیت کرتے رہنا کہ لوگ اس (یعنی نوحؑ) کی تصدیق کریں تا کہ غرق ہونے کے عذاب سے محفوظ رہیں، پھر جب حضرت آدم (ع) کا انتقال ہوا تو جبرائیلؑ نے آکر "ھبۃ اللّٰہ" کو غسل میت دینے کا طریقہ بتلایا، حضرت آدمؑ کو غسل و کفن دینے کے بعد "ھبۃ اللّٰہ" نے جبرائیلؑ سے کہا کہ آپ آگے بڑھ کر میرے بابا کی نماز میت بڑھائیں تو جبرائیلؑ نے کہا: اے "ھبۃ اللّٰہ"! اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہشت میں حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کریں اور ہمیں یہ حق حاصل نہیں ہے کہ ان کی اولادوں میں سے کسی کے امام بنیں، "ھبۃ اللّٰہ" نے آگے بڑھ کر آدمؑ پر نماز پڑھی، جبرائیلؑ اور ملائکہ کی جماعت نے ان کی اقتداء کی اور جبرائیلؑ کے حکم کے تحت تیس تکبیریں ان پر کہی گئیں جن میں سے ۲۵ تکبیروں کا حکم ہم سے اٹھا لیا گیا ہے اور صرف پانچ تکبیریں سنت قرار پائی ہیں اور رسول اللہ (ص) نے بھی جنگ بدر کے شہداء پر پانچ تکبیریں کہیں تھیں، پھر "ھبۃ اللہ" نے اپنے باپ حضرت آدم (ع) کو دفن کیا، قابیل نے آکر "ھبۃ اللہ" سے کہا کہ میں جانتا ہوں کے ہمارے باپ آدمؑ نے تمہیں وہ علم عطا کیا ہے جو مجھے عطا نہیں کیا ہے یہی وہ علم ہے جس کے سبب تمہارے بھائی ہابیل کی قربانی قبول ہوئی تھی اور میں نے اسے قتل کر دیا تا کہ اس کی اولاد ہی نہ ہو کہ وہ مجھ پر فخر کر سکے اور کہے کہ ہم اس کے بیٹے ہیں جس کی قربانی راہ خدا میں قبول ہوئی اگر اس علم کو جو بابا نے تمہیں دیا ہے اظہار کرو گے تو میں تمہیں بھی قتل کروں گا جس طرح تمہارے

بھائی ہابیل کو میں نے قتل کیا ہے،

لہذا" هبة الله " اوران کی اولادوں نے اس میراث علمی وآثار نبوت کو پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ حضرت نوح (ع) مبعوث ہوئے اور جب انھوں نے حضرت آدم (ع) کی وصیت کو ملاحظہ کیا تو" هبة الله " کا خلیفہ اور وصی ہونا معلوم ہوااور انھوں نے جانا کہ ان کے والد آدمؑ نے ان کے بارے میں بشارت دی ہے لہذا اسی طرح ہر نبی وصیت کرتا رہا پیغمبر اکرم (ص) کے مبعوث ہونے تک اور یہ بات بھی مسلّم ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام (ع) کو بھی لوگوں نے ان کے پاس جو علم تھا اس کے ذریعے پیچانا جیسا کہ خداوند عالم نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ إِنِّي ﴾ (سورۂ ہود آیہ ۲۵ و سورۂ مومنون آیہ ۲۳)

یعنی ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا، اور یہ بات مسلّم ہے کہ حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السلام کے درمیان بہت سے پیغمبر گزرے ہیں جن میں سے بعض پوشیدہ رہے اور بعض آشکار ہوئے اسی لئے ان کے ذکر قرآن میں مخفی رہے اوران کے نام بھی دوسرے آشکار انبیاء کے ناموں کی طرح ذکر نہیں ہوئے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ﴾ (سورۂ نساء آیہ ۱۶۴) یعنی رسولوں کے قصے آپ کے لئے ہم نے بیان کئے ہیں اور بعض کے قصے بیان نہیں کئے ہیں یعنی جو انبیاء پوشیدہ رہے ان کے نام نہیں لئے گئے ہیں جس طرح آشکار رہنے والے نبیوں کے نام لئے گئے ہیں حضرت نوح (ع) اپنی قوم کے درمیان ۹۵۰ سال رہے اس مدت میں کوئی دوسرا نبی نہیں تھا لیکن وہ ایسی قوم میں مبعوث کئے گئے جو انبیاء کو جھٹلایا کرتے تھی یہ وہی لوگ ہیں جو آدم و نوح علیہما السلام کے درمیان کے ہیں جیسا کہ ارشاد ہوا ﴿ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ﴾ (سورۂ شعراء آیہ ۱۰۵)

یعنی قوم نوح نے رسولوں کو جھٹلایا، اور جب حضرت نوح (ع) کی نبوت کا وقت ختم ہونے لگا تو اللہ تعالی نے انھیں وحی کی کہ وہ میراث علمی اور آثار نبوت تمہارے پاس ہیں وہ اپنی نسل میں "سام" کے سپرد کر دو جس کو میں نے آدمؑ سے لے کر تم تک منقطع نہیں ہونے دیا ہے اور زمین کو بغیر رہنما کے نہیں چھوڑا ہے اور "سام" کے بعد حضرت ہود (ع) پیغمبر ہوئے جب کہ حضرت نوح (ع) اور حضرت ہود (ع) کے درمیان کئی نبی پوشیدہ و آشکار گزرے ہیں پھر ہودؑ نے اپنی قوم کو ہدایت کی مگر اس نے جھٹلایا جس کے نتیجے میں اللہ تعالی نے سخت ہوا کے ذریعے اس قوم کو نابود کر دیا، حضرت نوح (ع) نے بھی اپنے بیٹے "سام" کو آئندہ آنے والے دور میں ہودؑ کے بارے میں بشارت دے دی تھی لہذا جب اللہ تعالی نے ہودؑ کو مبعوث کیا تو لوگوں نے انھیں بھی میراث علمی و آثار نبوت کے ذریعے پہچانا کیونکہ ان کے جد حضرت نوحؑ بھی ان کے بارے میں وصیت کر گئے تھے لہذا جو لوگ ہود پر ایمان لائے وہ عذاب الہی سے محفوظ رہے جیسا کہ قرآن میں مختلف مقامات پر اس بات کا ذکر ہے،

۱۔ ﴿وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا﴾ (سورۂ اعراف آیہ ۶۵)

یعنی اور قوم عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو بھیجا،

۲۔ ﴿كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِينَ ۞ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ﴾ (سورۂ شعراء آیہ ۱۲۳۔۱۲۴) یعنی قوم عاد نے رسولوں کو جھٹلایا جب ان کے بھائی ہود نے ان سے کہا کہ تم لوگ کیوں خوف خدا نہیں رکھتے ہو،

۳۔ ﴿وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ﴾ (سورۂ بقرہ آیہ ۱۳۲.)

یعنی اور ابراہیم و یعقوب نے اپنے بیٹوں کو اس بارے میں وصیتیں کیں،

۴۔ ﴿وَنُوحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ﴾ (سورۂ انعام آیہ ۸۴)

یعنی ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور انھیں یعقوب عطا کئے اور سب کی ہم نے ہدایت کی اور اس سے پہلے ہم نوح کی بھی ہدایت کر چکے ہیں، حضرت نوح (ع) کی نسل سے جو انبیاء تھے وہ ابراہیمؑ پر ایمان رکھتے تھے اور ہودؑ و ابراہیمؑ کے درمیان بھی دس پیغمبر گزرے ہیں جیسا کہ ارشاد ہوا: ﴿ وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِنكُمْ بِبَعِيدٍ ﴾ (سورۂ ہود آیہ ۸۹) یعنی قوم لوط تم لوگوں سے دور کی نہیں ہے اور دوسری جگہ یوں ارشاد ہوا ﴿ فَآمَنَ لَهُ لُوطٌ وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَى رَبِّي ﴾ (سورۂ عنکبوت آیہ ۲۶) یعنی لوط ان پر ایمان لے آئے اور ابراہیم نے کہا میں اپنے پروردگار کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں،

اور مزید حضرت ابراہیم (ع) کا یہ کہنا کہ ﴿ وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَى رَبِّي سَيَهْدِينِ ﴾ (سورۂ صافات آیہ ۹۹) یعنی بیشک میں اپنے پروردگار کی طرف جانے والا ہوں جو عنقریب میری ہدایت کرے گا اور خداوند عالم کا یہ فرمانا کہ ﴿ وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ ﴾ (سورۂ عنکبوت آیہ ۱۶) یعنی اور ابراہیم کے اس وقت کو یاد کرو جب اس نے اپنی قوم والوں سے کہا کہ تم لوگ اللہ کی عبادت کرو اور اسی سے تقوا اختیار کرو تو یہ تم سب کے لئے زیادہ بہتر ہے، البٰذا معلوم ہوا کہ ایک نبی سے دوسرے نبی کے درمیان آٹھ یا نو یا دس تک نبی گزرے ہیں اور ہر نبی نے اسی طرح بعد والے نبی کو وصیت کی ہے جس طرح نوح نے وصیت کی تھی، جس طرح آدم و ہود و صالح و شعیب و ابراہیم علیہم السلام نے اپنے بعد والے نبیوں کو کی تھیں یہاں تک کہ یہ سلسلہ یوسف بن یعقوب ابن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام تک پہنچا حضرت یوسف (ع) کے بعد سے یہ وصیت کا سلسلہ اولاد کے بجائے بھائیوں میں چلا یہاں تک کہ یہ سلسلہ موسیٰ بن عمران تک پہنچا اور یوسف و موسیٰ علیہما السلام کے درمیان دس انبیاء گزرے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ و ہارون کو فرعون، ہامان اور قارون کی طرف بھیجا ان کے بعد اللہ تعالیٰ

نے پے در پے رسول بھیجے جیسا کہ ارشاد ہوا: ﴿كُلَّمَا جَاءَ أُمَّةً رَسُولُهَا كَذَّبُوهُ فَأَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ﴾ (سورۂ مومنون آیہ ۴۴) ترجمہ: جب بھی کوئی رسول کسی امت کے پاس آتا قوم والے اسے جھٹلاتے اور ہم نے بعض کو بعض کا تابع قرار دیا اور ہم نے ان کی داستانیں باقی رکھیں، بنی اسرائیل والے روزانہ دو یا تین یا چار پیغمبروں کو قتل کرتے تھے ان کا یہ کام اس حد تک پہنچا کہ ایک دن میں ستر پیغمبروں کو قتل کیا اور جب حضرت موسیٰ بن عمران پر توارات نازل ہوئی تو اس میں پیغمبر اسلامؐ کے بارے میں بشارت دی گئی تھی اور حضرت یوسف و موسیٰ علیہما السلام کے درمیان دس پیغمبر گزرے اور موسیٰ بن عمران کے وصی یوشع بن نون ہیں یہ وہی جوان ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یوں یاد کیا ﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ﴾ (سورۂ کہف آیہ ۶۰)

یعنی یاد کرو اس وقت کو جب موسیٰ نے اس جوان (یعنی یوشع بن نون) سے کہا کہ میں سفر کرنے سے اس وقت تک نہیں رکوں گا جب تک دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ تک نہ پہنچ جاؤں۔

مسلسل انبیاء پیغمبر اسلام (ص) کے بارے میں بشارتیں دیتے رہے جیسا کہ ارشاد ہوا: ﴿عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (سورۂ اعراف آیہ ۱۵۷) یعنی یہود و نصاریٰ اپنی کتابوں تورات و انجیل میں اس (یعنی پیغمبر اسلام (ص)) کی ان صفات کو لکھا ہوا پاتے ہیں کہ ان کو نیکی کی ہدایت کرے گا اور برائی سے روکے گا، اسی طرح دوسری جگہ ارشاد ہوا ﴿وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾ (سورۂ صف آیہ ۶) یعنی عیسیٰ بن مریم نے اس رسول کی بشارت دی کہ وہ میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ ہر نبی اپنے بعد آنے والے نبی کی بشارت دیتا رہا یہاں تک کہ سلسلۂ نبوت پیغمبر اکرم (ص) تک پہنچا اور جب پیغمبر اسلام کی نبوت کے اختتام کا

وقت آ پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی کی کہ اے پیغمبر! آپ کی نبوت کا آخری وقت آ پہنچا ہے لہٰذا آپ میراث علمی اور آثار علم نبوت کو علی ابن ابی طالبؑ کے سپرد کر دو اور میں نے میراث علمی اور آثار علم نبوت کو تمہاری نسل سے منقطع نہیں کیا ہے، جس طرح آدم سے لے کر تم تک منقطع نہیں کیا ہے جیسا کہ ارشاد ہوا ﴿ إِنَّ اللهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ (۝) ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَاللهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴾ (سورۂ آل عمران آیہ ۳۳۔۳۴) یعنی اللہ نے آدم ونوح وآل ابراہیم وآل عمران کو عالمین پر چن لیا ہے، جن میں سے بعض لوگ بعض دیگر کی نسل سے ہیں اور اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے علم کو جہل قرار نہیں دیا ہے اور اپنے کام کو فرشتوں یا انبیاء مرسل پر نہیں چھوڑا ہے مگر فرشتوں میں بعض فرشتوں کو اپنے پیغمبروں کی طرف بعض احکام لے کر بھیجتا ہے جو بہتر سمجھتا ہے اس کا حکم دیتا ہے جو مناسب نہیں سمجھتا ہے اس سے منع کرتا ہے اسی طرح انبیاء میں سے بھی بعض کی بعض کے ذریعہ سے رہنمائی کرتا ہے جیسا کہ ارشاد ہوا ﴿ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكًا عَظِيمًا ﴾ (سورۂ نساء آیہ ۵۴) یعنی ہم نے عطا کی آل ابراہیم کو کتاب وحکمت اور ہم نے ان کو بڑی سلطنت عطا کی، اس آیت میں کتاب سے مراد نبوت ہے اور حکمت سے مراد احکام انبیاء ہیں اور ''اصفیاء'' کے معنی خالص و برگزیدہ کے ہیں اور یہ سب بعض بعض کی ذُرّیت سے ہیں جن کے درمیان اللہ تعالیٰ نے نبوت کو قرار دیا ہے اور دنیا کے اختتام تک اس عہد وپیمان پر ثابت قدم رہنے کی تاکید کی ہے اور وہ صاحبان علم اور ہادیان امت ہیں، بیشک جو بھی ائمہ ہدیٰ اور خلفاء الٰہی کی پیروی کرے گا وہ نجات پائے گا اور جو ان کی مخالفت کرے گا وہ ہلاک ہو جائے گا کیونکہ مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے کہ ہم نے آل ابراہیم کو کتاب وحکمت اور عظیم سلطنت عطا کی ہے لہٰذا حجت سے مراد انبیاء اور ان کے گھر والے ہیں تا

قیامت کیونکہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿فِی بُیُوتٍ أَذِنَ اللّٰهُ أَن تُرفَعَ وَیُذکَرَ فِیهَا اسمُهُ﴾ (سورۂ نور آیہ ۳۶) یعنی ان گھروں میں جن کے برتر ہونے کا خدا نے اذن دیا ہے جہاں اس کا نام لیا جاتا ہے، وہ انبیاء ورسولوں اور ائمہ کے گھر ہیں،

دوسری جگہ ارشاد ہوا ﴿وَنُوحًا هَدَینَا مِن قَبلُ وَمِن ذُرِّیَّتِهِ دَاوُودَ وَسُلَیمَانَ وَأَیُّوبَ وَیُوسُفَ وَمُوسَی وَهَارُونَ وَکَذَلِکَ نَجزِی المُحسِنِینَ (۞) وَزَکَرِیَّا وَیَحیَی وَعِیسَی وَإِلیَاسَ کُلٌّ مِنَ الصَّالِحِینَ (۞) وَإِسمَاعِیلَ وَالیَسَعَ وَیُونُسَ وَلُوطًا وَکُلًّا فَضَّلنَا عَلَی العَالَمِینَ (۞) وَمِن آبَائِهِم وَذُرِّیَّاتِهِم وَإِخوَانِهِم وَاجتَبَینَاهُم وَهَدَینَاهُم إِلَی صِرَاطٍ مُستَقِیمٍ (۞) ذَلِکَ هُدَی اللّٰهِ یَهدِی بِهِ مَن یَشَاءُ مِن عِبَادِهِ وَلَو أَشرَکُوا لَحَبِطَ عَنهُم مَا کَانُوا یَعمَلُونَ (۞) أُولَئِکَ الَّذِینَ آتَینَاهُمُ الکِتَابَ وَالحُکمَ وَالنُّبُوَّةَ فَإِن یَکفُر بِهَا هَؤُلَاءِ فَقَد وَکَّلنَا بِهَا قَومًا لَیسُوا بِهَا بِکَافِرِینَ (۞) أُولَئِکَ الَّذِینَ هَدَی اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقتَدِه قُل لَا أَسأَلُکُم عَلَیهِ أَجرًا إِن هُوَ إِلَّا ذِکرَی لِلعَالَمِینَ﴾ (سورۂ انعام آیہ ۸۴ ـ ۹۰) یعنی ہم نے اس سے پہلے نوح کو ہدایت امت کے لئے بھیجا اور اس کی ذریت سے داؤد وسلیمان وایوب ویوسف وموسیٰ وہارون ہیں ہم اسی طرح نیکو کاروں کو جزاء دیتے ہیں اور زکریا ویحییٰ وعیسیٰ والیاس جو کہ سب صالحین میں سے تھے اور اسماعیل والیسع ویونس ولوط ان سب کو ہم نے عالمین پر برتری دی۔ اور ان کے اجداد ان کی اولاد ان کے بھائیوں میں سے ہم نے افراد کو چنا اور صراط مستقیم کی انھیں ہدایت کی یہ وہ ہدایت پروردگار ہے جسے اللہ چاہے اپنے بندوں میں سے عطا کرے اگر وہ شرک کریں گے تو ان کے اعمال تباہ ہو جائیں گے، یہ سب وہ لوگ ہیں جن میں کتاب وحکمت ونبوت عطا کی گئیں ہیں اور اگر یہ لوگ ان سب چیزوں کا انکار کریں تو ہم ان پر ایسی قوم کو بھیجیں گے جو ان کا انکار نہیں

کرے گی گویا اللہ تبارک تعالیٰ اس آیت کے ذریعے اہل بیتؑ کی فضیلت کو ان کے اجداد و برادران و اولاد کی نسبت واضح کر دینا چاہ رہا ہے وہ اہل بیت پیغمبرجن کو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے عیب و نقص سے پاک قرار دیا اور ان کی مودت کو اجر رسالت پیغمبر قرار دیا اور ان کی ولایت کو لوگوں پر فرض کیا لہٰذا اے لوگوں! جو کچھ ذکر کیا گیا اس سے نصیحت حاصل کرو اور ذرا تحقیق کرو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حجت کو کہاں قرار دیا ہے؟ لہٰذا اسے پہچانوں اور اس سے تمسک رکھو تا کہ نجات پاسکو کیونکہ قیامت کے دن اس حجت کے سبب تمہاری کامیابی ہے وہ تمہارے اور خدا کے درمیان واسطہ ہیں خدا کا تقرب ان کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا ہے بیشک جو بھی اللہ تعالیٰ کے فرامین پر عمل کرے گا خدا پر فرض ہے کہ اسے انعام و اکرام عطا کرے اور جو اس کے حکم کی خلاف ورزی کرے گا تو خدا کو اس بات کا بھی حق حاصل ہے کہ اسے ذلیل ورسوا کرے۔

بعثت انبیاء دو طرح کی ہے عام و خاص، حضرت نوح (ع) تمام اہل زمین کی طرف بھیجے گئے اور نبوت عامہ رکھتے تھے لیکن حضرت ہود (ع) صرف قوم عاد کی طرف بھیجے گئے اور انھیں نبوت خاصہ حاصل تھی اسی طرح حضرت صالح (ع) قوم ثمود کی طرف بھیجے گئے قوم ثمود کا علاقہ تو بہت ہی چھوٹا سا تھا جو دریا کے ساحل پر آباد تھا اور ان کے گھروں کی تعداد چالیس سے زیادہ نہیں ہوگی اور حضرت شعیب (ع) اہل مدین کی طرف بھیجے گئے وہاں بھی چالیس گھر سے زیادہ نہیں تھے لیکن حضرت ابراہیم کی نبوت کا آغاز ''کوثی'' نامی سرزمین سے ہوا پھر وہاں سے انھوں نے ہجرت کی البتہ ان کی یہ ہجرت جنگ کرنے کے لئے نہیں تھی جیسا کہ ارشاد ہوا ﴿إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ﴾ (سورۂ صافات آیہ ۹۹)

جس کا ترجمہ پہلے گزر چکا ہے حضرت ابراہیم (ع) کے بعد حضرت اسحاق (ع) کی نبوت چلی ان کے بعد یعقوب کی نبوت جو کہ کنعان کی سرزمین پر واقع ہے قرار پائی پھر وہ مصر آئے اور وہیں

ان کا انتقال ہوا ان کے جسد کو کنعان ہی کی سرزمین پر لاکر دفن کیا گیا، پھر حضرت یوسف (ع) کی نبوت کا آغاز مصر میں ہوا پھر یوسف اور موسیٰ علیہما السلام کے درمیان بارہ نبی گزرے اور موسیٰ کے بعد یوشع بن نون کو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کیا گیا ان کی نبوت کا آغاز اس بیابان میں ہوا جہاں بنی اسرائیل سرگرداں تھے پھر کافی انبیاء کے فاصلے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ (ع) کو بنی اسرائیل کی طرف بھیجا ان کی نبوت کا آغاز بیت المقدس میں ہوا ان کے بعد ان کے بارہ حواری تھے جب سے اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کو اوپر بلایا ان کے بقیہ خاندان والوں کا ایمان پوشیدہ رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسلام (ص) کو تمام مخلوقات جن وانس سب کی طرف مبعوث کیا اور آپ کو خاتم النبیین قرار دیا آپ کے بعد آپ کے بارہ جانشین قرار دیئے جن میں سے بعض گزر چکے ہیں اور بعض باقی ہیں جو بھی پیغمبر بنی اسرائیل کی طرف بھیجا گیا خصوصی ہو یا عمومی ہر ایک کے وصی جانشین تھے لہٰذا پیغمبر اسلام (ص) کے بعد بھی حضرت عیسیٰ (ع) کے اوصیاء کا سا سلسلہ چلا۔

۳۔صفوان بن یحییٰ امام موسیٰ کاظم (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: حضرت آدم (ع) سے لے کر اب تک خداوند عالم نے زمین کو حجت خدا سے خالی نہیں چھوڑا ہے جو لوگوں کو ہدایت کرتے تھے لہٰذا جو بھی حجت خدا کو چھوڑے گا وہ گمراہ ہو جائے گا اور اس سے تمسک رکھنے والا نجات پائے گا۔

۴۔عمار بن موسیٰ ساباطی کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق (ع) سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: "جب سے زمین خلق کی گئی کبھی بھی حجت خدا سے خالی نہیں رہی ہے جب بھی لوگوں کے درمیان حق مٹ جاتا ہے تو خدا اسے زندہ کر دیتا ہے پھر امامؑ نے اس آیت کی تلاوت کی ﴿يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾ (سورہ صف آیہ ۸)

یعنی وہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنے منہ کے ذریعے بجھا دیں مگر خدا اپنے نور کو کامل کر کے رہے گا گرچہ کافروں کو ناگوار ہی کیوں نہ گزرے۔

۵۔ ابان بن تغلب امام جعفر صادق (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ''حجت الٰہی مخلوقات سے پہلے، مخلوقات کے ساتھ اور مخلوقات کے بعد ہر وقت ہے۔

۶۔ اسحاق بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق (ع) کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ'' زمین کسی وقت بھی عالم سے خالی نہیں رہ سکتی ہے تا کہ اگر مسلمان کسی چیز کو بڑھا دیں تو وہ عالم اسے حق کی طرف پلٹا دے اور اگر کسی چیز کو کم کر دیں تو وہ عالم اسے مکمل کر دے۔

۷۔ امام جعفر صادق (ع) اپنے اجداد طاہرین سے پیغمبر اسلام (ص) کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ'' میری امت کی ہر نسل میں میرے اہل بیت میں سے ایک عادل موجود ہو گا جو کہ تحریف کرنے والوں غلو کرنے والوں بے جا نسبت دینے والوں اور نادان تاویل کرنے والوں کی نفی کرے گا، میرے بعد ائمہؑ تمہارے لئے رہبر ہیں جو خدا کے نمائندے ہیں لہٰذا اپنے دینی مسائل میں دیکھو کہ کس کی پیروی کر رہے ہو؟

۸۔ ابو بصیر امام محمد باقر (ع) سے اس آیت ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ﴾ کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا ﴿أُولِي الْأَمْرِ﴾ سے مراد وہ ائمہ ہیں جو اولاد علی و فاطمہ علیہما السلام سے ہیں اور قیامت تک رہیں گے۔

۹۔ عمرو بن اشعث کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق (ع) کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ'' کیا تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ ہر کام ہمارے ہاتھ میں ہے جہاں چاہیں کریں؟ ہرگز ایسا نہیں ہے خدا کی قسم امر امامت ایسا عہد ہے جو رسول اللہ (ص) کی طرف سے ایک کے بعد دوسرے کی طرف یہاں تک کہ اس کے اصلی صاحب تک پہنچ جائے۔

۱۰۔محمد بن مسلم امام محمد باقر (ع) سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا ''علیؑ اس امت کے عالم ہیں اور یہ علم ارث میں چلتا رہے گا ہم میں سے جب بھی کوئی اس دنیا سے انتقال کرتا ہے تو اپنے اہل بیتؑ میں سے اپنے جیسے علم رکھنے والے کو اپنا جانشین بنا کر جاتا ہے یا جو خدا چاہے۔

۱۱۔فضیل بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق اور امام محمد باقر علیہما السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''جو علم حضرت آدم (ع) کے ساتھ نیچے اترا تھا وہ واپس نہیں گیا ہے بلکہ وہ علم ارث میں چلا آ رہا ہے اور علیؑ اس امت کے عالم ہیں ہم میں سے کوئی بھی عالم رحلت نہیں کرتا ہے مگر یہ کہ جو اسی کی طرح کا علم رکھتا ہے وہ اسے اپنا جانشین قرار دیتا ہے یا جو خدا چاہے۔

۱۲۔حارث بن مغیرہ کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق (ع) کو یہ کہتے سنا کہ ''زمین کو کبھی بھی خالی نہیں چھوڑا گیا ہے مگر یہ کہ اس میں ایسا عالم ہوتا ہے جو حلال و حرام کو لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے اور لوگوں کی ضروریات کو پورا کرتا ہے اور وہ لوگوں کا محتاج نہیں ہوتا ہے راوی نے پوچھا یا بن رسول اللہ (ص) وہ کیسے علم کا وارث ہوتا ہے تو آپؑ نے فرمایا'' وہ علم جو پیغمبر اسلام (ص) اور علی (ع) سے وراثت میں ملا ہے۔

۱۳۔حسن بن ابی العلاء کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق (ع) سے پوچھا کیا زمین بغیر امام کے رہ سکتی ہے؟ آپؑ نے فرمایا: نہیں مگر یہ کہ ان میں سے ایک خاموش ہو، میں نے پوچھا کیا امام اپنے بعد کے حالات جانتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں میں نے پوچھا کہ حضرت قائم (عج) امام ہیں؟ آپؑ نے جواب دیا ہاں وہ امام ہیں اور فرزند امام ہیں اور قبل از ظہور بھی ان کی اقتداء ہو چکی ہے۔

۱۴۔ابو رافع پیغمبر اسلام (ص) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: ''جبرائیل میرے پاس ایسی کتاب لائے ہیں جس میں پہلے کے بادشاہوں، پیغمبروں اور رسولوں کی خبریں

ہیں (یہ حدیث اگرچہ کافی طویل ہے مگر ہم یہاں جو ضرورت کی باتیں ہیں صرف انھیں کو نقل کریں گے) اور آنحضرت نے فرمایا: "جب اشکان کا بیٹا کیس بادشاہت کو پہنچا اور ۲۶۶ سال بادشاہی کی اور اس کی سلطنت کے ۲۱۵ ویں سال میں اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ بن مریم کو مبعوث کیا اور انھیں نور علم و حکمت اور تمام انبیاء کی میراث عطا کی اور انھیں کتاب انجیل عطا کی اور انھیں بیت المقدس میں بنی اسرائیل کا پیغمبر بنایا اس طرح سے لوگوں کو کتاب و حکمت اور خدا اور رسول پر ایمان لانے کی دعوت دی تو ان میں سے اکثر لوگ سرکشی پر اتر آئے اور کافر ہو گئے لہذا جب لوگ ایمان نہ لائے تو عیسیٰ نے ان کے لئے بد دعاء کی تو بعض ان میں سے مسخ ہو گئے تا کہ دوسرے ان سے عبرت حاصل کر لیں مگر اس کے باوجود بھی لوگوں نے عبرت نہ لی تو عیسیٰ بیت المقدس میں آ کر رات گذارتے ہیں اور لوگوں کو عیسیٰ نے ۳۳ سال تک وحدانیت خداوندی کی طرف دعوت دی یہاں تک کہ یہودی ان کی دشمنی پر اتر آئے اور اس بات کا ادّعیٰ کیا کہ ہم نے انھیں سولی پر لٹکا کر قتل کر دیا ہے بعض نے ادعا کیا کہ ہم نے ان کو زندہ زیر خاک کر دیا ہے مگر خدا نے لوگوں کو عیسیٰ پر مسلط نہ ہونے دیا اور ان کے لئے امر مشتبہ ہو گیا یعنی وہ لوگ نہ انھیں قتل ہی کر سکے اور نہ ہی انھیں زندہ زیر خاک کر سکے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ﴿إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ (سورۂ آل عمران آیہ ۵۵)

یعنی ہم نے تمھیں اپنے پاس بلا لیا اور کافروں سے تمھیں پاک کر دیا" یعنی وہ لوگ عیسیٰ کو نہ قتل کر سکے اور نہ سولی پر لٹکا سکے کیونکہ اگر وہ اس کام پر قدرت رکھ سکتے ہوتے تو وہ ضرور ایسا کرتے دوسری جگہ ارشاد ہوا ﴿رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ﴾ (سورۂ نساء آیہ ۱۵۸)

یعنی اللہ نے انھیں اپنی طرف اٹھا لیا، اور عیسیٰ کو وحی کی کہ تم علم و حکمت اور کتاب خدا کو شمعون بن حمون الصفا کو منتقل کر دو اور اسے اپنا جانشین بناؤ، اور شمعون بھی مسلسل احکامات الٰہی کو لوگوں تک

پہنچاتے رہے اور حضرت عیسیٰ (ع) کی کہی ہوئی باتوں پر بنی اسرائیل کے درمیان عمل کرتے رہے اور کفار کے ساتھ جہاد کرتے رہے جو بھی ان کی اطاعت کرتا اور ان کی لائی ہوئی چیزوں پر ایمان رکھتا وہ مؤمن ہوتا اور جو بھی ان کا انکار کرتا اور نافرمانی کرتا کافر کہلاتا پھر ان کے بعد اللہ تعالیٰ نے یحییٰ بن زکریا کو مبعوث کیا اس دوران ''اردشیر بابکان'' کی بادشاہت کو ۱۴ سال دس ماہ گزر چکے تھے اسی کی سلطنت میں آٹھ سال بعد یہودیوں نے یحییٰ ابن زکریا کو قتل کردیا ان کی روح قبض ہونے سے پہلے خدا نے انھیں وحی کی کہ شمعون کے لڑکوں اور عیسیٰ کے حواریوں کو حکم دیں کہ وہ بادشاہ کے خلاف قیام کریں اور انھوں نے ایسا کیا، دوسری طرف اردشیر بابکان کے بعد اس کے ''شابور'' نے بھی ۳۰ سال حکومت کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے واصل جہنم کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے یعقوب بن شمعون کو مبعوث کیا اور عیسیٰ کے حواریوں نے انکا ساتھ دیا، اس دوران بخت نصر نے ۱۸۷ سال حکومت کی اور ستر ہزار یہودی سپاہیوں کو یحییٰ بن زکریا کے انتقال میں قتل کروادیا اور بیت المقدس کو بالکل سے مسمار کردیا، یہودی لوگ دوسرے شہروں میں پراکندہ ہوگئے بخت نصر کی حکومت کے ۴۷ ویں سال اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر کو پیغمبری پر مبعوث کیا تاکہ مسمار شدہ بستیوں کو آباد کرے اور اس طرح بکھرے ہوئے لوگ بھی جمع ہوگئے اور عزیر پر ایمان لائے کچھ عرصہ بعد عزیر صرف ایک دن کے لئے لوگوں کے درمیان سے غائب ہوگئے اب جو لوٹے تو دیکھا کہ بستی والے سارے مرے پڑے ہیں اس پر انھیں افسوس ہوا اس پر انھوں نے کہا ﴿أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا﴾ (سورۂ بقرہ آیہ ۲۵۹)

یعنی کس طرح سے اللہ تعالیٰ اس قریہ والوں کو مرنے کے بعد زندہ کرے گا کیونکہ انھیں اس بات پر تعجب ہوا کہ یہ سب ایک دن کے اندر مر گئے اسی دوران خدا نے انھیں موت دیدی سو سال تک عزیر بھی مردوں کے درمیان پڑے رہے پھر خدا نے انھیں اور باقی سب لوگوں کو زندہ کیا جن کی

تعداد ایک لاکھ سپاہیوں کی بنتی تھی جو کہ بخت نصر ہی کے ہاتھوں حضرت داؤدؑ کے قتل کی سزا میں مارے گئے، بخت نصر کے بعد ''بخت نصر'' کا بیٹا ''مہرقیہ'' بادشاہ بنا سولہ سال بیس دن بادشاہی کی اس نے اپنی بادشاہت کے دوران دانیال پیغمبر اوران کے پیروکاروں کو گرفتار کروا کر کنویں میں قید کیا یعنی ہر طرح سے انھیں عذاب دینے کی کوشش کی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اس ظالم سے نجات دی اور یہ وہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یوں یاد کیا ہے ﴿قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ ۞ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُودِ﴾ (سورہ بروج آیہ ۴ و ۵.)

یعنی قتل کیا گیا ان کنویں والوں کو۔ دہکتی ہوئی آگ کے ذریعے، اور جب دانیال پیغمبر کی قبض روح کا وقت ہوا تو اللہ تعالیٰ نے انھیں وحی کی کہ اپنے بیٹے ''مکیخا'' کو اپنا وصی وجانشین بنا دو انھوں نے ایسا ہی کیا، اس دوران ''ہرمز'' بادشاہ نے ۶۳ سال تین ماہ چار دن حکومت کی اس کے بعد ''بہرام'' بادشاہ نے ۲۶ سال چھ ماہ حکومت کی مگر اس دوران مکیخا بن دانیال اوران کے ساتھی اظہار ایمان نہیں کر سکتے تھے اس کے بعد ''بہرام'' کا بیٹا سلطنت پر آیا اور اس نے سات سال حکومت کی اس دوران رسولوں کا سلسلہ رک گیا اور جب خدا نے چاہا کہ ''مکیخا'' کی قبض روح ہو تو انھیں خواب میں وحی کی کہ میراث علمی اور آثار نبوت کو اپنے بیٹے ''انشو'' کے سپرد کر دو، اس طرح حضرت عیسیٰؑ اور پیغمبر اسلام (ص) کے درمیان ۴۸۰ سال کا فاصلہ رہا اس دوران ''انشو بن مکیخا'' کی اولاد میں جو اولیاء خدا تھے وہ لوگوں کی رہنمائی کرتے رہے اور میراث نبوت کو ایک دوسرے کے سپرد کرتے رہے، ہرمز کا بیٹا شاپور جس نے ۷۲ سال حکومت کی اس نے سب سے پہلے تاج بنایا اور اسے سر پر رکھا اس کے بعد اس کے بھائی ''اردشیر'' نے دو سال حکومت کی اسی دوران اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف ورقیم کو اس کے خلاف ابھارا اس دوران زمین پر اولیاء خدا میں سے ''دسیخا بن انشو بن مکیخا'' تھے دوسری طرف ''شاپور ابن اردشیر'' نے پچاس سال حکومت کی

اس کے بعد اس کے بیٹے "یزدگرد" نے ۲۱ سال پانچ ماہ انیس دن حکومت کی اور جب خدا کی طرف "دیخا" کی قبض روح کا وقت ہوا انھیں خواب میں وحی ہوئی کہ میراث علمی و آثار نبوت کو اپنے بیٹے نسطور بن دیخا" کے سپرد کردیں انھوں نے ایسا ہی کیا اس دوران "بہرام گور" نامی بادشاہ نے ۲۶ سال تین ماہ اٹھارہ دن حکومت کی پھر اس کے بیٹے "یزدگرد بن بہرام" نے ۲۸ سال تین ماہ اٹھارہ دن حکومت کی پھر اس کے بیٹے "فیروز بن یزدگرد بن بہرام" نے ۲۷ سال حکومت کی اس پورے دور میں "نسطور بن دیخا" اور ان کے پیروکار اولیاء خدا میں سے تھے اور اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھے ہوئے تھے۔ اور جب "نسطور بن دیخا" کی قبض روح کا وقت ہوا تو انھیں بھی خدا نے خواب میں وحی کی کہ میراث علمی و آثار نبوت کو "مرعیدا" کے سپرد کردیں اس دوران "بلاش بن فیروز" نامی بادشاہ نے چار سال حکومت کی اس کے بھائی "قباد بن فیروز" نے ۴۳ سال حکومت کی اس کے بعد اس کے بھائی "جاماسب بن فیروز" نے ۴۶ سال حکومت کی اس کے بعد "کسریٰ بن قباد" نے ۴۶ سال آٹھ ماہ حکومت کی اور پورے دور میں "مرعیدا" اور ان کے ساتھی اولیاء خدا تھے اور جب "مرعیدا" کی قبض روح کا وقت ہوا تو انھیں بھی اللہ تعالیٰ نے خواب میں وحی کی کہ وہ میراث علمی اور آثار نبوت کو "بحیرا راہب" کے سپرد کردیں انھوں نے ایسا ہی کیا، اس دوران "کسریٰ" کے بیٹے "ہرمز" نے ۳۸ سال حکومت کی اس کے بعد دوسرے" کسریٰ بن ہرمز" جس کا اصل نام "پرویز" تھا حکومت کی اس دوران کافی طولانی عرصہ تک وحی کا سلسلہ منقطع رہا لوگوں نے پروردگار کی نعمتوں کی ناقدری کی، نماز و دیگر عبادت کو چھوڑ کر لوگ مختلف فرقوں میں بٹ گئے دین کو لوگوں نے بالکل سے تباہ کر کے رکھ دیا تھا ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسلام محمد مصطفیٰ (ص) کو مبعوث کیا اور آپ کو نبوت عامہ عطا کی تا کہ آپ بندگان خدا کو دین حق کی طرف دعوت دیں اور مخالفت پر آنے والوں سے جہاد کریں۔

۱۵۔ ابو حمزہ امام جعفر صادق (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ''اے ابو حمزہ! زمین پر مسلسل ہم میں سے ایک عالم کا وجود رہا ہے تاکہ اگر لوگ دین میں کسی چیز کو بڑھائیں تو وہ کہے کہ تم لوگوں نے اس چیز کو دین میں بڑھایا ہے اور اگر لوگ کسی چیز کو کم کریں تو وہ کہے کہ تم نے فلاں چیز کو کم کر دیا ہے اللہ تعالیٰ اس وقت اس عالم کو موت نہیں دے گا جب تک اس کی اولادوں میں سے اسی جیسا علم رکھنے والا اس کا نائب قرار نہ دیدے۔

۱۶۔ عبد اللہ بن سلیمان عامری امام جعفر صادق (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ''کسی وقت بھی زمین حجت خدا سے خالی نہیں ہوگی جو لوگوں کے لئے حلال وحرام کو بیان کرے اور اللہ کی طرف بلائے اور حجت خدا سے کسی وقت بھی منقطع نہیں ہوگی سوائے قیامت سے چالیس دن پہلے جب حجت خدا کو اٹھالیا جائے گا تو بہ کے دروازے بند ہو جائیں گے اسی وقت کسی کا ایمان لانا بھی فائدے مند ثابت نہیں ہوگا اور اس وقت قیامت ان پر واقع ہو جائے گی۔

۱۷۔ ابو حمزہ امام محمد باقر (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے اس آیت ﴿كُلُّ شَيْءٍ هالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ﴾ کی تفسیر پوچھی تو آپؑ نے فرمایا: ''اس آیت میں ﴿وَجْهَهُ﴾ سے مراد دین اور محافظین دین ہیں جو تا قیامت باقی رہنے والے ہیں اور ہم وہ ''وجہ اللہ'' ہیں جن کے ذریعے سے اللہ کا دین باقی ہے جب اللہ تعالیٰ دین کی ضرورت محسوس نہیں کرے گا تو ہمیں زمین سے اٹھالے گا۔

۱۸۔ حمزہ بن حمران امام جعفر صادق (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ''اگر روئے زمین پر صرف دو افراد بھی بچیں تو ان میں سے ایک حجت خدا ہوگا اور اگر ان میں سے ایک کا انتقال ہو جائے تو جو حجت خدا ہے وہ باقی بچے گا۔

۱۹۔زید بن ارقم پیغمبر اسلام (ص) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک کتاب خدا دوسرے اپنی عترت یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے آملیں۔

۲۰۔عامر بن واثلہ زید بن ارقم سے روایت نقل کرتے ہیں جب رسول اللہ (ص) حجۃ الوداع سے لوٹے تو غدیر خم کے میدان میں پہنچ کر ارشاد فرمایا: ''مجھے دعوت دی گئی اور میں نے اسے قبول کیا اور اب میں تم لوگوں میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک کتاب خدا دوسری اپنی عترت دیکھو تم لوگ کس طرح ان دونوں کو میرا جانشین قرار دیتے ہو؟ اور یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے آملیں پھر آپ نے فرمایا: ''جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علی مولا ہے، خدایا تو اسے دوست رکھنے والوں کو دوست رکھ اور اسے دشمن رکھنے والوں کو دشمن رکھ،، راوی کہتا ہے میں نے زید بن ارقم سے کہا کیا تم نے خود پیغمبر (ص) سے یہ کلام سنا ہے اس نے کہا ہاں اور ان سب نے بھی سنا ہے جو میدان غدیر خم میں درختوں کے نیچے جمع تھے۔

۲۱۔ابو سعید خُدری پیغمبر اکرم (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''نزدیک ہے کہ مجھے دعوت دی جائے اور میں اسے قبول کرلوں اور میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک کتاب خدا دوسری اپنی عترت کتاب خدا کا تعلق تو آسمان سے زمین تک طولانی ہے اور میری عترت تو وہی میرے اہل بیت ہیں اور خدائے مہربان نے مجھے خبر دی ہے کہ ان دونوں کے درمیان ہرگز جدائی نہیں ہوگی یہاں تک کہ یہ دونوں حوض کوثر پر مجھ سے آملیں گے دیکھو کہ تم لوگ ان دونوں کو کس طرح کا میرا جانشین مانتے ہو؟

۲۲۔زید بن ثابت پیغمبر اکرم (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''میں تمہارے

درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسری اپنی عترت آگاہ رہو تم لوگ ان دونوں سے متمسک رہنا اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے آملیں۔

۲۳۔ عمرو بن ابی المقدام امام جعفر صادق (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ''میں نے ایک مرتبہ جابر بن عبداللہ انصاری سے کہا کہ ذرا مجھے حجۃ الوداع کے بارے میں خبر دیں تو انھوں نے ایک طولانی حدیث مجھے سنائی اور پھر کہا کہ وہاں پیغمبر اسلام (ص) نے فرمایا: ''میں تمہارے درمیان دو ایسی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر ان سے متمسک رہو گے تو ہر گز گمراہ نہیں ہو گے ایک کتاب خدا ہے اور دوسری میری عترت ہیں پھر آپ نے تین بار کہا کہ پروردگار تو بھی اس بات پر گواہ رہنا۔

۲۴۔ حنش بن معتمر کہتے ہیں میں نے ایک دفعہ ابوذر غفاری کو دیکھا کہ وہ کعبہ کے دروازے کے اطراف میں لوگوں کے حلقے میں کہہ رہے ہیں کہ جو مجھے پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہے اور جو مجھے نہیں پہچانتا وہ پہچان لے کہ میں ابوذر جندب بن سکن ہوں اور میں نے رسول خدا (ص) کو یہ کہتے سنا ہے کہ ''میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسری اپنی عترت یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے آملیں اور جان لو کہ ان دونوں کی مثال کشتی نوح کی سی ہے جو اس پر سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو اس سے پیچھے رہ گیا وہ ہلاک ہوا۔

۲۵۔ سُلیم بن قیس امیر المومنین علی (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں پاک و پاکیزہ قرار دیا اور محفوظ رکھا اور ہمیں اپنی مخلوق پر گواہ قرار دیا اور زمین پر اپنی حجت بنایا، ہمیں قرآن کے ساتھ اور قرآن کو ہمارے ساتھ قرار دیا نہ ہم قرآن سے جدا ہوں گے

اور نہ قرآن ہم سے جدا ہو گا۔

۲۶۔امام جعفر صادق (ع) اپنے اجداد سے حضرت علی (ع) سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے پیغمبر اسلام (ص) کے اس کلام ''کہ میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک کتاب خدا دوسری اپنی عترت'' کے ذیل میں لوگوں نے جب آپ سے پوچھا عترت پیغمبر کون ہیں؟ تو آپ (ص) نے فرمایا: ''میں اور حسنؑ و حسینؑ اور حسینؑ کی نسل سے نو آئمہ علیہم السلام جن کا نواں مہدی قائم (عج) ہے نہ یہ عترت پیغمبر قرآن سے جدا ہوں گے اور نہ قرآن ان سے جدا ہو گا یہاں تک یہ دونوں حوض کوثر پر پیغمبر (ص) سے جا ملیں۔

۲۷۔ابن عباس نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم (ص) نے علیؑ سے فرمایا: ''اے علیؑ! میں شہر علم ہوں اور تم اس کا دروازہ ہو اور شہر میں اس وقت تک کوئی داخل ہی نہیں ہو سکتا جب تک وہ دروازے سے داخل نہ ہو، جھوٹ بولتا ہے وہ شخص جو زبان سے تو کہتا ہے کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے جب کہ دل میں تمہاری دشمنی رکھتا ہے کیونکہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں تمہارا گوشت میرا گوشت ہے تمہارا خون میرا خون ہے میں تمہاری روح اور تم میری روح ہو تمہارا ظاہر میرا ظاہر اور میرا ظاہر تمہارا ظاہر ہے تم میری اُمت کے امام ہو میرے بعد میرے جانشین ہو خوش قسمت ہے وہ انسان جو تمہاری اطاعت کرے اور بد بخت ہے وہ انسان جو تمہاری نافرمانی کرے جو تمہاری محبت دل میں رکھے گا وہ فائدے میں رہے گا اور جو تم سے دشمنی رکھے گا وہ گھاٹے میں رہے گا جو تمہارے ساتھ رہے گا وہ کامیاب ہو گا اور جو تم سے جدا ہوا وہ ہلاک ہوا تمہاری مثال اور تمہاری نسل سے دوسرے آئمہ کی مثال میرے بعد کشتی نوح کی مانند ہے جو بھی اس پر سوار ہوا اس نے نجات پائی جو بھی اس سے پیچھے رہ گیا وہ غرق ہوا تمہاری مثال آسمان کے تاروں کی سی ہے جب بھی ایک ستارہ چھپ جاتا ہے تو دوسرا چمک اٹھتا ہے اور یہ سلسلہ تا قیامت رہنے والا ہے۔

عترت، آل، اہل، ذریۃ، سلالہ کے معانی

مؤلف: اگر ہم سے کوئی پوچھے کہ آپ لوگ حدیث ثقلین میں عترت سے مراد کیوں صرف اہل بیت پیغمبر کو لیتے ہیں؟ تو ہم اسے جواب دیں گے کہ لفظ "اھل"، "اھالة البیت" سے لیا گیا ہے یعنی وہ لوگ جو گھر کو آباد کرنے والے ہیں لہٰذا جو لوگ بھی گھر کو آباد کرتے ہیں انھیں "اہل بیت" کہتے ہیں اسی لئے "قریش" والوں کو آل اللہ کہا گیا کیونکہ انھوں نے اللہ کے گھر کو آباد کیا اور آل کے معنی وہی اہل ہی کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ نے داستان حضرت لوط میں فرمایا ﴿فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ﴾ (سورۂ ہود آیہ ۸۱)

یعنی اپنے گھر والوں کو رات میں لے کر نکل جاؤ اور ارشاد ہوا ﴿اِلَّا آلَ لُوطٍ نَجَّيْنَاهُمْ بِسَحَرٍ﴾ (سورۂ قمر آیہ ۳۴)

یعنی مگر آل لوط کو جنھیں سحر کے وقت ہم نے نجات دی، آل اور اہل دونوں ایک ہی معنی رکھتے ہیں بات یہ ہے کہ جب عرب والوں نے اہل کو تصغیر بنانا چاہا (یعنی اُھَیلُ) تو "ھا" اس پر ثقیل محسوس ہوئی لہٰذا اس کو گرا دیا تو آل استعمال ہونے لگا اور "آل" کے معنی بھی وہی انسانی خاندان والوں کے ہیں پھر (کنایۃً) لفظ آل امت کے لئے بھی استعمال ہونے لگا لہٰذا جس نے بھی اپنے دینی مسئلے میں پیغمبر اسلام (ص) کی طرف رجوع کیا اسے آل کہا گیا جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہوا ﴿اَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ (سورۂ غافر آیہ ۴۶)

یعنی آل فرعون کو سخت ترین عذاب میں داخل کرو، لہٰذا اس آیت میں فرعون کے پیروکاروں کو "آل" کہا گیا کیونکہ خدا نے ان کے کفر کے سبب انھیں عذاب دیا نہ کہ ان کے نسب کے سبب اور یہاں اس آیت ﴿اَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ﴾ میں یہ ہرگز صحیح نہیں ہے کہ وہ فرعون کے اہل بیت ہوں جیسے "آل الرجل" جب کہا جاتا ہے تو اس سے مراد اس کے گھر والے ہی ہوتے ہیں

مگر کوئی دلیل موجود ہو کہ یہاں یہ لفظ (کنایۃً) استعمال ہوا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے ﴿أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ﴾ میں معنی کنائی کیے ہیں، امام جعفر صادق (ع) سے روایت ہے کہ ﴿أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ﴾ میں ''آل'' سے مراد اس کی بیٹی ہے یہ روایت کنایہ نہ لینے کی صورت والے معنی کو تقویت کرتی ہے۔

اور ''اہل'' کہتے ہیں ''نسل'' اور پدری رشتہ داروں کو مادری رشتہ داروں کو اہل نہیں کہتے ہیں کیا آپ نے نہیں ملاحظہ کیا کہ عرب لوگ عجم والوں کو ''اھلنا'' نہیں کہتے ہیں اگر چہ حضرت ابراہیم (ع) دونوں کے جد ہیں اور خود عرب میں بھی ''مضر'' والے ایاد و ربیعہ کو اپنا اہل نہیں کہتے ہیں اور قریش والے بھی اپنے تمام مضر کی اولادوں کو ''اھلنا'' نہیں کہتے ہیں اگر یہ ظاہر ہوتا کہ تمام قریش والے رسول اللہ (ص) سے نسبی رشتہ داری کے تحت آپ کے اہل ہوتے تو تمام مضر کی اولاد اور بقیہ عرب بھی ان کے اہل ہوتے، لہٰذا اہل بیت پیغمبرؐ صرف بنی ہاشم والے ہیں نہ کہ پورا خاندان قریش اسی لئے جہاں بھی پیغمبرؐ نے حدیث ثقلین ارشاد فرمائی تو عترت کی ''اہل بیتی'' سے تفسیر کر دی لہٰذا معلوم ہوا عترت سے مراد اہل بیت ہیں اور 'اہل' پدری رشتہ داروں کو کہتے ہیں اور اگر عترت، اہل کے معنیٰ میں نہ ہوتا تو صرف اولادوں کو شامل ہوتا بقیہ تمام خاندان والوں کو شامل نہ ہوتا گویا اس صورت میں حدیث ثقلین حضرت علی بن ابی طالب (ع) کو شامل نہ ہوتی کیونکہ وہ عترت میں داخل نہیں ہوتے اور ان میں سے نہ ہوتے کہ جن سے قرآن جدا نہیں ہوتا اسی طرح ان افراد میں سے نہ ہوتے کہ جن سے متمسک ہونے سے گمراہی سے بچ سکتے لہٰذا ایسی صورت میں کلام پیغمبرؐ خاص ہوتا نہ کہ عام جب کہ ایسا نہیں ہے کیونکہ اس بات پر تو تمام امت مسلمہ متفق ہے کہ رسول اللہ (ص) کی وفات کے وقت حکم خدا کو جاننے والے علیؑ سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں تھا اور حضرت علی (ع) کی پیغمبر اسلام (ص) سے پدری رشتہ داری بھی تھی لہٰذا جس طرح حدیث

ثقلین افراد کے لحاظ سے عام ہے اسی طرح زمانے کے لحاظ سے بھی عام ہے یعنی امام حسن (ع) اور امام حسین (ع) کے بعد نسل امام حسینؑ سے ہونے والے بقیہ نو اماموں کو بھی شامل ہے اور جب پیغمبرؐ نے فرمایا کہ ''اِنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتّىٰ يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ ''تو قیامت تک کا زمانہ قرآن اور عترت پیغمبر سے خالی نہیں رہ سکتا ہے جیسا کہ خود آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:''اِنَّ مِثْلَهُمْ كَمَثَلِ النُّجُومِ كُلَّمَا غَابَ نَجْمٌ طَلَعَ نَجْمٌ اِلىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ''یعنی اہل بیتؑ کی مثال ستاروں کی سی ہے جب ایک ستارہ غائب ہو جاتا ہے تو دوسرا ستارہ طلوع ہو جاتا ہے۔

احمد بن الحسن القطان حدیث متواتر پیغمبر اسلام (ص) سے نقل کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا:''میں تمہارے درمیان دو اہم چیزوں کو اپنا جانشین بنا کے جا رہا ہوں ایک کتاب خدا دوسری میری عترت جو میرے اہل بیت ہیں یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے آملیں ان دو انگلیوں کی مانند پھر آپ (ص) نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر بتایا، جابر بن عبداللہ انصاری نے اٹھ کر پوچھا: یا رسول اللہ (ص) آپ کی عترت کون لوگ ہیں ؟تو آنحضرت (ص) نے فرمایا:''علی فاطمہ حسن وحسین علیہم السلام اور قیامت تک نسلِ حسینؑ سے آنے والے آئمہ علیہم السلام ثعلب کہتے ہیں میں نے ابن الاعرابی سے پوچھا ابو بکر نے جو سقیفہ میں کہا کہ''نَحْنُ عِتْرَةُ رَسُولِ اللّٰهِ ''اس سے ان کی مراد کیا تھی؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ ہم ان کے شہر والے ہیں وگرنہ عترت پیغمبر کے اصل مصداق تو علیؑ اور اولاد فاطمہؑ ہیں۔جس پر دلیل سورہ برائت ہے جس کی قریش والوں پر تلاوت کرنے کے مسئلے میں پیغمبر (ص) کا ابو بکر کو بلوانا اور علیؑ کو روانہ کرنا اور یہ فرمانا: کہ'' اُمِرْتُ اَنْ لَا يُبَلِّغَهَا عَنِّي اِلَّا اَنَا اَوْ رَجُلٌ مِنِّي ''یعنی مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اس پیغام کو میں خود یا مجھ میں سے کوئی جا کر پہنچائے، یہ کہہ کر آنحضرت (ص) نے سورہ برائت کو ابو بکر سے لے کر علیؑ کو بھیجا اگر ابو بکر

حسب ونسب کے لحاظ سے عترت پیغمبر (ص) میں شامل ہوتے تو ابن اعرابی کی یہ تفسیر صحیح نہیں ہونی چاہیے تھی

عترت: کے معنی کٹے ہوئے درخت کی جڑ کے بھی کیے گئے ہیں۔

مصنف: عترت پیغمبر حضرت علی (ع) اوران کی وہ اولاد جونسل فاطمہ الزہراؑ سے ہیں اور وہ بارہ امام ہیں جن کے پہلے علیؑ اور آخری قائم آل محمد علیہم السلام ہیں یہ وہ معنی ہیں جو اس معنی کے ساتھ جو عرب والے کرتے ہیں مطابق ہیں گویا محمد وآل محمد علیہم السلام ایسا درخت ہیں جس کی جڑ پیغمبر اکرم (ص) ہیں اور تنا حضرت علی (ع) اور دیگر ائمہ طاہرین علیہم السلام اس کی شاخیں اور اس کے پتے ان کے شیعہ ہیں اور ان کے علوم اس درخت کے پھل ہیں اور یہ سب اصول اسلام اور ہادیان امت ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ﴿ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ﴾ (سورۂ اسراء آیہ ۸۲)

یعنی اور ہم نے قرآن کو نازل کیا جو کہ مؤمنین کے لئے شفا بھی ہے اور رحمت بھی اور ظالمین کے لئے سوائے خسارے کے کسی چیز کا اضافہ نہیں ہوتا ہے دوسری جگہ ارشاد ہوا ﴿ وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِ إِيمَانًا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ (۞) وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَهُمْ كَافِرُونَ ﴾ (سورۂ توبہ آیہ ۱۲۴۔۱۲۵)

یعنی اور جب کسی سورہ کو نازل کیا جاتا ہے تو کچھ لوگ ان میں سے کہتے ہیں کہ اس سورہ سے تم میں سے کس کے ایمان میں اضافہ ہوا؟ لیکن جو مؤمن ہیں ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں مگر وہ لوگ جن کے قلوب میں مرض ہے ان کے اس مرض میں اضافہ ہوتا ہے اور

جیسا اسی طرح کفر کی حالت میں مر جاتے ہیں"۔

امام زمان (عج) کے چند فرامین:

۱۔ امام زمانہ (عج) نے شیخ مفید کو جو خط لکھا اس میں یوں ارشاد فرماتے ہیں: " انہ من اتقی ربہ ... و اخرج مما علیہ الیٰ مستحقیہ کان آمناً فی الفتنۃ المبطلۃ " (بحار الانوار ج ۵۳ ص ۱۷۶ ح ۷.)

یعنی: بیشک جو خوف خدا اور جو حقوق شرعیہ اُسکی گردن پر ہیں اُسے ادا کرتا ہے تو ایسا شخص دین کو مٹانے والے فتنوں سے محفوظ رہے گا"۔

۲۔: " فما یحبسنا عنهم الا ما یتصل بنا مما نکرهه ولا نوثره منهم " (احتجاج طبرسی ج ۲ ص ۶۰۲.) یعنی: "ہمیں اُن سے پوشیدہ نہیں رکھا ہے مگر اُنکے ناپسند اعمال نے جن کی خبر ہم تک پہنچتی رہتی ہے"۔

۳۔ "قال الامام الزمان (عج): واما ظهور الفرج فانه الی الله تعالیٰ ذکره وکذب الوقاتون " (کشف الغمہ ۲/۵۳۱) ترجمہ: امام زمان (عج) نے فرمایا: اور ظہور کا وقت اللہ کے علم میں ہے اور جو وقت ظہور کو معین کرتے ہیں وہ جھوٹے افراد ہیں۔

۴۔ "قال الامام الزمان (عج): اما وجه الانتفاع بی فی غیبتی فکالانتفاع بالشمس اذا غیّبها عن الابصار السحاب وانّی لامان لاهل الارض کما انّ النجوم امان لاهل السماء " (میزان الحکمہ ۱/۲۸۹) ترجمہ: امام زمان (عج) نے فرمایا: میری غیبت میں مجھ سے مستفید ہونے والے اسی طرح سورج سے مستفید ہونے والوں کی مانند ہیں جب سورج بادلوں میں چھپا ہوا ہوتا ہے بیشک میں اہل زمین کے لئے اسی طرح سے امان کا سبب ہوں جس طرح ستارے اہل زمین کے لئے امان کا سبب ہیں۔

تیسرا باب:

غیبت امام زمان (عج) کے بارے میں روایات معصومینؑ

۱۔ابن عباس رسول خدا (ص) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''مجھے جب معراج پر لیجایا گیا تو آواز آئی اے محمدؐ! میں نے کہا لبیک اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے وحی ہوئی اے محمدؐ! تمہیں معلوم ہے اوپر والے کس بارے میں اختلاف کیے ہوئے ہیں؟ میں نے کہا پروردگار مجھے کیا معلوم؟ آواز آئی اے محمد! کیوں تم نے لوگوں میں سے کسی کو اپنا وزیر و جانشین نہیں بنایا؟ میں نے پوچھا تو ہی بتا میں کس کو منتخب کروں؟ آواز آئی اے محمد! میں نے لوگوں میں سے علی ابن ابی طالب کو تمہارے لئے انتخاب کیا ہے میں نے پوچھا بارالہا میرے چچازاد بھائی کو؟ آواز آئی ہاں اے محمد! علی تمہارا اور تمہارے بعد تمہارے علم کا وارث ہے اور قیامت کے دن لوائے حمد اسی کے ہاتھوں میں ہوگا اور تمہارے حوض کوثر کا سردار ہوگا جو بھی حوض کوثر پر پہنچے گا اس کے ہاتھوں سیراب ہوگا پھر اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی کہ اے محمد! میں نے اپنے حق کی قسم کھائی ہے کہ تیرا دشمن اور تیرے اہل بیت اور تیری پاک و پاکیزہ نسل کا جو دشمن ہوگا وہ اس حوض کوثر سے نہیں پی سکے گا بیشک اے محمد! تمہاری ساری امت بہشت میں داخل ہوگی سوائے ان لوگوں کے جو اس کا انکار کریں میں نے پوچھا پروردگار کیا کوئی جنت میں جانے سے بھی انکار کرسکتا ہے؟ آواز آئی اے محمدؐ! جب میں نے تمہیں اپنی مخلوق میں سے چن لیا اور علی کو تمہارا وصی و جانشین قرار دیا جس طرح ہارون کو موسیٰ کا جانشین قرار دیا تھا صرف یہ کہ تمہارے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا اور اس (علیؑ) کی محبت تمہارے دل میں ڈالدی اور تمہیں اس کے باپ اور اسے تمہارے بیٹے کی مانند قرار دیا لہٰذا تمہارے بعد اس کا حق امت کی گردن پر اسی طرح سے ہے جس طرح تمہاری امت میں تمہارا حق امت کی گردن پر ہے۔ جس نے بھی اس کے حق کا انکار کیا اس نے جنت کا انکار کیا، یہ

سن کر میں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکرانے کے لئے سجدے میں سر رکھ دیا، آواز آئی اے محمدؐ! آج تمہیں جو مانگنا ہے مانگو تا کہ تمہیں عطا کیا جائے، میں نے کہا خدایا میرے بعد میری امت کو ولایت علیؑ کے تحت جمع کرنا تا کہ قیامت کے دن سب کے سب حوض کوثر پر مجھ سے آملیں، اللہ تعالیٰ نے وحی کی اے محمدؐ! میں نے بندوں کی خلقت سے پہلے ہی یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ تمہارے بعد تمہارے علم کا وارث اسے (یعنی علیؑ) کو قرار دوں اور اسے تمہارا وزیر و جانشین قرار دیا لہٰذا میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ جو اسے دوست رکھے گا اسے بہشت میں جگہ عطا کروں گا،

اور جو اس سے بغض و عداوت رکھے گا اور اس کی ولایت کا انکار کرے گا اسے ہرگز بہشت میں داخل نہیں کروں گا کیونکہ جس نے اس سے دشمنی رکھی اس نے تم سے دشمنی رکھی اور جس نے تم سے دشمنی رکھی اس نے مجھ سے دشمنی رکھی اور جس نے اس سے دوستی رکھی اس نے تم سے دوستی رکھی اور جس نے تم سے دوستی رکھی اس نے مجھ سے دوستی رکھی اور یہ فضیلت میں نے اس کے لئے اس لئے قرار دی ہے کہ اس کے صلب سے گیارہ ائمہ قرار دوں گا جو کہ سب کے سب اے محمدؐ! تمہاری ذرّیت اور اولاد بتول سے ہوں گے اور ان میں کا آخری وہ ہے جس کے پیچھے عیسیٰ ابن مریم نماز پڑھیں گے اور وہ زمین کو اسی طرح عدل و انصاف سے پُر کردے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی اسی کے ذریعے سے میں اہل نجات کو نجات دوں گا اور ہلاک ہونے والوں کو اسی کے ذریعے ہلاک کروں گا اسی کے ذریعے سے جہالت اور گمراہی میں گھرے ہوئے لوگوں کو نجات دوں گا اور اسی کے ذریعے بیماروں کو شفا دوں گا میں نے پروردگار سے سوال کیا یہ سب کب ہوگا؟ وحی ہوئی جب علم اٹھ چکا ہوگا، جہالت پھیل چکی ہوگی قرآن پڑھنے والے تو بہت ہوں گے لیکن اس پر عمل کرنے والے کم ہوں گے قتل و غارتگری زیادہ ہوگی ہدایت کرنے والے کم اور گمراہ کرنے والے زیادہ ہوں گے خیانت کرنے والے اور شعراء زیادہ ہوں گے تمہاری امت

اپنی قبروں کو مسجد بنائے گی قرآنوں کو مساجد کی زینت بنادیا جائے گا، ظلم وجور بڑھ جائے گا منکر کاموں کو اعلانیہ اور نیک کاموں کو پوشیدہ طریقے سے انجام دیا جائے گا مرد مرد سے اور عورتیں عورتوں سے اکتفاء کریں گے امراء کافر اور ان کے پیروکار فاجر ان کے مددگار ظالم ہو جائیں گے ان کے اہل علم فاسق ہو جائیں گے ایسے موقع پر تین چاند گرہن واقع ہوں گے ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں اور ایک جزیرۃ العرب میں اور بصرہ تمہاری ذُرّیت کے ایک شخص کے ہاتھوں ویران ہو جائے گا، حسین بن علی علیہما السلام کی اولاد میں سے ایک شخص قیام کرے گا اور مشرق کی جانب سے دجال خروج کرے گا اور سفیان ثوری ظاہر ہوگا، میں نے عرض کیا بارالہا یہ سب فتنے میرے بعد کب رونما ہوں گے؟ تو اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی اور میرے بعد قیامت تک رونما ہونے والے فتنوں جن میں فتنہ بنو امیہ و بنو عباس بھی تھے آگاہ کیا اور میں نے بھی زمین پر آکر اپنے چچا زاد بھائی علی کو ان تمام باتوں سے آگاہ کیا اور خدا کا اس کی تمام گذشتہ و آئندہ نعمتوں پر شکر ادا کیا۔

۲۔ امیر المؤمنین علی (ع) پیغمبر اسلام (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرمایا: جب مجھے آسمانوں پر شب معراج لے جایا گیا تو میرے اللہ نے مجھے وحی کی کہ اے محمدؐ! میں نے زمین پر نظر کی اور تمام مخلوق میں سے تمہیں چن لیا اور تمہیں پیغمبر بنادیا اور تمہارے لئے اپنے نام سے ایک نام منتخب کیا کہ میں محمود ہوں اور تم محمد، پھر دوسری بار زمین پر نگاہ دوڑائی تو علیؑ کو منتخب کیا اور اسے تمہارا وصی وخلیفہ قرار دیا اور تمہاری بیٹی کا شوہر اور تمہاری ذُرّیت کا باپ قرار دیا اور اس کے لئے بھی اپنے اسماء میں سے ایک نام منتخب کیا میں علی اعلیٰ ہوں اور وہ علی ہے اور فاطمہؑ و حسن و حسین کو تم دونوں کے نور سے خلق کیا پھر ان سب کی ولایت کو تمام فرشتوں کے سامنے پیش کیا جس نے بھی اس ولایت کو قبول کیا وہ میرے مقربین میں سے ہے اے محمد (ص) اگر کوئی بندہ میری عبادت

اس قدر کرے کہ بوسیدہ ہو جائے لیکن اگر ان کی ولایت کے بغیر میرے پاس آئے گا تو میں ایسے بندے کو اپنی بہشت میں جگہ نہیں دوں گا اور اسے اپنے عرش کے سائے تلے نہیں لاؤں گا، اے محمد ! کیا تم چاہتے ہو کہ ان کے انوار کو دیکھو میں نے کہا ہاں اے پروردگار مجھے حکم ہوا ذرا اپنے سر کو اوپر کرو اب جو میں نے اپنا سر اوپر کر کے دیکھا تو علی و فاطمہ وحسن وحسین اور نسل حسین سے آنے والے تمام آئمہ علیہم السلام کے انوار دیکھے ان کے درمیان قائم آل محمد علیہم السلام کو چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا ہوا پایا، میں نے پوچھا یہ کون ہے ارشاد ہوا یہ وہ ہے جو حلال کو حلال اور حرام کو حرام کی طرف لوٹائے گا اور میرے دشمنوں سے انتقام لے گا اور تمہارے پیروکاروں کو ظالموں اور کافروں سے نجات دے گا اور یہ وہ ہے جو لات وعزیٰ کی ناکیں رگڑوا دے گا اور ان سب کو آگ لگا دے گا اس دور کے لوگوں کے فتنے سامری کے فتنے سے بھی زیادہ سخت ہوں گے۔

۳۔ جابر بن جعفی کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ انصاری سے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ جب پیغمبر اسلام (ص) پر یہ آیت نازل ہوئی ﴿یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا أَطِیعُوا اللَّهَ وَأَطِیعُوا الرَّسُولَ وَأُولِی الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ تو میں نے آنحضرت (ص) سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ہم نے اللہ اور رسول کو تو پہچانا یہ اولی الامر کون ہیں جن کی اطاعت کو اللہ نے اپنی اور آپ کی اطاعت کی مانند قرار دیا ہے؟ آپ (ص) نے فرمایا: اے جابر وہ میرے جانشین ائمہ مسلمین ہیں جن کے پہلے علی ابن ابی طالب اور آخری مہدی صاحب الزمان ہیں اور علی تورات میں باقر کے نام سے مشہور ہیں اور اے جابر تم علی، حسن، حسین، زین العابدین، ومحمد باقر علیہم السلام سب کی خدمت کا شرف حاصل کر سکو گے اور اس باقر کو میرا سلام کہنا اس کے بعد جعفر صادق وموسیٰ کاظم علی رضا، محمد تقی، علی النقی، حسن عسکری، مہدی آخر الزمان علیہم السلام ہیں اس آخری کا نام میرے

نام پر ہوگا اس کی کنیت میری کنیت ہوگی جو زمین پر حجت خدا ہوگا اور عبادت کرنے والوں میں بقیۃ اللہ ہوگا، شرق وغرب کی زمین کو اس کے ذریعے سے نجات حاصل ہوگی اس کو غیبت حاصل ہوگی، جابر کہتے ہیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ (ص) کیا ان کی غیبت میں ان کے پیروکاروں کے لئے کوئی فائدہ ہوگا؟ آنحضرت (ص) نے فرمایا: "ہاں قسم اس خدا کی جس نے مجھے نبوت پر مبعوث کیا اس کے نور اور اس کی ولایت سے لوگ اسی طرح استفادہ کریں گے جس طرح بادلوں کے پیچھے چھپے ہوئے سورج کے نور سے استفادہ کرتے ہیں اور اے جابر! یہ بات خدا کے پوشیدہ رازوں کی ہے جس کو غیروں سے پنہان رکھنا،

جابر بن یزید جعفی کہتے ہی: جابر بن عبداللہ انصاری امام سجاد (ع) سے ملنے گئے اور دوران گفتگو دیکھا کہ امام باقر (ع) جو کہ بہت چھوٹے تھے وارد ہوئے جیسے ہی جابر نے انھیں دیکھا پہچان گئے اور امام محمد باقر (ع) کو قریب بلا کر پیار کیا اور کہنے لگے بیشک اس کے گیسو اس کی چال رسول اللہ (ص) کی سی ہے پھر پوچھا اے بیٹا آپ کا نام کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا محمد، جابر پوچھا سے کس کے بیٹے ہو؟ جواب دیا علی بن الحسینؑ کے جابر نے کہا قربان جاؤ آپ وہی باقر ہو؟ کہا ہاں پھر امام باقر (ع) نے جابر سے کہا اے جابر! جو امانت میرے جد نے تمہارے سپرد کی ہے اسے میرے سپرد کرو جابر نے کہا مولا آپ کے جد نے مجھے بشارت دی تھی کہ میں اتنا زندہ رہوں گا کہ آپ کی زیارت کرسکوں اور آپ تک آنحضرت (ص) کا سلام پہنچاؤں اور انھیں کسی چیز کی تعلیم نہ دینا کہ وہ تم لوگوں سے زیادہ عالم ہوتے ہیں امام محمد باقر (ع) نے فرمایا: میرے جد نے سچ فرمایا تھا اور جو کچھ میں نے پوچھا اس کے بارے میں بھی میں آپ سے زیادہ عالم ہوں ہم خاندان اہل بیت کو بچپن ہی میں علم وحکمت عطا ہوجاتے ہیں جو فضل ورحمت پروردگار ہے ہم اہل بیت پر۔

۴۔امام علی رضا (ع) اپنے اجداد کے ذریعے امیر المومنین اور وہ پیغمبر اکرم (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''خدا نے مجھ سے بہترین مخلوق کو خلق نہیں کیا ہے، حضرت علی پوچھتے ہیں یا رسول اللہ (ص) آپ بہتر ہیں یا جبرائیل؟ آنحضرت (ص) نے فرمایا: اے علیؑ! اللہ تعالیٰ نے انبیاء مرسلین کو ملائکہ مقربین پر برتری دی ہے اور مجھے تمام انبیاء ورسولوں پر فضیلت دی ہے اور اے علیؑ! میرے بعد تمہیں اور تمہاری نسل سے ہونے والے ائمہؑ کو برتری دی ہے فرشتے ہمارے اور ہمارے محبین کے خادم ہیں اے علیؑ! وہ فرشتے جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے اطراف میں ہیں وہ ہماری ولایت کے ذریعے حمد پروردگار بجالاتے ہیں اور مومنین کے لئے طلب استغفار کرتے ہیں اے علیؑ! اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ آدم وحوا جنت وجہنم زمین وآسمان کو خلق نہ کرتا ہم کیوں نہ ملائکہ سے افضل ہوں جب کہ معرفت پروردگار اور اس کی تسبیح و تقدیس میں ہم نے ان پر سبقت لی ہوئی ہے کیونکہ ہماری ارواح خدا کی سب سے پہلی مخلوق ہیں اس نے ہمیں اپنی توحید وتمجید پر گویائی کے ساتھ خلق کیا ہے پھر ملائکہ کو خلق کیا انھوں نے جب ہماری ارواح کو ایک نور کی صورت میں دیکھا تو ہمارے امور کو بڑا جانا ہم نے ملائکہ کو تسبیح پروردگار سکھائی تاکہ ملائکہ جان جائیں کہ ہم بھی خلق شدہ مخلوق ہیں اور وہ ہماری صفات سے منزہ ہے اس کے بعد سے ملائکہ بھی اس کی تسبیح کرنے لگے اور جب انھوں نے ہماری بزرگواری کو ملاحظہ کیا تو ہم نے تسبیح پروردگار کر کے بتایا کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے اور ہم نے کہا کہ ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ'' اور جب ملائکہ نے مزید ہماری بزرگواری کو ملاحظہ کیا تو ہم نے صدائے تکبیر ''اَللّٰـهُ اَکْبَـرُ'' بلند کی تاکہ وہ سمجھ جائیں کہ تمام بزرگی وبرتری اسی کے لائق ہے اور جب ملائکہ نے ہماری طاقت وقدرت کو ملاحظہ کیا تو ہم نے ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰـهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ'' کہہ کر بتادیا کہ خدائے بزرگ وبرتر سے بڑھ کر کسی کی قدرت وطاقت نہیں ہے لہٰذا ملائکہ نے

بھی ان جملات کو تکرار کیا اور جب ملائکہ نے ہمیں خدا کی طرف سے عطا شدہ نعمات کو ملاحظہ کیا تو ہم نے "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کہا تا کہ ملائکہ سمجھ جائیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ نعمات ہم کو عطا کیں ہیں اس کے مقابل میں ہماری گردنوں پر حقوق ہیں لہٰذا اس طرح سے ملائکہ نے بھی یہ جملات کہے اور ملائکہ نے اللہ کی معرفت اور تسبیح و تحلیل و تمجید اور دیگر رہنمائیاں ہم سے سیکھی ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے آدم کو خلق کیا اور ہمیں ان کے صلب میں قرار دیا اور ملائکہ کو حکم دیا کہ ہماری تعظیم میں انھیں سجدہ کریں انھوں نے خدا کی بندگی اور آدم کی اطاعت واحترام کیا کیونکہ ہم آدم کے صلب میں تھے پس کس طرح ہم ملائکہ سے افضل نہ ہوں جب کہ ان سب نے آدم کے آگے سجدہ کیا، اور جب مجھے معراج پر لے جایا گیا تو جبرائیل نے اذان اور اقامت کہی اور کہا اے محمد (ص) آپ آگے بڑھ کر نماز پڑھائیں میں نے کہا اے جبرائیل! میں آپ سے آگے؟ جبرائیل نے کہا ہاں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو اور خصوصا آپ کو تمام ملائکہ پر برتری دی ہے میں نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی اسی طرح جب ہم لوگ نور کے حجابوں کے قریب پہنچے تو جبرائیل نے کہا اے محمد (ص) آپ آگے بڑھ جائیں میں نے کہا اے جبرائیل! کیا اس مقام پر آپ میرا ساتھ چھوڑ رہیں ہیں تو انھوں نے کہا یا رسول اللہ (ص) یہ میری آخری حد ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے لئے مقرر کی ہے اگر میں اس حد سے آگے بڑھ جاؤں گا تو میرے پر جل جائیں گے پھر جہاں تک خدا کا ارادہ تھا میں وہاں پہنچا اور آواز آئی اے محمد (ص) میں نے کہا "لبیک و سعدیک" آواز آئی میں تمہارا پروردگار ہوں میری ہی عبادت کرو مجھ ہی پر توکل کرو تم میرا نور ہو میرے بندوں کے درمیان اور میرے بندوں کے لئے رسول ہو اور لوگوں کے درمیان میری حجت ہو میری بہشت ان لوگوں کے لئے ہے جو تمہاری پیروی کریں اور جو تمہاری مخالفت کریں ان کے لئے میرا عذاب ہے اور میں نے اپنی کرامت کو تمہارے اوصیاء کے لئے مخصوص قرار دیا ہے اور

اپنے ثواب کو تمہارے پیروکاروں کے لیے قرار دیا ہے، میں نے کہا پروردگار میرے اوصیاء کون لوگ ہیں؟ آواز آئی اے محمد (ص) تمہارے اوصیاء کے نام عرش پر لکھ دیئے گئے ہیں اب جو میں نے عرش کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا اس پر مجھے بارہ نور نظر آئے ہر نور پر سبز رنگ سے اس وصی کا نام لکھا ہوا تھا ان میں کا پہلا علی ابن ابی طالب اور آخری میری امت کا مہدیؑ تھا میں نے کہا اے پروردگار! یہ میرے اوصیاء ہیں؟ آواز آئی ہاں تمہارے بعد یہ لوگ زمین پر میری حجت ہیں اور بہترین وصی و جانشین وخلیفہ ہیں روئے زمین پر مجھے قسم ہے اپنی عزت اور جلال کی کہ ان کے ذریعے سے میں اپنے دین کو غلبہ دوں گا اور بلند کروں گا اور ان کے آخری کے ذریعے سے زمین کو اپنے دشمنوں سے پاک کروں گا اور مشرق ومغرب کو اس کی ملکیت میں دے دوں گا اور ہوا کو اس کا تابع بنادوں گا سخت سے سخت انسان کو اس کا تابع بنادوں گا اپنے فرشتوں کے ذریعے اس کی مدد کروں گا تا کہ وہ میری دعوت کو عام کرے اور لوگوں کو تو خدا کے پرچم تلے جمع کرے پھر اس کی سلطنت کو دوام بخشوں گا اور قیامت تک اختیارات اپنے ان اولیاء کو دیدوں گا۔" وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعالمین وَالصَّلاۃُ علیٰ نَبِیِّنا وَسَلَّمَ تَسلیماً"

پیغمبر اکرم (ص) کی روایات اپنے بعد کے اوصیاء کے بارے میں

۱۔عبدالرحمٰن بن سمرہ کہتے ہیں رسول اللہ (ص) نے فرمایا: جو دین کے مسئلے میں جھگڑا کرتے ہیں ستر پیغمبروں کی زبانی ان پر لعنت کی گئی ہے اور جو آیات الٰہی میں جھگڑا کرتے ہیں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:" کافر لوگ ہیں جو آیات الٰہی میں جھگڑا کرتے ہیں ان کا شہروں میں گھومنا آپ کو دھوکے میں نہ ڈالے" اور جو قرآن کی تفسیر اپنی رائے کے مطابق کرتا ہے تو وہ خدا پر جھوٹ باندھتا ہے اور جو بغیر علم وآگاہی کے فتوا دیتا ہے تو زمین وآسمان کے ملائکہ اس پر لعنت کرتے ہیں ہر بدعت گمراہی ہے اور ضلالت آتش جہنم تک لے جا کر ختم ہوتی

ہے، عبدالرحمٰن بن سمرہ کہتے ہیں میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے راہ نجات بتائیں تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے ابن سمرہ! جب بھی خواہشات نفسانی مختلف ہونے لگیں اور مختلف قسم کے عقاید پیدا ہونے لگیں تو تم علی ابن ابی طالبؑ کی راہ سے نہ ہٹنا اس پر باقی رہنا وہ میرا خلیفہ وجانشین ہے اور میری امت کا امام ہے وہ فاروق اعظم ہے حق کو باطل سے جدا کرنے والا ہے جو بھی جو کچھ اس سے پوچھے گا وہ اس کو جواب دے گا جو اس سے ہدایت چاہے گا اس کی وہ ہدایت کرے گا اور جو بھی اس سے پناہ مانگے گا وہ اسے پناہ دے گا اور جو بھی اس کا دامن تھامے گا وہ اسے نجات دے گا جو بھی اس کی پیروی کرے گا وہ اس کی ہدایت کرے گا اے ابن سمرہ جو بھی اسے دوست رکھے گا وہ نجات پائے گا اور جو بھی اس سے دشمنی کرے گا تو وہ ہلاک ہو جائے گا ،اے ابن سمرہ علی مجھ سے ہے اس کی روح میری روح سے ہے اس کی طینت میری طینت ہے وہ میرا بھائی اور میں اس کا بھائی ہوں وہ میری بیٹی فاطمہؑ سیدہ نساء عالمین کا شوہر ہے اور وہ میری امت کے دو اماموں کا باپ ہے جو دونوں بہشت کے سردار ہیں اور حسینؑ کی نسل سے نو امام ہوں گے جن کا نواں میری امت کا قائم ہوگا جو زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی،

۲۔عبداللہ بن عباس رسول خدا (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے زمین کی طرف نگاہ اٹھائی تو اس سے مجھے چن کر پیغمبر قرار دیا پھر جب دوسری بار نظر اٹھائی تو علی کو چن لیا اور اسے امام بنا دیا پھر مجھے حکم دیا کہ اسے اپنا وصی وجانشین بناؤں علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں وہ میری بیٹی فاطمہ کا شوہر اور حسن وحسین کا باپ ہے جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اور ان سب کو اپنے بندوں پر اپنی حجت قرار دیا ہے اور حسین کی نسل سے ائمہ قرار دیئے ہیں جو میرے دین کے لئے قیام کریں گے اور میری وصیت کو باقی رکھیں گے اور ان کا نواں میرے

اہل بیت کا قائم اور امام آخر الزمان ہوگا جو گفتار و کردار میں میرا شبیہ ہوگا اس کو طولانی غیبت حاصل ہوگی اس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ دین کو غلبہ دے گا اور خدا و ملائکہ کی اسے مدد حاصل ہوگی زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح پُر کردے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔

۳۔امام جعفر صادق (ع) اپنے اجداد کے ذریعے پیغمبر اکرم (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: ''جبرئیل نے پروردگار عالم کی طرف سے میرے لئے یہ حدیث بیان کی کہ ''جو بندہ بھی میری وحدانیت کا محمد (ص) کی نبوت کا علی کی جانشینی کا اور دیگر ائمہ کی جانشینی کا اقرار کرے گا جو میری طرف سے زمین پر حجت ہیں میں اسے اپنی رحمت اور بہشت میں داخل کروں گا اور اپنے عفو و درگزر کے ذریعے اسے جہنم کی آگ سے نجات دوں گا اور اسے اپنی رحمت کے جوار میں انعام و اکرام عطا کروں گا اور اسے اپنے خالص بندوں میں سے قرار دوں گا اگر مجھے ندا کرے گا تو میں لبیک کہوں گا اگر مجھ سے مانگے گا تو میں اس کی اجابت کروں گا اسے عطا کروں گا اگر خاموش رہے تب بھی اسے عطا کروں گا اور جو میرے وحدہ لاشریک ہونے محمد (ص) کی نبوت اور علیؑ و اولاد علیؑ کی جانشینی کا انکار کرے گا تو ایسے شخص نے گویا میری نعمتوں کا انکار کیا میری نشانیوں اور میری کتاب کا انکار کیا ایسا شخص اگر میری طرف مانگنے آئے گا بھی تو میں اسے محروم کروں گا اور مجھے آواز دے گا تو اس کی آواز کو نہیں سنوں گا اگر مجھ سے دعا مانگے گا تو میں اس کی اجابت نہیں کروں گا اگر مجھ سے امید رکھے گا تو میں اسے ناامید کردوں گا اور میں خود اپنی طرف سے بندوں پر ظلم نہیں کرتا ہوں، یہ سن کر جابر ابن عبداللہ انصاری اپنی جگہ سے اٹھے اور پوچھا یا رسول اللہ (ص): علیؑ کی اولاد سے جو آئمہ ہوں گے وہ کون لوگ ہوں گے؟ تو آنحضرتؐ نے فرمایا: وہ حسن و حسین علیہما السلام جو کہ جوانان جنت کے سردار ہیں ان کے بعد سید الساجدین علی بن الحسین علیہما السلام ہیں ان کے بعد محمد بن علی الباقر علیہما السلام ہیں اور تم اے جابر! ان کے

زمانے کو پا کر ان کی خدمت کو پہنچ سکو گے اور جب تم اس کی خدمت میں پہنچو تو میرا اسے سلام کہنا پھر جعفر ابن محمد اور پھر موسیٰ بن جعفر الکاظم علیہما السلام ہیں پھر علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام ہیں پھر محمد بن علی التقی علیہما السلام ہیں پھر علی بن محمد النقی علیہما السلام ہیں پھر حسن بن علی الزکی علیہما السلام ہیں پھر اس کے بیٹے قائم مہدی (عج) ہیں جو زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح پُر کر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی اے جابر! یہ سب میرے جانشین میرے اوصیاء اور میری عترت سے ہیں جو بھی ان کی اطاعت کرے گا گویا اس نے میری اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی گویا اس نے میری نافرمانی کی جس نے بھی ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کیا اس نے گویا میرا انکار کیا خدا نے انھیں کی برکت سے آسمان کو گرنے زمین کو دھنسنے اور لرزنے سے روکے رکھا ہے۔

۴۔ اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں کہ ایک دن علیؑ حسینؑ کا ہاتھ تھام کر لائے اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہا اے لوگو! جس طرح آج میں نے حسینؑ کا ہاتھ پکڑ ہوا ہے اسی طرح ایک دن رسول اللہ (ص) نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجمع سے کہا تھا کہ "اے لوگو! میرے بعد یہ میرا بھائی سب کا سردار اور ہر مسلمان کا امام و رہبر ہے" اور میں یہ کہتا ہوں کہ میرے بعد یہ میرا بیٹا حسینؑ لوگوں کا سردار ہے اس پر بھی اسی طرح ظلم ہوگا جس طرح مجھ پر ظلم ہوا اور یہ میرے بیٹے حسنؑ کے بعد بہترین خلائق ہوگا اور سید الشہداء ہوگا جسے سرزمین کربلا پر شہید کیا جائے گا یہ اور اس کے ساتھی قیامت کے دن شہدا کے لئے باعث خوشی و سرور ہوں گے حسینؑ کے بعد اس کے صلب سے نو خلیفہ خدا ہوں گے جو زمین پر حجت خدا ہوں گے امام مسلمین اور رہبر مؤمنین ہوں گے اور ان کا نواں قائم ہوگا جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ زمین کو نورانی کر دے گا قسم اس خدا کی جس نے میرے چچا زاد بھائی محمد کو نبوت کے لئے منتخب کیا اور مجھے امامت کے لئے مخصوص کیا، یہ وہ وحی آسمانی کے الفاظ ہیں جو

جبرئیل امین کی زبان سے جاری ہو چکے ہیں میں رسول اللہ (ص) کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آنحضرت (ص) سے ان کے بعد کے ائمہؑ کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا: "ستاروں والے آسمان کے خدا کی قسم ہے دن ورات کی قسم ہے کہ مہینوں کی تعداد کے برابر ائمہ ہوں گے سوال کرنے والے نے پوچھا: یا رسول اللہ (ص) وہ لوگ کون ہیں؟ رسول اللہ (ص) نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھتے ہوئے کہا ان میں کا پہلا یہ ہے اور آخری مہدیؑ ہے جس نے بھی ان کی ولایت کو تسلیم کیا اس نے مجھے بھی اپنا ولی قرار دیا جس نے بھی ان سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی جس نے بھی ان کا انکار کیا اس نے میرا انکار کیا جس نے بھی ان کی معرفت حاصل کی اس نے میری معرفت حاصل کی ان ہی کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو حفظ کیا ہوا ہے شہروں کو آباد کیا ہوا ہے اپنے بندوں کو روزی دے رہا ہے ان ہی کے سبب باران رحمت کو برسا رہا ہے زمین کی برکات کو ظاہر کر رہا ہے یہ سب اللہ کے برگزیدہ بندے اور میرے خلیفہ و جانشین ہیں۔

۵۔ امام رضا (ع) اپنے اجداد طاہرین کے ذریعے پیغمبر اکرم (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا: "جو بھی یہ چاہتا ہے کہ میرے دین سے متمسک رہے اور میرے بعد کشتیٔ نجات میں سوار ہو اسے علی ابن ابی طالب (ع) کی اقتداء کرنی چاہئے اس کے دشمن سے دشمنی رکھے اس کے دوست کو دوست رکھے وہ میرا وصی و جانشین ہے میری امت پر میری زندگی میں بھی اور میرے مرنے کے بعد بھی وہ ہر مسلمان کا امام ہے اور ہر مومن کا سردار ہے میرے بعد اس کا قول میرا قول ہے اس کا حکم میرا حکم ہے اس کا منع کرنا میرا منع کرنا ہے اس کا پیروکار میرا پیروکار ہے اس کا مددگار میرا مددگار ہے اسے چھوڑنے والا مجھے چھوڑنے والا ہے پھر آپ (ع) نے فرمایا: جو بھی میرے بعد علیؑ سے جدا ہوگا وہ میری زیارت نہیں کر سکے گا اور نہ میں روز قیامت

اسے دیکھوں گا جو بھی علیؑ کی مخالفت کرے گا خدا نے بہشت کو اس پر حرام کر دیا ہے اس کا ٹھکانا جہنم کی آگ کو قرار دیا ہے اور وہ بہت بُری جگہ ہے اور جو علیؑ کو چھوڑے گا روز قیامت اسے اپنی نظر رحمت سے محروم رکھے گا اور جو علیؑ کی مدد کرے گا خدا قیامت کے دن اس کی مدد کرے گا اور اس کے دم نکلتے وقت اپنی حجت کو اسے تلقین کروائے گا پھر آپؐ نے فرمایا: حسن و حسین علیہما السلام میری امت کے دو امام ہیں اپنے والد کے بعد اور جوانان بہشت کے سردار ہیں اور ان کی ماں تمام خواتین کی سردار ہیں اور ان کے باپ اوصیاء کے سردار ہیں اور حسینؑ کے بعد نو امام ہوں گے جن میں کا نواں قائمؑ ہوگا یہ سب میرے فرزند ہیں ان کی اطاعت میری اطاعت ہے ان کی نافرمانی میری نافرمانی ہے اس کے فضائل کا انکار کرنے والا میرا منکر ہے کیونکہ وہ میری امت کا ولی وناصر وامام ہے جو ہمارے دشمنوں سے ہمارا انتقام لینے والا ہے ﴿سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ﴾

۶۔امام رضا (ع) اپنے اجداد طاہرینؑ کے ذریعے سے پیغمبر اسلام (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میں مخلوقات خدا کا سردار ہوں میں جبرئیل ومیکائیل واسرافیل اور عرش کو اٹھانے والے فرشتوں اور تمام ملائکہ مقربین وانبیاء ورسولوں سے افضل ہوں میں اپنے حوض کوثر پر شفاعت کرنے والا ہوں میں اور علیؑ امت کے دو باپ ہیں جس نے ہمیں پہچانا اس نے خدا کو پہچانا جس نے ہمارا انکار کیا اس نے خدا کا انکار کیا علی کے دونوں بچے حسن وحسین علیہما السلام جوانان جنت کے سردار ہیں فرزندان حسینؑ سے نو امام ہوں گے جن کی اطاعت میری اطاعت ہے جن کی نافرمانی میری نافرمانی ہے ان کا نواں قائم ومہدی (عج) ہے

۷۔علی بن حسن سائح کہتے ہیں میں نے امام حسن عسکری کو یہ کہتے ہوئے سنا ''میرے اجداد نے رسول اللہ (ص) سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے علی ابن ابی طالبؑ سے فرمایا: ''اے علیؑ!

تمہیں وہی دوست رکھے گا جس کی ولادت پاک ہو اور تم سے بغض وہی رکھے گا جس کی ولادت ناپاک ہو تمہاری ولایت کو قبول کرنے والا مؤمن اور تمہاری ولایت کا انکار کرنے والا کافر ہے عبداللہ بن مسعود اٹھ کر کہتے ہیں یارسول اللہ (ص) آپ کے زمانے میں تو علیؑ کو دوست رکھنے والوں کی ولادت کی پاکیزگی اور علی سے دشمنی رکھنے والوں کی ناپاکی کو تو ہم نے پہچان لیا آپ کے بعد کیا ہوگا؟ جب ظاہر میں اظہار اسلام ہوگا اور باطن میں کفر ہوگا؟ آنحضرت نے فرمایا: اے ابن مسعود! علی ابن ابی طالب (ع) میرے بعد تمہارا امام اور میرا جانشین ہے اور جب اس کا انتقال ہو جائے تو اس کا بیٹا حسنؑ تمہارا امام اور میرا جانشین ہوگا اور اس کے انتقال کر جانے کے بعد حسینؑ تمہارے امام اور میرے جانشین ہوں گے ان کا نواں میری امت کا قائم ہے جو زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح دنیا ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی ان کو بھی وہی دوست رکھے گا جس کی ولادت پاک ہوگی ان سے وہی دشمنی و کینہ رکھے گا جس کی ولادت ناپاک ہوگی جو ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرے گا اس نے میرا انکار کیا اور میرا انکار کرنے والے نے گویا خدا کا انکار کیا جس نے ان میں سے کسی ایک کی بھی مخالفت کی اس نے میری مخالفت کی اور جس نے میری مخالفت کی اس نے خدا کی مخالفت کی کیونکہ ان کی اطاعت میری اطاعت ہے اور میری اطاعت خدا کی اطاعت ہے اور ان کی نافرمانی میری نافرمانی ہے اور میری نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے اے ابن مسعود! کہیں ایسا نہ ہو کہ تم ان کے بارے میں شک کرنے لگو ایسا کیا تو کافر ہو جاؤ گے مجھے قسم ہے خدائے وحدہٗ لاشریک کی کہ میں علیؑ یا اس کے فرزندوں کی امامت کے بارے میں کوئی بات بھی بیہودہ یا اپنی خواہشات نفسانی کے مطابق نہیں کرتا ہوں پھر آنحضرت نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا: "اے میرے اللہ! میرے خلفاء اور میرے بعد کے ائمہ کے دوستوں کو تو بھی دوست رکھ اور ان کے

دشمنوں کو تو بھی دشمن رکھ ان کی مدد کرنے والوں کی مدد فرما اں انھیں رسوا کرنے والوں کو تو رسوا فرما اپنی زمین کو اپنے آخری قائم کے ذریعے جو زمین پر تیری حجت ہوگا زمین کو خالی نہ چھوڑنا جو یا آشکار ہوگا یا پوشیدہ تا کہ تیرا دین اور حجت و برہان باقی رہیں پھر آنحضرت (ص) نے فرمایا: ''اے ابن مسعود! یاد رکھو جو بھی ان سے تمسک رکھے گا وہ نجات پائے گا اور جو بھی انکار کرے گا وہ ہلاک ہوگا۔

۸۔سلمان فارسیؓ کہتے ہیں ایک مرتبہ میں پیغمبر اکرم (ص) کے پاس پہنچا تو دیکھا حسین بن علی علیہما السلام پیغمبر کی گود میں بیٹھے ہیں اور پیغمبر ان کی دونوں آنکھوں اور منہ کا بوسہ لیتے جا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں تم امام فرزند امام برادر امام اور ائمہ کے باپ ہو تم حجت خدا ہو اور حجت خدا کے بیٹے ہو اور حجت خدا کے بھائی اور خدا کی نو حجتوں کے باپ ہو تمہارے ہی صلب سے نواں قائم ہوگا۔

۹۔سلمان فارسی کہتے ہیں میں پیغمبر (ص) کی رحلت سے پہلے بیماری کے وقت آنحضرت کے پاس حاضر تھا جناب سیدہؑ داخل ہوئیں جب باپ کو ضعف کے عالم میں دیکھا تو آپ پر گریہ کرنے لگیں رسول اللہ (ص) نے فرمایا: اے فاطمہؑ! کیوں گریہ کر رہی ہو بی بی نے فرمایا: آپ کے بعد اپنے اور اپنے شوہر پر آنے والی مصیبتوں پر پریشان ہوں یہ سن کر آنحضرت کی آنکھوں میں آنسو آگئے پھر آپ نے فرمایا: اے فاطمہؑ! کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے گھرانے کے لئے دنیا کے بجائے آخرت کو اختیار کیا ہے کیونکہ خداوند عالم نے جب زمین پر نگاہ اٹھائی تو اپنی مخلوق میں سے مجھے چنا اور مجھے پیغمبر بنایا پھر دوبارہ زمین کی طرف نگاہ اٹھائی تو ان میں سے تمہارے شوہر علیؑ کو چنا اور مجھے وحی کی کہ تمہاری اس سے شادی کردوں اور اسے اپنا وزیر و جانشین بنادوں اور امت میں اپنا خلیفہ بنادوں پس تمہارا باپ تمام انبیاء رسولوں سے افضل ہے اور تمہارا شوہر تمام اوصیاء سے افضل ہے اور تم میرے اہل میں سب سے پہلے مجھ سے ملاقات

کروگی، پھر خدا نے تیسری بار زمین پر نظر دوڑائی تو تمہیں اور تمہارے دونوں بیٹوں کو چنا تم جنتی عورتوں کی سردار ہو اور تمہارے دونوں بیٹے جوانان جنت کے سردار ہیں تم سے ہونے والے فرزند قیامت تک میرے اوصیاء ہوں گے وہ سب کے سب ہادی ومہدی ہیں ان میں کا پہلا جو میرے بعد میرا وصی ہوگا وہ میرا بھائی علیؑ ہے اس کے بعد حسنؑ اس کے بعد حسینؑ پھر حسینؑ کے بعد نو فرزند ہوں گے جو یکی بعد دیگری میرے اوصیاء ہوں گے بہشت میں خدا کے نزدیک میرے اور میرے جد ابراہیمؑ سے بڑھ کر کسی کا درجہ نہیں ہوگا،

اے بیٹی! کیا تمہیں نہیں معلوم کہ یہ مقام ومنزلت صرف تمہیں حاصل ہے کہ تمہارا شوہر میری امت میں میرے بعد سب سے افضل ترین انسان ہے جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا جو سب سے زیادہ بردبار سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہے حضرت فاطمہؑ یہ باتیں سن کر خوش ہوئیں پھر آنحضرتؐ نے فرمایا: ''اے بیٹی! تیرے شوہر کے ایسے مناقب ہیں جو میری امت میں کسی کے لئے نہیں ہیں اس کا سب سے پہلے مجھ پر ایمان لانا اس کا کتاب خدا کے بارے میں علم رکھنا اور یہ میرے تمام علوم کا وارث ہے جو اس نے مجھ سے سیکھے ہیں جس کی اور کسی کو میں نے تعلیم نہیں دی ہے اللہ تعالی نے جو علوم بھی ملائکہ اور اپنے رسولوں کو تعلیم دیے وہ سب مجھے سکھائے اور مجھے حکم دیا کہ وہ تمام علوم میں علیؑ کو سکھاؤں اور میں نے ایسا ہی کیا میری امت میں علیؑ کے علاوہ کوئی نہیں جو تمام میرے علم وحکمت کو جانتا ہو اور تم اے بیٹی! اس کی زوجہ ہو اس کے دونوں بیٹے حسن وحسین علیہما السلام میرے فرزند ہیں اور ہمارا گھرانہ وہ گھرانہ ہے جسے اللہ تعالی نے چھ خصوصیات عطا کی ہیں جو اولین وآخرین میں سے کسی کو بھی عطا نہیں کی گئیں ہیں ہمارے گھرانے میں سید المرسلین کو قرار دیا جو تمہارا باپ ہے ہمارے گھرانے میں سید الاوصیاء کو قرار دیا جو تمہارا شوہر ہے ہمارے گھرانے میں سید الشہداء کو قرار دیا جو کہ حمزہ بن عبد المطلب تمہارے

باپ کے چچا ہیں فاطمہؑ سوال کرتی ہیں بابا جان وہ ان شہیدوں کے سالار ہیں جو ان کے ساتھ شہید ہوئے ہیں؟ آنحضرت (ص) نے فرمایا: نہیں بلکہ وہ غیر از انبیاء تمام شہداء اولین و آخرین کے سردار ہیں اور ہمارے گھرانے میں جعفر بن ابی طالب کو اللہ تعالیٰ نے بہشت میں دو پروالا قرار دیا ہے جو ملائکہ کے ساتھ پرواز کرتے ہوں گے ہمارے گھرانے میں تمہارے دونوں بیٹوں حسن وحسین علیہما السلام کو جوانان جنت کا سردار قرار دیا ہے مجھے قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس امت کا مہدیؑ ہم میں سے ہے جو زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی، فاطمہؑ کہتی ہیں یہ جن کے آپ نے نام لئے ہیں ان میں سے کون سب سے افضل ہے؟ تو آنحضرت نے فرمایا: میرے بعد میری اُمت میں علیؑ سب سے افضل ہے پھر اس کے دونوں فرزند حسن وحسین علیہما السلام اور ان کے بعد حسین کی نسل سے ہونے والے نو فرزند جن میں کا آخری مہدیؑ ہوگا جو سب سے افضل ہوگا ان کے بعد میرے اہل بیت میں حمزہ وجعفر افضل ہیں ہمارا گھرانہ وہ گھرانہ ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے بجائے آخرت کو اختیار کر لیا ہے پھر رسول اللہ (ص) نے فاطمہؑ اور ان کے دونوں بیٹوں کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا: اے سلمان! میں خدا کو گواہ قرار دے کر کہتا ہوں جو انہیں دوست رکھے گا میں اسے دوست رکھوں گا جو ان سے جنگ کرے گا میں ان سے جنگ کروں گا یہ سب بہشت میں میرے ہمراہ ہوں گے پھر علیؑ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اے میرے بھائی! تمہیں میرے بعد قریش والوں کی طرف سے سختی اٹھانی پڑے گی وہ سب تم پر متحد ہو جائیں گے اور تم پر ستم کریں گے اگر تم نے یاور انصار پائے تو ان سے جہاد کرنا موافقین کے ساتھ مل کر مخالفین سے جنگ کرنا اور اگر یاور وانصار نہ پا سکو تو صبر کی راہ کو اختیار کرنا اور خود کو ہلاکت میں نہ ڈالنا کہ تمہاری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی

تمہارے لئے ہارون کی بہترین سیرت ہے کیونکہ ان کی قوم نے انھیں ضعیف کر دیا تھا اور نزدیک تھا کہ انھیں قتل کر ڈالتے پس تم قریش والوں کے آپس کے اتحاد اور تم سے دشمنی پر صبر کرنا بیشک تم ہارون کی منزلت پر ہو اسی کی پیروی پر باقی رہنا اور وہ لوگ گوسالہ پرستوں کی مانند ان کے پیروکار ہوں گے اے علیؑ! اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اچھے بُرے کی تعلیم دے کر آزاد چھوڑ دیا ہے اگر وہ چاہتا تو سب کو ہدایت کر دیتا کہ حتی دو افراد بھی آپس میں اختلاف نہ کرتے اور اگر چاہتا تو عذاب کے ذریعے کسی بھی ظالم کو آزاد نہیں چھوڑتا تا کہ حق ثابت ہو جاتا مگر اللہ تعالیٰ نے دنیا کو اعمال کی جگہ اور آخرت کو جزا و سزاء کی جگہ قرار دیا ہے تا کہ اچھے اور بُرے اعمال کرنے والے سب اپنے اعمال کی جزاء پا لیں پھر علیؑ نے فرمایا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ شُکْراً عَلیٰ نَعمائِهٖ وَصَبْراً عَلیٰ بَلائِهٖ''

۱۰۔ علی بن عاصم کہتے ہیں امام جواد (ع) اپنے اجداد کے ذریعے امام حسین سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں رسول اللہ (ص) کے پاس گیا تو دیکھا ابی بن کعب آنحضرت (ص) کے قریب بیٹھے ہیں تو آنحضرت نے مجھے دیکھتے ہی کہا مرحبا اے ابا عبداللہ (ع) اے زینت زمین و آسمان ابی بن کہتے ہیں یا رسول اللہ (ص) آپکے علاوہ کون زینت زمین و آسمان ہو سکتا ہے؟ تو آنحضرت (ص) نے فرمایا: ''اے ابی! قسم اس خدا کی جس نے مجھے پیغمبری پر مبعوث کیا حسین ابن علی کا مرتبہ زمین سے زیادہ آسمان پر بلند ہے کیونکہ عرش کے دائیں جانب لکھا ہوا ہے کہ چراغ ہدایت، کشتی نجات، پیشوائے عزت و افتخار و علم و شرف حسین ہے کیوں ایسا نہ ہو؟ جس کے صلب میں پاک پاکیزہ اولاد ہو جو یکی بعد دیگری حجت خدا و چراغ ہدایت و امام امت ہوں اسی کی نسل سے وہ آخری ہادی مہدی ہو گا جس کے لئے اللہ تعالیٰ دنیا کے گوشہ و کنار سے ۳۱۳ افراد اصحاب بدر کی تعداد میں جمع کر کے پیش کرے گا اس کے تمام اصحاب کے حسب و نسب علاقہ و

کنیت ولقب سب لکھے جا چکے ہیں جس جنگ کو بھی نکلے گا اسے کامیابی حاصل ہوگی۔ ایک علم ہوگا جو اس کے ظہور کے وقت خود بخود لہرانے لگے گا گویا وہ کہہ رہا ہوگا اے حجت خدا اب مجھے اٹھانے کا وقت ہو چکا ہے اسی طرح بوقت ظہور اس کے پاس نیام میں رکھی شمشیر نیام سے نکل کر گویا ہوگی کہ اے ولی خدا اب مجھے اٹھا کر دشمنان خدا کو قتل کرنے اور حکم خدا کو جاری کرنے کا وقت آ گیا ہے جبرائیل اس کے دائیں جانب اور میکائیل اس کے بائیں جانب شعیب وصالح اس کے آگے آگے ہوں گے خوش قسمت ہے وہ انسان جو اس کی امامت پر ایمان رکھتا ہوگا کیونکہ اس کی محبت رکھنے والا نجات پائے گا اور اس کا دشمن ہلاک ہوگا۔

۱۱۔ جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ اپنے والد کے ہمراہ مدینہ پہنچا تو دیکھا کہ پیغمبر اکرم (ص) خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں میرے بعد میرے بارہ خلیفہ ہوں گے پھر آنحضرت (ص) کی آواز ہلکی ہوگئی میں نہیں سمجھ سکا کہ آنحضرت (ص) نے مزید کیا کہا ہے جب میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ تو آنحضرت (ص) کے نزدیک بیٹھے تھے آپ نے سنا کہ آنحضرت (ص) کیا کہہ رہے تھے تو میرے باپ نے کہا ہاں آپ (ص) فرما رہے تھے کہ وہ بارہ خلیفہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

۱۲۔ حضرت علی (ع) روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: "میں اور میرے اہل بیت علیہم السلام حضرت آدم (ع) کی خلقت سے چودہ سو سال پہلے خلق کیے گئے ہیں جس وقت آدمؑ کی خلقت ہوئی ہم نور کی صورت میں خدا کی بارگاہ میں تھے جب آدمؑ خلق ہوئے تو ہمارے انوار کو ان کے صلب میں قرار دیدیا گیا پھر ان کے زمین پر آنے کے بعد ہمارے انوار قدسیہ کو صلب نوحؑ پھر صلب ابراہیمؑ پھر پاک پاکیزہ صلبوں میں منتقل کیا گیا پھر آنحضرت نے ارشاد فرمایا: قرآن کی یہ آیات ﴿ وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ ﴾ (سورہ

توبہ آیہ ۱۰۰) اور ﴿وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ (۞) أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ﴾ (سورۂ واقعہ آیہ ۱۰) میرے اوصیاء کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ میں افضل الانبیاء ورسل ہوں اور میرا وصی علی ابن ابی طالب افضل الاوصیاء ہے اور قرآن کی یہ آیات ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ﴾ (سورۂ نساء آیہ ۵۹) ﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ﴾ (سورۂ مائدہ آیہ ۵۵) ﴿وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً ﴾ (سورۂ توبہ آیہ ۱۶.)

سب کے سب میرے بعد آنے والے میرے بارہ جانشینوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں پھر آنحضرت (ص) نے حجۃ الوداع سے واپسی کے موقع پر میدان غدیر میں پہنچ کر میرا ہاتھ پکڑ کر لوگوں کو جمع کر کے ارشاد فرمایا: ''میں جس جس کا مولا ہوں اس اس کا یہ علی مولا ہے اور پھر دعا کے لئے ہاتھ بلند کر کے عرض کیا بار الٰہا اسے دوست رکھنے والوں کو تو بھی دوست رکھنا اس سے دشمنی رکھنے والوں کو دشمن رکھنا پھر آنحضرت پر یہ آیت نازل ہوئی ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ﴾ (سورۂ مائدہ آیہ ۳)

اس وقت ابوبکر وعمر نے اٹھ کر پوچھا یا رسول اللہ (ص) کیا یہ آیات خاص علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں تو آپ نے فرمایا: ''ہاں علیؑ اور اس کے بعد قیامت تک کے میرے اوصیاء کے بارے میں ہیں ان دونوں نے کہا یا رسول اللہ (ص) ذرا ہمارے سامنے اپنے بعد کے اوصیاء کے بارے میں کچھ بیان کریں آنحضرتؐ نے بیان کیا میرے بعد علیؑ جو میرا بھائی اور میرا وزیر و وارث وجانشین ووصی ہے اور میری امت میں ہر مومن کا ولی ہے پھر میرا بیٹا حسنؑ پھر میرا بیٹا حسینؑ پھر حسینؑ کی نسل سے ہونے والے نو فرزند ہیں جو یکے بعد دیگرے آئیں گے قرآن ان کے ساتھ

ہوگا وہ قرآن کے ساتھ ہوں گے وہ قرآن سے جدا نہیں ہوں گے قرآن ان سے جدا نہیں ہوگا یہاں تک یہ سب حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں گے خدا کی قسم ایسا ہی ہے تب ابو بکر و عمر نے بھی کہا کہ بیشک جو کچھ آپؐ نے کہا ہم نے سنا اور ہم اس کی گواہی بھی دیتے ہیں (حضرت علی (ع) سے پیغمبر (ص) کی یہ حدیث سن کر) بعض اصحاب کہنے لگے بیشک اے علیؑ! آپ نے سچ کہا بلکہ ہم نے تو پیغمبر کی زبانی اور بھی بہت سے فضائل آپ کے بارے میں سنے ہیں تو حضرتؑ نے کہا میں تم لوگوں کو خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے رسول اللہ سے جو کچھ سنا ہے بیان کرے، زید بن ارقم اور براء بن عازب وسلمان ابوذر ومقداد وعمار بن یاسر (رضی اللہ عنہم) یہ سب افراد اٹھے اور کہنے لگے ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم کلام پیغمبر کو محفوظ رکھنے والے ہیں ایک دفعہ ہم نے دیکھا اور سنا اور آپ بھی اے علیؑ! رسول اللہ (ص) کے کنارے کھڑے تھے کہ آنحضرت نے فرمایا: "خداوند عالم نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہارے لئے امام اور اپنا وصی وخلیفہ مقرر کروں جس کی اطاعت کو خدا نے اپنی اطاعت قرار دیا ہے اگرچہ پہلے میں منافقین کے طعن وتکذیب سے خوفزدہ ہوا مگر میرے پروردگار نے تاکید کی کہ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو مجھے سزا دے گا لہذا اے لوگوں! خدا نے اپنی کتاب میں تم لوگوں کو نماز کا حکم دیا میں نے تم لوگوں کے لئے اسے بیان کیا پھر زکات وروزہ وحج کا حکم دیا میں نے انھیں بھی تمہارے لئے بیان کیا اور اب خدا نے میرے بعد علیؑ کی ولایت کا حکم دیا ہے اور پھر اس علیؑ کے بعد اس کے دو بیٹے اور پھر حسینؑ کی نسل سے ہونے والے نو بیٹوں کے بارے میں جو قرآن سے کبھی جدا نہیں ہوں گے اور قرآن ان سے جدا نہیں ہوگا یہاں تک کہ قرآن اور یہ لوگ حوض کوثر پر مجھ سے آکر ملاقات کریں گے لہذا میرے بعد تمہارے درمیان علیؑ کا مقام میری طرح کا ہے اپنے تمام امور میں اس کی اطاعت کرنا جو کچھ خدا نے مجھے سکھایا تھا میں نے وہ سب کچھ علیؑ کو سکھا دیا ہے اسے اور اس کے بعد والے اوصیاء کو

تعلیم دینے کی کوشش نہ کرنا اور ان پر سبقت نہ کرنا وہ حق کے ساتھ اور حق ان کے ساتھ ہے حق ان سے ہرگز جدا نہیں ہو سکتا ہے۔

سُلیم کہتے ہیں حضرت علی (ع) نے فرمایا: اے لوگو! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اس آیت ﴿ إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ﴾ (سورۂ احزاب آیہ ۳۳) نازل کی تو رسول اللہ (ص) نے مجھے اور فاطمہؑ کو اور حسن و حسین کو اکٹھا کر کے دعا کی بار الہا میرے اہل بیت یہ ہیں جو میرا گوشت وخون ہیں جو انہیں دوست رکھے تو بھی انہیں دوست رکھنا جو ان سے دشمنی کرے تو بھی ان سے دشمنی کرنا، ام سلمہؑ آ کر کہتی ہیں یا رسول اللہ (ص) کیا میں بھی ان میں سے ہوں آنحضرتؐ نے فرمایا: اے ام سلمہؑ تم خیر پر ہو مگر یہ آیت صرف میرے بھائی علیؑ اور میری بیٹی فاطمہؑ اور میرے بیٹے حسن وحسین اور حسین کی نسل سے تا قیامت آنے والے نو فرزندوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے ہمارے علاوہ کوئی بھی اس آیت میں داخل نہیں ہے سب نے سن کر گواہی دی کہ ہاں ہم سے بھی ام سلمہؓ نے یوں ہی نقل کیا ہے پھر حضرت علی (ع) نے فرمایا: میں تم لوگوں کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ﴾ (سورۂ توبہ آیہ ۱۱۹) تو سلمان نے پوچھا یا رسول اللہ (ص) یہ آیت عام ہے یا خاص؟ تو آنحضرتؐ نے فرمایا: جن لوگوں کو حکم دیا گیا ہے وہ تو تمام مومنین ہیں مگر صادقین سے مراد میرا بھائی علیؑ اور اس کے بعد کے قیامت تک کے اوصیاء ہیں یہ سن کر بھی سب لوگوں نے گواہی دی کہ ہم نے بھی رسول اللہ (ص) سے ایسا ہی سنا ہے پھر حضرت علی (ع) نے فرمایا: "اے لوگو! میں آپ لوگوں کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا ایسا نہیں ہے کہ جب جنگ پر جاتے ہوئے پیغمبرؐ مجھے بچوں اور خواتین پر نگہبان ٹھہرا کر جانے لگے اور میں نے پوچھا تو

آنحضرتؐ نے فرمایا: تمہاری منزلت میرے نزدیک منزلت ہارون کی مانند ہے جو موسیٰ کے نزدیک تھی صرف میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے گا، تو سب اصحاب نے کہا بیشک اسی طرح ہے۔

پھر حضرت علی (ع) نے فرمایا میں تم لوگوں کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا ایسا نہیں ہے جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا ارْکَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّکُمْ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُونَ ﴾ تو سلمان نے اٹھ کر پوچھا یا رسول اللہ (ص) یہ کون لوگ ہیں جن پر آپ گواہی دیں گے اور وہ لوگ دوسرے تمام لوگوں پر گواہی دیں گے جنھیں خدا نے چن لیا ہے تو آنحضرتؐ نے فرمایا: وہ خاص بارہ افراد ہیں" سلمان نے کہا ذرا میرے لئے مزید وضاحت فرمائیں تو آنحضرتؐ نے فرمایا: وہ علیؑ اور اس کے دو بیٹے حسنؑ وحسینؑ اور حسینؑ کی نسل سے تا قیامت آنے والے نو فرزند ہیں، یہ سن کر سب نے گواہی دی کہ بیشک ایسا ہی ہے پھر حضرت علی (ص) نے کہا میں تم لوگوں کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا ایسا نہیں ہے؟ کہ پیغمبر (ص) نے اپنے آخری خطبہ میں یوں ارشاد فرمایا: "أَیُّهَا النَّاسُ إِنِّی تَارِکٌ فِیکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابَ اللَّهِ وَعِتْرَتِی . وَأَهْلَ بَیْتِی .فَتَمَسَّکُوا بِهِمَا لِئَلَّا تَضِلُّوا فَإِنَّ اللَّطِیفَ الْخَبِیرَ أَخْبَرَنِی وَعَهِدَ إِلَیَّ أَنَّهُمَا لَنْ یَفْتَرِقَا حَتَّیٰ یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ "تو عمر خطاب غصہ کے عالم میں اٹھے اور کہا یا رسول اللہ (ص) آپؐ کے سب اہل بیت؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں بلکہ میرا بھائی ومیرا جانشین وخلیفہ ووزیر علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ وحسینؑ اور حسینؑ کی نسل سے آنے والے قیامت تک نو فرزند جو میرے وصی وجانشین اور زمین پر حجت خدا ہوں گے یہ سب حوض کوثر پر مجھ سے آکر ملاقات کریں گے جو زمین پر خدا کی حجت اور علم کے خزانے ومعدن حکمت ہیں جس نے ان کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی، یہ سن کر سب نے گواہی دی کہ بالکل ایسا ہی ہوا ہے حضرت کے اس طرح کے

سوال وجواب کا سلسلہ چلتا رہا اور اصحاب آپ کی ہر بات کی تصدیق کرتے رہے۔

۱۳۔عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا: ''میرے بعد میرے اوصیاء اور خلیفہ اور زمین پر حجت الٰہی بارہ افراد ہوں گے ان میں سے پہلا میرا بھائی اور آخری میرا فرزند ہوگا۔لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ (ص) آپ کا بھائی کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''علی ابن ابی طالب (ع) لوگوں نے پوچھا وہ آخری فرزند آپ کا کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''مہدیؑ'' جو زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح زمین ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی قسم ہے اس خدا کی جس نے مجھے نبوت پر مبعوث کیا اگر دنیا کے اختتام میں ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خداوند عالم اس دن کو اتنا طولانی کرے گا کہ مہدی میرا فرزند ظہور کرے اور عیسیٰ بن مریم آ کر اس کی اقتداء میں نماز پڑھیں اور زمین اس کے نور سے جگمگا اٹھے گی اور شرق غرب میں اس کی حکومت چھا جائے گی۔

۱۴۔عبداللہ بن عباس کہتے ہیں رسول اللہ (ص) نے فرمایا: ''میں سید النبیین ہوں اور علی بن ابی طالب (ع) سید الوصیین ہے اور میرے بعد کے بارہ اوصیاء میں سے پہلا علی بن ابی طالب (ع) ہے اور آخری قائم (عج) ہے

۱۵۔امام جواد (ع) اپنے اجداد طاہرین کے ذریعے سے حضرت علی (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ''میں نے رسول اللہ (ص) کو یہ کہتے ہوئے سنا جو آنحضرت (ص) اپنے اصحاب سے ارشاد فرما رہے تھے کہ شب قدر پر ایمان رکھو کیونکہ وہ شب علی بن ابی طالب (ع) اور اس کے گیارہ فرزندوں کی شب ہے۔

۱۶۔امام جعفر صادق (ع) اپنے اجداد طاہرین علیہم السلام کے ذریعے سے پیغمبر اکرم (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے دنوں میں سے جمعہ کو اور مہینوں

میں سے ماہ رمضان کو اور راتوں میں سے شب قدر کو اور تمام انبیاء میں سے مجھ کو اور میرے خاندان میں سے علیؑ کو انتخاب کیا اور علیؑ کو تمام اوصیاء پر فضیلت دی اور خاندان علیؑ سے حسنؑ و حسینؑ کو چنا اور نسل حسینؑ سے نو فرزندوں کو منتخب کیا جن کا نواں قائم ہے

۱۷۔ حضرت علی (ع) پیغمبر اکرم (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: میرے بعد بارہ امام ہوں گے جو سب کے سب میرے اہل سے ہوں گے خدا نے جو کچھ علم و فہم و حکمت مجھے دیا ہے وہ انھیں عطا کرے گا انھیں خدا نے میری طینت سے خلق کیا ہے لعنت ہو ان پر جو ان پر سبقت کریں اور میرے رشتہ کو ان سے منقطع کریں ایسے لوگ میری شفاعت سے محروم رہیں گے۔

۱۸۔ حضرت علی (ع) پیغمبر اسلام (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''میرے بعد بارہ ائمہ ہوں گے اے علی جن کے اول تم ہو اور آخری قائم ہے جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ شرق و غرب کی فتح دے گا۔

۱۹۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ (ص) کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ دردائیل نام کا ایک فرشتہ تھا جس کے ۱۶۰۰۰ پر تھے اور اس کے دونوں طرف کے بالوں کے درمیان کی ہوا زمین و آسمان کے اندازہ کی ہوگی ایک دن اس فرشتے نے اپنے آپ سے کہا کیا میرے پروردگار سے بھی بالاتر کوئی چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اس کی گفتگو کو جان کر اسے دگنے پر عطا کر دیئے اس طرح ۳۲۰۰۰ پر اس کے ہو گئے پھر خدا نے اسے وحی کی کہ تم پرواز کرو اس نے پچاس ہزار سال کے برابر پرواز کی تو کہیں عرش کے کسی ایک ستون تک پہنچا جب خدا نے جانا کہ وہ پریشانی میں مبتلا ہے تو اسے وحی کی ''اے فرشتے! تم اپنی جگہ پر لوٹ جاؤ کہ میں ہر چیز سے عظیم ہوں اور ہر چیز کے مقام سے میرا مقام بڑا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی کسی خطاء پر اس کے پر جدا کر کے اسے

ملائکہ کے صفوں سے نکال دیا، اور جب شب جمعہ حسین ابن علی علیہما السلام کی ولادت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے داروغہ جہنم کو وحی کی کہ محمدؐ کے گھر جو مبارک بچہ پیدا ہوا ہے اس کی برکت سے جہنم کی آگ کو بجھا دو اور پھر رضوان جنت کو وحی کی کہ اس مبارک بچے کی ولادت کی مناسبت سے بہشت کو مزید مزین کردو اور معطر کردو اور پھر اللہ تعالیٰ نے حور العین کو وحی کی کہ اس نومولود کی خوشی میں تم لوگ اپنے آپ کو آراستہ کرو اور ایک دوسرے کے یہاں جا کر مبارک باد پیش کرو پھر جبرائیل کو وحی کی کہ تم ہزار ملائکہ کی ہزار فوج کو (جو فوج دس لاکھ فرشتوں پر مشتمل تھی) ابلق نامی گھوڑوں پر سوار (جن کی زین دُر یا قوت کی تھی) نورانی طبقات لے کر میرے رسول کے پاس مبارک باد پیش کرنے کو جاؤ مبارک باد دینے کے بعد محمدؐ سے کہو کہ میں نے اس بچہ کا نام حسینؑ رکھا ہے اور یہ بھی خبر دیدینا کہ اے محمدؐ! آپ کی امت کے شریر لوگ اسے قتل کردیں گے لہٰذا لعنت ہو اسے قتل کرنے والوں اور قاتلوں کی سواری کو ہنکانے والوں اور ان کی پیروی کرنے والوں پر میں ایسے لوگوں سے بیزار ہوں کیونکہ قیامت کے دن ایسے شخص سے بڑا کوئی گناہ گار نہیں ہوگا اور قیامت کے دن حسینؑ کا قاتل مشرکین کے ہمراہ آتش جہنم کی طرف کھینچ کر لایا جائے گا، آنحضرتؐ نے فرمایا: پیغام خداوندی لے کر جب جبرائیل زمین کی طرف آرہے تھے تو ان کا گزر" دردائیل " سے ہوا دردائیل نے ان سے کہا اے جبرائیل! یہ کیسی شب ہے آسمان پر کیا اہل زمین پر قیامت واقع ہوئی ہے؟ انھوں نے کہا نہیں بلکہ محمد (ص) کے گھر ایک بچے کی ولادت ہوئی ہے جس کی تبریک وتہنیت کے لئے مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اس فرشتہ نے کہا اے جبرائیل آپ کو اس خدا کی قسم جس نے ہم سب کو پیدا کیا ہے میری طرف سے بھی محمدؐ کو سلام مبارک باد پہنچا دینا اور ان سے کہنا کہ اس مولود کے حق کی قسم اپنے پروردگار سے دعا کریں کہ وہ میری خطا سے درگزر کردے اور مجھے میرے پر لوٹا دے اور مجھے دوبارہ سے ملائکہ کی صف میں لوٹا دے جبرائیل

پیغمبر (ص) پر نازل ہو کر جس طرح خداوند عالم نے کہا تھا تہنیت اور تعزیت دونوں پیش کرتے ہیں تو پیغمبر (ص) نے کہا کیا واقعا میری امت اسے قتل کردے گی جبرائیلؑ نے کہا ہاں تو پیغمبر (ص) نے کہا تو پھر وہ میری امت نہیں ہے میں اس سے بیزار ہوں جبرائیلؑ نے کہا اے محمد میں بھی ایسی قوم سے بیزار ہوں پھر جبرائیل نے فاطمہؑ کو بھی جب تہنیت اور تعزیت پیش کی تو بی بی نے گریہ کیا اور کہا کاش میں نے اس بچے کو جنم ہی نہ دیا ہوتا بیشک میرے حسینؑ کا قاتل جہنمی ہوگا پیغمبر (ص) نے کہا بیٹی فاطمہؑ میں بھی اس کی گواہی دیتا ہوں کہ حسینؑ اس وقت تک قتل نہیں کیا جائے گا جب تک اس کی نسل سے دوسرا امام وہادی نہ آجائے پھر آنحضرت (ص) نے فرمایا: "میرے بعد جو ائمہ ہوں گے ان کے نام یہ ہیں" **علی الھادی وحسن المھتدی وحسین الناصر وعلی بن الحسین المنصور ومحمد بن علی الشافع وجعفر بن محمد النقاع وموسیٰ بن جعفر الامین وعلی بن موسیٰ الرضا ومحمد بن علی الفعال وعلی بن محمد المؤتمن وحسن بن علی العلام وحجة ابن الحسن العسکریؑ** "اور وہ جس کے پیچھے عیسیٰ بن مریم نماز پڑھیں گے القائم (عج) یہ سننے کے بعد فاطمہؑ نے گریہ نہیں کیا پھر جبرائیلؑ نے اس فرشتہ کی داستان کو پیغمبر (ص) کے سامنے نقل کیا تو پیغمبر اسلام (ص) نے حسینؑ کو اسی کپڑے میں لپٹا ہوا آسمان کی طرف بلند کرتے ہوئے دعا کی بار الہا اس مولود کے حق اور اس کے جد محمد (ص) اور ابراہیم واسماعیل واسحاق ویعقوب علیہم السلام کے حق کا واسطہ اگر یہ حسینؑ فرزند علیؑ فاطمہؑ تیرے نزدیک کوئی قدر ومنزلت رکھتا ہے تو تو وردائیل سے راضی ہو جا اور اسے پر عطا کردے اور اسے صف ملائکہ میں واپس لوٹا دے اللہ تعالی نے آنحضرت (ص) کی دعا کو مستجاب کیا اور اس فرشتے کو اپنی مغفرت ورحمت کے سائے تلے لے کر اسے پر عطا کر دیئے اور وہ ملائکہ کی صفوں میں جا کھڑا ہوا بہشت میں وہ فرشتہ غلام

حسین بن علی وفاطمہ بنت محمد (ص) کے عنوان سے پہچانا جاتا ہے۔

۲۰۔ سُلیم بن قیس ہلالی کہتے ہیں میں نے حضرت علی (ع) سے سنا کہ جو بھی آیت پیغمبر (ص) پر نازل ہوئی آپ نے اسے میرے سامنے قرائت کیا اور مجھے اسے لکھوایا اور میں نے اپنے خط میں اسے لکھا اور ان کی تاویل وتفسیر وناسخ ومنسوخ ومحکم ومتشابہ کی آنحضرت (ص) نے مجھے تعلیم دی میں کتاب خدا کی کوئی بھی آیت بھولا نہیں ہوں اور جس علم کی بھی آنحضرت (ص) نے مجھے تعلیم دی میں نے اسے لکھا میں ان کا ایک حرف بھی بھولا نہیں ہوں پھر آنحضرت (ص) نے اپنے ہاتھ کو میرے سینے پر رکھتے ہوئے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ میرے سینے کو علم وفہم وحکمت ونور سے لبریز کردے اور جو کچھ بھی میں نے لکھا ہے وہ میں بھولا نہیں ہوں میں نے آنحضرت (ص) سے کہا کہ یا رسول اللہ: کیا آپ کو اس بات کا خوف ہے کہ میں کچھ فراموش کربیٹھوں؟ آنحضرت (ص) نے فرمایا: اے علیؑ مجھے تمہارے بارے میں نسیان کا خوف نہیں ہے کیونکہ خدا نے تمہارے اور تمہارے بعد کے اوصیاء کے بارے میں میری دعا کو قبول کیا ہے میں نے پوچھا یا رسول اللہ (ص) میرے بعد کے اوصیاء کون ہیں؟ تو آنحضرت (ص) نے فرمایا: وہ لوگ ہیں جن کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت جیسا قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ﴾ یہی لوگ اے علیؑ تمہارے بعد میرے اوصیاء ہیں قرآن ان کے ساتھ ہے اور وہ قرآن کے ساتھ ہیں یہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ یہ دونوں حوض کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے میری امت کی مدد کرے گا اور باران رحمت کو ان پر برسائے گا اور بلا کو ان سے دور کرے گا اور ان کی دعاؤں کو قبول کرے گا، میں نے کہا یا رسول اللہ (ص) ان کے نام ذرا بیان فرمائیں تو آنحضرت (ص) نے فرمایا: میرے بعد اے علیؑ! تم ہو تمہارے بعد میرا بیٹا حسنؑ اور اس کے بعد یہ میرا

حسینؑ ہے پھر علی بن الحسینؑ پھر محمد بن علیؑ پھر جعفر بن محمدؑ پھر موسیٰ بن جعفرؑ پھر علی بن موسی الرضاؑ پھر محمد بن علیؑ پھر علی بن محمدؑ پھر حسن بن علیؑ پھر آخری قائم مہدی (عج) ہوگا جو زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح زمین ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی خدا کی قسم میں ان لوگوں کو بھی پہچانتا ہوں جو رکن ومقام کے درمیان اس کی بیعت کریں گے میں ان کے اسماء والقاب اور قبائل سب سے واقف ہوں۔

پیغمبر (ص) کی روایات غیبتِ حضرت قائم (عج) کے بارے میں

۱۔ جابر بن عبداللہ انصاری رسول خدا (ص) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: ''مہدی میری اولاد میں سے ہے اس کا نام میرے نام پر ہے اس کی کنیت میری کنیت پر ہے وہ اخلاق وکردار میں میرا شبیہ ہے اس کے لئے حیرت انگیز غیبت ہوگی جس کے بارے میں امتیں گمراہ ہو جائیں گی پھر وہ شہاب ثاقب کی طرح ظاہر ہوگا اور زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح دنیا ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی (امام جعفر صادق (ع) سے بھی اسی طرح کی روایت منقول ہے)

۲۔ امام محمد باقر (ع) رسول خدا (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: ''خوش قسمت ہے وہ انسان جو میرے اہل بیت کے قائم کا اس کی غیبت میں اس کے قیام سے پہلے اس کا مطیع ہو اس کے دوستوں کو دوست رکھتا ہو اور اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھتا ہو ایسا شخص قیامت کے دن میری اُمت میں میرے محبوب ترین دوستوں میں سے ہوگا۔

۳۔ ابن عباس رسول خدا (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: ''علی بن ابی طالب (ع) میرے بعد امت کا امام ومیرا خلیفہ ہے اور وہ قائم جو اس کی اولاد سے ہے وہ زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح دنیا ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی قسم اس خدا کی

جس نے مجھے بشیر ونذیر مبعوث کیا جولوگ اس کی غیبت کے دوران اس پر عقیدہ رکھیں گے ان کی فضیلت باقی لوگوں سے بڑھ کر ہے جابر بن عبداللہ انصاری اٹھ کر سوال کرتے ہیں یارسول اللہ (ص) کیااس قائم کے لئے غیبت ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ہاں اس کی غیبت ہی میں مؤمن وکافر کی شناخت ہوگی اوراے جابر یہ غیبت اسرار الٰہی میں سے ہے جواس کے بندوں سے پوشیدہ ہے کہیں ایسانہ ہوکہ تم اس امر میں شک کربیٹھو کیونکہ امر خدامیں شک کرنا کفر ہے۔

امیرالمؤمنین (ع) کی روایات حضرت قائمؑ کے بارے میں

ا۔اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں میں ایک دفعہ امیرالمؤمنین (ع) کے پاس پہنچاتو دیکھا کہ آپ کسی سوچ میں گم ہیں اور انگلی سے زمین پر خط کھینچ رہے ہیں میں نے کہایاامیرالمؤمنین (ع) کیوں آپ فکر میں مشغول ہیں اور زمین پر خط کھینچ رہے ہیں؟ کیازمین پر خلافت کے بارے میں آپ رغبت رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ’’نہیں اللہ کی قسم نہ خلافت نہ دنیا کسی سے کوئی رغبت نہیں رکھتا ہوں مگر میں اس مولود کے بارے میں سوچ رہاہوں جومیری نسل سے گیارھواں فرزند ہوگا جس کانام مہدیؑ ہے جوزمین کواسی طرح عدل وانصاف سے بھردے گا جس طرح زمین ظلم وجور سے بھرچکی ہوگی اوراس کے لئے ایسی حیرت انگیز غیبت ہے جس کے بارے میں کئی قومیں گمراہ ہوجائیں گی اورکئی قومیں ہدایت پاجائیں گی میں نے کہایاامیرالمؤمنین (ع) کیاایسا ہوکررہے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں اے اصبغ !ایساہوکر کے رہے گامیں نے کہاپھراس کے بعد کیاہوگا؟ آپ نے فرمایا: جو خداچاہے گاوہی ہوگا۔

۲۔مختلف طریقوں سے کمیل بن زیاد نخعی سے نقل ہے کہ انھوں نے کہاامیرالمؤمنین علی ابن ابی طالب (ع) نے ایک دفعہ میراہاتھ پکڑااورکوفے سے باہر لے گئے جب صحرامیں پہنچے تو ایک لمبی سانس لیتے ہوئے فرمایا: ’’اے کمیل! یہ قلوب ایسے ظروف ہیں ان میں سب سے اچھاوہی ہے

جو سب سے زیادہ محافظ ہے لہٰذا جو کچھ تم سے کہہ رہا ہوں اسے محفوظ رکھنا کہ لوگ تین قسم کے ہیں ایک عالم ربانی دوسرا متعلم جو راہ نجات پر ہے تیسرے وہ لوگ ہیں جو ہر طرف سے آنے والی ہوا کے جھونکے کی طرف جھک جاتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو نور علم سے استفادہ نہیں کرتے ہیں اے کمیل! علم مال سے بہتر ہے علم تمہارا محافظ ہے اور تم مال کے محافظ ہو علم انفاق کرنے سے بڑھتا ہے مال بانٹنے سے کم ہوتا ہے اے کمیل! دینی دوستی جس سے اطاعت خدا حاصل ہو اور مرنے کے بعد ذکر خدا کیا جائے جب کہ مال میں احسان جتانے سے زوال آتا ہے، اے کمیل! مال جمع کرنے والے زندگانی دنیا میں ہی مُردوں کی مانند ہیں مگر اہل علم ایسے ہیں کہ جب تک زمانہ باقی ہے وہ زندہ ہیں چاہے ان کے جسم مفقود ہو چکے ہوں مگر ان کی صورتیں لوگوں کے دلوں میں محفوظ ہیں پھر آپ نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا: اس میں بہت علم ہے مگر میں کسی کو ایسا نہیں پاتا کہ اس تک اس علم کو منتقل کروں اور وہ محفوظ رکھ سکے اور پھر موقع پر اس کا اظہار کر سکے اور حجت خدا کو لوگوں پر تمام کر سکے، یا ایسے صاحبان علم کو بھی میں نہیں پاتا جو مطیع ہوں اور ان کے قلوب میں شک وشبہات نہ ہوں یاد رکھو یہ دونوں قسم کے لوگ میرے علم کو تحمل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ہیں یا میں ان لوگوں کو پا رہا ہوں جو لذات دنیوی کے حریص ہیں اور آسانی سے شہوات نفسانی کی طرف کھینچے چلے جاتے ہیں یا دوسری طرف ایسے لوگوں کو دیکھتا ہوں جو مال دنیا جمع کرنے کے حریص ہیں یہ دونوں قسم کے لوگ وہ ہیں جو دینی مسائل کی ذرہ برابر بھی رعایت نہیں کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو چوپایوں کی مانند ہیں ایسے حالات میں علم عالم کی موت سے نابود ہو جاتا ہے، ہاں میرا خدا زمین کو قیام کرنے والے کے وجود سے خالی نہیں رکھے گا یا وہ ظاہر ہوگا یا پوشیدہ وخوفزدہ رہے گا تا کہ خدا کی حجت پوری ہو سکے خدا کی قسم اگر چہ اس کے چاہنے والے تعداد کے لحاظ سے برابر ہوں گے مگر منزلت ومرتبہ کے لحاظ سے بڑے ہوں گے انھیں کے ذریعے خدا ا

پنی حجت کی حفاظت کرے گا جو دنیا میں رہتے ہیں اے کمیل! یہ لوگ زمین پر اللہ کے خلیفہ ہوں گے اور اس کے دین کی طرف دعوت دینے والے ہیں آہ مجھے ان کے دیدار کا کتنا شوق ہے میں خدا سے ان کے اور اپنے لئے استغفار کرتا ہوں۔''

۳۔ ابوالطفیل عامر بن واثلہ کہتے ہیں کہ جب ابوبکر کے انتقال کے بعد ہم لوگ عمر بن خطاب کے گرد جمع تھے کہ ایک مدینہ کا یہودی جوان کے عقیدے کے مطابق حضرت ہارونؑ کی نسل سے تھا عمر کے سامنے آ کر کہتا ہے اے امیر المومنین! آپ میں سے کون ہے جو اپنے انبیاء اور اپنے خدا کی آسمانی کتابوں کا علم رکھتا ہے تا کہ میں اس سے اپنے سوالات کروں؟ راوی کہتا ہے عمر بن خطاب نے علی بن ابی طالب (ع) کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ان سے پوچھو، اس نے بڑھ کر پوچھا اے علیؑ! آپ جواب دے سکتے ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا: ''جو پوچھنا ہو پوچھو'' اس نے کہا مجھے تین پھر تین پھر ایک سوال کرنے ہیں آپؑ نے فرمایا: یہ کیوں نہیں کہتے کہ سات سوال کرنے ہیں اس نے کہا کہ یہ میں نے اس لئے کہا کہ پہلے تین سوال کروں گا اگر ان کے جواب ملے تو مزید تین سوال کروں گا اگر ان کے بھی جواب مل گئے تو پھر صرف ایک سوال کروں گا اور اگر پہلے ہی تین سوالوں کے جواب نہ ملے تو پھر کوئی بھی سوال نہیں کروں گا حضرت علی نے فرمایا: تمہیں کس طرح سے معلوم ہوگا کہ جواب صحیح ہے یا نہیں؟ یہودی نے جیب سے ایک پرانی کتاب نکالتے ہوئے کہا یہ کتاب ہے جو مجھے اپنے والدین سے ارث میں ملی ہے جو موسیٰ بن عمران نے ہارون کو لکھوائی ہے جن خصوصیات کا مجھے سوال کرنا ہے وہ اس میں لکھی ہوئی ہیں حضرت علی (ع) نے فرمایا: ''میں اس شرط پر تیرے سوالوں کے جواب دوں گا کہ اگر میرے جواب صحیح ہوں تو تم اسلام لے آؤ گے، یہودی نے کہا خدا کی قسم اگر آپؑ نے میرے سوالوں کے صحیح جواب دیدیئے تو میں آپؑ کے ہاتھوں پر ایمان لے آؤں گا، حضرت علی (ع) نے کہا

پوچھو: اس نے پوچھا سب سے پہلا زمین پر رکھا جانے والا پتھر، سب سے پہلا زمین پر اُگنے والا درخت، سب سے پہلا زمین سے پھوٹنے والا چشمہ؟ حضرت علی (ع) نے جواب دیا سب سے پہلا جو پتھر زمین پر رکھا گیا اس کے بارے میں یہودیوں کا خیال ہے کہ وہ بیت المقدس کا ٹیلہ ہے جب کہ یہ صحیح نہیں ہے بلکہ وہ حجرُ الاسود ہے جسے حضرت آدم (ع) بہشت سے اپنے ہمراہ لائے تھے اور اسے بیت اللہ کا رکن قرار دیا لوگ اسے چومتے ہیں اس کے ذریعے سے اپنے اور خدا کے درمیان اپنے عہد و پیمان کی تجدید کرتے ہیں، یہودی کہتا ہے کہ میں خدا کو گواہ قرار دے کر کہتا ہوں کہ آپؑ نے سچ کہا، پھر حضرت نے فرمایا: سب سے پہلے زمین پر اُگنے والے درخت کے بارے میں یہودیوں کا گمان ہے کہ وہ زیتون کا درخت ہے جب کہ یہ صحیح نہیں بلکہ وہ عجوہ کا درخت ہے جسے آدم و حوا اپنے ہمراہ جنت سے لائے تھے یہودی نے کہا خدا کی قسم یہ جواب بھی آپؑ نے صحیح دیا ہے، حضرت علی (ع) نے فرمایا: اور وہ چشمہ جو روئے زمین پر سب سے پہلے پھوٹا ہے جب کہ یہ صحیح نہیں بلکہ وہ آب حیات کا چشمہ جو روئے زمین پر سب کے لئے پھوٹا اس کے بارے میں یہودیوں کا گمان ہے کہ وہ بیت المقدس کے ٹیلے کے نیچے سے پھوٹا ہے جب کہ یہ صحیح نہیں ہے بلکہ وہ آب حیات کا چشمہ ہے جہاں موسیٰ خضر سے ملاقات کرنے جاتے وقت مچھلی بھول آئے تھے اور جب اس چشمہ کا پانی مچھلی پر پڑا تو وہ زندہ ہو کر پانی میں چلی گئی موسیٰ اور ان کے دوست اس مچھلی کے پیچھے گئے جس کے نتیجے میں ان کی حضرت خضر (ع) سے ملاقات ہوئی، یہودی نے کہا خدا کی قسم یہ جواب بھی آپؑ نے صحیح دیا ہے حضرت علی (ع) نے کہا تم باقی تین بھی پوچھو، اس نے کہا اس امت کے لئے پیغمبر اسلامؐ کے بعد کتنے امام عادل ہیں؟ پیغمبر اسلام کا جنت کے کس حصے میں مقام ہے؟ کون ان کے ساتھ اس مقام میں سکونت کئے ہوئے ہوگا؟ حضرت علی (ع) نے فرمایا: "اے شخص! اس امت کے لئے پیغمبر کے بعد بارہ امام عادل

ہوں گے لوگوں کی مخالفت ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے، یہودی نے کہا خدا کی قسم آپ نے سچ کہا پھر حضرتؑ نے کہا رسول خدا (ص) کی منزلت بہشت کے مقام عدن میں ہے جو بہشت کے درمیان میں واقع ہے جو کہ عرش سے نزدیک ترین مقام ہے یہودی نے کہا خدا کی قسم یہ بھی آپؑ نے صحیح فرمایا: ''اور وہ افراد جو پیغمبر (ص) کے ہمراہ سکونت اختیار کریں گے وہ بارہ امام ہوں گے، یہودی نے کہا خدا کی قسم آپ نے صحیح جواب دیا ہے، پھر حضرتؑ نے فرمایا: ''بقیہ وہ ایک سوال بھی پوچھو، یہودی نے پوچھا رسول خداؐ کے وصی کب تک زندہ رہیں گے وہ اپنی موت مریں گے یا شہید کئے جائیں گے؟ حضرت نے جواب دیا: اے شخص! وہ پیغمبر کے بعد تیس سال زندہ رہے گا پھر اپنی ریش مبارک پر ہاتھ رکھتے ہوئے ایک سرد آہ کھینچی، راوی کہتا ہے یہودی نے اپنی جگہ سے اٹھ کر مولا کے قدموں پر گرتے ہوئے کہا ''اَشْهَدُ اَنْ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللّٰهِ وَاَشْهَدُ اَنَّکَ وَلِیُّ اللّٰهِ وَوَصِیُّ رَسُولِ اللّٰهِ'' (یہی حدیث اسی کتاب میں مزید چار حوالوں کے ساتھ ذکر ہوئی ہے)

۴۔ امام محمد باقر (ع) اپنے اجداد کے ذریعے امیر المومنین (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں کو دوسری چار چیزوں میں مخفی رکھا ہے، ۱۔ اپنی رضا کو اپنی اطاعت میں پوشیدہ رکھا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی اطاعت کو کمتر شمار کرو، ۲۔ اپنے غضب کو معصیت میں پوشیدہ رکھا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی معصیت کو چھوٹا شمار کرو، ۳۔ اپنی حاجت کو اپنی دعا میں پوشیدہ رکھا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس سے دعا کرنے کو چھوٹا شمار کرو، ۴۔ اپنے ولی کو اپنے بندوں میں پوشیدہ رکھا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے بندوں کو کمتر شمار کرو۔

۵۔ عبدالعظیم حسنی امام جواد (ع) سے اور وہ اپنے اجداد طاہرین کے ذریعے سے امیر المومنینؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ''ہمارے قائم کے لئے غیبت ہے جس کی مدت طولانی

ہے گویا اس کی غیبت میں شیعوں کو ایسا دیکھ رہا ہوں کہ جس طرح چوپائے اپنی چراگاہ کی تلاش میں نکلتے ہیں مگر اسے نہیں پاتے، یاد رکھو ایسے دور میں جو اپنے دین پر ثابت قدم رہے گا اس کی غیبت کے طولانی ہونے سے ان کا قلب سخت نہیں ہوگا اور ان کا درجہ قیامت کے دن میرے درجہ کے برابر ہوگا پھر آپؑ نے فرمایا: "جب ہمارا قائم قیام کرے گا تو اس کی گردن پر کسی کی بیعت نہیں ہوگی اسی دلیل کے سبب کہ اس کی ولادت پوشیدہ ہے اور وہ خود بھی غائب ہے" (علی بن احمد بن موسیٰ سے بھی اسی طرح کی روایت نقل ہے)

۶۔ اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ جب حضرت علی (ع) کے سامنے حضرت قائم (عج) کا ذکر آیا تو آپؑ نے فرمایا: "اس کے لئے ایسی غیبت ہوگی کہ نادان لوگ یہ کہہ بیٹھیں گے کہ خدا کو اب آل محمد علیہم السلام کی ضرورت نہیں ہے۔

۷۔ حسین بن خالد امام رضا (ع) سے وہ اپنے اجداد طاہرینؑ کے ذریعے سے حضرت علی (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: "اے حسینؑ! تمہارا نواں فرزند وہی قائم حق ہوگا جو دین خدا کو آشکار کرے گا عدالت کے سائے تلے" حسینؑ کہتے ہیں کیا واقعاً ایسا ہوگا؟ تو حضرتؑ نے فرمایا: "قسم اس خدا کی جس نے محمد (ص) کو نبوت کے ساتھ مبعوث کیا اور ان کو تمام خلائق پر چنا ایسا ہو کر رہے گا لیکن اس طویل غیبت وحیرت کے بعد سوائے مخلص لوگوں کے کوئی بھی باقی نہ رہ سکے گا جو روح الیقین رکھتے ہیں اور خدا نے ہماری ولایت کا ان سے عہد لیا ہے اور ان کے ایمان کو ان کی روح وجان میں استقامت بخشی ہے۔

۸۔ حسین بن عباس بن حریش کہتے ہیں میں نے امام جواد (ع) کو اپنے اجداد کے ذریعے سے امیر المؤمنین (ع) سے نقل کرتے ہوئے سنا ہے کہ آپؑ نے ابن عباس سے فرمایا: ہر سال کی شب قدر میں جو پورے سال کے امور طے ہوتے ہیں ان امور کے والی رسول اللہ (ص) اور ان

کے اوصیاء ہیں، ابن عباس کہتے ہیں: وہ کون لوگ ہیں؟ تو حضرتؑ نے جواب دیا: وہ میں اور میرے گیارہ فرزند ہیں جو میرے صلب سے ہوں گے جو ائمہ و محدث ہوں گے۔

فاطمہ سلام اللہ علیہا کی روایات غیبت قائم (عج) کے بارے میں

ا۔ ابونضرہ کہتے ہیں کہ جب امام محمد باقر (ع) کا وقت رحلت نزدیک ہوا تو آپؑ نے اپنے فرزند امام جعفر صادق (ع) کو بلا کر وصیتیں کیں اور پھر جابر بن عبداللہ انصاری کو بلایا اور کہا اے جابر! مجھے ذرا اس صحیفہ کے بارے میں بتائیں جو آپ نے ہماری جدہ فاطمہؑ کے پاس دیکھا تھا، جابر کہتے ہیں جیسا حکم ہو میرے آقا و مولا جب میں امام حسین (ع) کی ولادت کے موقع پر جناب سیدہؑ کے گھر مبارک باد پیش کرنے کو گیا تو بی بی کے ہاتھ میں میں نے ایک صحیفہ دیکھا میں نے پوچھا: اے خاتون جنت! یہ کیسا صحیفہ آپؑ کے ہاتھ میں ہے؟ تو بی بی نے جواب دیا اے جابر! اس میں میرے فرزندوں کے اسماء تحریر ہیں، میں نے کہا بی بی اگر اجازت ہو تو میں بھی اسے دیکھ لوں؟ بی بی نے جواد دیا اے جابر! اگر منع نہ ہوتا تو میں تمہیں اس صحیفہ کو دکھا دیتی مگر منع کیا گیا ہے کہ اسے سوائے پیغمبر یا اہل بیت پیغمبر کے کوئی نہیں دیکھ سکتا ہے لیکن تمہیں صرف اس بات کی اجازت دی جا سکتی ہے کہ اسے اوپر سے صرف پڑھ سکتے ہو، جابر کہتے ہیں اب جو میں نے اس کے اوپر کا حصہ پڑھا تو اس پر لکھا ہوا تھا:

ا۔ ابوالقاسم محمد بن عبداللہ المصطفیٰ جن کی ماں آمنہ بنت وہب ہیں۔

۲۔ ابوالحسن علی بن ابی طالب المرتضیٰ جن کی ماں فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف ہیں۔

۳۔۴۔ ابو محمد حسن بن علی البرّ و ابو عبداللہ حسین بن علی التقی جن کی ماں فاطمہ بنت محمد (ص) ہیں۔

۵۔ ابو محمد علی بن حسین جن کی ماں شہر بانو بادشاہ یزدگرد کی بیٹی ہیں۔

۶۔ ابو جعفر محمد بن علی الباقر جن کی ماں ام عبداللہ بنت حسن بن علی بن ابی طالب ہیں۔

۷۔ابوعبداللہ جعفر بن محمد الصادق جن کی ماں ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر ہیں۔

۸۔ابوابراہیم موسیٰ بن جعفر الثقہ جن کی ماں کنیز بنام حمیدہ خاتون ہیں۔

۹۔ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضا جن کی ماں کنیز بنام نجمہ خاتون ہیں

۱۰۔ابوجعفر محمد بن علی الزکی جن کی ماں کنیز بنام خیزران خاتون ہیں۔

۱۱۔ابوالحسن بن محمد الامین جن کی ماں کنیز بنام سوسن خاتون ہیں۔

۱۲۔ابومحمد حسن بن علی الرفیق جن کی ماں کنیز بنام سمانہ خاتون اور کنیت ام الحسن ہے۔

۱۳۔ابوالقاسم محمد بن حسن القائم جو کہ حجت خدا ہے مخلوق پر جن کی ماں کنیز بنام نرگس خاتون ہیں۔" صَلَواتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ"

۲۔ابوبصیر امام جعفر صادق (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے بابا محمد باقر (ع) نے جابر بن عبداللہ انصاری کو بلا کر کہا کہ اے جابر! مجھے ذرا آپ سے ایک خاص کام ہے کس وقت آپ کے پاس وقت ہے؟ جابر کہتے ہیں یا بن رسول اللہ (ص) جب آپؑ چاہئیں، تو امام محمد باقر (ع) نے تنہائی میں جابر سے کہا اے جابر! مجھے ذرا اس تختی کے بارے میں بتائیں جو آپ نے میری دادی فاطمہ زہراؑ کے ہاتھ میں دیکھی تھی؟ جابر کہتے ہیں میں خدا کو گواہ ٹھہرا کر کہتا ہوں کہ میں امام حسینؑ کی ولادت کے موقع پر جب رسول اللہ (ص) کے گھر مبارک باد کے لئے گیا تو خاتون جنت کے ہاتھ میں سبز رنگ کی ایک تختی دیکھی جس پر گویا نور آفتاب سے کچھ لکھا ہوا تھا میں نے کہا بنت رسول میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ تختی کیسی ہے؟ بی بی نے فرمایا: یہ تختی اللہ نے اپنے رسول کو ہدیہ دی ہے جس میں میرے ماں باپ اور میرے شوہر دو فرزندوں اور میرے فرزندوں کے تمام اوصیاء کے اسماء درج ہیں جسے رسول خدا (ص) نے مجھے دیا ہے جس سے میں خوش ہوں، جابر کہتے ہیں، آپ کی دادی نے پھر وہ تختی مجھے عطا کی میرے

بابا نے کہا کیا وہ تختی آپ مجھے دکھا سکتے ہیں؟ جابر نے کہا ہاں یہ کہہ کر امام جابر کے ہمراہ ان کے گھر کی طرف چل دیئے گھر پہنچ کر ابھی جابر نے وہ تختی نکالی ہی تھی کہ میرے بابا نے کہا اے جابر! ذرا اس میں دیکھو کہ جو میں پڑھ رہا ہوں وہی اس میں لکھا ہے جب میرے بابا پڑھ کر رکے تو جابر بولے خدا کی قسم یہی کچھ اس تختی پر لکھا ہے جو آپ نے پڑھ کر سنایا ہے اس تختی پر لکھا ہوا ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ کتاب خدائے عزیز وحکیم کی طرف سے ہے محمد کی طرف جو اس کے نور، سفیر، حجاب اور اس کی دلیل ہیں جسے روح الامین نے رب العالمین کی طرف سے اُتارا ہے اے محمد! میرے اسماء کو بڑا شمار کرو اور میری نعمتوں پر میرا شکر ادا کرو، میں تمہارا خدائے وحدہٗ لاشریک ہوں جو ظالم وجابر ومتکبر افراد کو سرنگوں کرنے والا ہوں روز جزاء کا قاضی میں ہی وحدہٗ لاشریک ہوں جو بھی میرے غیر سے امید وابستہ رکھے گا وہ غیر عادل افراد سے بھی خوفزدہ ہوگا اور ایسے شخص کو میں ایسا سخت عذاب دوں گا جو اس سے پہلے کسی کو نہیں دیا ہوگا لہٰذا تم صرف میری ہی عبادت کرو اور مجھ ہی پر توکل کرو، میں نے کسی بھی پیغمبر کو مبعوث نہیں کیا ہے مگر یہ کہ اس کے وقت کے ختم ہونے سے پہلے اس کا وصی مقرر کر دیا ہے میں نے تمہیں تمام انبیاء پر فضیلت دی ہے اور تمہارے وصی کو تمام اوصیاء سے افضل قرار دیا ہے اور تمہیں دو سبط حسن وحسین جیسے عطا کئے ہیں حسن کو اس کے والد کی وفات سے پہلے ہی اپنے علم کا وارث بنا دیا ہے اور حسین کو خازن وحی قرار دیا ہے اور شہادت وسعادت کو اس کے لئے قرار دیا ہے وہ تمام شہداء سے افضل ہوگا میرا کلمہ تامہ اس کے پاس ہے اور میری حجت بالغہ بھی اسی کے پاس ہے اسی کی عترت کے وسیلے سے میں لوگوں کو ثواب وعقاب دوں گا اس کی عترت میں سب سے پہلا علی سید العابدین وزین العابدین ہے جو اپنے دادا کے ہمنام ہے اور اس کا بیٹا اپنے جد کے ہمنام ہے محمد الباقر جو کہ علم کو شگافتہ کرنے والا اور میری حکمت کا معدن ہے اس کے بعد جعفر فرزند باقر ہے جس کے بارے میں

شک کرنے والے ہلاک ہو جائیں گے اس کے بعد موسیٰ فرزند جعفر کو میں نے چنا ہے کیونکہ میری وصیت کا سلسلہ منقطع ہونے والا نہیں ہے اور میری حجت مخفی رہنے والی نہیں ہے۔ جس نے بھی میرے اولیاء کا انکار کیا اس نے میری نعمتوں کا انکار کیا جس نے بھی میری کتاب کی کسی ایک آیت کا بھی انکار کیا اس نے مجھ پر بہتان باندھا، اس کے بعد میں نے علی ابن موسیٰ الرضا کو چنا ہے۔ جس کے دوش پر میں وصایت نبوت کو رکھ کر آزماؤں گا جسے متکبر انسان شہید کرے گا میرے صالح بندے ذوالقرنین کے شہر میں اور بدترین شخص اس کے جوار میں دفن ہوگا مجھ پر فرض ہے کہ اس کی آنکھوں کو اس کے جانشین محمد الجواد سے روشن کروں اور اسے اس کے علم اور معدن حکمت اور محل اسرار اور خلائق پر اپنی حجت قرار دوں بہشت کو اس کا ٹھکانہ قرار دوں اس کی شفاعت اس کے ستر رشتہ داروں کے بارے میں قبول کروں گا جو سب کے سب مستحق عذاب ہو گئے تھے اس کی کمر اس کے بیٹے کے ذریعے سے مضبوط کروں گا جو میری امت پر شاہد و امین ہے پھر اس کے صلب سے اپنے علم کے خزانہ دار حسن کو پیدا کروں پھر اس سلسلہ اولیاء کو اس کے فرزند کے ذریعے سے تکمیل تک پہنچاؤں گا جو کمال موسیٰ بہاء عیسیٰ صبر ایوب رکھتا ہوگا اس کی غیبت کے زمانے میں اس کے چاہنے والوں کے سر اسی طرح ہدیئے دیئے جائیں گے جس طرح ترک و دیلم والے اهداء کرتے ہیں انھیں قتل کیا جائے گا جلایا جائے گا زمین کو ان کے خون سے رنگین کیا جائے گا ان کی عورتوں کے نالہ و فریاد بلند ہوں گے یہی لوگ میرے حقیقی دوست ہیں انھیں کے ذریعے سے ہر فتنہ دور ہوگا اور تمام ظلم و ستم کو ان سے دور کروں گا زنجیروں کو ان سے ہٹا دوں گا یہی وہ لوگ ہیں جن کے پروردگار کی رحمت اور درود کی ان پر بارش ہوگی یہی لوگ حقیقی ہدایت پانے والے ہیں، عبد الرحمٰن سالم کہتے ہیں کہ ابو بصیر نے مجھ سے کہا اگر تم نے اپنی پوری زندگی میں صرف یہی حدیث ہی سنی ہو تب بھی تمہارے لئے کافی ہے لہٰذا ایسی حدیث کو حفظ کر لو اور نا اہل لوگوں سے

اسے پوشیدہ رکھو۔

۳۔ جابر جعفی امام محمد باقر (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے جابر بن عبداللہ انصاری سے نقل کیا کہ ایک دفعہ جب میں بی بی فاطمہ زہرا کی خدمت میں پہنچا تو ان کے سامنے ایک تختی رکھی دیکھی جسے بی بی مسلسل دیکھے جارہی تھیں جس پر بارہ اسماء لکھے ہوئے تھے تین اوپر کی طرف تین نیچے کی طرف تین دائیں جانب اور تین بائیں جانب میں نے سوال کیا بنت رسولؐ یہ کن کے اسماء ہیں؟ تو بی بی نے جواب دیا یہ ان اوصیاء کے اسماء ہیں جن میں کے پہلے میرے والد کے چچازاد بھائی علیؑ ہیں اور میرے گیارہ فرزند ہیں جن کے آخری قائمؑ ہیں جابر کہتے ہیں میں نے ان اسماء میں نام محمد تین جگہ پر اور نام علی چار جگہوں پر پایا۔

امام حسن مجتبیٰ (ع) کی روایات غیبت حضرت قائم (عج) کے بارے میں

ا۔امام جواد (ع) سے روایت ہے کہ ایک دن امیر المؤمنین (ع) امام حسن (ع) اور سلمان فارسی کے ہمراہ مسجد الحرام میں تشریف لا کر بیٹھے تو ایک شخص نے آ کر امیر المؤمنین (ع) کو سلام کیا آپؑ نے جواب دیا وہ بھی بیٹھ گیا اور کہنے لگا مجھے تین سوال پوچھنے ہیں اگر آپؑ نے اُن کے جواب دیدیئے تو میں سمجھوں گا کہ لوگ آپؑ کے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہیں اور ایسے لوگ دنیا و آخرت میں سکون سے نہیں رہ سکیں گے اور اگر آپؑ میرے سوالوں کے جواب نہ دے سکے تو میں سمجھوں گا کہ آپؑ اُن کے ساتھ برابر ہیں امیر المؤمنین (ع) نے فرمایا: جو چاہتے ہو پوچھو، اس نے پوچھا: جب انسان سوتا ہے تو اس کی روح کہاں جاتی ہے؟ اور کس طرح انسان بھولتا ہے اور یاد کر لیتا ہے؟ کس طرح بچے چچاؤں اور ماموں کے شبیہ ہوتے ہیں؟ امیر المؤمنینؑ نے امام حسن مجتبیٰ (ع) کی طرف رخ کر کے کہا اے ابا محمد! تم ذرا اس کے سوالوں کے جواب دیدو، امام حسن مجتبیٰ (ع) نے فرمایا: تمہارا یہ سوال کہ جب انسان سوتا ہے

تو اس کی روح کہاں جاتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ہوا میں معلق رہتی ہے جب صاحب روح اٹھنے کے لئے حرکت کرتا ہے تو اگر خدا چاہتا ہے تو اس کی روح کو پلٹا دیتا ہے اگر نہیں چاہتا تو اسے نہیں پلٹاتا ہے اور تمہارا یہ سوال کہ کس طرح انسان کوئی چیز بھولتا یا یاد کرتا ہے تو یاد رکھو کہ انسان کا قلب ایک ظرف کے اندر ہے جس کے اوپر پردہ پڑا ہوا ہے اگر کوئی شخص محمد وآل محمد (علیہم السلام) پر کامل درود بھیجتا ہے تو اس ڈھکن کو ہٹا دیا جاتا ہے اور قلب انسانی نورانی ہو جاتا ہے اور انسان جو کچھ بھولا بھٹکا ہوتا ہے وہ اسے یاد آجاتا ہے اور اگر محمد وآل محمد (علیہم السلام) پر درود نہیں بھیجتا یا اس کی صلوات ناقص ہوتی ہے تو وہ پردہ پڑا ہی رہتا ہے جس سے قلب تاریک ہو جاتا ہے اور انسان پر فراموشی طاری ہونی شروع ہو جاتی ہے اور یہ جو تم نے سوال کیا کہ فرزند چچاؤں اور ماموؤں کے شبیہ ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جب مرد اپنی زوجہ سے ہمبستری کرنا چاہتا ہے تو اگر اس کا قلب سکون کی حالت میں ہے اور اس کی رگیں اور بدن مضطرب نہیں ہیں تو ایسے وقت میں ٹھہرنے والے نطفہ سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ باپ یا ماں کے شبیہ ہوتا ہے اور اگر ہمبستری قلبی وجسمانی اضطراب کی صورت میں ہو تو اس سے ٹھہرنے والے نطفہ سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس میں چچاؤں یا ماموؤں کی شباہت آتی ہے کیونکہ جسمانی اضطراب کی صورت میں اگر پدری ذرات غالب آگئے تو بچہ چچاؤں اور اگر مادری ذرات غالب آگئے تو بچہ ماموؤں کے شبیہ ہوتا ہے اس شخص نے جوابات ملتے ہی گواہی دی کہ "اَشْهَدُ اَنْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَشْهَدُ اَنَّکَ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَحُجَّةُ اللّٰهِ عَلَی الْخَلْقِ " پھر اس نے تمام آئمہؑ کی نام بنام ولایت کی گواہی دی اور امیر المومنین (ع) کو خدا حافظ کر کے چلا گیا اس کے جانے کے بعد امیر المومنینؑ نے امام حسن (ع) سے کہا ذرا جا کر دیکھو کہ یہ کہاں جاتا ہے امام حسن (ع) کہتے ہیں جیسے ہی اس نے مسجد سے پیر باہر

نکالے میں نے اسے نہیں دیکھا کہ وہ کہاں گیا امام حسن (ع) نے جو یہ آکر خبر دی
تو امیر المومنین (ع) نے فرمایا: اے ابا محمد! کیا تم نے اسے پہچانا وہ خضر پیغمبرؑ تھے۔

۲۔ ابو سعید عقیصا کہتے ہیں جب امام حسن (ع) نے معاویہ سے صلح کی تو بعض لوگ جمع ہو کر آئے اور امامؑ کے صلح کرنے پر سرزنش کرنے لگے امامؑ نے ان سے فرمایا: افسوس ہے تم لوگوں پر تمہیں کیا معلوم کہ میں نے کیا کیا ہے؟ خدا کی قسم یہ کام صرف میں نے اپنے پیروکاروں کے تحفظ کے لئے کیا ہے کہ ان پر سورج کے غروب ہونے سے بہتر ہے کے انہیں روشنی پہنچائے کیا تم لوگوں کو نہیں معلوم کہ میں تمہارا امام ہوں اور صریح روایت پیغمبرؐ کے مطابق میری اطاعت تم لوگوں پر واجب ہے کہ پیغمبرؐ نے فرمایا تھا: ''حسنؑ و حسینؑ جوانان جنت کے سردار ہیں سب نے کہا بیشک ایسا ہی ہے پھر آپ نے کہا کیا تم لوگوں کو معلوم ہے جب حضرت خضرؑ نے کشتی میں سوراخ کیا اور دیوار کی تعمیر کی اور اس جوان کو قتل کیا تو یہ سارے کام حضرت موسیٰ بن عمرانؑ کے غضبناک ہونے کا سبب بنے جب کہ یہ سارے کام حکمت الٰہی کے تحت تھے؟ کیا تم لوگوں کو معلوم ہے کہ ہم میں سے جو بھی امامؑ ہے اس کے زمانے کے لوگوں کی گردنوں پر ان کی بیعت واطاعت واجب ہے اس وقت تک جب ہمارا آخری قائمؑ ظہور کرے گا اور عیسیٰ بن مریمؑ اس کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے؟ خداوند عالم اس کی ولادت کو پوشیدہ رکھے گا اور اسے طولانی غیبت حاصل ہوگی اور وہ میرے بھائی حسینؑ کا نواں فرزند ہوگا خداوند عالم اسے طولانی عمر عطا کرے گا اور اسے ۴۰ سال سے بھی کم سن جوان کی صورت میں ظاہر کرے گا تاکہ لوگ جان لیں کے خدا ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

امام حسین (ع) کی روایات غیبت حضرت قائم (عج) کے بارے میں

۱۔عبدالرحمٰن بن حجاج امام جعفر صادق (ع) سے وہ امام باقر (ع) سے وہ امام سجاد (ع) سے اور وہ امام حسین سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: میری نسل کے نویں فرزند میں ایک نشانی یوسفؑ ہے اور ایک نشانی موسیٰ بن عمران ہے اور وہ ہم اہل بیت کا قائم ہے خداوند عالم ایک ہی رات میں اس کے امور کی اصلاح فرمادے گا (یعنی اسے حکم ظہور دے گا)

۲۔مرد ہمدانی کہتا ہے میں نے امام حسین (ع) کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس امت کا قائم میری نسل سے نواں فرزند ہے جسے طویل غیبت حاصل ہوگی اور اس کی میراث کو اس کی حیات ہی میں تقسیم کرلیا جائے گا۔

۳۔عبدالرحمٰن بن سلیط کہتے ہیں امام حسین (ع) نے فرمایا: ہمارے خاندان کا بارہواں مہدی ہوگا پہلے علی بن ابی طالبؑ ہیں اور آخری جو میرا نواں بیٹا ہوگا وہ امام برحق ہوگا جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ زمین کو زندہ کرے گا اور اس کے ذریعے سے دین حق کو تمام ادیان پر سرفراز کرے گا اگرچہ مشرکوں کو یہ بات بُری ہی کیوں نہ لگے اسے اتنی طولانی غیبت حاصل ہوگی کہ اس میں کئی قومیں مرتد ہو جائیں گی اور کچھ قومیں ثابت قدم رہیں گی اور انہیں اذیتیں دی جائیں گی ناچار ہوکر وہ لوگ کہیں گے کہ آخر یہ وعدہ کب پورا ہوگا؟ یاد رکھو جو بھی اس کے دوران غیبت میں اپنے عقیدے پر ثابت قدم رہے گا اور اذیت و آزار اور جھٹلانے والوں کی باتوں پر بھی صبر کرے گا تو وہ اس مجاہد کی مانند ہے جس نے شمشیر لے کر رسول اللہ (ص) کے ہمراہ جہاد کیا ہو۔

۴۔عبداللہ بن عمر کہتے ہیں میں نے حسین ابن علی (علیہما السلام) کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اگر دنیا کے اختتام میں ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدا اسے اتنا طولانی کرے گا کہ میرا فرزند ظہور کرے گا اور زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ زمین ظلم وجور سے بھر

چکی ہوگی میں نے یہ بات رسول اللہ (ص) سے اسی طرح سنی ہے۔

امام زین العابدین (ع) کی روایات غیبت حضرت قائم (عج) کے بارے میں

ا۔ابوحمزہ کہتے ہیں میں نے امام سجاد (ع) کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد (ص) وعلیؑ اور گیارہ ائمہ علیہم السلام کو اپنے نورِ عظمت سے خلق کیا ہے اور ان کی ارواح کو مخلوقات کی خلقت سے پہلے خلق کیا ہے جو کہ اللہ کی تسبیح وتقدیس کیا کرتے تھے اور یہ سب آل محمد علیہم السلام کے آئمہ ھدیٰ ہیں۔

۲۔ابوخالد کہتے ہیں میں نے امام زین العابدین (ع) سے پوچھا: یابن رسول اللہؐ وہ لوگ جن کی مودت اور اطاعت کو خدا نے واجب قرار دیا ہے کون لوگ ہیں؟ تو آپؑ نے فرمایا: وہ اولی الامر آئمہ ھدیٰ ہیں جن کی اطاعت بعد از خدا اور سول واجب کی گئی ہے وہ امیر المؤمنین علی بن ابیطالبؑ ہیں اور ان کے بعد حسنؑ ان کے بعد حسینؑ پھر ان کے بعد میں ہوں ابوخالد کہتے ہیں یابن رسول اللہؐ میں نے سنا ہے زمین کبھی بھی حجت خدا سے خالی نہیں رہ سکتی ہے لہٰذا آپؑ کے بعد امام اور حجت خدا کون ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا: میرا بیٹا محمد جس کا نام تورات میں باقر یعنی علوم کو شگافتہ کرنے والا ہے وہ میرے بعد امام اور حجت خدا ہے اس کے بعد اس کا بیٹا جعفر ہے جسے آسمانوں میں صادق کہتے ہیں کیونکہ اس کے دور میں امامت کا جھوٹا ادعا جعفر کذاب کرے گا لہٰذا اس کا نام خدا نے ''جعفر صادق'' رکھا ہے اسی طرح کا مسئلہ ہمارے بارہویں قائمؑ کے بارے میں بھی پیش آئے گا جب اسے طولانی غیبت حاصل ہوگی ایسے وقت میں اس کے ظہور کے منتظر لوگ ہر زمانے کے لوگوں سے برتر ہوں گے کیونکہ خدا انہیں ایسی عقل وفہم ومعرفت عطا کرے گا کہ ان کے لئے ان کے امام کی غیبت بمنزلۂ مشاہدہ کے ہوگی اور ایسے لوگ ان مجاھدین کے مانند ہیں جنہوں نے شمشیر لے کر رسول اللہؐ کے ہمراہ جہاد کیا ہو یہی مخلص اور سچے شیعہ ہیں جو

خدا کو اعلانیہ و پنہاں دونوں طریقوں سے پکارنے والے ہیں کیونکہ ظہور کا انتظار سب سے بڑی کامیابی ہے (اس حدیث کو دوسرے حوالوں سے بھی امام سجاد (ع) سے نقل کیا گیا ہے)

۳۔سعید بن جبیر کہتے ہیں میں نے امام زین العابدین (ع) کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہمارے قائم میں انبیاء کی کچھ نشانیاں ہیں آدمؑ و نوحؑ کی نشانی طول عمر کا پانا ہے اور ابراہیمؑ کی نشانی ان کی پوشیدہ ولادت اور لوگوں سے دوری ہے موسیٰؑ کی نشانی خوف اور غیبت ہے عیسیٰؑ کی نشانی لوگوں کا اس کے بارے میں اختلاف کرنا ہے اور ایوبؑ کی نشانی پریشانیوں کا دور ہونا ہے اور محمد رسول خدا (ص) کی نشانی شمشیر کے ساتھ ظہور کرنا ہے۔

۴۔عمرو بن ثابت کہتے ہیں میں نے امام زین العابدین (ع) کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ: "جو ہمارے قائم کی غیبت میں ہماری ولایت پر باقی رہے گا اللہ تعالیٰ اسے ہزار شہداء بدر و احد کا ثواب عطا کرے گا"۔

۵۔ثابت ثمالی امام سجاد (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: یہ آیت ہمارے حق میں نازل ہوئی ہے ﴿وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ﴾ (سورہ احزاب آیہ۶) "یعنی اولی الارحام بعض بعض پر برتری رکھتے ہیں اور آپؑ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ﴾ (سورہ زخرف آیہ۲۸) یعنی "اللہ نے ہدایت (یعنی امامت) کو بعد والوں کے لئے کلمہ "بَاقِيَةً" قرار دیا ہے یعنی امامت تا قیامت نسل حسین ابن علی ابی طالب علیہم السلام سے باقی رہنے والی ہے اور ہمارے قائم کے لئے دو غیبتیں ہیں ایک دوسری سے طولانی ہے پہلی غیبت چھ دن یا چھ ماہ یا چھ سال تک ہوگی اور دوسری غیبت اتنی طولانی ہوگی کہ اس امر میں لوگ شک کرنے لگیں گے اور جن کا یقین قوی اور معرفت صحیح ہوگی ان کے دلوں میں کسی قسم کا کوئی شک و شبہ نہیں آئے گا اور وہ اہل بیتؑ کی اطاعت پر باقی رہیں گے۔

امام محمد باقر (ع) کی روایات غیبتِ حضرت قائم (عج) کے بارے میں

۱۔ام ہانی کہتی ہیں میں نے امام محمد باقر (ع) سے اس آیت کی تاویل کے بارے میں سوال کیا ﴿فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۞ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ﴾ (سورہ تکویر آیہ ۱۵۔۱۶)

تو آپؑ نے فرمایا: ایسا امام جو اپنے زمانے میں اپنے چاہنے والوں سے ۲۶۰ھ کو غائب ہو کر ایک تاریک رات میں شہاب نورانی کی مانند ظاہر ہوگا اگر تم نے اسے دیکھا تو تمہاری آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔

۲۔ابو بصیر امام محمد باقر (ع) سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں ﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَعِينٍ﴾ (سورہ ملک آیہ ۳۰)

"یعنی کہہ دیجئے کہ تمہارا کیا خیال ہے اگر تمہارا سارا پانی زمین کے اندر جذب ہو جائے تو تمہارے لئے چشمہ کا پانی بہا کر کون لائے گا"۔

آپؑ ارشاد فرماتے ہیں: یہ آیت امام قائم کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس کی تاویل خدا کی قسم ابھی ظاہر نہیں ہوئی ہے۔

۳۔ابو حمزہ امام محمد باقر (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے رسول خدا (ع) کو جن وانس پر پیغمبر بنا کر بھیجا اور ان کے بارہ اوصیاء قرار دیئے جن میں سے بعض گزر چکے ہیں اور بعض آنے والے اوصیاء میں بھی حضرت عیسیٰ (ع) کے بارہ اوصیاء کی طرح کے اوصاف پائے جاتے ہیں۔

۴۔محمد بن مسلم کہتے ہیں میں ایک دفعہ امام باقر (ع) کی خدمت میں قائم آل محمد (علیہم السلام) کے بارے میں سوال کرنے کے لئے جیسے ہی پہنچا تو آپؑ نے میرے سوال کرنے سے پہلے فرمادیا: اے محمد بن مسلم! قائم آل محمدؑ میں پانچ انبیاء کی شباہتیں ہیں یونس بن متی یوسف بن

یعقوب موسیٰ بن عمران عیسیٰ بن مریم محمد بن عبداللہ (صلوات اللہ علیہم) یونس بن متی کی طرح بڑھاپے کے باوجود لوٹیں گے تو جوان لوٹیں گے، یوسف بن یعقوبؑ کی طرح خاص و عام سب سے غائب ہوں گے موسیٰ بن عمرانؑ کی طرح طولانی غیبت، خوف وہراس، ولادت کا مخفی ہونا، پیروکاروں کا سختیوں ومصیبتوں میں مبتلا ہونا اور پھر ظہور فرما کر دشمنوں پر غالب آنا اور اپنے پیروکاروں کو دشمنوں کے چنگل سے چھڑانا عیسیٰ بن مریمؑ کی طرح لوگوں کا ان کے بارے میں اختلاف کرنا کسی کا کہنا ہے کہ وہ ابھی پیدا ابھی نہیں ہوئے ہیں اور کسی کا کہنا کہ وہ فوت ہو چکے ہیں کسی کا کہنا کہ وہ قتل ہو چکے ہیں اور اپنے جد محمد مصطفیٰ (ص) کی طرح شمشیر لے کر خروج کرنا اور دشمنان خدا ورسول کو قتل کرنا اور آپؑ کا ایسا رعب طاری ہوگا کے آپؑ کے پرچم کے علاوہ کسی کا بھی پرچم باقی نہیں رہے گا، آپؑ کے قیام کی علامات میں سے شام سے سفیانی کا خروج اور یمن سے یمانی کا خروج اور ماہ رمضان میں ندائے آسمانی کا آنا جس میں منادی آپؑ کو آپؑ کے والد کے نام سے پکارے گا۔

۵۔ جابر جعفی امام باقر (ع) سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان کا امام وقت غائب ہوگا خوش قسمت ہوں گے وہ لوگ جو اس دور کو پائیں گے اور اپنے ایمان پر ثابت قدم رہیں گے کمترین ثواب جوان کو ملے گا وہ یہ کہ خداوند عالم ان سے مخاطب ہو کر کہے گا کہ تم میرے حقیقی بندے ہو میں نے تمہارے نیک اعمال کو قبول کیا تمہاری غلطیوں سے درگذر کیا میں اس حجت کے سبب تمہارے لئے باران رحمت کو برساؤں گا، بلاؤں کو تم سے دور کروں گا اگر وہ نہ ہوتا تو میں تم لوگوں پر عذاب نازل کرتا، جابر پوچھتے ہیں یا بن رسول اللہؐ ایسے وقت میں کونسا بہترین عمل ہے جو انجام دیا جا سکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: حفظ زبان اور خانہ نشینی۔

۶۔ محمد بن مسلم امام محمد باقر (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ہمارا قائم جب ظہور کرے گا تو زمین اس کے خوف سے اپنے خزانے اُگل دے گی خدا اپنے دین کو ان کے ذریعے

تمام ادیان پر غالب کرے گا اگر چہ مشرکوں کو یہ بات بُری ہی کیوں نہ لگے زمین کی کوئی جگہ ویران نہیں رہ جائے گی اور عیسیٰ بن مریم زمین پر آئیں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے محمد بن مسلم کہتے ہیں میں نے پوچھا: یابن رسول اللہ: وہ قائم کب ظہور فرمائیں گے؟ تو آپؑ نے جواب دیا: جب مرد وزن ایک دوسرے کے شبیہ بن جائیں گے اور مرد مرد سے عورتیں عورتوں سے لذت حاصل کریں گی، جھوٹی گواہیاں قبول کی جائیں گی، عادل لوگوں کی گواہی رد کردی جائے گی، خونریزی، زنا، سودخوری عام ہو جائیں گے شریر لوگوں سے ان کی زبان کی بنا پر ان سے پرہیز کیا جائے گا سفیانی شام سے اور یمانی یمن سے خروج کریں گے، روز روشن سورج گرہن ہوگا، آل محمدؐ سے ایک جوان جس کا نام محمد بن حسن یا نفس زکیہ ہوگا وہ رکن و مقام کے درمیان قتل کیا جائے گا، آسمان سے آواز بلند ہوگی کہ حق اس کے شیعوں کے ساتھ ہے ایسے وقت میں ہمارا قائمؑ ظہور کرے گا اور وہ ظہور کر کے خانہ کعبہ سے ٹیک لگا کر بیٹھے گا اور ۳۱۳ مددگار اس کے گرد جمع ہو جائیں گے اس کا سب سے پہلا کلام یہ ہوگا ﴿بَقِيَّةُ اللهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾ (سورہ ھود آیہ ۸۶)

یعنی: "بقیۃ اللہ تم لوگوں کیلئے زیادہ بہتر ہے اگر تم لوگ ایمان لائے ہو تو"۔ پھر وہ کہے گا کہ میں ہوں بقیۃ اللہ اور میں ہی زمین پر حجت خدا ہوں تم سب کے لئے ضروری ہے کہ ان پر اس طرح سے درود بھیجے "اَلسَّلامُ عَلَيْکَ يابَقِيَّةَ اللهِ فِي أَرْضِهِ" اور جب ان کے پاس بیعت کے لئے دس ہزار افراد جمع ہو جائیں گے تو وہ خروج کریں گے زمین پر سوائے خدا کے کوئی معبود باقی نہیں بچے گا جتنے بھی بت پرست وغیرہ ہیں وہ نذر آتش کر دیے جائیں گے اور یہ سب واقعات ان کی طولانی غیبت کے بعد واقع ہوں گے تا کہ خدا جانے کہ کون دوران غیبت اس پر ایمان رکھتا ہے اور کون نہیں رکھتا ہے۔

امام جعفر صادق (ع) کی روایات غیبت حضرت قائم (عج) کے بارے میں

۱۔ صفوان بن مہران امام جعفر صادق (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جس نے تمام آئمہ علیہم السلام کا اقرار کیا مگر مہدی (عج) کا انکار کیا وہ ایسا ہے جس نے تمام انبیاءؑ کی نبوت کا اقرار کیا مگر رسول اللہ (ص) کی نبوت کا انکار کیا، لوگوں نے پوچھا یا بن رسول اللہ: مہدی (عج) آپ کے فرزندوں میں سے ہیں؟ تو آپؑ نے ارشاد فرمایا: ہاں وہ میرا چھٹا فرزند ہوگا جو تم لوگوں سے پوشیدہ ہوگا اس کے نام سے پکارنا تمہارے لئے مناسب نہیں ہے۔

۲۔ مفضل بن عمر کہتے ہیں ایک دفعہ میں امام جعفر صادق (ع) کے پاس پہنچا اور ان سے کہا اے میرے مولا و آقا کاش آپ اپنے وصی کے بارے میں وصیت فرما دیتے تو آپ نے فرمایا: ''میرے بعد امام میرا بیٹا موسیٰ اور میرا آخری جانشین (م ح م د) ہوگا جو حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ کا فرزند ہوگا''۔

۳۔ ابراہیم کرخی کہتے ہیں ایک دفعہ میں امام جعفر صادق (ع) کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہما السلام جو اس وقت نوجوان تھے داخل ہوئے میں ان کے بھی احترام میں اٹھا اور گلے ملا تو اس وقت امام صادق (ع) نے فرمایا: اے ابراہیم کیا تمہیں معلوم ہے کہ میرے بعد تمہارا امام یہی میرا فرزند ہے یاد رکھو کچھ لوگ اس کے بارے میں ہلاک ہوں گے اور کچھ لوگ اس کے ذریعے سے سعادت پائیں گے خدا کی لعنت ہو اس کے قاتل پر خدا اس کا عذاب زیادہ کرے اور یاد رکھو اس کے صلب سے اہل زمین کا بہترین انسان اپنے وقت میں ظاہر ہوگا جو اپنے جدّ امجد کے ہمنام ہوگا اور ان کے علم و احکام و فضائل کا وارث ہوگا اس سے مختلف قسم کی کرامات ظاہر ہوں گی اور وقت کا ظالم انسان اپنے حسد کے نتیجے میں اسے قتل کردے گا پھر خدا اس کے صلب سے آخری امام کو ظاہر کرے گا جو بھی اس بارہویں امام کا منتظر رہا گویا وہ ایسا ہے جس نے

نیام سے شمشیر نکال کر رسول اللہ (ص) کے ہمراہ آپ کا دفاع کیا ہو، راوی کہتا ہے اسی اثنا میں بنی امیہ کے دوستوں میں سے ایک شخص امام کے پاس آیا تو امام نے وہ گفتگو منقطع کر دی دوسرے سال جب میں امامؑ کے پاس گیا اور گفتگو ہوئی تو امامؑ نے فرمایا: اے ابراہیم وہ آخری ایسا ہے جو بڑی سختیوں اور مصیبتوں اور حزن وملال کے بعد ظاہر ہو کر اپنے شیعوں سے یہ ساری باتیں دور کرے گا اور خوش قسمت ہے وہ انسان جو اپنے اس زمانے کو پائے گا، ابراہیم کہتے ہیں اتنا خوش میں کبھی بھی امامؑ کے پاس سے نہیں لوٹا تھا جتنا آج اس خوشخبری کو سن کر لوٹا۔

۴۔ سماعۃ بن مہران کہتے ہیں ایک دفعہ میں ابوبصیر و محمد بن عمران کے ہمراہ مکہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ محمد بن عمران نے کہا میں نے امام جعفر صادق (ع) سے سنا ہے کہ ہم بارہ مہدی ہیں تو ابوبصیر نے بڑھ کر پوچھا تمہیں خدا کی قسم یہ بات تم نے امام جعفر صادق (ع) سے سنی ہے؟ اس نے دو تین بار قسم کھا کر کہا کہ ہاں میں نے یہ بات امام جعفر صادق (ع) سے سنی ہے تو ابوبصیر کہتے ہیں میں نے بھی یہی بات امام باقر (ع) سے سنی ہے (مذکورہ حدیث دوسری اسناد سے بھی ذکر ہوئی ہے۔)

۵۔ مفضل بن عمر کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق (ع) سے سنا کہ آپ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کائنات کی خلقت سے چودہ ہزار سال پہلے چودہ نور خلق کیے جو ہماری ارواح تھیں کسی نے پوچھا یابن رسول اللہ وہ چودہ افراد کون کون ہیں؟ تو آپؑ نے ارشاد فرمایا: محمدؐ وعلیؑ وفاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ اور نسل حسینؑ سے آنے والے فرزند جن میں کا آخری قائمؑ ہوگا جو طولانی غیبت کے بعد ظہور کرے گا اور دجال کو قتل کر کے زمین کو ظلم وجور سے پاک کرے گا۔

۶۔ علی بن رئاب امام جعفر صادق (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام سے اس آیت کی تاویل کے بارے میں سوال کیا ﴿يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِن قَبْلُ﴾ (سورہ انعام آیہ ۱۵۸)

تو امامؑ نے فرمایا: یہ آیت آخری قائمؑ کے بارے میں ہے کہ جو شخص اس کے ظہور کرنے سے پہلے اس پر ایمان نہ لایا ہوگا تو اس کا ایمان لانا فائدہ مند نہیں ہوگا اگر چہ وہ اس کے آباؤ اجداد پر ایمان کیوں نہ رکھتا ہو۔

۷۔ ابراہیم بن ہاشم اپنی اسناد کے ذریعے مفضل بن عمر سے اور وہ امام جعفر صادق (ع) سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: بندوں کی پسندیدہ ترین حالت خدا کے نزدیک وہ حالت ہے جب لوگوں کے درمیان سے حجت خدا مفقود ہو اور اس کا ٹھکانہ بھی لوگوں کو معلوم نہ ہو اور ایسے وقت میں لوگ اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہوں کہ حجت خدا اور آیات الٰہی باطل نہیں ہوا کرتی ہیں اور ایسے وقت میں لوگ صبح وشام اس کے ظہور کے انتظار میں رہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ایسے بندے اس کے اولیاء کے بارے میں شک نہیں کرتے ہیں اور اگر خدا کو معلوم ہو جاتا کہ اس کے بندے اس کی حجت کے بارے میں شک کریں گے تو پلک جھپکنے کے برابر بھی اپنی حجت کو غیبت میں نہیں رکھتا۔

۸۔ یحیٰ بن ابوالقاسم کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق (ع) سے اس آیت ﴿الٓمٓ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَارَیْبَ فِیْهِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ﴾ کی تفسیر پوچھی تو آپ نے فرمایا: "متقین" سے مراد شیعیان علی ہیں اور "غیب" سے مراد غیبت حجت قائمؑ ہے اور اس مطلب پر شاہد یہ آیت ہے ﴿وَیَقُوْلُوْنَ لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا اِنِّیْ مَعَکُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ﴾.

۹۔ سید بن محمد حمیری نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے امام جعفر صادق (ع) سے پوچھا: یابن رسول اللہ: آپ کے اجداد سے کچھ غیبت کے بارے میں ہم تک روایات پہنچی ہیں لہٰذا اس سلسلے میں آپ ذرا مجھے آگاہ فرمائیں کہ وہ غیبت کب واقع ہوگی اور کون سے امام کے زمانے میں

ہوگی؟ آپؑ نے ارشاد فرمایا: میرے چھٹے فرزند کے زمانے میں یہ غیبت واقع ہوگی اور وہ بارہواں امام ہادی ہوگا رسول اللہ (ص) کے بعد جن کے پہلے امام امیر المؤمنین علی بن ابی طالب (ع) اور آخری قائم ہوں گے جو زمین پر بقیۃ اللہ اور صاحب الزمان ہوں گے خدا کی قسم اگر وہ حضرت نوح (ع) کی عمر کے برابر بھی غیبت میں رہیں تو انہیں اس وقت تک موت نہیں آسکتی جب تک وہ ظاہر ہو کر دنیا کو عدل و انصاف سے اسی طرح پر نہ کردیں جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔

۱۰۔ زرارہ بن اعین کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق (ع) کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہمارے آخری قائم کے لئے غیبت ہے اور لوگ اس کے بارے میں شک میں مبتلا ہوں گے بعض کہیں گے وہ ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے ہیں اور بعض کہیں گے والد کی وفات سے دو سال پہلے پیدا ہو چکے ہیں اور یہ وقت ان کے شیعوں کے لئے امتحان کا وقت ہوگا زرارہ کہتے ہیں میں نے پوچھا: یا بن رسول اللہ اگر میں اس وقت کو پالوں تو کون سا عمل انجام دوں؟ تو حضرت نے ارشاد فرمایا: اے زرارہ! اگر تم اس وقت کو پاسکو تو مسلسل اس دعاء کو پڑھو "اَللّٰھُمَّ عَرِّفْنِي نَفْسَکَ فَاِنَّکَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي نَفْسَکَ لَمْ اَعْرِفْ نَبِيَّکَ، اَللّٰھُمَّ عَرِّفْنِي رَسُولَکَ فَاِنَّکَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي رَسُولَکَ لَمْ اَعْرِفْ حُجَّتَکَ، اَللّٰھُمَّ عَرِّفْنِي حُجَّتَکَ فَاِنَّکَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي حُجَّتَکَ ضَلَلْتُ عَنْ دِيْنِي " پھر حضرت نے فرمایا: اے زرارہ! جب مدینہ میں ایک جوان کو بڑے ظالمانہ انداز میں قتل کیا جائے گا تو پھر خدا ان لوگوں کو مہلت نہیں دے گا اور اس وقت قائم کے ظہور کے منتظر رہنا اسی حدیث کو محمد بن اسحاق اور محمد بن حسن نے بھی چھٹے امام سے نقل کیا ہے۔

۱۱۔ عمر بن سالم کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق (ع) سے اس آیت کی تفسیر پوچھی ﴿اَصْلُھَا

ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ﴾ (سورۂ ابراہیم آیہ ۲۴)

تو حضرت نے فرمایا: وہ اصل رسول خدا (ص) ہیں اور فرع امیر المؤمنین (ع) ہیں اور حسن وحسین علیہما السلام اس کے پھل ہیں اور اسکی شاخیں بقیہ نو آئمہ ہیں جو نسل حسینؑ سے ہوں گے اور اس کے پتے ان کے شیعہ ہیں اور جب ان شیعوں میں سے کوئی مرتا ہے تو اس درخت سے ایک پتہ گر جاتا ہے اور پھر جب میں نے امام سے اس آیت ﴿تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا﴾ (سورہ ابراہیم آیہ ۲۵)

کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: ہر سال حج وعمرہ کے موقع پر جو تم لوگوں کو علم امام حاصل ہوتا ہے وہ مراد ہے۔

۱۲۔ ابو بصیر کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق (ع) کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ انبیاء سابق کی تمام سنتیں اور غیبتیں جو ان کے لئے واقع ہوئیں ہم اہل بیتؑ کے قائم کے لئے بھی واقع ہوں گی ابو بصیر کہتے ہیں یا بن رسول اللہ آپ اہل بیت کا قائم کون ہے؟ تو حضرت نے فرمایا: اے ابو بصیر! وہ میرے بیٹے موسیٰ کا پانچواں فرزند ہے جس کے لئے ایسی غیبت ہے کہ جس میں باطل پرست لوگ شک کریں گے پھر اللہ تعالیٰ اسے ظاہر کرے گا اور اسے شرق وغرب پر غالب کر دے گا اور عیسیٰ بن مریمؑ زمین پر آ کر اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور خدا زمین کو اس کے نور سے منور کر دے گا اور زمین کا کوئی ٹکڑا ایسا نہیں ہوگا جو خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت سے خالی ہو صرف دین خدا باقی بچے گا چاہے یہ بات مشرکوں کو بری ہی کیوں نہ لگے۔

۱۳۔ عبید بن زرارہ کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق (ع) کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ موسم حج میں ان کا امام انہیں دیکھ رہا ہوگا مگر وہ اسے نہیں دیکھ پا رہے ہوں گے۔

۱۴۔ امام موسیٰ کاظم (ع) سے روایت ہے کہ میرے بابا امام جعفر صادق (ع) نے اس آیت

﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَعِينٍ﴾ کی تفسیر میں فرمایا: دیکھو اگر تمہارا امام تم سے غائب ہو جاتا ہے تو کون سا نیا امام تمہارے لئے آتا ہے؟۔

۱۵۔ عبداللہ بن سنان امام جعفر صادق (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: عنقریب تمہارے درمیان شبہ پیدا ہوگا اور کوئی اس شبہ سے نجات نہیں پائے گا مگر جو دعائے غریق پڑھتا ہوگا، میں نے کہا دعاء غریق کیا ہے تو آپؑ نے فرمایا: یوں پڑھنا: "یَا اَللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ"۔

۱۶۔ سدیر صیرفی کہتے ہیں ایک دفعہ میں اور مفضل بن عمر اور ابو بصیر اور ابان بن تغلب اپنے مولا و آقا امام جعفر صادق (ع) کے پاس پہنچے تو آپؑ کو خاک پر بیٹھے شدید گریہ کرتے ہوئے پایا تو ہم نے کہا ہمارے ماں باپ آپ پر قربان یابن رسول اللہ یہ آپ کے اس طرح سے رونے کا سبب کیا ہے؟ تو حضرت نے گریہ کو روکتے ہوئے ایک سرد آہ لیتے ہوئے فرمایا: اے سدیر! میں اپنے اس آخری قائم کے زمانے کو یاد کر کے رو رہا ہوں جس کی طولانی غیبت کے ذریعے سے مؤمنین کا امتحان لیا جائے گا اور اس زمانے میں اس کی طویل غیبت کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں شکوک پیدا ہونے لگیں گے جس کی وجہ سے لوگ دین اسلام سے مرتد ہونے لگیں گے جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ﴿وَكُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ﴾ (سورہ اسراء آیہ ۱۳) اس سے مراد وہی ولایت امام ہے پھر آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمارے اس قائم میں تین انبیاء کی خصوصیات کو جاری کرے گا ایک یہ کہ ان کی ولادت موسیٰ (ع) کی مانند پوشیدہ ہوگی اور ان کے ظہور میں تاخیر زمانہ نوح (ع) کی تاخیر کی طرح ہوگی پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان کی طولانی عمر کے ذریعے دلیل قرار دے گا ہم لوگوں نے کہا یابن رسول اللہ اگر ممکن ہو تو ذرا وضاحت کیجئے تو حضرتؑ نے فرمایا: جس طرح ولادت موسیٰؑ کے وقت جب فرعون کے کاہنوں

نے اسے بتایا کہ وہ پیدا ہونے والا بچہ بنی اسرائیل سے ہوگا تو اس نے بیس ہزار سے زیادہ بچوں کو قتل کروا ڈالا مگر پھر بھی وہ موسیٰؑ کو قتل نہ کرسکا کیونکہ وہ خدا کے حفظ و امان میں تھے اسی طرح بنو امیہ و بنو عباس کو جب سے یہ بات پتہ چلی ہے کہ انکی بادشاہت کا خاتمہ ہمارے آخری قائمؑ کے ہاتھوں ہوگا اسی وقت سے وہ ہم آل رسولؐ کے قتل کے درپے ہوگئے ہیں اور انھوں نے ہمیں نابود کرنے پر کمر باندھ لی ہے اور ان کا آخری حدف ہمارے اس آخری قائمؑ کو قتل کرنا ہے مگر خداوند عالم اپنے نور کو مکمل کر کے چھوڑے گا چاہے یہ بات مشرکین کو ناگوار ہی کیوں نہ گزرے اور جس طرح عیسیٰؑ کی غیبت پر یہود و نصاریٰ نے یہ اتفاق رائی کرلیا ہے کہ وہ قتل کردیئے گئے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول کے ذریعے ان کے اس عقیدہ کو فاسد قرار دیا کہ ﴿وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ﴾ تو ہمارے قائمؑ کی غیبت بھی اسی طرح کی ہے کیونکہ ان کی طویل غیبت کی وجہ سے اس وقت کے بعض لوگ بھی انکا انکار کر بیٹھیں گے کوئی کہے گا وہ پیدا ہی نہیں ہوئے ہیں کوئی کہے گا وہ مرچکے ہیں اور کوئی تو اس طرح سے کفر آمیز کلام کرے گا کہ ہمارے گیارہویں امام عقیم تھے (یعنی ان کی کوئی اولاد ہی نہیں تھی) اور کوئی آئمہ کی تعداد بارہ سے بڑھانے کی وجہ سے دین سے خارج ہوجائے گا اور کوئی کہے گا کہ اس قائمؑ کی روح کسی اور کے جسم میں نفوذ کر کے گفتگو کرے گی۔

اور نوحؑ کی طرح ان کے ظہور میں تاخیر ہونے سے مراد یہ ہے کہ جب نوحؑ نے اپنی قوم کے لئے خدا سے عذاب طلب کیا تو خدا نے انہیں جبرئیلؑ کے ذریعے خرمہ کی سات گٹھلیاں بھیجیں اور کہا میرے بندوں پر عذاب کی جلدی نہ کرو پہلے ان پر حجت تمام کرو اور ان گٹھلیوں کو گاڑ دو یہاں تک کہ ان سے درخت نکل کر پھل دینے لگیں اس وقت ہم آپ کا مسئلہ حل کریں گے اور اس بات کی خبر اپنی قوم کو بھی دیدو اور پھر جب طویل عرصہ کے بعد ان سے نکلے

ہوئے درختوں نے پھل دینا شروع کیے تو اللہ تعالیٰ نے دوبارہ نوح کو حکم دیا کہ اس درخت کے پھل کی گٹھلیوں سے اُگنے والے درخت سے پھل آنے تک انتظار کرو یہاں تک کہ نوح کو سات مرتبہ تک یہی حکم آتا رہا اور ہر دفعہ ایمان لانے والے لوگوں میں سے ایک گروہ دین سے مرتد ہوتا گیا یہاں تک کہ ۷۰ یا ۴۰ یا ۱۸ یا ۸ سے زیادہ افراد باقی نہ بچے اور جب صحیح طریقے سے دیندار بے دین سے خالص نا خالص سے جدا ہو گئے تو اس وقت حکم خدا آیا کہ کشتی بناؤ اور جو خالص دیندار افراد ہیں انہیں سوار کرو تا کہ انہیں زمین میں اپنا جانشین بنا سکوں لہٰذا جب نوح نے ایسا کر لیا تو خدا نے تمام کفار کو فنا و نابود کر دیا، اسی طرح ہمارے آخری قائم کی غیبت بھی اتنی طولانی ہوگی کہ پاک طینت پیروکار ناپاک طینت لوگوں سے الگ ہو جائیں تب اللہ تعالیٰ اپنی آخری حجت قائم آل محمد (علیہم السلام) کو بھیجے گا جو زمین کو اسی طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی اور اس کی غیبت کے ساتھ ساتھ خدا اپنے بندۂ صالح خضر کو بھی طولانی عمر دے کر غیبت میں رکھے گا تا کہ قائم کی طولانی عمر اور غیبت میں شک کرنے والوں کے سامنے اپنے بندۂ صالح خضر کی مثال پیش کر سکے۔

۱۷۔ ابو بصیر امام جعفر صادق (علیہ السلام) سے اس آیت ﴿يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا﴾ (سورہ انعام آیہ ۱۵۸) کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: یہ ایمان لانا ہمارے قائم کے ظہور کرنے کے بعد فائدہ مند نہ ہوگا اور آپؑ نے فرمایا: اے ابو بصیر! خوش قسمت ہیں ہمارے وہ شیعہ جو اپنے امام کی غیبت میں اس کے منتظر رہیں گے یہ وہ اولیاء خدا ہیں جن پر نہ کسی قسم کا خوف ہوگا نہ کوئی حزن و ملال۔

۱۸۔ مفضل بن عمر کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق (ع) سے مندرجہ ذیل آیات کے بارے

میں سوال کیے تو آپؑ نے یوں جواب دیے: میں نے پوچھا: ﴿وَاِذِ ابْتَلٰى اِبْرٰهِيْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ﴾ (سورۂ بقرہ آیہ ۱۲۴) میں کلمات سے کیا مراد ہیں؟ تو حضرتؑ نے جواب دیا ان سے وہی کلمات مراد ہیں جن کو حضرت آدم (ع) نے پروردگار عالم سے سیکھ کر زبان پر جاری کیے تھے اور پروردگار کی بارگاہ میں طلب توبہ کی تھی تو ان کی توبہ قبول ہوئی اور وہ کلمات یہ تھے ''اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اِلَّا تُبْتَ عَلَيَّ'' پھر میں نے پوچھا ﴿فَاَتَمَّهُنَّ﴾ سے کیا مراد ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد بارہ امام ہیں جن کا سلسلہ قائم آل محمد پر تمام ہوگا اور وہ نسل حسین (ع) سے ہوں گے، پھر میں نے پوچھا: اچھا ﴿وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ﴾ (سورۂ زخرف آیہ ۲۸) سے کیا مراد ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد امامت ہے جو تا قیامت باقی رہنے والی ہے مفضل کہتے ہیں پھر میں نے پوچھا: یا بن رسول اللہ: کیوں خدا نے بقیہ آئمہ کو نسل امام حسین (ع) میں قرار دیا کیوں نسل امام حسن (ع) میں قرار نہ دیا جب کہ دونوں فرزند رسولؐ اور جوانان جنت کے سردار ہیں؟ تو حضرتؑ نے جواب دیا موسیٰ و ہارون دونوں پیغمبر مرسل اور دونوں بھائی تھے مگر خدا نے نبوت کو نسل ہارون میں قرار دیا نسل موسیٰ میں قرار نہیں دیا کسی کو اس بات کا حق نہیں پہنچتا کہ وہ خدا کے کاموں میں اعتراض کرے امامت خدا کی طرف سے قرار دیا ہوا منصب ہے وہ جس کو چاہے یہ امر عطا کردے وہ اپنے کاموں کے بارے میں سب سے زیادہ آگاہ ہے کسی کو اس کے کاموں میں سوال کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔

امام موسیٰ کاظم (ع) کی روایات غیبت قائم (عج) کے بارے میں

۱۔علی بن جعفر اپنے بھائی امام موسیٰ کاظم (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرتؑ نے فرمایا: میرا پانچواں فرزند جو امام وقت ہوگا اور وہ لوگوں کی نظروں سے جب غائب ہوگا تو لوگوں

کو چاہیے کہ اپنے دین وایمان کو محفوظ کر کے رکھیں کہیں کوئی انکے دین کو برباد نہ کردے اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت امتحان کا وقت ہوگا کہ کون اس امتحان میں ثابت قدم رہتا ہے کسی نے پوچھا وہ آپ کا پانچواں فرزند کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا: فی الحال تم لوگوں کی عقلیں اس مطلب کو سمجھنے سے قاصر ہیں اگر تم میں سے کسی نے اس کے دور کو پالیا تو تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا۔

۲۔ یونس بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں ایک دفعہ میں نے امام موسیٰ کاظم (ع) کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے فرزند رسول! کیا آپؑ حق کو قائم کرنے والے ہیں؟ تو آپؑ نے ارشاد فرمایا: ہاں! میں حق کو قائم کرنے والا ہوں مگر وہ قائم جو پوری زمین کو دشمنان خدا سے پاک کر کے اسے عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح سے دنیا ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی وہ میرا پانچواں فرزند ہے جسے طولانی غیبت حاصل ہوگی ایسے وقت میں کچھ قومیں اپنے دین سے مرتد ہو جائیں گی اور کچھ قومیں اپنے دین پر ثابت قدم رہیں گی، پھر آپؑ نے فرمایا: خوش قسمت ہیں ہمارے وہ شیعہ جو ہمارے قائم کی غیبت کے زمانے کو پائیں گے اور ہم سے متمسک رہیں گے یعنی ہماری دوستی اور ہمارے دشمنوں سے دشمنی پر ثابت قدم رہیں گے وہ ہم سے اور ہم ان سے ہیں انھوں نے ہمیں امامت کے لئے اور ہم نے انہیں اپنا شیعہ ہونے کے حوالے سے قبول کیا ہے لہذا خوش قسمت ہیں ایسے لوگ اور خدا کی قسم ایسے لوگ قیامت کے دن ہمارے ساتھ ہونگے

ہشام بن حکم کا سربراہان مذاہب کے درمیان اثبات حق کرنا

علی اُسواری کہتے ہیں یحیٰی بن خالد ہر ہفتہ کے دن اپنے گھر پر مختلف فرقوں اور مذاہب کلامی کی محفل رکھتے تھے تا کہ مختلف مذاہب والے آپس میں مناظرہ علمی کریں جب ہارون الرشید کو پتہ چلا تو اس نے یحیٰی بن خالد کو بلا کر پوچھا تو انھوں نے کہا ہمارے یہاں صرف ایک علمی اور صلح

آمیز گفتگو ہوتی ہے تا کہ اثبات حق ہو سکے، ہارون الرشید نے کہا میں بھی اس محفل میں شرکت کرنا چاہتا ہوں مگر اس طرح سے کہ کوئی میرے آنے سے متوجہ نہ ہو سکے یحییٰ نے قبول کرلیا ہارون الرشید سادے لباس میں آکر محفل میں بیٹھ گیا اور کسی کو اسکی خبر بھی نہ ہو سکی جب ہشام بن حکم محفل میں داخل ہوئے تو یحییٰ بن خالد نے عبداللہ بن یزید جو ہشام کے مدمقابل نظریہ کا حامل تھا اسے کہا کہ تم ہشام سے امامت پر مناظرہ کرو ہشام نے کہا یہ لوگ نہ ہم سے سوال کرنے کی قدرت رکھتے ہیں اور نہ جواب سننے کی کیونکہ یہ ایسا گروہ ہے جو نہ ہمارے ساتھ ہوتے ہوئے حق کو پہچان سکا اور نہ ہم سے جدا ہو کر حق کو پہچان سکا؟ بنان نامی شخص جو خوارج سے تھا اٹھ کر کہتا ہے اے ہشام! مجھے تم سے ایک سوال پوچھنا ہے وہ یہ کہ اصحاب علی (ع) اس دن جب دو حکم معین ہوئے تھے مؤمن رہے یا کافر ہو گئے تھے؟ ہشام کہتے ہیں لوگ اس وقت تین گروہوں میں تقسیم ہو گئے تھے ایک مؤمنین کا گروہ تھا ایک مشرکین کا گروہ تھا اور ایک گمراہ لوگوں کا گروہ تھا جو مؤمنین کا گروہ تھا وہ میری طرح کہتا تھا کہ علی (ع) اللہ تعالیٰ کی جانب سے امام ہیں اور معاویہ اس منصب کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے اور وہ ہر اس کلام پر جو خدا نے علی (ع) کے بارے میں بیان کیا ہے اعتراف کرتا تھا، اور مشرکین وہ تھے جو یہ کہتے تھے کہ علی (ع) و معاویہ دونوں امام بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں کیونکہ انھوں نے معاویہ کو صلاحیت امامت میں حضرت علی (ع) کے ساتھ شریک کیا لہٰذا وہ مشرک ہوئے اور گمراہ لوگ وہ تھے جو اپنے جذبات و غصے کے سبب دین سے خارج ہو گئے اور وہ خود بھی متوجہ نہ ہو سکے کہ وہ دین سے خارج ہو چکے ہیں، بنان پوچھتا ہے اصحاب معاویہ کون لوگ تھے؟ ہشام جواب دیتے ہیں کہ وہ تین قسم کے لوگ تھے ۱۔ کافر گروہ، ۲۔ مشرک گروہ، ۳۔ گمراہ گروہ، کافر گروہ وہ تھا جو معاویہ کو امامت کے لائق سمجھتا تھا اور علیؑ کو امامت کے لائق نہیں سمجھتا تھا لہٰذا یہ گروہ دو دلیلوں کی وجہ سے

کافر ہوا ایک یہ کہ اللہ کی جانب سے منصوب شدہ امام کا انھوں نے انکار کیا دوسرے یہ کہ ایسے شخص کو جو اللہ کی جانب سے امامت کے لئے منصوب نہیں ہوا تھا اسے امام مانا، اور مشرکین کا گروہ وہی ہے جس نے صلاحیت امامت رکھنے میں معاویہ کو حضرت علی (ع) کا شریک قرار دیا، اور گمراہ لوگ وہ تھے جو اپنی جہالت وگمراہی ونادانی وغصے کے سبب دین سے خارج ہوگئے،

پھر ضرار نامی دوسرا شخص اٹھ کر سوال کرتا ہے (جو کہ خوارج میں سے تھا) کہ اے ہشام! تم امامت کو کس طرح ثابت کرتے ہو؟ ہشام نے کہا جس طرح اللہ نے منصب نبوت کو قرار دیا ہے اسی طرح منصب امامت کو خدا نے نبی کے ذریعے سے قرار دیا ہے لہٰذا چاہے منصب نبوت ہو یا منصب امامت دونوں بحکم پروردگار انجام پائے ہیں، ضرار اس مطلب پر آپ کے پاس کیا دلیل ہے؟ ہشام: کیونکہ ایسی صورت میں کلام تین حالتوں سے خالی نہیں ہے یا تو خدا نے رسول (ص) کے بعد اپنی مخلوق سے ذمہ داریوں کو اٹھا لیا ہے اور ان پر کوئی شرعی ذمہ داری عائد نہیں کی ہے اور انہیں کسی چیز پر امر ونہی نہیں کی ہے اور خلائق چوپایوں کی مانند ہو گئے ہیں کہ کوئی ذمہ داری بھی ان کی گردن پر نہیں ہے اے ضرار! کیا تم اس بات کے قائل ہو؟ اس نے کہا نہیں تو ہشام کہتے ہیں پھر دوسری صورت یہ بنتی ہے کہ رسول (ص) کے بعد لوگوں کا علم اس قدر بڑھ گیا کہ وہ رسول اللہ (ص) کی طرح عالم ہو گئے کہ ان میں سے کوئی بھی اختلاف نہ ہوا اے ضرار! کیا تم اس بات کے قائل ہو؟ اس نے کہا ہرگز ایسا نہیں ہے کہ لوگ ایک دوسرے کی طرف محتاج نہ ہوں تو ہشام کہتے ہیں کہ پھر ایک ہی صورت باقی رہ جاتی ہے وہ یہ کہ کوئی ایسا عالم ہونا چاہیے جسے خود رسول خدا (ص) نے معین کیا ہو اور وہ سہو ونسیان کا مرتکب نہ ہو اور گناہوں سے معصوم ہو اور لوگ اس کی طرف محتاج ہوں وہ لوگوں کا محتاج نہ ہو جس کا نسب معلوم ہو جو اپنے

زمانے میں سب سے زیادہ علم رکھتا ہو تمام لوگوں سے زیادہ شجاع ہو اور سب سے زیادہ سخی ہو کیونکہ جس میں یہ صفات نہیں ہوں گی وہ کہیں نہ کہیں غلطی کرسکتا ہے اور خدا اور رسول (ص) کا معین کردہ ہرگز غلطی نہیں کرسکتا ہے ضرار نے پوچھا آجکل ان صفات کا مالک کون ہے؟ ہشام بولے اس محل کا مالک امیر المومنین، ہارون الرشید ہشام کا یہ کلام سنکر خوش ہوا کہ اس کا مقصود میں ہوں جعفر بن یحیٰی نے کہا نہیں بلکہ ان کا مقصود موسیٰ بن جعفر (ع) ہیں یہ سنکر ہارون الرشید کہنے لگا اگر اس طرح کا کوئی شخص ہو تو میری بادشاہت ایک گھنٹے کو بھی باقی نہیں رہ سکتی ہے خدا کی قسم اس شخص (ہشام) کی زبانی گفتگو لوگوں کے قلوب پر ایک لاکھ شمشیروں سے زیادہ جلدی اثر کرنے والی ہے یحیٰی بن خالد نے جب ہارون سے اس طرح کی گفتگو سنی تو اندازہ کرلیا کہ یہ اب ہشام کو قتل کرکے چھوڑے گا لہٰذا اس نے ہشام کو آکر خبر دیدی ہشام قضائے حاجت کے بہانے وہاں سے نکل گئے اور کوفہ جاکر بشیر نبال کے گھر پناہ لی اور وہیں موت کے مرض میں مبتلا ہوکر رحلت کی،

۳۔ محمد بن زیاد ازدی کہتے ہیں میں نے امام موسیٰ بن جعفر (ع) سے اس آیت ﴿وَاَسْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعْمَۃً ظَاھِرَۃً وَ بَاطِنَۃً﴾ کی تفسیر پوچھی تو حضرتؑ نے فرمایا: اس آیت میں نعمت ظاہری سے امام ظاہر مراد ہے اور نعمت باطنی سے بھی امام غایب مراد ہے، میں نے کہا کیا آئمہؑ کے درمیان کوئی ایسا ہے جو غائب ہو؟ تو حضرتؑ نے فرمایا: ہاں وہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہوگا مگر قلوب مؤمنین سے اس کی یاد ختم نہیں ہوگی اور وہ ہم میں سے بارہواں امام ہے۔ خدا نے ہر امت کے لئے کچھ دشواریاں رکھی ہیں اور پھر ان کو آسان کیا ہے خداوند عالم اس امام کے لئے زمین کے خزانوں کو آشکار کردے گا اور ہر دوری کو اس کے لئے نزدیک کردے گا اور اس کے ذریعے سے زمانے کے ہر ظالم و جابر و سرکش افراد کو ہلاک کردے گا اس کی ولادت اور اس

کا ذکر اور اس کا نام لینا لوگوں کے لئے دشوار ہو گا یہاں تک کے اللہ تعالیٰ اسے ظاہر کرے اور وہ زمین کو اسی طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہو گی۔

امام رضا (ع) کی روایات غیبت حضرت قائم (عج) کے بارے میں

۔حسین بن خالد کہتے ہیں میں نے امام علی رضا (ع) کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ: جس میں پرہیزگاری نہیں وہ دین نہیں رکھتا اور وہ تقویٰ نہیں رکھتا، تم میں سے خدا کے نزدیک بہترین انسان وہ ہے جو زیادہ تر تقیہ پر عمل کرتا ہے لوگوں نے پوچھا فرزند رسول کب تک؟ تو آپؑ نے فرمایا: جب تک ہم اہل بیتؑ کا قائم ظہور نہیں کرتا اور جو بھی ہمارے قائم کے ظہور سے پہلے تقیہ کو چھوڑتا ہے تو وہ ہم سے نہیں ہے، لوگوں نے کہا فرزند رسولؐ وہ آپ اہل بیتؑ کے قائم کون ہیں ؟ تو آپؑ نے فرمایا: وہ میرا چوتھا فرزند ہے جس کے ذریعے سے خدا زمین کو ہر ظلم و ستم سے پاک کردے گا اور وہ ایسا ہے جس کی ولادت میں لوگ شک کریں گے جس کو طویل غیبت ہو گی اور جب وہ طویل غیبت کے بعد ظہور کرے گا تو زمین اس کے نور سے منور ہو جائے گی اور وہ لوگوں کے درمیان عدالت کو جاری کرے گا اس وقت کوئی کسی پر ستم نہیں کرے گا جس کے لئے آسمان سے یوں ندا آئے گی جسے سب سنیں گے ''الاان حجة اللہ قد ظھر عندبیت اللہ فاتبعوہ فان الحق معہ و فیہ '' یعنی آگاہ ہو جاؤ کہ کعبہ کے پاس حجت خدا کا ظہور ہو چکا ہے تم لوگ اس کی اتباع کرو کیونکہ حق اس کے ساتھ ہے اور وہ حق کے ساتھ ہے، یہی مطلب ہے اس آیت کا جس میں ارشاد ہوا: ﴿إِنْ نَشَأْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ آيَةً فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِينَ﴾ (سورہ شعراء آیہ ۴)

یعنی اگر ہم نے چاہا تو ان پر آسمان سے نشانی کو نازل کریں گے تو ان کی گردنیں تواضع سے جھک جائیں گی۔

۲۔عبداللہ بن صالح ہروی کہتے ہیں میں نے دعبل بن علی خزاعی سے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ ایک دفعہ میں نے امام علی رضا(ع) کے پاس یوں اپنے قصیدہ کا آغاز کیا،

مَدارسُ آیاتٍ من تلاوۃ ومنزل وحی مقفر العرصات

یعنی:"مدارس آیات جن کی تلاوت کو ترک کر دیا گیا ہے وحی نازل ہونے کی جگہ بے آب وگھاس بیاباں میں تبدیل ہو چکی ہے"۔

اور جب میں پڑھتے پڑھتے ان اشعار پر پہنچا کہ:

خروج امام لامحالۃ خارج یقوم علی اسم اللہ والبرکات

یعنی ایک امام کا لامحالہ خروج ہوگا جو نام خدا اور برکات خدا کے ذریعے قیام کرے گا

یمیّز فینا کُلُّ حَقٍ وباطل ویَجزی علی النعماء والنَّقمات

یعنی پھر اس وقت ہمارے درمیان حق وباطل کی تمیز ہو جائے گی اچھوں کو جزاء اور بروں کو سزا مل جائے گی تو امام علی رضا(ع) نے کافی گریہ کیا پھر کہنے لگے اے خزائی یہ دو آخری شعر روح القدس (یعنی جبرئیل امین) نے تمہاری زبان پر جاری کئے ہیں کیا تمہیں معلوم ہے کے وہ ظہور کرنے والا امام کون ہوگا؟ میں نے کہا مجھے نہیں معلوم میں نے صرف یہ سنا ہے کہ آپؑ کا ایک فرزند ظہور کرے گا اور زمین کو فساد سے پاک کرے گا اور اسے عدل وانصاف سے اس طرح سے پاک کردے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی امام نے فرمایا: اے دعبل! میرے بعد امام میرا بیٹا محمد ہوگا اور اس کے بعد امام اس کا بیٹا علی اور اس کے بعد امام اس کا بیٹا حسن اور پھر حسن کے بعد اس کا بیٹا حجت قائم ہوگا اس کی غیبت میں لوگ اس کے ظہور کے منتظر رہیں گے اور اس کی اطاعت میں زندگی بسر کریں گے اگر اختتام دنیا کا ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے اتنا طولانی کرے گا کہ وہ قائم ظہور کرے اور زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے بھر دے گا جس

طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی اور یہ کہ وہ کب ظہور کرے گا تو اس سلسلے میں جب ہمارے جد رسول اللہ (ص) سے سوال کیا گیا تو آنحضرت نے جواب دیا: اس کے ظہور کی مثال قیامت کی مثال ہے۔ جس کے بارے میں ارشاد پروردگار ہوتا ہے: ﴿لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً﴾ (سورہ اعراف آیہ ۱۸۷)

"یعنی اسے کوئی بھی اس کے وقت سے پہلے نہیں لا سکتا سوائے ذات پروردگار کے اور وہ قیامت سخت ہوگی آسمانوں اور زمینوں کے لئے اور وہ قیامت نہیں آئے گی مگر اچانک آئے گی"۔

۳۔ عبداللہ بن صالح ہروی کہتے ہیں ایک دفعہ دعبل بن علی خزاعی نے شہر مرو میں امام علی رضا (ع) سے ملاقات کی اور کہا اے فرزند رسولؐ! میں نے آپؑ کے بارے میں ایک قصیدہ کہا ہے جو میں چاہتا ہوں سب سے پہلے خود آپؑ کے سامنے پڑھوں، امامؑ نے فرمایا: پڑھو، تو اس نے پڑھا: :

مَدَارِسُ آيَاتٍ خَلَتْ مِنْ تِلَاوَةٍ   وَمَنْزِلُ وَحْيٍ مُقْفِرُ الْعَرَصَاتِ

یعنی مدارس آیات جن کی تلاوت کو ترک کر دیا گیا ہے.. وحی نازل ہونے کی جگہ بے آب وگھاس بیابان میں تبدیل ہو چکی ہے اور جب وہ اس شعر پر پہنچا کہ

أَرَى فَيْئَهُمْ فِي غَيْرِهِمْ مُتَقَسَّماً   وَأَيْدِيهِمْ مِنْ فَيْئِهِمْ صَفِرَاتِ

یعنی میں دیکھ رہا ہوں غنائم کو غیروں میں تقسیم کیا جا رہا ہے، اور ان کے ہاتھ اپنے ہی غنائم سے خالی ہیں۔

تو امام رضا (ع) نے شدید گریہ کیا اور کہا اے دعبل اتم نے سچ کہا پھر جب اس نے یہ شعر پڑھا:

إِذَا وُتِرُوا مَدُّوا إِلَى وَاتِرِيهِمْ   أَكُفّاً عَنِ الْأَوْتَارِ مُنْقَبِضَاتِ

یعنی جب بدلا لیا جائے گا ان سے... تو انکے ہاتھ اپنے دشمنوں کی طرف بڑھیں گے،

تو امام علی رضا (ع) نے اپنے ہاتھوں کو ملتے ہوئے کہا کہ بیشک خدا کی قسم ہمارے ہاتھوں کو باندھ دیا گیا ہے اور جب وہ اس شعر پر پہنچا کہ:

لَقَدْ خِفْتُ فِي الدُّنْيَا وَأَيَّامِ سَعْيِهَا وَإِنِّي لَأَرْجُو الْأَمْنَ بَعْدَ وَفَاتِ

یعنی میں دنیا میں سختی گزار رہا ہوں۔ اس امید پر کہ مجھے وفات کے بعد امن وامان حاصل ہو

تو امام علی رضا(ع) نے دعبل کو دعا دی کہ خدا تمہیں قیامت کے دن اپنے حفظ وامان میں رکھے

پھر جب دعبل نے یہ شعر پڑھا کہ:

وَقَبْرٌ بِبَغْدَادٍ لِنَفْسٍ زَكِيَّةٍ تَضَمَّنَهُ الرَّحْمٰنُ فِي الْغُرُفَاتِ

یعنی بغداد میں نفس زکیہ کی قبر ہے۔ جسے خدا نے بہشتی غرفوں میں سے قرار دیا ہے،

تو امام علی رضا (ع) نے اس سے کہا کہ کیا میں تمہارے ان اشعار میں دو بیت کا اور اضافہ کردو

تو اس نے کہا ہاں اے فرزند رسولؐ! اس وقت امامؑ نے یہ دو شعر کہے:

وَقَبْرٌ بِطُوسٍ يَا لَهَا مِنْ مُصِيبَةٍ تُوَقِّدُ فِي الْأَحْشَاءِ بِالْحُرَقَاتِ

یعنی ایک قبر طوس میں بھی ہے ہائے افسوس اس کی مصیبت پر۔ کہ اس میں آتش شعلے روشن کیے جائیں گے،

إِلَى الْحَشْرِ حَتَّى يَبْعَثَ اللهُ قَائِماً يُفَرِّجُ عَنَّا الْهَمَّ وَالْكُرُبَاتِ" یعنی اس وقت تک جب اللہ قائم کو ظہور کی اجازت دے۔ جو ہم سے ہمارے ھم وغم کو دور کرے گا، تو دعبل نے سوال کیا فرزند رسولؐ یہ جو طوس میں قبر ہوگی وہ کس کی قبر ہے؟ تو امام علی رضا (ع) نے فرمایا: وہ میری قبر ہے کچھ ہی عرصہ بعد شہر طوس میرے شیعوں اور میرے زوآروں کے رفت وآمد کی جگہ ہوگی اور یاد رکھو جو بھی میری غربت میں میری زیارت کو آئے گا تو قیامت کے دن وہ میرا پڑوسی ہوگا اور بخش دیا جائے گا، پھر امام علی رضا (ع) نے دعبل کے اشعار سنے کے بعد اس سے کہا کہ تم ذرا یہیں بیٹھنا اور آپؑ گھر میں داخل ہوئے اور کچھ ہی دیر کے بعد امامؑ کے خادم نے سو دینار کی تھیلی لا کر دعبل کو دی کہ امامؑ نے کہا ہے اسے اپنے لئے سنبھال کر رکھو، دعبل نے کہا خدا کی قسم

میں نے یہ قصیدے اجرت کے لئے نہیں پڑھے ہیں اور یہ کہہ کر خادم کے ہاتھ دینار کی تھیلی کو واپس کرتے ہوئے امامؑ کے پرانے لباس میں سے ایک کپڑا تبرک کے طور پر طلب کیا، امام نے اپنا ایک کرتہ اور وہی سو دینار کی تھیلی یہ کہہ کر دوبارہ بھجوائی کہ اس تھیلی کو اپنے پاس رکھو کے عنقریب تمہیں اس کی ضرورت پڑے گی، دعبل وہ کرتا اور تھیلی لے کر چلے ان کی واپسی قافلے کے ساتھ ہوئی جس پر اتفاقاً ڈاکوؤں نے حملہ کیا اور ان کا مال و اسباب لوٹ لیا اسی دوران دعبل نے اپنا کہا ہوا شعر سنا جو کوئی پڑھ رہا تھا کہ میں دیکھ رہا ہوں ان کے غنائم کو غیروں میں تقسیم کیا جا رہا ہے اور انکے ہاتھ اپنے ہی غنائم سے خالی ہیں، دعبل نے جب اپنا کہا ہوا شعر دوسرے سے سنا تو اس سے کہا تم جانتے ہو یہ شعر کس کا ہے اس نے کہا ہاں یہ شعر دعبل بن علی کا ہے دعبل نے اس سے کہا کہ وہ دعبل میں ہی ہوں اس شخص نے اپنے سردار سے جا کر بتلایا جو ٹیلے پر نماز پڑھ رہا تھا اور شیعوں میں سے تھا وہ خود دعبل کے پاس آیا اور پوچھا تم ہی دعبل ہو؟ اس نے کہا ہاں اور مزید اپنے اشعار پڑھے یہ سنکر وہ ڈاکوؤں کے سردار نے حکم دیا کہ اس قافلے والوں کے تمام مال و اسباب لوٹا دیے جائیں اس طرح جو کچھ بھی اس قافلے والوں کا لٹا تھا دعبل کے احترام میں وہ انہیں واپس مل گیا دعبل وہاں سے چلے اور قم پہنچے تو ایک مسجد میں لوگوں کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے وہی قصیدہ پڑھا لوگوں نے بہت سے تحفے تحائف انہیں دیے اور انھوں نے جو دعبل کے پاس امام کے متبرک کرتے کے بارے میں سنا تو دعبل سے اسے ہزار دینار کے عوض طلب کیا دعبل نے انکار کیا لوگوں نے کہا اچھا اس کا ایک ٹکڑا ہمیں ہزار دینار کے عوض دیدیں تب بھی دعبل نے قبول نہ کیا اور پھر دعبل وہاں سے نکل کر (بلد) نامی آبادی میں پہنچے تو کچھ جوانوں نے آکر وہ کرتہ ان سے چھین لیا دعبل نے واپس قم آکر لوگوں سے کہا کہ مجھے ان جوانوں سے وہ کرتہ واپس دلوا دو مگر ان جوانوں نے انکار کیا اور جب دعبل

اس کرتہ کے ملنے سے ناامید ہو گئے تو ان سے کہا کہ اچھا اس کا ایک ٹکڑا ہی مجھے دیدو انھوں نے مان لیا اور اس کرتہ کا ٹکڑا اور ہزار دینار دعبل کے سپرد کر دیئے، دعبل جب اپنے وطن پہنچے تو دیکھا کہ چوروں نے انکے گھر کا سارا مال واسباب لوٹ لیا ہے اس وقت دعبل کو امام کی دیئے ہوئے سو دینار کی اہمیت کا اندازہ ہوا اور کیونکہ انکی ایک کنیز تھی جسکی آنکھیں خراب ہو گئیں تھیں اور حکیموں نے جواب دیدیا تھا تو دعبل نے امام کے کرتے کا وہ ٹکڑا اسکی آنکھوں پر ملا تو اسے دوبارہ سے آنکھوں کی بینائی مل گئی اور ایسا لگتا تھا کہ وہ مریض ہی نہیں تھی۔

۴۔ ریان بن صلت کہتے ہیں میں نے امام رضا علیہ السلام سے کہا کہ آپ صاحب الامر ہیں؟ تو امام نے کہا ہاں میں صاحب الامر ہوں مگر وہ جو پوری زمین کو آکر عدل وانصاف سے بھر دے گا وہ نہیں ہوں میں وہ کیونکر ہو سکتا ہوں جبکہ تم میرے بدن کے ضعف کو دیکھ رہے ہو اور وہ قائم جو طاقتور جوان کی صورت میں ظہور کرے گا جو بڑے سے بڑے درخت کو بھی اپنے ہاتھوں سے نکال پھینکے گا اگر وہ پہاڑوں کے درمیان چیخ بلند کرے تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے خداوند عالم اسے اپنے پردۂ غیب میں رکھے گا اور پھر اسے ظاہر کرے گا اور اسکے ذریعے سے زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح زمین ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔

امام محمد تقی (ع) کی روایات غیبت حضرت قائم (عج) کے بارے میں

ا۔ عبدالعظیم حسنی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں امام محمد تقی (ع) کی خدمت میں پہنچا اور چاہا کہ حضرتؑ سے سوال کروں کہ مہدی (عج) وہی ہیں یا کوئی اور ہے؟ تو امامؑ نے خود گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا: اے ابوالقاسم! ہمارا قائم وہی مہدی (عج) ہے جس کی غیبت میں لوگ اس کا انتظار کریں گے اور اس کے ظہور کرنے پر اس کے فرمان پر عمل کریں گے اور وہ

میرا تیسرا فرزند ہے اس خدا کی قسم جس نے محمد (ص) کو نبوت پر مبعوث کیا اور امامت کے لئے ہمیں منتخب کیا اگر دنیا کی عمر ایک دن کے برابر بھی رہ جائے تو خدا اسے اتنا طولانی کرے گا کہ وہ مہدی (عج) ظہور کرے اور زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے بھر دے جس طرح دنیا ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی اور خدا اس کے ظہور کا فیصلہ اچانک ہی فرمائے گا جس طرح موسیٰ کلیم اللہ کے بارے میں ایک رات میں فرمایا: جب وہ اپنی زوجہ کی سردی مٹانے کے لئے اس سردی والی سفر کی رات میں آگ لینے گئے اب جو لوٹے تو وہ رسول و نبی تھے اور ہمارے اس قائم کی غیبت میں بہترین عمل اس کے ظہور کی دعا ہے۔

۲۔عبدالعظیم حسنی کہتے ہیں ایک دفعہ میں نے امام محمد تقی (ع) کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا فرزند رسولؐ مجھے امید ہے کہ وہ قائم جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے وہ آپؑ ہوں گے؟ تو امام نے فرمایا: اے ابوالقاسم! وہ قائم جو دین الٰہی کا ہادی ورہبر ہوگا اور جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ زمین کو کفر وشرک سے پاک کر کے عدل وانصاف سے بھر دے گا وہ قائم ہے جس کی ولادت لوگوں پر پوشیدہ ہوگی اور اس کا نام لینا جائز نہیں ہوگا اس کا نام وکنیت اپنے جد رسول خدا (ص) کے جیسے ہوں گے زمین کو جس کا مطیع بنا دیا جائے اور ہر دشوار کام اس کے لیئے آسان ہو جائے گا اور اس کے دور دراز سے اصحاب بدر کی تعداد کے مطابق ۳۱۳ اصحاب جمع ہو جائیں گے جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے: ﴿أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (سورہ بقرہ آیہ ۱۴۸)

یعنی تم لوگ جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تم سب کو جمع کر کے لے آئے گا بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اور جب اتنے اصحاب کی تعداد پوری ہو جائے گی تو وہ قائم اذن پروردگار کے تحت ظہور فرمائیں گے اور دشمنان خدا کو قتل کریں گے اور مدینہ میں داخل ہو کر لات وعزیٰ نامی دونوں

جنوں کو باہر نکال کر جلائیں گے۔

۳۔صقر بن ابی دلف کہتے ہیں میں نے امام محمد تقی (ع) کو یہ کہتے ہوئے سنا: میرے بعد امام میرا بیٹا علی النقی (ع) ہوگا اس کا حکم میرا حکم اس کی اطاعت میری اطاعت ہوگی اس کے بعد اس کا بیٹا حسن عسکری (ع) امام ہوگا اس کا حکم اس کے باپ کا حکم اور اس کی اطاعت اس کے باپ کی اطاعت ہوگی ،راوی نے پوچھا: فرزند رسولؐ حسن عسکری (ع) کے بعد امام کون ہوگا؟ تو آپؑ نے شدید گریہ کیا اور فرمایا: حسن عسکری (ع) کا بیٹا قائم (عج) امام منتظر ہوگا، راوی نے پوچھا فرزند رسولؐ کیوں ان کو قائم کہتے ہیں؟ تو حضرتؑ نے فرمایا: کیونکہ وہ اس وقت جب لوگ اسے بھلا بیٹھیں گے اور اس کی امامت کے معتقد لوگ بھی مرتد ہو جائیں گے تو وہ قیام کرے گا،راوی نے پوچھا: کیوں ان کو منتظر کہتے ہیں؟ تو آپؑ نے فرمایا: کیونکہ اسے طولانی غیبت حاصل ہوگی اور اس کے مخلص شیعہ اس کے قیام کے انتظار میں ہوں گے اور شک کرنے والے اس کے وجود کا انکار کر بیٹھیں گے اور اس کا انکار کرنے والے منتظرین کا مذاق اڑائیں گے مگر وہ اس پر صبر کریں گے اور اس کی غیبت میں اس کے ظہور کے وقت کو معین کرنے والے جھوٹے اور جلدی کرنے والے ہلاک اور اس کی اطاعت پر باقی رہنے والے نجات پائیں گے۔

امام علی نقی (ع) کی روایات غیبت حضرت قائم (عج) کے بارے میں

ا۔عبدالعظیم حسنی کہتے ہیں ایک دفعہ میں امام علی نقی (ع) کی خدمت میں حاضر ہوا امامؑ نے جیسے ہی مجھے دیکھا تو خوشی کے عالم میں فرمایا: مرحبا اے ابوالقائم! بیشک تم ہمارے حقیقی دوستوں میں سے ہو، میں نے عرض کیا فرزند رسولؐ میں اپنے عقیدہ کو آپؑ کے سامنے پیش کرتا ہوں آپ سن کر فیصلہ فرمایئے گا کہ آپؑ اس سے راضی ہیں یا نہیں؟ پھر میں نے خدا کی وحدانیت رسول کی

رسالت اور قیامت کی حقیقت کی گواہی دی اور کہا کیونکہ پیغمبر اسلام آخری پیغمبر و خاتم النبیین تھے اور دین کو کیونکہ قیامت تک باقی رہنا ہے لہٰذا نبی کے خلیفہ و جانشین علی بن ابی طالب (ع) پھر امام حسن (ع) پھر امام حسین (ع) پھر علی بن الحسین (ع) پھر محمد بن علیؑ (ع) پھر جعفر بن محمد (ع) پھر موسیٰ بن جعفر (ع) پھر علی بن موسیٰ (ع) پھر محمد بن علی (ع) پھر آپؑ ہیں تو امام علی النقی (ع) نے کہا میرے بعد میرا بیٹا حسن میرا جانشین اور امام ہوگا اس کے بعد اس کا بیٹا قائم امام ہوگا جو طویل غیبت کے بعد جب ظہور کرے گا تو دنیا کو اسی طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح دنیا ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی میں نے کہا میں آپؑ کے ان دونوں فرزندوں کی بھی تصدیق کرتا ہوں اور معتقد ہوں کہ انہیں دوست رکھنے والے خدا کے بھی دوست ہیں اور ان سے دشمنی رکھنے والے خدا کے بھی دشمن ہیں اور میں اس بات کا بھی معتقد ہوں کہ معراج حق ہے قبر کے سوال و جواب برحق ہیں جنت و جہنم برحق ہیں میزان و قیامت برحق ہیں ان میں کسی قسم کا کوئی شک شبہ نہیں ہے اور محشر کے دن اٹھایا جانا برحق ہے اور اس بات کی بھی تصدیق کرتا ہوں کہ ولادت اور دیگر واجبات کے بعد نماز، زکات، روزہ، حج، جہاد، امر بالمعروف و نہی عن المنکر بھی برحق ہیں امام ہادیؑ نے فرمایا: اے ابوالقاسم! بیشک یہی دین برحق ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے پسند فرمایا ہے لہٰذا تم اسی عقیدے پر ثابت قدم رہو اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا و آخرت میں اسی عقیدے پر ثابت رکھے۔

۲۔ صقر بن ابودلف کہتے ہیں جب متوکل نے میرے مولا و آقا امام علی النقی (ع) کو قید کیا تو ایک دفعہ میں ان کی خدمت میں پہنچا اور کہا فرزند رسولؐ میں آپؑ سے ملاقات کرنے اور پیغمبرؐ کے اس قول "لاتُعادُوا الایّامَ فتُعادِیکُم" یعنی ایام سے دشمنی نہ کرو کہ وہ تم سے دشمنی کریں گے، کے معنی پوچھنے آیا ہوں تو حضرتؑ نے فرمایا: ان (ایام) سے مراد ہم ہیں اور ہمارے ہی سبب سے

زمین و آسمان قائم ہیں ایام ہفتہ میں (السبت) یعنی ہفتہ جو کہ پیغمبر (ص) کا نام ہے اور (الاحد) یعنی اتوار جو کہ امیر المومنین علی (ع) کا نام ہے اور (الاثنین) یعنی پیر جو کہ امام حسن (ع) و امام حسین (ع) کا نام ہے اور (و الثلثة) یعنی منگل جو کہ امام سجاد و امام باقر و امام صادق علیہم السلام کا نام ہے اور (الاربعہ) بدھ جو کہ امام کاظم و امام رضا و امام جواد علیہم السلام کا نام ہے اور میرا نام (الخمیس) ہے اور میرے بیٹے حسن عسکری (ع) کا نام (الجمعة) ہے اسی طرح میرے بیٹے کے بیٹے قائم کا جو زمین کو اسی طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی، یہی ہے قول پیغمبر (ص) میں (ایام) کا مطلب کہ دنیا میں ان سے دشمنی نہ کرو کہ وہ آخرت میں تم سے اس کا بدلا لیں گے۔

امام حسن عسکری (ع) کی روایات غیبت حضرت قائمؑ کے بارے میں

ا۔ احمد بن اسحاق کہتے ہیں ایک دفعہ میں امام حسن عسکری (ع) کی خدمت میں اس ارادے سے حاضر ہوا کہ ان سے ان کے جانشین کے بارے میں سوال کروں تو حضرتؑ نے خود گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا: اے احمد بن اسحاق! اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم (ع) سے لے کر تا قیامت زمین کو کبھی بھی حجت خدا سے خالی نہیں رکھا ہے اسی حجت خدا کے ذریعے اہل زمین سے بلائیں دور ہوتی ہیں اور باران رحمت نازل ہوتی ہے اور زمین اپنی برکات کو ظاہر کرتی ہے میں نے کہا فرزند رسولؐ آپؑ کے بعد آپؑ کا جانشین اور امام کون ہوگا؟ تو امامؑ جلدی سے گھر میں گئے اور اپنی پیٹھ پر سوار ایک تین سال کے بچے کو لائے جس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا اسے مجھے دکھاتے ہوئے فرمایا: اے احمد بن اسحاق! اگر خدا کے نزدیک تمہارا مقام نہ ہوتا تو میں اپنے اس بیٹے کو جو میرے بعد امام اور حجت خدا ہوگا نہ دکھاتا، اس کا نام اور کنیت ہمارے جد رسول خدا (ص) کے ہمنام ہے یہی وہ ہے جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا

حس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی اے احمد بن اسحاق! اس کی مثال خضر اور ذوالقرنین کی سی ہے اور اسے طویل غیبت ہوگی اس وقت صرف وہ لوگ نجات پاسکیں گے جو اس کی امامت کے عقیدے پر باقی رہتے ہوئے اس کے ظہور کی دعا کرتے ہوں گے، احمد بن اسحاق کہتے ہیں فرزند رسول اس بات کی کوئی نشانی بھی ہے کہ میرا قلب مطمئن ہو جائے؟ تو وہ تین سال کا بچہ گویا ہوا اور اس نے فصیح عربی میں یوں کلام کیا" اَنَا بَقِيَّةُ اللّٰهِ فِيْ اَرْضِهِ وَالْمُنْتَقِمُ مِنْ اَعْدَائِهِ "اور فرمایا: اے احمد بن اسحاق! مشاہدے کے بعد نشانی کی جستجو نہ کرو، احمد بن اسحاق کہتے ہیں میں اس دن خوش وخرم اپنے گھر کو لوٹا دوسرے دن پھر امام حسن عسکری (ع) کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: فرزند رسولؐ یہ جو آپ نے کہا کہ اس کی مثال خضر اور ذوالقرنین کی سی ہے تو ان کی کون سی علامت اس بچے میں ہوگی؟ تو امام حسن عسکری (ع) نے فرمایا: اس کی طولانی غیبت کی وجہ سے جو امر الٰہی کے سبب ہوگی اور وہ خدا کے غیبی رازوں میں سے ایک ہے لہٰذا اے احمد بن اسحاق! جو باتیں میں نے تمہیں بتائیں ہیں انہیں محفوظ رکھنا اور خدا کا شکر ادا کرتا کہ کل قیامت کے دن اعلیٰ درجات کو پاسکو۔

نوٹ: مؤلف نے مذکورہ روایت کو علی بن عبداللہ وراق سے انھوں نے سعد بن عبداللہ سے اور انھوں نے بلاواسطہ احمد بن اسحاق سے سنی ہے۔

حضرت خضر (ع) کے بارے میں روایات

۱۔ عبداللہ بن سلیمان کہتے ہیں میں نے بعض کتب آسمانی میں پڑھا ہے کہ حضرت خضرؑ خدا کے صالح بندے اور حجت خدا تھے اگر چہ وہ پیغمبر نہیں تھے مگر خدا نے انہیں زمین پر قدرت دی ہوئی تھی اور انہیں آب حیات کے چشمہ کے بارے میں بتا دیا تھا کہ جو بھی اس چشمہ سے پانی پیے گا تو وہ قیامت تک زندہ رہے گا لہٰذا وہ آب حیات کی جستجو میں نکلے یہاں تک کہ ایسے مقام

پر پہنچے کہ وہاں ۳۶۰ چشمے تھے خضرؑ اپنے ساتھیوں سے آگے آگے چل رہے تھے انھوں نے اپنے تمام ساتھیوں کے ہاتھ میں ایک ایک نمکین مچھلی پکڑائی کہ وہ ان چشموں سے انہیں دھوئیں اور خضرؑ بھی ایک مچھلی لے کر ایک چشمہ پر گئے اور اپنی مچھلی کو جو اس میں دھویا تو وہ زندہ ہوگئی اور حرکت کرنے لگی اب جو خضرؑ نے یہ منظر دیکھا جان گئے کہ آب حیات یہی ہے پھر خضرؑ نے خود بھی پانی میں غوطہ لگایا اور تیرتے ہوئے پانی پینے لگے اب جو سب ساتھی مقررہ جگہ پر جمع ہوئے تو ہر ایک کے ہاتھ میں مچھلی تھی مگر خضرؑ کے ہاتھ میں مچھلی نہیں تھی ذوالقرنین نے ماجرا پوچھا تو انھوں نے پوری داستان بتادی انھوں نے پوچھا کیا تم نے اس چشمہ کا پانی پیا؟ تو انھوں نے کہا ہاں تو ذوالقرنین نے کہا بیشک تم اسی وقت کے لئے خلق کئے گئے تھے اور تمھیں مبارک ہو قیامت تک کی زندگی۔

۲۔حسن بن علی بن فضال کہتے ہیں میں نے امام علی رضا (ع) کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ خضرؑ نے آب حیات پیا اور وہ زندہ ہیں صور پھونکے جانے تک وہ ہمارے پاس آتے ہیں ہمیں سلام کرتے ہیں تم لوگ ان کی آواز کو سنتے ہو مگر خود ان کو نہیں دیکھ پاتے ہو اور انھیں جہاں بھی یاد کیا جائے وہ حاضر ہوتے ہیں جو بھی انھیں یاد کرے ان پر سلام کرے وہ ہر سال حج کے موسم میں تمام مناسک حج کے موقع پر پہنچتے ہیں اور عرفات میں توقف کرتے ہیں اور لوگوں کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں انھیں کے ذریعہ سے خدا قائم آل محمد علیہم السلام کو غیبت میں ان کی تنہائی اور غربت کو دور کئے ہوئے ہے۔

۳۔امام علی رضا (ع) فرماتے ہیں: جب رسول خدا (ص) کی وفات ہوئی تو ایک شخص درخانہ کے پیچھے کھڑے ہوکر ''اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا اَهْلَ بَیْتِ مُحَمَّدٍ'' کہہ کر اہل خانہ کو تعزیت پیش کرتا ہے مگر گھر والے اسے نہیں دیکھتے ہیں تو حضرت علی (ع) فرماتے ہیں یہ وہی خضرؑ ہیں

جو رسول خدا (ص) کی وفات پر تعزیت پیش کرنے آئے تھے۔

نکتہ: حضرت خضرؑ کے نسب کے بارے میں دو اقوال ہیں ایک قول یہ ہے کہ ان کا اصل نام خضرویہ فرزند قابیل بن آدم (ع) ہے انھیں خضر کہنے کا سبب یہ ہے کہ وہ جس زمین پر بھی بیٹھتے تھے وہ سرسبز و شاداب ہو جاتی تھی اور ان کی عمر تمام انسانوں سے زیادہ طولانی ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ ان کا نام "بلیا" بن ملیکان بن عامر بن ارفخشذ بن سام بن نوح ہے جس کی اسناد مؤلف کی کتاب علل الشرایع میں ذکر ہوئی ہیں۔

حضرت ذوالقرنین کے بارے میں روایات

ا۔ ابو بصیر امام محمد باقر (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ذوالقرنین پیغمبر نہیں تھے بلکہ خدا کے نیک و صالح بندے تھے وہ خدا سے بہت محبت رکھتے تھے اور خدا بھی انھیں دوست رکھتا ہے انھوں نے اپنی قوم کو تقوائے الٰہی کی طرف دعوت دی تو ان کی قوم نے ان کے سر میں ضربت ماری ذوالقرنین کچھ عرصہ کے لئے قوم کے درمیان سے غائب ہو گئے پھر ان کے درمیان لوٹ آئے پھر سے قوم والوں نے ان کے سر پر ضربت ماری پہلے کی مخالف سمت پر۔

۲۔ بنی اسد کا ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے حضرت علی (ع) سے سوال کیا کہ ذوالقرنین کس طرح سے مشرق و مغرب پہنچ جایا کرتے تھے؟ حضرتؑ نے جواب دیا: خدا نے ایک بادل کو ان کا تابع بنا دیا تھا اور وسائل ان کے لئے فراہم کر دیئے تھے اور شب و روز ان کے لئے برابر تھے۔

۳۔ جابر بن عبداللہ انصاری پیغمبر اسلام (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ص) نے فرمایا: ذوالقرنین ایک بندۂ صالح تھے جنھیں خدا نے اپنے بندوں پر حجت قرار دیا تھا اور وہ اپنی قوم کو خدا کی طرف دعوت دیتے تھے مگر قوم والوں نے ان کے سر پر ضربت لگائی وہ کچھ عرصہ کے لئے قوم والوں کی نظروں سے غائب ہو گئے لوگ یہ سمجھے کہ شاید وہ مر چکے ہیں پھر وہ قوم والوں

کے درمیان ظاہر ہوئے تو انھوں نے ان کے سر کے دوسری طرف ضربت لگائی، تمہارے درمیان بھی کوئی ہے جو ان کی روش پر ہو اور اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کو زمین پر قدرت دی اور انھوں نے مشرق و مغرب کی سیر کی اللہ تعالیٰ نے اسی روش کو ہمارے آخری قائم میں قرار دیا ہے جو شرق وغرب پر حکومت کرے گا اور زمین کے تمام خزانوں کو اس کے لئے آشکار کردے گا اس کا خوف دشمن کے دل میں بٹھادے گا اور وہ زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے بھردے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہو گی۔

۳۔ عبداللہ بن سلیمان جو بعض کتب آسمانی کے عالم تھے کہتے ہیں ذوالقرنین اسکندریہ شہر کے رہنے والے تھے اور بچپن ہی سے موءدب اور خوش اخلاق تھے اور جب بڑے ہوئے تو انھوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا وہ سورج کے نزدیک ہو چکے ہیں اور ان کے ہاتھ میں شرق وغرب دونوں کی شاخیں ہیں اب جب بیدار ہو کر انھوں نے اپنی قوم والوں کو یہ خواب بتایا تو قوم والوں نے انہیں ذوالقرنین کا نام دیا اور اس کے بعد سے قوم والوں میں وہ بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جانے لگے انھوں نے اپنی قوم والوں کو اسلام کی طرف دعوت دی سب اسلام لے آئے پھر انھوں نے ایک مسجد تعمیر کروائی جس کی لمبائی سوذراع اور چوڑائی دوسوذراع اور اونچائی بھی سوذراع رکھوائی اور اس مسجد کو غریب ومسکین لوگوں کی مدد کا مقام بھی قرار دیا پھر انھوں نے دس دس ہزار افراد کے چار لشکر تشکیل دیئے جو کہ مسکین لوگوں پر مشتمل تھے اور مغرب کا انھوں نے قصد کیا تو اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کی طرف وحی کی (اے ذوالقرنین! مشرق سے لے کر مغرب تک تمام خلائق پر تم ہماری طرف سے حجت ہو اور یہ تمہارے اس خواب کی تعبیر ہے) ذوالقرنین کہتے ہیں پروردگار تو خود جانتا ہے کہ تو نے مجھے ایسی بڑی ذمہ داری سونپی ہے کہ جسے انجام دینے کی قدرت فقط تو خود ہی رکھتا ہے لہٰذا مجھے ان امتوں کے حالات سے آگاہ کر اور پھر میں کس

لشکر کے ذریعے سے اتنی ساری قوموں پر غالب آسکتا ہوں؟اور کس طرح سے ان کو اپنی بات سمجھا سکتا ہوں؟اور کس دلیل کے تحت انہیں قانع کروں؟اور کس حکمت وحلم وعلم وعدالت کے ذریعے ان کے درمیان فیصلے کروں؟اور تو جانتا ہے کہ ان سب چیزوں پر مجھے قدرت حاصل نہیں ہے بیشک تو ان تمام چیزوں پر قدرت رکھتا ہے اور تو ہی رحیم وکریم پروردگار ہے،اللہ کی طرف سے ذوالقرنین کو وحی ہوئی کہ جو کچھ ہم نے تم سے کہا ہے ہم تمہیں قدرت،فہم اور شرح صدر عطا کریں گے تا کہ تم ہر چیز کو سن سکو اور ہر زبان میں گفتگو کر سکو اور ہر چیز کو دیکھ سکو اور کوئی چیز تم سے پوشیدہ نہ رہے اور تمہاری پشت ایسی مضبوط کردوں گا کہ تم کسی چیز سے خوف زدہ نہ ہو سکو اور ایسا ہیبت کا لباس تمہیں پہناؤں گا کہ کوئی بھی تمہیں ہراساں نہ کر سکے اور تمہارے ارادوں کو مستحکم کردوں گا اور ہر چیز کو تمہارا مسخر (تابع) بنادوں گا اور نور وظلمت کو تمہارے دو لشکر قرار دوں گا۔

ذوالقرنین اس عظیم ذمہ داری کو توفیقات پروردگار کے ہمراہ لے کر نکلے اور پہلے مغرب کا سفر کیا جہاں سے بھی گزرتے لوگوں کو خدائے وحدۂ لاشریک کی طرف دعوت دیتے اگر لوگ قبول کر لیتے تو صحیح ورنہ انہیں تاریکی اپنی گرفت میں لے لیتی تھی آخر کار انہیں ذوالقرنین کی دعوت کو قبول کرنا ہی پڑتا تھا،مغرب کا سفر پورا کرنے کے بعد آٹھ دن ورات کا سفر طے کرنے کے بعد ایسے پہاڑ کے دامن میں پہنچے جو پہاڑ پوری زمین کا احاطہ کئے ہوئے تھا نا گہاں ایک فرشتے کو دیکھا جو اس پہاڑ کو اپنے قبضہ میں لئے ہوئے ہے اور مسلسل تسبیح پروردگار میں مشغول ہے فرشتے نے جب ذوالقرنین کو دیکھا تو پوچھا اے آدمی زاد تم کس طرح اس مقام تک پہنچے جب کہ تم سے پہلے آج تک کوئی آدمی زاد یہاں تک نہیں پہنچ سکا ہے؟ذوالقرنین نے کہا جس پروردگار نے تمہیں اس پہاڑ پر قدرت دی ہے اسی نے مجھے بھی یہاں تک پہنچنے کی توفیق بخشی ہے

پھر ذوالقرنین اس فرشتہ سے اس کے حالات پوچھتے ہیں، وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پہاڑ پر مامور کیا ہے جو پوری زمین پر احاطہ کئے ہوئے ہے اگر یہ پہاڑ نہ ہوتا تو زمین اپنے تمام اہل کے ساتھ سرنگوں ہو جاتی اور پوری زمین پر اس سے بڑا پہاڑ کوئی بھی نہیں ہے یہی سب سے بڑا پہاڑ ہے جسے خداوند عالم نے خلق کیا جس کی چٹانیں آسمانِ دنیا کے ساتھ متصل ہیں جس کی جڑیں زمین کے ساتویں طبقات تک پہنچی ہوئی ہیں پوری زمین پر کوئی ایسا شہر نہیں ہے کہ اس کے پہاڑ کی جڑیں اس سے مربوط نہ ہوں جب بھی اللہ کسی شہر کو سرنگوں کرنا چاہتا ہے تو مجھے حکم دیتا ہے اور میں ان جڑوں کو ہلا دیتا ہوں جس سے اس شہر میں زلزلہ آجاتا ہے، جب ذوالقرنین وہاں سے رخصت ہونے لگے تو اس فرشتے سے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت کرو تو اس فرشتے نے کہا آنے والے کل کا غم نہ کرو، آج کے کام کو کل پر نہ ٹالو، ہاتھ سے گئی ہوئی چیز پر غم نہ کرو، لوگوں سے پیار ومحبت واخلاق سے پیش آؤ اور متکبر وظالم نہ بنو، پھر ذوالقرنین اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹے اور مشرق کی طرف روانہ ہوئے مشرق مغرب کے درمیان یاجوج وماجوج قوم سے ان کی ملاقات ہوئی جو حیوانوں کی طرح کھاتے پیتے اور بچے پیدا کرتے تھے اگرچہ شکلاً انسانوں کے مشابہ تھے مگر بہت ہی چھوٹے قد کے پانچ بالشت تک کے تھے جو برہنہ بدن و پیر صرف اُونٹوں کے بالوں سے بنا ہوا ادھورا لباس ان کے تنوں پر تھا جو گرمی وسردی سے انھیں محفوظ رکھتا تھا ان کے ناخون کانٹوں کی مانند ان کے دانت درندہ حیوانوں کی مانند نوکیلے اور ان کے کان اتنے بڑے بڑے تھے کہ سوتے وقت وہ اپنے ایک کان کو بچھونے اور دوسرے کان سے اوڑھنے کا کام لیتے تھے ان کی غذا ہر وہ چیز تھی جو ان کے ہاتھ لگتی اور خصوصی غذا وہ مچھلیاں ہوتی تھیں جو بارش کے ساتھ ان پر برستی تھیں اور جب بارش ان پر نہیں برستی تو وہ ان کی قحطی اور خشک سالی کے ایام ہوتے وہ حیوانوں کی مانند جہاں چاہتے آمیزش کرنے لگتے اور جب ان پر آسمانی مچھلیاں نہیں برستیں اور

بھوکے ہوتے تو وہ اطراف کے علاقوں پر حملے کرتے وہاں کے لوگ خوفزدہ ہو کر بھاگ جاتے اور یہ جی بھر کے کھاتے اور برباد کرتے اور کوئی بھی ان پر غلبہ نہیں پا سکتا تھا اور نہ روک سکتا تھا اور ان کی اتنی زیادہ تعداد تھی کہ کوئی بھی ان کی اولین و آخرین حدود کو نہیں جانتا تھا ان کی نجاست اور بدبو کی بنا پر کوئی بھی ان کے نزدیک نہیں ہو پاتا تھا اور وہ اتنا چیخ و پکار کرتے تھے کہ سو میٹر دور تک ان کی چیخ و پکار سنائی دیتی تھی اور جس علاقے پر بھی وہ حملہ کرتے وہاں کوئی بھی جاندار باقی نہیں بچتا تھا اور ان میں سے ہر ایک کے ہزار ہزار بچے ہوتے تھے جب ان میں سے کسی کے یہاں ہزار بچے مکمل ہو جاتے تب وہ موت کے لئے آمادہ ہوتا تھا اور کیونکہ لوگوں میں ذوالقرنین کی کافی شہرت ہوگئی تھی لہٰذا لوگوں نے ذوالقرنین سے آکر اس قوم یاجوج وماجوج کی شکایت کی" اور کہا ان کے اور ہمارے درمیان کوئی محکم دیوار کھڑی کر دیں کہ یہ ہمارے علاقوں پر حملہ نہ کرسکیں خداوند عالم نے آپ کو اتنی قدرت دی ہے کہ آپ ایسا کر سکتے ہیں تو ذوالقرنین نے کہا جو میرے پروردگار نے مجھے قدرت دی ہے وہ تو ٹھیک ہے مگر اس کام میں تم لوگ بھی میری مدد کرو اور لوہے کے ٹکڑے جمع کرو"۔ (سورہ کہف آیت ۹۴ سے ۹۶)

انھوں نے کہا ہم کہاں سے اتنی ساری مقدار میں لوہے کے ٹکڑے جمع کر کے لائیں ذوالقرنین نے کہا میں لوہے اور تانبے کے معدن کی تمہیں رہنمائی کرتا ہوں جہاں جا کر تم لوگ اسے توڑ توڑ کر ان کے ٹکڑے لے کر آؤ، انھوں نے کہا کس چیز سے ہم لوہے اور تانبے کے ٹکڑے ٹکڑے کریں تو ذوالقرنین نے "سامور" نامی آلات انھیں دیئے جو برف سے زیادہ سفید تھے جس لوہے و تانبے پر وہ اسے مارتے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے یہ وہی آلات تھے جن کے ذریعے سے سلیمانؑ بن داوؑد نے بیت المقدس کے ستونوں کے لئے پتھروں کو تراشا تھا اور ان کے ذرات کو گارے کے طور پر تعمیرات میں استعمال کیا تھا لہٰذا ذوالقرنین نے ان لوہے اور تانبے کے اتنی کثیر

مقدار میں ٹکڑے جمع کروالیے کہ انھیں پگھلا کر یاجوج وماجوج قوموں کے اس راستے میں جہاں سے وہ نکل کر دوسرے علاقوں پر حملہ کرتے تھے دو بڑی بڑی لوہے اور تانبے کی دیواریں بنوادیں جس سے وہ ہرگز باہر نہیں نکل سکتے ہیں جب تک اذن پروردگار نہ ہو اور قیامت کی نشانیاں پوری نہ ہو چکیں اور جب قائم آل محمد علیہم السلام کا ظہور ہوگا تو یاجوج وماجوج کی رکاوٹ بھی ختم ہو جائے گی وہ کائنات میں پھیل جائیں گے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا: ﴿حَتّٰى إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ﴾ (سورۂ انبیاء آیت ۹۶)

"یعنی یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج آزاد کردیے جائیں گے اور زمین کی ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے نکل پڑیں گے۔"

اور جب ذوالقرنین اس حائل دیوار کو بنانے میں کامیاب ہو گئے تو اپنے سفر کو جاری رکھا راستے میں ایک بوڑھے شخص کو نماز پڑھتے ہوئے پایا ذوالقرنین اپنے لشکر کے ہمراہ رک گئے کہ اس کی نماز ختم ہو جب وہ نماز ختم کر چکا تو ذوالقرنین نے اس سے پوچھا کیونکر تم اتنے بڑے لشکر سے خوفزدہ نہ ہوئے تو اس بوڑھے نے جواب دیا: کیونکہ میں اس کی عبادت کر رہا تھا کہ جس کا لشکر تمہارے لشکر سے کہیں زیادہ ہے اس کی سلطنت و قدرت و طاقت تم سے کہیں زیادہ ہے ذوالقرنین نے اس کی ذکاوت کو دیکھتے ہوئے کہا کیا آپ ہمارے ہم سفر بنیں گے تاکہ میں بعض امور میں آپ سے مشورہ کرسکوں؟ اس بوڑھے نے کہا چار چیزوں کی ضمانت کے ساتھ تیار ہوں ایک یہ کہ میری نعمات زائل نہ ہوں دوسرے یہ کہ ایسی صحت جس میں مریضی نہ ہو تیسرے یہ کہ ایسی جوانی جس میں بڑھاپا نہ ہو چوتھے یہ کہ ایسی زندگی جس میں موت نہ ہو، ذوالقرنین نے کہا کونسی ایسی مخلوق ہے جو ان چار چیزوں کی ضمانت دے سکے؟ بوڑھے نے کہا میں ایسے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں جو ان تمام چیزوں پر قدرت رکھتا ہے اور ان سب کا مالک ہے۔

پھر ذوالقرنین کا ایک دانشمند کے پاس سے گذر ہوا جس نے ان سے کچھ سوال کئے پہلا سوال یہ کہ وہ دو چیزیں کون سی ہیں جو ابتدائے کائنات سے پھیلی ہوئی ہیں ؟ دوسرا سوال یہ کہ وہ دو چیزیں کون سی ہیں جو ابتدائے کائنات سے مسلسل جاری ہیں اور تیسرا سوال یہ کہ دو مختلف چیزیں کون سی ہیں ؟ چوتھا سوال یہ کہ وہ دو چیزیں کونسی ہیں جو ایک دوسرے کی دشمن ہیں؟ ذوالقرنین نے کہا پہلی تو دو چیزیں زمین و آسمان ہیں دوسری دو چیزیں سورج و چاند ہیں اور تیسری دو چیزیں دن و رات ہیں اور چوتھی دو چیزیں موت و حیات ہیں یہ سن کر اس دانشمند نے ذوالقرنین سے کہا یقیناً تم بڑے دانشمند ہو، ذوالقرنین نے اپنے سفر کو جاری رکھا دوران سفر ایک ایسی قوم کے علاقے سے بھی ان کا گذر ہوا جو قوم موسیٰ سے تھی جن کے درمیان عدالت پائی جاتی تھی وہ ایک دوسرے کو نیک ہدایات کیا کرتے تھے آپس میں مساوات سے مال کو تقسیم کرتے تھے اور ایک دوسرے سے مہربانی سے پیش آتے تھے سب لوگ نیک سیرت تھے ان کے مردوں کی قبریں ان کے گھروں اور کمروں میں تھیں ان کے گھروں کے دروازے نہیں تھے ان پر کوئی حاکم و قاضی اور بادشاہ و ثروتمند نہیں تھے اور وہ آپس میں نہ لڑتے جھگڑتے تھے اور نہ کوئی کسی کو بُرا بھلا کہتا تھا، اب جو ذوالقرنین نے ان کی اس طرح کی حالت دیکھی تو تعجب سے پوچھا ذرا تم لوگ ان تمام باتوں کی وجہ تو بتلاؤ کیونکہ میں نے آج تک زمین کا جو مشرقی اور مغربی حصہ گھوما اور خشکی و تری دشت و پہاڑ نور و ظلمت سب جگہ کا سفر کیا مگر تمہاری طرح کی قوم کہیں بھی نہیں پائی؟ انھوں نے جواب دیا یہ مردوں کو جو ہم اپنے گھروں اور کمروں میں دفن کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم کہیں موت کو بھلا نہ بیٹھیں اور گھروں میں دروازے اس لئے نہیں ہیں کہ ہمارے یہاں کوئی چور یا ڈاکو ہی نہیں ہے سب کے سب امین ہیں اور یہ کہ ہم میں کوئی کسی پر ظلم وستم ہی نہیں کرتا ہے کہ دشمنی ہو اور کوئی کسی کو بُرا بھلا کہے یا قاضی و حاکم و بادشاہ کی ضرورت پیش آئے

ہ ذوالقرنین ان سے مزید پوچھتے ہیں کہ کیوں تم لوگوں میں کوئی مسکین وفقیر نہیں ہے؟ انھوں نے کہا کیونکہ ہم مال کو برابر تقسیم کرتے ہیں۔ کیوں تم لوگوں میں کوئی تلخ وسخت مزاج کا نہیں ہے؟ کیونکہ ہم میں تواضع ہے، کیوں تم لوگوں کی عمریں طولانی ہیں؟ کیونکہ عدالت ہمارا پیشہ ہے ،کیوں تم لوگ قحط میں مبتلا نہیں ہوتے ہو؟ کیونکہ ہم نے استغفار سے کبھی بھی غفلت نہیں کی ہے، کیوں تم لوگ غمگین نہیں ہو؟ کیونکہ ہم نے ہر قسم کی بلا ومصیبت کے لئے اپنے نفسوں کو آمادہ کیا ہوا ہے، کیوں تم لوگوں پر آفات وبلیات نہیں آتیں ہیں؟ کیونکہ ہم غیر خدا پر توکل نہیں کرتے ہیں یہ سب باتیں سننے کے بعد ذوالقرنین نے انھیں لوگوں کے درمیان سکونت اختیار کی یہاں تک کہ ان کی موت بھی وہیں پر واقع ہوئی۔

آخری زمانے کے بارے میں پیغمبر اسلام (ص) کی پیشن گوئی:

قال النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم): "سیاتی علی الناس زمان لا یکرمون العلماء اِلّا بثوب حسن ولا یسمعون القرآن اِلّا بصوتٍ حسن ولا یعبدون اللہ اِلّا فی شھر رمضان ، لا حیاء لنسائھم ولا صبر لفقرائھم ولا سخاء لاغنیائھم لا یقنعون با لقلیل ولا یشبعون با لکثیر ھمّتھم بطونھم و دینھم دراھمھم و نسائھم قبلتھم و بیوتھم مسا جدھم یفرّون من العلماء کما یفرّ الغنم من الذّئب فاِذا کان ذالک ابتلاھم اللہ بثلاث خصالٍ:

اوّلھا : "یرفع البرکة من اموالھم"

والثانیة: "یسلّط اللہ علیھم سلطاناً جائراً"

والثالثة : "یخرجون من الدّنیا بغیر ایمان" (وقائع الایام ص ۴۳۹.)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ علماء کا احترام صرف اُن کے اچھے لباس کی وجہ سے ہوگا اور قرآن کو صرف اچھی آواز کی بنا پر سنا جائے گا عورتوں سے حیاء ختم ہو جائے گی ،فقراء کے درمیان سے صبر ختم ہو جائے گا اغنیاء کے درمیان سے سخاوت ختم ہو جائے گی ،لوگ تھوڑے مال پر قناعت نہیں کریں گے اور کثیر مال کے باوجود سیراب نہیں ہوں گے ،لوگوں کا تمام ہم وغم اُن کا شکم ہوگا ،اُن کا دین ان کے درہم و دینار ہوں گے ،لوگ علماء سے اس طرح سے دور بھاگیں گے جس طرح گویا بھیڑ بھیڑیے سے بھاگتا ہے ،لہٰذا جب لوگوں میں یہ علامتیں پائی جائیں گی تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو تین قسم کے عذاب میں مبتلاء کرے گا"۔

پہلا عذاب: یہ کہ اُن کے مال سے برکت اُٹھالے گا،

دوسرا عذاب: یہ کہ اُن پر ظالم وجابر حاکم کو مسلّط کردے گا،

تیسرا عذاب: یہ کہ ایسے لوگوں کو خدا بغیر ایمان کے اس دنیا سے اٹھائے گا۔

چوتھا باب:

منکرین امام زمان (عج) کے سرانجام کے بارے میں روایات

۱۔ ابان بن تغلب کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق (ع) سے سوال کیا کہ اگر کوئی دیگر آئمہؑ کی معرفت رکھتا ہو مگر اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانتا ہو تو کیا وہ مؤمن ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں، میں نے کہا وہ مسلمان ہے؟ آپؑ نے فرمایا: ہاں،

۲۔ ابن مسکان امام جعفر صادق (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جو کوئی زندہ امام کا انکار کرتا ہے وہ ایسا ہے کہ اس نے تمام مردوں کا انکار کیا،

۳۔ ابن ابی یعفور کہتے ہیں امام جعفر صادق (ع) نے ارشاد فرمایا: جو بھی آئمہؑ جو میرے اجداد اور فرزند ہیں اقرار کرے مگر میرے فرزند مہدی (عج) کا انکار کرے وہ گویا ایسا ہے کہ اس نے تمام انبیاء کا تو اقرار کیا ہو مگر محمد (ص) کا انکار کیا ہو، راوی نے پوچھا: یا بن رسول اللہ مہدیؑ آپ کے فرزندوں میں سے کون سے ہیں تو آپؑ نے فرمایا: ساتویں امام کا پانچواں بیٹا جو لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوگا اور اس کا نام لینا مناسب نہ ہوگا۔

۴۔ ہشام بن سالم امام جعفر صادق (ع) سے اور حضرت اپنے اجداد کے واسطے سے پیغمبر (ص) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا: قائم میرے فرزندوں میں سے ہے جس کا نام میرے نام پر ہوگا، اس کی کنیت میری کنیت پر ہوگی اس کی روش میری روش پر ہوگی وہ لوگوں کو میرے دین پر باقی رکھے گا اور انہیں کتاب خدا کی طرف دعوت دے گا جس نے بھی اس کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی جس نے بھی اس کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی جس نے بھی اس کے دوران غیبت اس کا انکار کیا اس نے میرا انکار کیا جس نے بھی اسے جھٹلایا اس نے مجھے جھٹلایا جس نے بھی اس کی تصدیق کی اس نے میری تصدیق

کی اور جس نے بھی میرے اقوال کو اس کے بارے میں انکار کیا اور میری امت کو اس کے راستے سے گمراہ کیا میں خداوند عالم کی بارگاہ میں اس کی شکایت کروں گا ﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ﴾ "عنقریب ظالم افراد جان جائیں گے کہ ان کا انجام کس طرح کا ہونا ہے۔"

۵۔ ابو لیلیٰ امام جعفر صادق (ع) سے طولانی روایت کے صرف یہ آخری جملات نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جو بصیرت نہ رکھتا ہو وہ کس طرح ہدایت پا سکتا ہے؟ اور جو ڈرایا نہ گیا ہو وہ کس طرح بصیرت حاصل کر سکتا ہے؟ لہٰذا اے لوگو! رسول خدا (ص) کے لائے ہوئے الٰہی پیغام پر عمل کرو جو کہ ایمان و تقویٰ کی علامت ہے۔

۶۔ مروان مسلم کہتے ہیں امام جعفر صادق (ع) نے ارشاد فرمایا: امام خدا اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ اور نشانی ہے جس نے اس کو پہچان لیا وہ مؤمن ہے اور جس نے اس کا انکار کیا وہ کافر ہے۔

۷۔ فضل بن یسار امام محمد باقر (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جو اس حالت میں مرا کہ اس کا کوئی امام نہ ہو وہ جہالت کی موت مرا لوگ اگر اپنے امام کو نہ پہچانیں تو ان سے اس مسئلے میں کوئی عذر بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔

۸۔ عمار کہتے ہیں امام جعفر صادق (ع) نے فرمایا: جو بغیر معرفت امام کے مرا وہ کفر و جہالت و شرک و ضلالت کی موت مرا۔

۹۔ غیاث بن ابراہیم امام جعفر صادق (ع) سے اور وہ اپنے اجداد کے ذریعے سے رسول خدا (ص) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا: "جو بھی میرے فرزندوں میں سے قائم کی غیبت میں اس کا انکار کر کے مرا وہ جہالت کی موت مرا ہے"۔

۱۰۔محمد بن فضل امام علی رضا (ع) سے اور وہ اپنے اجداد کے ذریعے رسول خدا (ص) سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت نے حضرت علی (ع) کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: اے علی ! میرے بعد تم اور تمہاری نسل سے آنے والے آئمہ مخلوقات پر حجت خدا ہو، جو کوئی تم میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرے گا اس نے میرا انکار کیا جس نے تم میں سے کسی ایک کی بھی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی جس نے تم میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی جفا کی اس نے میرے ساتھ جفا کی جس نے بھی تم لوگوں کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی جس نے بھی تم لوگوں سے دوستی یا دشمنی کی اس نے مجھ سے دوستی یا دشمنی کی کیونکہ تم سب مجھ سے ہو میری مٹی سے خلق کیئے گئے ہو اور میں تم سب سے ہوں۔

۱۱۔عبداللہ بن قدامہ کہتے ہیں امام موسیٰ کاظم (ع) نے ارشاد فرمایا: جس نے چار چیزوں میں شک کیا گویا اس نے تمام آسمانی کتابوں کا انکار کیا جن میں سے ایک معرفت امام ہے جو ہر زمانے میں امام کو اس کی صفات کے ذریعے سے پہچانتا ہے،

۱۲۔سلیم بن قیس ہلالی سلمان وابوذر و مقداد و جابر و عبداللہ بن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا: "مَنْ مَاتَ وَلَيْسَ لَهُ اِمَامٌ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً" سلمان نے پوچھا یا رسول اللہ (ص) وہ امام کون ہے؟ تو آنحضرت نے فرمایا: وہ جو میرے اوصیاء ہوں گے۔

حضرت کے اسماء:

۱۔مہدی (عج): جیسا کہ امام باقر علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے: "اذا قام مهدينا اهل البيت قسّم بالسّويّة وعدل فى الرعيّة من اطاعه فقد اطاع الله ومن عصاه فقد عصى الله وانما سمّى المهدى لانّه يهدى الى امر خفىّ" (عقد الدرر ص۴۰ ب۳) ترجمہ:

۲۔قائم (عج): جیسا کہ ابوحمزہ ثمالی امام باقرؑ سے جب سوال کرتے ہیں کہ فرزند رسول کیا آپ سب حق کو قائم کرنے والے نہیں ہیں؟ تو آپؑ جواب دیتے ہیں کہ کیوں نہیں، تو ابوحمزہ ثمالی دوبارہ سوال کرتے ہیں: تو پھر صرف آخری امام کو قائم کہا جاتا ہے؟ تو آپؑ یوں جواب دیتے ہیں: "لـمّـا قُـتـل جـدّى الحسينؑ ضجّت الملائكة الى الله عزوجل بالبكاء والنحيب ثم كشف الله عزوجل عن الآئـمّـة مـن وُلـدالحسينؑ للملائكة فـسـرّت الملائكة بذالک فاذا احدهم قائمٌ يُصلّى فقال عزوجل بذالک القائم انتقم منهم" (بحار ۲۸/۵۱) ترجمہ:

جب کسی نے امام جواد علیہ السلام سے اسی طرح کا سوال کیا تو آپؑ نے جواب دیا: "لانّـه يقوم بعد موت ذكره وارتداد اكثر القائلين بامامته" (بحار ۳۰/۵۱) ترجمہ:

۳۔المنتظر: جب کسی نے امام جواد علیہ السلام سے سوال کیا کہ آخری امام کو منتظر کیوں کہا جاتا ہے تو آپؑ نے فرمایا: "لانّ لـه غيبة تكثر ايامها ويطول امدها فينتظر خروجه المخلصون ويُنكره المرتابون..." (بحار ۳۰/۵۱) ترجمہ:

۴۔صاحب الامر: کیوں کہ آپؑ آیا اولی الامر کے مصادیق میں سے ہیں

۵۔حجت: کیوں کہ آپؑ کے وجود مقدس کے ذریعہ لوگوں پر اللہ کی طرف سے اتمام حجت ہو جائے گی۔

پانچواں باب:

امام حسن (ع) وامام حسین (ع) کے بعد امامت کا دو اماموں میں جمع نہ ہونا

ا۔ حسین بن ثویر امام جعفر صادق (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: امام حسن وامام حسین علیہما السلام کے بعد ہرگز امامت دو بھائیوں میں نہ جمع ہوئی ہے اور نہ ہوگی اور امامت امام سجاد (ع) کے ذریعے سے آگے بڑھی ہے جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہوا: ﴿وَأُوْلُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ﴾ اس طرح امامت امام سجاد (ع) کے بعد سے ان کے فرزندوں میں چلی ہے۔

۲۔ ابوبصیر امام محمد باقر (ع) سے اس آیت ﴿وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ﴾ کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: یہ آیت امام حسین (ع) کے بارے میں نازل ہوئی ہے یعنی امامت آپؑ کے فرزندوں میں یکے بعد دیگرے منتقل ہوتی رہے گی اور بھائی یا چچا کی طرف منتقل نہیں ہوگی۔

۳۔ ابوبصیر امام جعفر صادق (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جب حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے یہاں امام حسین (ع) کی ولادت ہوئی رسول خدا (ص) نے انہیں خبر دی کہ ان کی امت اسے قتل کر ڈالے گی تو بی بی نے فرمایا: تو پھر مجھے ایسے بچے کی ضرورت نہیں ہے اور جب رسول خداؐ نے یہ خبر دی کہ اس کی نسل میں ائمہؑ کو خدا نے قرار دیا ہے تو بی بی یہ خبر سن کر خوش ہو گئیں۔

۴۔ عیسیٰ بن عبد اللہ کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق (ع) کی خدمت میں عرض کیا یا بن رسول اللہ! میری جان آپ پر قربان آپؑ کے بعد امام کون ہوگا؟ حضرتؑ نے امام موسیٰ کاظم (ع) کی طرف اشارہ کیا میں نے پوچھا ان کے بعد؟ آپؑ نے فرمایا: اس کا بیٹا میں نے کہا اگر ان کا بھی

انتقال ہو جائے اور ان کے ایک بڑے بھائی ہوں اور ایک چھوٹا بیٹا تو کس کو امام سمجھوں؟ آپ نے فرمایا: بیٹے کو اور اس کے بعد بھی یوں ہی ہوگا، میں نے پوچھا ان کے بعد کے امام اور ان کے مقام کو نہ پہچان سکوں تو کیا کروں؟ تو آپؑ نے فرمایا: یوں کہنا کہ بارالہا! گذشتہ فرزند امام کی باقی ماندہ حجت خدا کی ولایت پر میں باقی ہوں یہ تمہارے لئے کافی ہے۔

۵۔ ہشام بن سالم کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق (ع) سے پوچھا امام حسن (ع) افضل ہیں یا امام حسین (ع)؟ تو آپؑ نے فرمایا: امام حسن (ع) و امام حسین (ع) دونوں افضل ہیں، میں نے کہا: تو کیوں امامت امام حسین (ع) کی نسل سے قرار پائی؟ امام حسن (ع) کی نسل سے قرار نہیں پائی؟ تو آپؑ نے فرمایا: خدا نے موسیٰ و ہارونؑ کی روش امام حسن و امام حسین علیہما السلام میں جاری کی ہے کیا تمہیں نہیں معلوم کہ موسیٰ و ہارونؑ دونوں نبوت میں شریک تھے جس طرح امام حسن و امام حسین علیہما السلام امامت میں شریک ہیں مگر خدا نے نبوت کو ہارونؑ کی نسل میں قرار دیا موسیٰ کی نسل میں قرار نہ دیا اگر چہ موسیٰ حارون سے افضل تھے میں نے پوچھا کیا ممکن ہے ایک وقت میں دو امام ہوں؟ آپؑ نے فرمایا: نہیں مگر یہ کہ ان میں سے ایک خاموش رہے اور دوسرے کی پیروی کرے اور دوسرا اس کا امام و پیشوا ہو لیکن ایک وقت میں دو امام و پیشوا نہیں ہو سکتے ہیں میں نے پوچھا کیا امام حسن و امام حسین علیہما السلام کے بعد دو بھائی امام ہو سکتے ہیں؟ تو آپؑ نے فرمایا: نہیں بلکہ امامت امام حسین (ع) کے بعد ان کی نسل میں چلنے والی ہے تا قیامت جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً﴾

۶۔ ابو بصیر امام جعفر صادق (ع) سے اس آیت ﴿وَبِئْرٍ مُعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ مَشِيدٍ﴾ کی تفسیر کے بارے میں یوں نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ﴿بِئْرٍ مُعَطَّلَةٍ﴾ سے مراد خاموش امام ہے اور ﴿قَصْرٍ مَشِيدٍ﴾ سے مراد امام ناطق ہے، یعنی امام حسن و امام حسین علیہما السلام۔

چھٹا باب:

امام زمان (عج) کی مادر گرامی کے بارے میں

بشر بن سلیمان نخاس جو ابو ایوب انصاری کی اولادوں میں سے اور امام ہادی و امام حسن عسکریؑ کے سچے چاہنے والے اور "سر من رای" میں پڑوس میں رہنے والے تھے نقل کرتے ہیں کہ ایک رات میرے پاس امام ہادی (ع) کا قاصد آیا کہ تمہیں امامؑ نے بلوایا ہے جب میں حضرت کی خدمت میں پہنچا تو آپؑ نے فرمایا: اے بشر! ہماری ولایت تم میں پشت در پشت چلی آرہی ہے اور تم ہم اہل بیتؑ کے مورد اطمینان ہو اور اب میں چاہتا ہوں کہ ایک فضیلت میں تم ہمارے دیگر شیعوں پر سبقت لو اور وہ یہ ہے کہ میں تمہیں ایک کنیز کی خریداری کی ذمہ داری سونپتا ہوں جسے تمہیں انجام دینا ہے پھر حضرت نے رومی زبان میں خط لکھا اور اسے لپیٹ کر اس پر اپنی مہر لگائی اور زرد رنگ کے رومال میں لپٹے ہوئے ۲۲۰ دینار مجھے دیتے ہوئے فرمایا: انہیں لے لو اور بغداد جاؤ فلاں دن ظہر کے وقت فلاں فرات کے کنارے جب اسیر فروخت کرنے کو لائے جائیں تو تم عمر بن یزید نامی بردہ فروش کو نظر میں رکھنا اور اس کے پاس فلاں فلاں صفات کی مالک کنیز ہوگی جب بھی کوئی خریدار اس کنیز کے نزدیک جا کر اسے دیکھنا چاہے گا تو وہ کسی کے سامنے اپنے چہرے کو نہیں کھولے گی یہاں تک کے ایک خریدار اسے ۳۰۰ دینار میں خریدنا چاہے گا مگر وہ اس کے ہاتھ بکنے کو تیار نہیں ہوگی جب بردہ فروش اس سے گفتگو کرے گا تو وہ اس سے کہے گی تجھے جلدی کس بات کی ہے کوئی ایسا خریدار تو ہو کہ جس کی امانت اور دیانت پر مجھے اطمینان ہو پھر تم اس کے ہاتھوں مجھے فروخت کر دینا، بس اس وقت اے بشر! تم اٹھنا اور میرا نامہ اس کنیز کو جا کر دینا کہ میرے پاس جو خط ہے وہ اس شخص کا ہے جس کی شرافت، وفاداری، امانت داری اور سخاوت کسی پر پوشیدہ نہیں پھر صبر کرنا اور کہنا کہ اگر تم راضی ہو تو میں صاحب خط کا وکیل

ہوں کہ تمہیں اس بردہ فروش سے خرید کر صاحب خط کی خدمت میں پہنچادوں، بشر بن سلیمان کہتے ہیں میں نے امام ہادی (ع) کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کیا جیسے ہی میں نے اس کنیز کے ہاتھ میں وہ خط دیا اس نے جو اسے پڑھا تو گریہ کرتے ہوئے عمر بن یزید بردہ فروش سے کہنے لگی مجھے اس خط لانے والے کے ہاتھوں فروخت کر دو اور پھر قسم کھا کر کہا اگر تم نے ایسا نہ کیا تو میں خودکشی کرلوں گی، پھر میں نے بھی اس بردہ فروش سے گفتگو شروع کی آخر کار اسی قیمت پر معاملہ طے ہوا جو میرے مولا نے زرد رنگ کے رومال میں مجھے دی تھی میں نے وہ دینار اس بردہ فروش کو دے کر اس کنیز کو خرید لیا وہ کنیز بڑی خوش خوش میرے ساتھ چلی آئی میں نے بغداد میں ایک کمرہ کرائے پر لیا ہوا تھا اب جو میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ اس کنیز نے وہ خط نکالا اور اپنے سینے سے لگا کر بار بار اسے چومتی ہے میں نے تعجب سے اسے کہا کہ عجیب ہے اس شخص کے خط کو چومتی ہو جسے تم پہچانتی بھی نہیں؟

تو وہ بولی اے مقام اولاد انبیاء کی کم معرفت رکھنے والے سنو میں ملیکہ بنت یشوعا ابن قیصر روم ہوں میری ماں شمعون وصی عیسیٰ بن مریم کی اولاد سے ہے اب میں اپنی داستان تمہیں سناتی ہوں غور سے سنو، میرے دادا قیصر روم نے چاہا میری تیرہ سال کی عمر میں اپنے بھائی کے بیٹے کے ساتھ نکاح کر دے لہٰذا محل کو سجایا گیا تمام لوگوں کو دعوت دی گئی لال وجواہر سے اسٹیج سجایا گیا جیسے ہی ان کا بھتیجا اس اسٹیج پر گیا لٹکی ہوئی صلیبیں گریں اس کے ستون ٹوٹے ان کا بھتیجا گھبرایا اور یہ کہہ کر سب بھاگے کہ یہ سب علامتیں اس کام کے نحس ہونے کی ہیں میرے دادا نے اس واقعہ کو فال بد لیتے ہوئے پھر سے حکم دیا کہ اسٹیج کے ستونوں کو کھڑا کیا جائے صلیبیں لٹکائی جائیں اور دوسرے بھتیجے سے میرا نکاح کرنے کا ارادہ کیا پھر جب دوبارہ محفل جشن برپا ہوئی تو دوبارہ پہلے جیسا واقعہ رونما ہوا لوگ منتشر ہو گئے اور میرے

دادا اس دفعہ تو بہت ہی زیادہ غمناک حالت میں اپنے خاص محل میں گئے اور پردے لٹکا لئے، میں نے اس رات خواب میں حضرت عیسیٰ اور ان کے وصی شمعون اور کچھ حواریوں کو اپنے دادا کے محل میں دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ سب سے بلند ایک منبر سجایا گیا ہے محمد مصطفیٰ (ص) اور ان کے اطراف میں کچھ جوان تشریف لا رہے ہیں جب رسول اللہ (ص) تشریف لائے تو حضرت عیسیٰ (ع) ان کے استقبال کو اٹھے اور آگے بڑھ کر ان سے معانقہ کیا آنحضرت ارشاد فرماتے ہیں: اے عیسیٰ! میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ کے وصی شمعون کی بیٹی ملیکہ کا اپنے بیٹے سے رشتہ مانگوں، حضرت عیسیٰ (ع) حضرت شمعون سے کہتے ہیں: بہت بڑی فضیلت نے تمہارے گھر کا رخ کیا ہے کہ تم سے رشتہ داری قائم کرنے کا تمہیں شرف بخشا ہے لہٰذا تم کیا کہتے ہو، شمعون کہتے ہیں میں نے قبول کیا، پھر پیغمبر اکرم (ص) منبر پر گئے اور خطبہ پڑھا اور میرا نکاح اپنے بیٹے سے پڑھا اور پھر اس پر عیسیٰ اور تمام حواریوں کو بھی گواہ قرار دیا، جیسے ہی میں خواب سے بیدار ہوئی تو ڈری کہ اگر یہ خواب میں نے اپنے باپ اور دادا سے بتایا تو وہ مجھے مار ڈالیں گے اس راز کو میں نے اپنے دل میں پوشیدہ رکھا اور کسی کو بھی نہیں بتایا میرا قلب ابو محمدؑ کی محبت سے لبریز ہوگیا، ہلکے ہلکے میں نے کھانے پینے سے ہاتھ روک لیا جس کی وجہ سے مجھ میں کمزوری آگئی اور میں بیمار رہنے لگی میرے دادا کو میرا بہت خیال تھا لہٰذا جتنے بھی طبیب و حکیم سے ممکن تھا انھوں نے میرا علاج کرایا میرے دادا کو نا امیدی ہونے لگی تو ایک دن مجھ سے کہا اے بیٹی! کیا تمہارے دل میں کوئی آرزو ہے تو کہو تا کہ میں اسے پورا کروں؟

میں نے کہا دادا جان مجھ پر تمام دروازے بند ہو چکے ہیں اگر آپؑ کے لئے ممکن ہو تو جو مسلمان آپؑ کے زندان میں اسیر ہیں انھیں اذیت و آزار نہ دیں تو ممکن ہے کہ مسیح اور ان کی ماں مجھے

شفا دیں لہٰذا جب میرے دادا نے ایسا کیا تو میں نے ذرا سا اپنے آپ کو صحت مند ظاہر کیا اور تھوڑی سی غذا بھی کھائی میرے دادا کو یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی اور مسلمان اسیروں کے ساتھ بڑے عزت و احترام کے ساتھ پیش آنے لگے میں نے بھی چار راتوں کے بعد خواب میں جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو دیکھا جو حضرت مریم اور ہزار بہشتی حوروں کے ہمراہ میرے پاس آئی ہیں اور حضرت مریم نے مجھ سے کہا یہ مادر ابو محمدؑ اور سیدۃ النساء العالمین ہیں یہ سنکر میں ان کے قدموں میں گر گئی اور کہا کیوں ابو محمدؑ مجھ سے ملنے نہیں آتے بی بی نے سنکر ارشاد فرمایا: تمہارے ابھی تک مذہب شرک پر باقی رہنے کی وجہ سے میرا بیٹا ابو محمدؑ تمہاری ملاقات کو نہیں آتا ہے اور میری بہن مریم بھی تیرے دین سے برائت کا اعلان کرتی ہیں اگر تم اللہ اور مسیح و مریم کی خوشنودی چاہتی ہو اور یہ چاہتی ہو کہ ابو محمد تم سے ملنے آئے تو یہ گواہی دو" اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَسُوْلُ اللّٰہِ " لہٰذا جیسے ہی یہ کلمات میں نے اپنی زبان سے جاری کئے بی بی فاطمہؑ نے مجھے اپنے سینے سے لگایا اور کہا اب ابو محمدؑ کا انتظار کرو کہ میں اسے تمہارے پاس بھیجتی ہوں پھر میں خواب سے بیدار ہوئی اب تو ابو محمدؑ کی محبت اور ان کے دیدار کی تمنا میرے دل میں لہلہانے لگی دوسری شب میں نے خواب میں ابو محمدؑ کو دیکھا ان سے گلا کیا کہ آپ کیوں میرے پاس نہیں آتے تھے تو انھوں نے بھی وہی علت بیان کی جو حضرتؑ کی جدہ نے بیان کی تھی پھر حضرتؑ نے فرمایا: اب جب تم مسلمان ہوگئی ہو تو ہر روز میں تمہارے دیدار کو آوں گا اس دن سے آج تک ان کا آنا بند نہیں ہوا ہے، بشر کہتے ہیں تو اسیروں کے درمیان کس طرح آپ آگئیں ملیکہ نے جواب دیا: ایک رات ابو محمدؑ نے مجھ سے فرمایا: تمہارا دادا فلاں روز مسلمانوں سے جنگ کے لئے لشکر بھیجنے والا ہے لہٰذا کسی طرح سے تم بھی اس لشکر میں اس طرح سے شامل ہو جاؤ کہ تمہیں کوئی پہچان نہ سکے اور فلاں راستے سے آؤ لہٰذا میں نے بھی ایسا ہی کیا اور اب

تمہارے سامنے ہوں اب تک تمہارے علاوہ کوئی نہیں جانتا کہ میں بادشاہ روم کی بیٹی ہوں بشر کہتے ہیں آپ تو رومی ہیں آپ نے عربی اتنی اچھی کہاں سے سیکھی؟ملیکہ کہتی ہیں میرے دادا نے خصوصی ٹیچر میرے لئے رکھی تھی جو مجھے عربی سکھاتی تھی ،بشر کہتے ہیں جب میں ملیکہ خاتون کو اپنے مولا و آقا امام ہادی (ع) کی خدمت میں لے گیا تو حضرتؑ نے کہا تم نے دیکھا خدا نے کس طرح اسلام کو عزت بخشی اور نصرانیت کو رسوا کیا اور پھر حضرتؑ نے اس سے کہا کہ میں تمہیں دو چیزوں کے درمیان اختیار دیتا ہوں ایک تو یہ کہ دس ہزار درھم لے لو یا تمہیں ایک ایسی بشارت دوں جس میں تمہاری آخرت کے لئے بھلائی ہو؟اس نے کہا یابن رسول اللہ (ص)! میں بشارت کو قبول کرتی ہوں ،تو حضرت نے فرمایا: تمہیں بشارت ہو ایسے بیٹے کی جو مشرق اور مغرب پر حکومت کرے گا اور زمین کو اسی طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی ،اس نے پوچھا کس سے حضرتؑ نے فرمایا: رسول خدا (ص) نے فلاں شب کس سے تمہارا نکاح پڑھا ہے؟اس نے کہا ابو محمدؑ سے حضرتؑ نے کہا کیا اسے پہچانتی ہو؟اس نے کہا ہاں جب سے میں نے ان کی دادی فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے ہاتھوں اسلام قبول کیا ہے ہر رات وہ میری ملاقات کو آتے ہیں پھر امام ہادی (ع) نے اپنی بہن حکیمہ خاتون کو بلایا اور کہا کہ اسے لے جایئے اور احکام اسلام کی تعلیم دیجئے یہ میرے بیٹے ابو محمدؑ (حسن عسکری (ع) کی زوجہ اور قائمؑ کی ماں ہے۔

ولادت امام زمان (عج) کے بارے میں روایات

ا۔حکیمہ خاتون امام جواد (ع) کی بیٹی نقل کرتی ہیں کہ امام حسن عسکری (ع) نے مجھے نیمہ شعبان کو اپنے پاس بلوایا اور کہا پھوپھی جان آج افطار آپ ہمارے ساتھ ہی کیجئے گا کیونکہ آج کی شب حجت خدا زمین پر آنے والا ہے، میں نے کہا اس کی ماں کون ہے؟ حضرتؑ نے کہا: نرجس، میں نے کہا میں آپ پر قربان نرجس میں تو میں کوئی آثار حمل نہیں پارہی ہوں، تو انھوں نے کہا بیشک آپ صحیح کہہ رہی ہیں مگر جو میں کہہ رہا ہوں وہ ہو کر رہے گا، میں نے نماز مغربین ادا کی اور افطار کے بعد کچھ دیر آرام کیا اور پھر جب نماز شب کے لئے بیدار ہوئی تو نرجس کے حجرے میں جھانک کر دیکھا تو وہ آرام کر رہی تھیں پھر کچھ تعقیبات کے بعد دیکھا کہ نرجس بھی نماز شب کے لئے اٹھیں ہیں اور نماز پڑھ کر لیٹ گئی ہیں اور ابھی تک ان سے کوئی آثار نمایاں نہیں ہیں میں صحن خانہ میں آکر طلوع فجر کو دیکھ ہی رہی تھی کہ میرے دل میں شک آیا کہ ناگاہ ابو محمدؑ (حسن عسکریؑ) نے اپنے حجرہ سے آواز دی پھوپھی جان جلدی نہ کیجئے کہ وقت قریب ہے میں بیٹھ گئی اور سورہ آلم سجدہ و سورہ یس کی تلاوت کرنے لگی اتنے میں میں نے دیکھا کہ نرجس گھبرائی ہوئی ہیں میں فوراً ان کے پاس گئی اور پوچھا کیا کسی چیز کا احساس ہوا ہے انھوں نے کہا ہاں میں نے کہا: گھبراؤ نہیں اپنے دل کو مضبوط رکھو نرجس نے کہا پھوپھی جان میں کچھ احساس ضعف کر رہی ہوں میں نے انہیں گلے سے لگایا کچھ ہی دیر میں میں نے دیکھا کہ پاک و پاکیزہ بچہ سجدے کی حالت میں زمین پر ہے میں نے اس بچے کو اٹھایا ابو محمدؑ نے آواز دی پھوپھی جان میرے بیٹے کو میرے پاس لائیں میں بچے کو باپ کے پاس لے گئی انھوں نے دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر اپنے بچے کو گود میں لے کر اپنی زبان اسکے منہ میں دی اور اپنے ہاتھوں کو اس کے کانوں اور آنکھوں پر پھیرتے ہوئے بولے بیٹا کچھ کلام کرو: بچے نے سب سے پہلے جو کلام کیا وہ یہ تھا:

"اَشْهَدُ اَنْ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِیْکَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ" پھر امیر المومنینؑ ودیگر ائمہؑ کے نام بنام درود وصلوات بھیجے پھر ابو محمدؑ نے بچے کو مجھے دیتے ہوئے کہا کہ پھوپھی جان اس بچے کو اس کی ماں کے پاس لے جائیں کہ یہ ان کو سلام کرلے پھر میرے پاس لایئے گا میں بچے کو اس کی ماں کے پاس لے گئی بچے نے ماں کو سلام کیا پھر میں نے بچے کو لیجا کر اس کے باپ کو دیا، ابو محمدؑ نے کہا پھوپھی جان ساتویں دن پھر آپ ہمارے گھر آیئے گا حکیمہ خاتون کہتی ہیں میں صبح سویرے جب امام عسکری (ع) کے حجرہ کی طرف آئی تو بچے کو حجرے میں نہ پا کر سوال کیا ابو محمدؑ نے جواب دیا پھوپھی جان میں نے بچے کو اسی کے حوالے کیا ہے جس کے حوالے مادر موسیٰ نے موسیٰ کو کیا تھا پھر میں ساتویں دن آئی اور امام حسن عسکری (ع) کو سلام کیا انھوں نے جواب دیا اور کہا پھوپھی جان ذرا میرے بیٹے کو تو میرے پاس لائیں میں حجت خدا کو امام عسکری (ع) کے پاس لے گئی انھوں نے اپنی زبان اپنے بیٹے کے منہ میں دی گویا اس سے دودھ وشہد آرہا ہو بچہ اس طرح سے باپ کی زبان چوس رہا تھا پھر ابو محمدؑ نے فرمایا: بیٹا کچھ بولو تو بچے نے پھر سے وحدانیت خدا کی گواہی دی اور محمد وآل محمد پر نام بنام درود وسلام بھیجے پھر جب اپنے والد کے نام پر پہنچا تو اس آیت کی تلاوت کی ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَنُرِیْدُ اَنْ نَمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِیْنَ (۞) وَنُمَکِّنَ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَنُرِیَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَا کَانُوْا یَحْذَرُوْنَ﴾ (سورہ قصص آیہ ۵،۶)

یعنی ہم نے یہ ارادہ کیا ہے کہ زمین کے کمزوروں پر یہ احسان کریں کہ انہیں آئمہ اور وارث قرار دیں اور انہیں زمین پر قدرت دیں اور فرعون وھامان اور ان کے لشکروں کو وہ نشانیاں دکھائیں جن سے وہ ڈرتے ہیں۔

۲۔ محمد بن عبداللہ کہتے ہیں میں امام حسن عسکری (ع) کی شہادت کے بعد حکیمہ خاتون بنت امام جواد (ع) کی خدمت میں پہنچا تا کہ حجت خدا کے بارے میں لوگوں کے درمیان اختلاف اور حیرت کے پائے جانے کے بارے میں سوال کروں، انھوں نے کہا بیٹھو اور پھر کہا اے

محمدؑ! خدا کبھی بھی زمین کو حجت خدا سے خالی نہیں چھوڑتا ہے اور امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے بعد سلسلۂ امامت برقرار ہے اور تا قیامت برقرار رہے گا امت کے لئے ایک امتحان کا مرحلہ یہ ہے کہ حجت خدا ان کے سامنے ظاہر نہ ہو اور وہ مرحلہ ابو محمدؑ (امام عسکریؑ) کی شہادت کے بعد سے شروع ہو گیا ہے میں نے کہا کیا امام عسکری (ع) کا کوئی بیٹا بھی ہے؟ حکیمہ خاتون مسکرائیں اور بولیں: اگر امام حسن عسکری (ع) کا کوئی بیٹا نہیں تو ان کے بعد امام کون ہے؟ جبکہ میں نے تم سے کہا کہ امامت کا سلسلہ مسلسل برقرار ہے اور امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے علاوہ کہیں بھی امامت دو بھائیوں میں قرار نہیں پائی ہاں امام حسن عسکری (ع) کی زوجہ نرجس خاتون سے وہ فرزند پیدا ہو چکا ہے جو اس وقت پردۂ غیب میں ہے جس وقت اذن پروردگار ہوگا تو وہ ظاہر ہوگا (پھر حکیمہ خاتون نے گذشتہ پورا واقعہ کہہ سنایا) اس فرق کے ساتھ کہ جب میں نے نرجس میں آخری رات تک کوئی آثار حمل نہ پایا تو ابو محمدؑ نے مجھ سے فرمایا: پھوپھی جان میرے اس بچے کی مثال بھی موسیٰ کی سی ہے کہ ان کی ولادت سے بھی پہلے تک ان کی ماں میں آثار حمل نمایاں نہیں ہوئے تھے کیوں کہ فرعون نے ہر گھر میں عورتیں مقرر کی ہوئی تھیں کہ جس عورت پر بھی آثار حمل نظر آئیں ان کے پیٹ چاک کر کے بچوں کو قتل کروا دیتا تھا لہٰذا نرجس کی مثال بھی مادر موسیٰ کی سی ہے اور جب حجت خدا کی ولادت کا وقت ہوا تو میرے اور نرجس کے درمیان پردہ سا حائل ہو گیا میں گھبرا کر ابو محمدؑ کی خدمت میں پہنچی انھوں نے کہا پھوپھی جان گھبرائیں نہیں آپ اپنی جگہ واپس جائیں نرجس کو وہیں پائیں گی اب جو میں واپس آئی تو نرجس کے اطراف میں نور ہی نور تھا اس نور کے درمیان میں نے حجت خدا کو دیکھا جو دو زانوؤں کے بل زمین پر سجدہ کی حالت میں تھا پھر بچے نے اٹھ کر کلمۂ شہادتین کو بلند آواز میں اپنی زبان پر یوں جاری کیا ''اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ) وَاَنَّ جَدِّیْ مُحَمَّداً رَسُوْلُ اللّٰهِ

وَاَنَّ اَبِی اَمِیْرُالْمُؤْمِنِیْنَ " پھر ایک ایک امام کے نام لے کر درود بھیجے اور پھر جب اپنے نام پر پہنچا تو یوں دعا کی "اَللّٰھُمَّ اَنْجِزْلِیْ مَاوَعَدْتَنِیْ وَاَتْمِمْ لِیْ اَمْرِیْ وَثَبِّتْ وَطْأَتِیْ وَامْلَاءِ الْاَرْضَ بِیْ عَدْلًا وَقِسْطًا "یعنی: اے اللہ! تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اسے پورا کرنا اور میرے امور کو تکمیل تک پہنچانا اور مجھے اس راہ میں ثابت قدم رکھنا اور زمین کو میرے ذریعے سے عدل و انصاف سے بھر دینا" پھر امام حسن عسکری (ع) نے بچے کو اپنے پاس منگوا کر اپنی زبان چسائی اور پھر بچے کو مجھے دیتے ہوئے فرمایا: بچے کو زجس کے پاس لیجائیں کہ وہ اسے دودھ پلائیں پھر بچے کو منگوایا اور کچھ سفید رنگ کے پرندے جو اس وقت ہمارے سروں پر اڑ رہے تھے ان میں سے ایک کو آواز دیکر بلایا اور بچے کو اس کے سپرد کرتے ہوئے کہا اسے سنبھال کر لے جاؤ اور ہر چالیس دن پر ہمارے پاس لے آیا کر تا وہ پرندہ بچے کو اپنے پروں میں اٹھا کر لے گیا بقیہ پرندے بھی اس کے پیچھے چلے گئے یہ منظر دیکھ کر زجس خاتون گریہ کرنے لگیں امام حسن عسکری (ع) نے فرمایا: گھبراؤ نہیں اس کے لئے تمہارے علاوہ کسی دوسرے کا دودھ پینا حرام ہے عنقریب وہ تمہارے پاس لوٹا دیا جائے گا جس طرح مادر موسیٰ کے پاس موسیٰ کو لوٹا دیا گیا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿فَرَدَدْنَاهُ اِلٰی اُمِّهٖ کَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ﴾ (سورہ قصص آیہ ۱۳)
یعنی ہم نے موسیٰ کو ان کی ماں کی طرف لوٹا دیا تا کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں اور وہ محزون نہ ہوں حکیمہ خاتون کہتی ہیں میں نے امام حسن عسکری (ع) سے پوچھا یہ پرندہ کون تھا؟ تو حضرتؑ نے جواب دیا یہ روح القدس ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آئمہؑ پر مقرر کیا ہے کہ وہ انہیں محفوظ رکھے اور انہیں تعلیم دے، حکیمہ خاتون کہتی ہیں چالیس دن کے بعد بچہ کو لوٹا دیا گیا امام حسن عسکری (ع) نے مجھے اپنے پاس بلوایا اب جو میں نے دیکھا تو وہ بچہ دو سال کے بچے کی مانند ہے جو امامؑ کے سامنے چل پھر رہا ہے میں نے تعجب سے پوچھا مولا یہ وہی بچہ ہے؟ امامؑ نے

مسکرا کر جواب دیا ہاں یہ وہی بچہ ہے اور کہا انبیا و اوصیاءؑ کے بچوں کی ایک ماہ کی نشونما عام بچوں کے ایک سال کی نشونما کے برابر ہوا کرتی ہے اور ہمارے بچے شکم مادر ہی سے تلاوت قرآن کیا کرتے ہیں اور خدا کی عبادت کرتے ہیں حکیمہ خاتون کہتی ہیں میں اسی طرح ہر چالیس دن پر امامؑ کے گھر جاتی یہاں تک کے امام حسن عسکری (ع) کی شہادت سے چند دن پہلے جو گئی تو امامؑ کے سامنے ایک جوان سے لڑکے کو بیٹھا دیکھا میں نے پوچھا: اے ابو محمدؑ! یہ جوان کون ہے؟ تو انھوں نے کہا پھوپھی جان یہ وہی نرجس کا بیٹا اور میرا جانشین ہے عنقریب میں آپ لوگوں سے جدا ہونے والا ہوں میرے بعد آپ لوگوں کو اس کی اطاعت کرنی ہے، حکیمہ خاتون کہتی ہیں اس کے کچھ ہی دن بعد ابو محمدؑ نے رحلت فرمائی: اور میں روزانہ صبح حجت خدا کی زیارت سے مشرف ہوتی ہوں اور جو مجھے پوچھنا ہوتا ہے ان سے پوچھتی ہوں بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ میرے پوچھنے سے پہلے وہ مجھے جواب دیدیتے ہیں گذشتہ رات انھوں نے مجھے تمہارے آنے کی خبر دی تھی اور کہا تھا کہ میں تمھیں حق کی معرفت کرادوں، محمد بن عبداللہ راوئ حدیث کہتے ہیں خدا کی قسم حکیمہ خاتون نے میرے تمام سوالوں کے جواب دیئے جن سے میرے اور خدا کے علاوہ کوئی آگاہ نہیں تھا جس سے میں نے ان کی صداقت کو پہچان لیا۔ ۳۔علی بن محمد کہتے ہیں صاحب الزمان (عج) ۲۵۵ ھ کی پندرہ شعبان کی شب ولادت ہوئی ہے۔

۴۔نسیم و ماریہ خادم و کنیز امام حسن عسکری (ع) نقل کرتے ہیں کہ جب امام صاحب الزمان (ع) رحم مادر سے دنیا میں تشریف لائے تو دوزانو زمین پر بیٹھ کر دو انگلیاں شہادتین کی آسمان کی طرف بلند کرتے ہوئے فرمایا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العالَمِینَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِهِ'' اور فرمایا: ظالم لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ زمین سے خدا کی حجت اٹھ چکی ہے اگر ہمیں کلام کرنے کا اذن ہوتا تو لوگوں کے شکوک ختم ہو جاتے، نسیم خادم امام حسن عسکری (ع) کہتا ہے صاحب الزمان کی

ولادت کے تیسرے دن جب میں ان کی خدمت میں پہنچا تو مجھے چھینک آئی انھوں نے کہا "یَرْحَمُکَ اللّٰہُ" میں یہ سنکر خوش ہو گیا پھر انھوں نے فرمایا: اے نسیم! کیا میں تمہیں اس چھینک کا فائدہ بتاؤں؟ میں نے کہا ہاں بتائیں، انھوں نے فرمایا: جسے چھینک آتی ہے وہ تین دن تک موت سے محفوظ رہتا ہے۔

۵۔ ابو غانم خادم امام حسن عسکری (ع) نقل کرتے ہیں کہ امام حسن عسکری (ع) کے گھر میں ایک بچے کی ولادت ہوئی جس کا نام حضرتؑ نے (محمد) رکھا اور اسے تیسرے دن اپنے اصحاب کے درمیان لاکر دکھایا اور کہا یہ میرے بعد میرا جانشین اور تمہارا امام ہے اور یہی وہ (قائم) ہے جس کے انتظار میں لوگ زندگی بسر کریں گے اور جب دنیا ظلم و جور سے بھر چکی ہو تو یہ قائم ظہور کر کے زمین کو اسی طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا۔

۶۔ محمد بن ابراہیم کوفی نقل کرتے ہیں کہ امام حسن عسکری (ع) نے میرے ذریعے کسی کے لئے یہ کہہ کر گوشت بھیجا کہ یہ میرے بیٹے محمد کے عقیقہ کا گوشت ہے۔

۷۔ حسن بن منذر کہتے ہیں ایک دن حمزہ بن ابی الفتح میرے پاس آئے اور کہا مبارک ہو امام حسن عسکری (ع) کے یہاں بیٹا پیدا ہوا ہے مگر امامؑ نے کہا ہے کہ اس بات کو پوشیدہ ہی رکھنا میں نے پوچھا اس بچے کا نام کیا ہے؟ انھوں نے کہا اس کا نام (محمد) اور کنیت ابو جعفر ہے۔

۸۔ غیاث بن اسید کہتے ہیں محمد بن عثمان عمری سے میری ملاقات ہوئی تو انھوں نے مجھے بتایا کہ حجت خدا مہدی صاحب الزمان کی ولادت ہو چکی ہے جب میں نے تفصیل پوچھی تو انھوں نے بتایا کہ حجت خدا زمین پر تشریف لائے تو آپؑ کے سر کی جانب سے ایک نور آسمان کی جانب ساطع تھا اور آپؑ سجدہ کی حالت میں جھکے ہوئے اس آیت کی تلاوت فرما رہے تھے ﴿شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُوا الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ

الْحَكِيمُ (﴿﴾) إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللهِ الْإِسْلَامُ﴾ (سورہ آل عمران آیہ ۱۸،۱۹)

یعنی: ''اللہ خود گواہ ہے کہ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے ملائکہ اور صاحبان علم گواہ ہیں کہ وہ عدل کے ساتھ قائم ہے ،اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اور وہ صاحب عزت وحکمت ہے☆ دین، اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے۔'' اور آپؑ کی ولادت جمعہ کے دن ہوئی۔

ساتواں باب:

جن لوگوں نے امام زمانہ(عج) سے ملاقات اور گفتگو کی

ا۔معاویہ بن حکیم اور محمد بن ایوب ومحمد بن عثمان کہتے ہیں ہم چالیس افراد امام حسن عسکری (ع) کی خدمت میں پہنچے تو حضرتؑ نے ہمیں اپنے بیٹے کی پہچان کرواتے ہوئے کہا یہ میرے بعد میرا خلیفہ و جانشین اور تمہارا امام ہوگا تم سب اس کی اطاعت کرنا اور اپنے دین سے متفرق نہ ہونا کہ ہلاک ہوجاؤ گے اور یاد رکھو آج کے بعد اسے نہ دیکھ سکو گے، پھر چند دنوں کے بعد امام حسن عسکری (ع) کی شہادت واقع ہوگئی۔

۲۔یعقوب بن منقوش کہتے ہیں ایک دفعہ میں امام حسن عسکری (ع) کی خدمت میں پہنچا تو آپ ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے تھے اور آپؑ کے سامنے والے حجرے پر پردہ لٹک رہا تھا میں نے حضرتؑ سے پوچھا: یابن رسول اللہ (ع) صاحب الامر کون ہے؟ تو آپؑ نے ارشاد فرمایا: وہ سامنے والا پردہ ذرا ہٹاؤ اب جو پردہ ہٹایا ایک خوبصورت سا بچہ آٹھ یا دس سال کا پردے کے پیچھے سے نکل کر آیا اور امام حسن عسکری(ع) کے زانوؤں پر بیٹھ گیا امامؑ نے مجھ سے فرمایا: یہ ہے تمہارا صاحب امر پھر امامؑ نے بچے سے کہا بیٹا اب چلے جاؤ وقت معلوم تک پھر تھوڑی دیر بعد امام نے مجھ سے فرمایا: اے یعقوب! اب ذرا پردہ اٹھا کر دیکھو اب جو میں نے دیکھا تو مجھے کوئی نظر نہ آیا۔

۳۔عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں میں نے محمد بن عثمان عمری سے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ اللہ کی قسم صاحب الزمان (عج) ہر سال موسم حج میں حج کے لئے حاضر ہوتے ہیں وہ لوگوں کو دیکھتے اور پہچانتے ہیں مگر لوگ انہیں دیکھتے تو ہیں مگر پہچانتے نہیں ہیں۔

۴۔عبداللہ بن جعفر محمد بن عثمان سے پوچھتے ہیں کیا آپ نے صاحب الزمانؑ کو دیکھا ہے؟ انھوں

نے کہا ہاں آخری مرتبہ ان کا دیدار خانہ کعبہ کے نزدیک ہوا تھا اور وہ اس وقت یہ دعا فرما رہے تھے کہ "بار الٰہا جو کچھ تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اسے پورا فرما" اور میرے دشمنوں سے انتقام لے۔

۵۔ابو نصر طریف کہتے ہیں ایک دفعہ میں امام عصرؑ کی خدمت میں پہنچا تو حضرتؑ نے مجھ سے کرسی منگوائی میں لے آیا: پھر حضرت نے مجھ سے پوچھا: کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ کہا ہاں حضرت نے فرمایا: میں کون ہوں؟ تو میں نے کہا میرے آقا و مولا ہیں اور میرے آقا کے فرزند ہیں پھر طریف کہتے ہیں کہ مزید مجھے اپنی معرفت کرائیں تو حضرت نے فرمایا: میں خاتم الاوصیاء ہوں خدا میرے ذریعے سے خاندان والوں اور میرے شیعوں سے بلائیں دور کرے گا۔

۶۔محمد بن صالح کہتے ہیں جب امام حسن عسکری (ع) کی وفات ہوئی تو جعفر کذاب نے میراث کے مسئلے میں جھگڑا اٹھایا تو صاحب الزمان (عج) نامعلوم جگہ سے جعفر کذاب کے سامنے آئے اور کہا: جعفر آپ کیوں ہمارے حق کے درپے ہیں؟ جعفر کذاب حیران و پریشان ہو کر رہ گئے پھر حضرتؑ سب کی نظروں سے غائب ہو گئے جعفر کذاب نے لوگوں کے درمیان حضرتؑ کو کافی تلاش کیا مگر نہ پا سکا اور جب امام حسن عسکری (ع) کی والدہ ماجدہ نے رحلت کی تب بھی جعفر کذاب نے جھگڑا اٹھایا کیونکہ امام حسن عسکری (ع) کی والدہ نے وصیت کی تھی کہ مجھے اپنے گھر ہی میں دفن کیا جائے مگر جعفر کذاب نے ایسا کرنے سے منع کیا اور کہا یہ میرا گھر ہے تب بھی صاحب الزمان نے اس کے سامنے آ کر کہا تھا کہ اے جعفر! یہ گھر تمہارا کیسے ہو گیا جو ایسا کہہ رہے ہو یہ کہہ کر حضرت غائب ہو گئے اور پھر کسی نے حضرت کو نہیں دیکھا۔

۷۔ازدی کہتے ہیں میں نے ایک دفعہ طواف کرتے وقت چھ طواف کے بعد ساتواں کرنا چاہا تو دیکھا کہ کعبہ کے داہنے طرف لوگ ایک جوان کے گرد حلقہ ڈالے ہیں وہ جوان بڑے

قد و قامت والا نہایت حسین و نرم مزاج اور شیرین کلام کے ساتھ لوگوں سے محو گفتگو ہے میں بھی نزدیک گیا مگر ہجوم نے مجھے آگے بڑھنے نہ دیا میں نے کسی سے پوچھا یہ جوان کون ہے؟ جواب ملا یہ فرزند رسول اللہ (ص) ہیں جو ہر سال ایک دن لوگوں کے سامنے ظاہر ہوتے ہیں اور خاص افراد سے گفتگو کرتے ہیں میں نے بھی آگے بڑھ کر کہا اے میرے مولا و آقا! آپؑ میری کچھ رہنمائی فرمائیں: حضرت نے زمین سے ایک کنکرا اٹھا کر مجھے دیا امامؑ کے اطراف کے لوگوں میں سے کسی نے پوچھا تمہیں امامؑ نے کیا دیا ہے؟ میں نے کہا: کنکر اب جو میں نے ہاتھ کھولا دیکھا سونے کا ٹکڑا ہے اب جو میں وہاں سے چلا تھوڑے ہی فاصلے پر میں نے اپنے سامنے امام کو پایا: آپؑ نے مجھ سے فرمایا: کیا اب تمہارے لئے حق ثابت ہو گیا اور تمہارے لئے حجت ثابت ہوئی میں ہی وہ مہدی وقائم زمان ہوں جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دوں گا اور یاد رکھو زمین بھی حجت خدا سے خالی نہیں رہ سکتی ہے لوگ بغیر پیشوا کے نہیں رہ سکتے ہیں اور یہ بات تمہارے پاس امانت ہے سوائے حق پرست افراد کے کسی سے ذکر نہ کرنا۔

۸۔ ابراہیم بن مہزیار کہتے ہیں میں مدینۂ رسول خدا (ص) گیا تا کہ خاندان ابو محمد حسن بن علی علیہما السلام کے بارے میں کچھ آگاہی پا سکوں مگر وہاں میں اطلاع نہ پا سکا پھر اسی جستجو میں مکہ آیا طواف کے دوران گندم رنگ کے خوبصورت جوان کو دیکھا جو بڑے غور سے میری طرف دیکھ رہا تھا میں اس کی طرف گیا کہ شاید میرا مسئلہ ان سے حل ہو جائے جب ان کے نزدیک پہنچا اور انہیں سلام کیا تو انھوں نے جواب دیا پھر مجھ سے پوچھا کس شہر کے رہنے والے ہو؟ میں نے کہا عراق کے شہر اہواز کا رہنے والا ہوں انھوں نے کہا مرحبا کیا وہاں جعفر بن حمدان حسینی کو آپ جانتے ہیں؟ میں نے کہا ان کا انتقال ہو چکا ہے انھوں نے کہا اس پر اللہ کی رحمت ہو کتنی لمبی لمبی راتیں اس نے عبادت میں گزاریں اس کا کتنا عظیم اجر ہے پھر انھوں نے

کہا اچھا ابراہیم بن مہز یار کو آپ جانتے ہیں؟ میں نے کہا علی بن مہز یار میں خود ہوں انھوں نے یہ سنکر مجھے گلے سے لگایا اور کہا مرحبا اے ابو اسحاق !تمہارے اور ابو محمد (ع) کے درمیان جو علامت تھی اسے کیا کیا؟ میں نے کہا آپ کی مراد وہ انگوٹھی ہے جو اللہ تعالٰی کی جانب سے طیب آل محمد حسن بن علی علیہما السلام کو اور ان کی جانب سے مجھے عطا ہوئی ہے؟ انھوں نے کہا ہاں میں نے جیسے ہی وہ انگوٹھی نکال کر انہیں دکھائی انھوں نے اسے چوما اور گریہ کرنے لگے اور اس پر نقش اسماء یا اللہ یا محمد یا علی کو پڑھا اور کہنے لگے میرے باپ ان پر قربان جن کے نام اس انگوٹھی پر نقش ہیں پھر ہم لوگ دوسری گفتگو میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ خود انھوں نے کہا: اے ابو اسحاق! حج کے بعد آپ کا مہم کام کیا ہے؟ میں نے کہا آپ کے جد کی قسم میرا اور کوئی مقصد نہیں ہے سوائے اس کے کہ آپ کے بارے میں معلومات حاصل کروں انھوں نے فرمایا: میں ابھی تمہارے لئے وضاحت کرتا ہوں میں نے کہا پہلے یہ بتائیں کہ آپ خاندان ابو محمد امام حسن (ع) کے بارے میں کیا جانتے ہیں؟ تو انھوں نے کہا خدا کی قسم میں فرزندان حسن بن علی علیہما السلام کی پیشانیوں کو نورانی پاتا ہوں میں ان کا سفیر ہوں کہ ان کی طرف سے روایات آپ تک پہنچاؤں اگر آپ ان کی زیارت کے مشتاق ہیں تو میرے ساتھ طائف چلیں مگر اس سفر کو اپنے خاندان والوں سے بالکل پوشیدہ رکھیے گا، ابراہیم کہتے ہیں میں ان کے ساتھ طائف کی طرف گیا میں نے بیابان کو نورانی پایا یہاں تک کے وہ خیمہ دکھائی دینے لگا جس سے وہ نور ساطع ہو رہا تھا اور اپنے اطراف کو روشن کئے ہوئے تھا میرے ساتھی پہلے اس خیمہ میں گئے تا کہ میرے داخل ہونے کی اجازت طلب کریں انھوں نے خیمہ میں داخل ہو کر سلام کیا اور میرے بارے میں آگاہ کیا خیمہ کے اندر سے محمد بن الحسن علیہما السلام ایک خوبصورت جوان کی صورت میں باہر آئے جن کے نورانی جسم سے مشک وعنبر کی خوشبو آ رہی تھی میں نے آگے بڑھ کر اپنے آپ کو ان کے قدموں میں

گرا دیا اور ان کے ہاتھ کو چومنے لگا حضرت نے فرمایا: اے ابو اسحاق! مجھے پتہ چل گیا تھا کہ تم سے میری ملاقات ہوئی ہے ہمارے قلبی رابطہ نے تمام دوریوں کے باوجود تمہیں ہمارے سامنے مجسم لاکر کھڑا کر دیا ہے اللہ تعالیٰ جو ہم سب کا ولی نعمت ہے اس ملاقات پر میں اس کا شکر گزار ہوں میں نے کہا: میرے ماں باپ آپؑ پر قربان جب سے میرے مولا و آقا ابو محمد (ع) کی رحلت ہوئی ہے میں جب سے ہی آپؑ کی تلاش میں تھا ایک شہر سے دوسرے شہر ایک علاقے سے دوسرے علاقے گیا یہاں تک خدا نے مجھ پر احسان کیا کہ ایسے رہنما کو میرے ساتھ کیا جس نے مجھے آپؑ تک پہنچایا پھر حضرت نے مجھ سے فرمایا: میرے والد نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ میں مخفیانہ دور دراز علاقوں میں زندگی بسر کروں تاکہ ظالم و جابر و سرکش افراد سے امن میں رہوں اسی لئے انھوں نے مجھے بیابانوں و صحراؤں کی طرف بھیجا ہے جب اذن پروردگار ہوگا تو میں لوگوں کے سامنے ظاہر ہو کر ان کی مشکلات کو برطرف کروں گا اور میرے والد نے مجھے ایسے علمی اسرار سے آگاہ کیا ہے کہ اگر ان میں سے ایک شمع کے برابر بھی بیان کروں تو اے ابو اسحاق! تم ہر چیز سے بے نیاز ہو جاؤ گے اے ابو اسحاق! بس اتنا جان لو کہ میرے والد نے فرمایا: اے بیٹا! خداوند عالم زمین کے کسی گوشے کو بھی اپنی حجت سے خالی نہیں رکھتا ہے اور مجھے امید ہے کہ اے بیٹا! اللہ تمہارے ذریعے ہی حق کو نشر کرے گا اور باطل کو مٹا دے گا اور اے بیٹا! تم پوشیدہ ٹھکانوں میں زندگی بسر کرنا کہ اولیاء خدا کے سخت ترین دشمن ہوتے ہیں خدا نے ملحد و اہل نفاق لوگوں سے جہاد کرنے کو واجب قرار دیا ہے اور کبھی بھی دشمن کی کثرت سے خوف زدہ نہ ہونا اور یاد رکھو دیندار مخلص لوگوں کے قلوب ان پرندوں کی مانند ہوتے ہیں جو اپنے آشیانہ کے مشتاق ہوتے ہیں لہٰذا تمہاری زیارت کے مشتاق لوگ بھی اگرچہ ذلت و رسوائی کی نگاہ سے دیکھے جائیں مگر خدا کے نزدیک ان کا بلند مقام ہوگا ظاہری طور پر وہ لوگ فقیر نظر آئیں گے مگر ایسا نہیں

ہوگا وہ اہل قناعت ہوں گے دیندار ہوں گے،

خداوند عالم انہیں ہر طرح کے ظلم وستم کے مقابل میں صبر وتحمل واستقامت عطا کرے گا تاکہ آخرت کی ابدی زندگی میں وہ لوگ عزت پاسکیں، اے بیٹا! ہر کام میں صبر کے دامن کو تھامے رہنا اپنی نیت کو ہمیشہ شعار عزت قرار دینا تاکہ خدا کی صحیح حمد وثناء کو انجام دے سکو، اے بیٹا! وہ وقت بھی آئے گا جب تمہیں نصرت الٰہی حاصل ہوگی اور تمہیں برتری حاصل ہوگی گویا میں تمہارے کاندھوں پر سفید وزرد رنگ کے پرچم مشاہدہ کر رہا ہوں جو حطیم کعبہ اور چشمۂ زمزم کے درمیان لہرا رہے ہیں گویا حجر اسود کے اطراف سے نکل کر تمہارے مخلص دوستوں کے رستے کو دیکھ رہا ہوں جو تمہارے سامنے صفیں لگائے کھڑے ہیں گویا میں ان ہاتھوں کی آوازوں کو بھی سن رہا ہوں جو تمہاری بیعت کر رہے ہیں صرف وہ لوگ تمہارے اطراف میں جمع ہوں گے جن کی ولادت پاک ہوگی جن کے دل نفاق کی آلودگیوں سے پاک ہوں گے، ان کے بدن دینداری کے لئے نرم اور دشمن کے لئے سخت ہوں گے، جو دین حق پر قائم ہوں گے، جب وہ صبح نمودار ہوگی کہ باطل مٹ جائے اور خدا تمہارے ذریعے سے باطل کی کمر کو توڑ دے گا ایمان کی روش کو دھرایا جائے گا تمہارے ذریعے سے صلح ودوستی آشکار ہوگی، ماں کی گود کا بچہ بھی آرزو کرے گا کہ اٹھ کر تمہارے پاس آئے، صحرائی حیوانات بھی چاہیں گے کہ تمہارے قدم بہ قدم چلیں، کائنات تمہارے وجود سے خوشحال ہوگی، روئے زمین پر کوئی بھی ظالم وجابر اور ناشکرا وکینہ ودشمنی رکھنے والا باقی نہیں رہے گا ﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا﴾ (سورہ طلاق آیت ۳)

''یعنی جو بھی اللہ پر توکل کرتا ہے تو اللہ اس کے لئے کافی ہے بیشک اللہ اپنے امور کو اتمام تک پہنچاتا ہے اللہ نے ہر چیز کے لئے ایک حد معین کر رکھی ہے۔''

پھر حضرت نے فرمایا: اے ابواسحاق! ہماری اس ملاقات کو پوشیدہ ہی رکھنا اور اسے سوائے اہل حق کے کسی کے سامنے ذکر نہ کرنا اور جب تمہارے سامنے ہمارے ظہور کی نشانیاں پوری ہو جائیں تو تم ہماری طرف آنے میں جلدی کرنا تاکہ عزت وکمال کو پاسکو ابراہیم بن مہزیار کہتے ہیں کافی دیر میں حضرت کی خدمت میں رہا اور ان سے علم وحکمت کے کئی ابواب سیکھے یہاں تک کہ اپنے اہل خانہ کی فکر ذہن میں آئی اور حضرت سے رخصت طلب کی حضرت نے نیک دعاؤں کے ساتھ مجھے رخصت کیا جو میرے اور میرے خاندان والوں کے لئے ذخیرۂ آخرت ہیں پھر جب میرے روانہ ہونے کا وقت ہوا تو میرے پاس پچاس ہزار درہم تھے میں نے وہ رقم امام کی خدمت میں پیش کی اور عرض کیا اسے میری طرف سے قبول کیجئے حضرت مسکرائے اور فرمایا: اے ابواسحاق! اسے اپنی واپسی کے اخراجات کے لئے اپنے ہی پاس رکھو کیونکہ ابھی تمہیں طولانی سفر درپیش ہے اور اس بات سے ناراض نہ ہونا کہ ہم نے اسے قبول نہیں کیا ہم اس بات پر خدا کا شکر ادا کرتے ہیں اور دعا دیتے ہیں کہ اس نے تمہیں جو کچھ دیا ہے اس میں برکت عطا کرے ،اے ابواسحاق! خدا نے جو کچھ ہمیں انعام واکرام دیئے ہیں ہم ان پر خدا کا شکر ادا کرتے ہیں اور اسی پر قانع ہیں اور اس نے اس سلسلے میں ہمیں ہمارے دوستوں سے بے نیاز کیا ہوا ہے ہمیں فقط اپنے دوستوں سے خلوص نیت اور بے غرض نصیحت اور امور آخرت کی حفاظت اور تقوی وپاکدامنی کی توقع ہے ﴿وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾ ''یعنی خدا جس کی چاہتا ہے صراط مستقیم کی طرف ہدایت کر دیتا ہے۔''

۹۔ سعد بن عبداللہ قمیؒ کہتے ہیں مجھے علم کلام پر کتابیں جمع کرنے کا بڑا شوق تھا تاکہ ان کے ذریعے حقائق کو روشن کیا جائے اور مذہب حقۂ امامیہ کے مسئلے میں بڑا احساس تھا کہ ایک دن ایک مخالف امامیہ ناصبی شخص نے آکر مجھ سے کچھ اس طرح کے اعتراضات کئے کہ تم رافضی لوگ

ابوبکر کو بُرا بھلا کہتے ہو جب کہ وہ صدیق ہیں اور تمام صحابہ پر برتری رکھتے تھے اور رسول (ص) صرف اس لئے انہیں غار میں اپنے ہمراہ لے گئے کہ آنحضرت جانتے تھے کہ وہ میرے بعد خلیفۂ مسلمین ہوگا لوگوں کی تکیہ گاہ ہوگا حدود خدا کو جاری رکھے گا مشرکین کے علاقوں پر لشکر کشی کرکے فتح پائے گا تو جس طرح رسول اللہ (ص) اپنی نبوت کے بارے میں خوف رکھتے تھے اپنے بعد خلافت کے بارے میں بھی خوف زدہ تھے لہٰذا غار میں ابوبکر کو لیجانے کا مطلب ان کی حفاظت کرنا تھا اور علیؑ کو جو اپنے بستر پر سلایا وہ اس لئے کہ آنحضرت (ص) کو ان کی جان کی پرواہ نہیں تھی کہ اگر وہ مار بھی دیئے گئے تو دوسرے کو ان کی جگہ مقرر کر دیا جائے گا اس لئے انہیں اپنے ہمراہ نہیں لے گئے تھے، اگر چہ میں نے اس کے اس اعتراض کے کئی جواب دیئے مگر وہ نہ مانا دوسرا اس نے یہ سوال کیا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ صدیق وفاروق (اسکی مراد ان سے ابوبکر وعمر تھے) نے اپنی رغبت سے اسلام کو قبول کیا یا مجبور ہو کر اسلام قبول کیا؟ میں نے سوچا اسے کیا جواب دوں اگر کہتا ہوں کہ اپنی مرضی ورغبت سے اسلام قبول کیا تو وہ کہے گا کہ پھر ان میں نفاق کا داخلہ نہیں ہے کیونکہ نفاق اس وقت ممکن ہوتا ہے جب کسی سختی وغلبہ کی وجہ سے ناچار ہو کرنا چاہتے ہوئے اسلام کو قبول کیا ہو جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا: ﴿فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَحْدَهُ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ ۝ فَلَمْ يَكُ يَنفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا﴾ (سورہ مومن آیہ ۸۵) یعنی "پھر جب انھوں نے ہمارے عذاب کو دیکھا تو کہنے لگے کہ ہم خدائے یکتا پر ایمان لائے ہیں اور جن باتوں کا شرک کیا کرتے تھے سب کا انکار کر رہے ہیں تو عذاب کے دیکھنے کے بعد کوئی ایمان کام آنے والا نہیں تھا"۔

اور اگر میں کہتا ہوں کہ وہ مجبور ہو کر اسلام لائے تھے تو وہ کہتا ہے اس وقت کوئی شمشیر کا مسئلہ ہی نہیں تھا کہ وہ خوف وہراس کی وجہ سے اسلام لائے ہوں اور مجھے اذیت دے گا لہٰذا میں نے

کہا میں اپنے بڑے عالم دین سے جواب پوچھ کر تمہیں بتاؤں گا پھر میں احمد بن اسحاق جو اس وقت امام حسن عسکری (ع) کے وکلا و نائبین میں سے شمار ہوتے تھے ان کی خدمت میں پہنچا وہ سامرہ شہر سر من رای (جس نے دیکھا خوشحال ہوا) کے سفر کا ارادہ رکھتے تھے انھوں نے مجھے دیکھ کر مجھے بھی اپنے ساتھ سر من رای خدمت امام حسن عسکری (ع) میں لے گئے ہم دونوں کافی طولانی سفر طے کر کے امامؑ کی خدمت میں پہنچے احمد بن اسحاق نے لوگوں کے دیئے ہوئے خمس کے تھیلے امامؑ کی خدمت میں پیش کئے امام حسن عسکری (ع) کے سامنے ایک خوبصورت سا بچہ کھیل رہا تھا امامؑ نے اس بچے سے کہا بیٹا ذرا ہمارے شیعوں کے ان حدایا کی تھیلیوں کو کھولو اس بچے نے وہ تھیلیاں دیکھتے ہی کہا کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ میں اپنے پاک ہاتھوں کو نجس ملے ہوئے مال سے جن میں حلال و حرام مخلوط ہے لگاؤں؟ امام حسن عسکری علیہ السلام نے کہا: اے اسحاق! تم خود ذرا تھیلیوں سے رقمیں نکالو تا کہ حلال و حرام کو جدا کیا جا سکے جیسے ہی پہلی تھیلی اسحاق نے کھولی تو اس بچے نے کہا یہ فلاں بن فلاں اور فلاں محلے میں رہنے والے کی رقم ہے اور اس میں کل اتنی رقم ہے اور اس میں اتنی حلال اور اتنی حرام ہے امام حسن عسکری (ع) نے دیکھ کر فرمایا: بیٹا تم نے سچ کہا ہے اسی طرح اسحاق یکی بعد دیگری تھیلوں کو کھولتے گئے وہ بچہ پوری تفصیل بتاتا گیا اور امام حسن عسکری (ع) بھی اس کی تصدیق کرتے گئے اور پھر امامؑ نے فرمایا: اے اسحاق! ان تمام تھیلوں کو لیجا کر ان کے مالکین کو دیدو اور کہو کے ہمیں ایسے مال کی ہرگز ضرورت نہیں ہے اور مجھے اس بوڑھی عورت کا بھیجا ہوا کپڑا دیدو جو اس نے میرے لئے بھیجا ہے اسحاق وہ کپڑا لینے گئے امامؑ نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا: اے سعد! تم بھی جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو میرے اس بیٹے سے پوچھو اور پھر اس بچے کی طرف بھی اشارہ کیا اس بچے نے مجھ سے کہا جو کچھ پوچھنا ہے پوچھو، میں نے پہلا سوال یہ پوچھا کہ ہم تک آپؑ لوگوں کی طرف

سے جو نقل کیا گیا ہے کہ رسول اللہؐ نے اپنی ازواج کو طلاق دینے کا حق حضرت علیؑ کو دیا ہے مثلاً جنگ جمل کے موقع پر جب عایشہ نے حضرت علیؑ کے خلاف لشکر کشی کی تھی تو آپؑ نے عایشہ سے کہا کہ تم نے اسلام و مسلمین میں تفرقہ اندازی کی ہے اگر تم اپنے اس کام سے باز نہ آئیں تو میں رسول اللہ (ص) کی جانب سے تمہیں طلاق دیدوں گا، جبکہ رسول اللہ (ص) کی وفات کے بعد ازواج نبی خود بخود مطلقہ ہو گئیں تھیں، اس بچے نے مجھ سے پوچھا ذرا یہ بتائیں کہ طلاق کیا چیز ہے؟ میں نے کہا: راستہ کھول دینا، آزاد کر دینا: اس بچے نے کہا: اگر بقول آپ کے وہ وفات پیغمبرؐ کے بعد مطلقہ ہو گئیں تھیں تو کیوں ان کے لئے دوسرے شوہر کرنا جائز نہ تھے؟ میں نے کہا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دوسرے شوہر کرنا حرام قرار دیئے تھے اس بچے نے کہا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ازواج نبی کے لئے دوسرے شوہر کرنے کو حرام قرار دے کر ان کی عظمت و منزلت کو بڑھا دیا تھا تا کہ وہ ام المومنین کہلا سکیں تو رسول اللہ (ص) نے حضرت علی (ع) سے فرمایا: اے ابو الحسنؑ! یہ عظمت و منزلت میری ازواج کے لئے اس وقت تک باقی ہے جب تک وہ اطاعت خدا میں زندگی بسر کریں، جو بھی ان میں سے میرے بعد خدا کی نافرمانی کریں اور تم پر خروج کریں تو تم ان کے لئے دوسرے شوہر کرنے کی راہ کو طلاق کے ذریعے سے کھول دینا تا کہ وہ ام المومنین کے مرتبہ سے نکل جائیں میں نے کہا: اے فرزند امام! ذرا یہ بتائیں کہ قرآن میں ﴿فَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ﴾ سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے فرمایا: اس سے مراد مساحقہ (یعنی عورت کا عورت سے لذت لینا ہے) نہ کہ زنا کیونکہ اگر کوئی عورت زنا کرے اور اس پر حد جاری ہو جائے تو اس سے شادی کرنے والا شادی کر سکتا ہے لیکن اگر کوئی عورت مساحقہ کرتی ہے تو اس کی سزا صرف سنگساری ہے اور جسے خدا سنگساری کرنے کا حکم دے گویا خدا نے اسے ذلت و رسوائی میں چھوڑ دیا اور ایسی عورت سے کوئی شادی بھی نہیں کر سکتا میں نے پوچھا: اے فرزند امام!

ذرا یہ بتائیں کہ خدا نے جو موسیٰ سے فرمایا: ﴿فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِي الْمُقَدَّسِ طُوًى﴾ (سورہ طٰہٰ آیہ ۱۲)

یعنی تم اپنی نعلین اُتار دو کہ تم طویٰ کی مقدس وادی میں ہو، اس کا کیا مطلب ہے؟ انھوں نے فرمایا: کیونکہ موسیٰ نے اس مقدس وادی میں خدا سے خالصانہ مناجات کی تھیں کہ "بار الہا میں تجھ ہی سے محبت کرتا ہوں اور تیرے غیر سے دل کو توڑ لیتا ہوں جب کہ انہیں دوسری طرف زوجہ کی تنہائی کا بھی خیال تھا تو خدا نے انہیں حکم دیا کہ اپنی نعلین کو اُتار دو اگر مجھ سے خالصانہ محبت کرتے ہو، یعنی زوجہ کی محبت کو بھی ختم کر دو میں نے پوچھا: فرزند رسول: اس آیت ﴿کھیعص﴾ کی کیا تاویل ہے؟ انھوں نے فرمایا: یہ حروف غیبی خبر دے رہے ہیں جن کے بارے میں خدا نے زکریا کو مطلع کیا تھا اور ان کے بعد اس داستان کو رسول اللہؐ سے بھی خدا نے نقل کیا اور وہ داستان یہ ہے کہ زکریا نے خدا سے دعا کی تھی کہ انہیں پانچ اسماء طیبہ کی تعلیم دے خدا نے جبرئیل کے ذریعے انہیں پنجتن کے اسماء سکھا دیئے تھے اس وقت کے بعد سے زکریا جب بھی محمدؐ وعلیؑ وفاطمہ ؑ وحسنؑ کو یاد کرتے تو ان کا غم واندوہ دور ہو جاتا اور ان کی پریشانی دور ہو جاتی اور جب حسینؑ کو یاد کرتے تو انکا حزن وملال بڑھ جاتا اور وہ گریہ کرنے لگتے ایک دن انھوں نے مناجات کے دوران خدا سے اس کی مصلحت دریافت کی تو اللہ تعالیٰ نے داستان امام حسین (ع) کو ان کے لئے بیان کیا اور فرمایا: ﴿کھیعص﴾ میں (کاف) سے اشارہ کربلا کی طرف ہے اور (ھا) سے کنایہ شہادت ہے اور (یا) سے مراد یزید ظلم کرنے والا ہے اور (عین) سے اشارہ کربلا والوں کی عطش ہے اور (صاد) سے مراد کربلا والوں کا صبر ہے جب زکریا نے یہ سنا تو ان کے غم ودکھ میں اور اضافہ ہو گیا اور تین دن تک وہ مسجد سے باہر نہیں نکلے نہ کسی کو مسجد میں اپنے سے ملنے کی اجازت ہی دی اور مسلسل تین دن تک گریہ وزاری کرتے رہے پھر بارگاہ خداوندی میں دعا کی

''بارالہا مجھے بھی ایسا بیٹا عطا فرما جو میرے بڑھاپے میں میرا وارث اور وصی قرار پائے اور اس کی منزلت کو میرے نزدیک حسینؑ کی منزلت کی طرح قرار دے مجھے بھی اس سے ویسی ہی محبت عطا کر جیسی محبت میرے حبیب محمد مصطفیٰؐ کو حسینؑ سے ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے انھیں یحییٰ جیسا فرزند عطا کیا جن کے حمل کی مدت چھ ماہ اور امام حسین (ع) کے حمل کی مدت بھی چھ ماہ تھی، دونوں کا نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے رکھا گیا دونوں کے قاتل ولد الزنا تھے دونوں کے قتل پر آسمان رویا، دونوں کے سروں کو بدکار افراد کے سامنے پیش کیا گیا۔ پھر میں نے پوچھا: اے میرے مولا و آقا! اس کی کیا وجہ ہے کہ لوگ اپنی مرضی سے امام کو منتخب نہیں کر سکتے؟ حضرت نے جواب دیا کیونکہ لوگ یا امام مصلح کو انتخاب کریں گے یا امام مفسد کو؟ میں نے کہا امام مصلح کو، تو انھوں نے فرمایا: کیا ممکن نہیں کہ لوگ جسے مصلح سمجھ کر انتخاب کریں وہ مفسد نکلے؟ میں نے کہا ہاں اس کا امکان ہے تو حضرت نے فرمایا: ذرا یہ بتاؤ کہ موسیٰ جو خدا کے منتخب کردہ نبی تھے مگر اس کے باوجود جب وہ بنی اسرائیل میں ستر ایماندار مخلص افراد کو منتخب کر کے لے گئے جن کے بارے میں ان میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں تھا مگر وہ سب منافق نکلے اور انھوں نے کہا ﴿لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً﴾ (سورہ بقرہ آیہ ۵۵)

''یعنی ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک خدا کو آشکار دیکھ نہ لیں۔'' یہاں تک کے قرآن نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا: ﴿فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ﴾ (سورہ نساء آیہ ۱۵۳)

''یعنی انھیں آسمانی آفت نے لے لیا ان کے ظلم کے سبب۔'' تو تم نے ملاحظہ کیا کہ جب نبی کے منتخب کردہ جنھیں وہ مخلص سمجھ رہے تھے مفسد نکلے تو اس سے ہمیں یہ بات اچھے طریقے سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ مہاجر و انصار ہونا اہمیت نہیں رکھتا ہے کیونکہ پیغمبروں کے منتخب کردہ افراد بھی غیر صالح نکل سکتے ہیں لہٰذا امامت کے لئے افراد کو اللہ تعالیٰ ہی منتخب کر سکتا ہے جو لوگوں کے

باطن کا علم رکھنے والا ہے پھر حضرت نے فرمایا: تمہارا مد مقابل کہہ رہا تھا کہ ابوبکر کو رسول خدا (ص) اس کی حفاظت کے لئے لے گئے تھے کہ انہیں معلوم تھا کہ وہ میرے بعد خلیفۃ المسلمین بننے والا ہے، تو تم نے اس کو یوں کیوں نہیں جواب دیا کہ کیا تم لوگ ہی یہ نہیں کہتے ہو کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا: میرے بعد خلفاء راشدین کی مدت خلافت تیس سال ہوگی وہ اس بات کی تصدیق کرتا تو اس وقت اس سے کہتے کہ پس جو رسول خدا (ص) یہ جانتے تھے کہ میرے بعد ابوبکر خلیفہ بنے گا تو کیا وہ رسول (ص) یہ نہیں جانتے تھے کہ ابوبکر کے بعد عمر اس کے بعد عثمان اور اس کے بعد علی (ع) خلیفہ بنیں گے تو وہ مجبور تھا تمہاری اس بات کی بھی تصدیق کرنے پر تو تم کہتے کہ پھر رسول خدا (ص) پر واجب تھا کہ چاروں افراد کو اپنے ساتھ غار میں لے جاتے کیونکہ جس طرح ابوبکر کی جان کا خطرہ تھا باقی تینوں کی جانوں کا بھی خطرہ تھا یہ مسئلہ صرف ابوبکر کے لئے مخصوص نہیں تھا، اور جب اس نے کہا کہ ابوبکر و عمر کا اسلام رغبت کی بناء پر تھا یا اکراہ و اجبار کی بناء پر؟ تو تم نے یہ جواب کیوں نہ دیا کہ ان دونوں کا اسلام قبول کرنا طمع کی خاطر تھا کیونکہ وہ دونوں یہودیوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے اور یہودیوں سے وہ دونوں سن چکے تھے کہ تورات وانجیل اور تمام کتب آسمانی میں محمد (ص) کی داستان اور ان کے انجام کا ذکر ہے اور وہ یہ بھی انہیں بتا چکے تھے کہ محمد (ص) تمام عرب پر مسلط ہو جائیں گے جس طرح بخت نصر تمام اسرائیل پر مسلط ہو گیا تھا لہٰذا ان دونوں نے رسول اللہ (ص) کی خدمت میں آکر اسلام قبول کر لیا تا کہ جب اسلام کا پرچم بلند ہو جائے گا تو ہمیں بھی جاہ و جلال نصیب ہوگا اگر چہ انھوں نے بعض دیگر منافقوں کے ساتھ مل کر اپنے چہروں پر نقابیں لگا کر پیغمبر (ص) پر بھی حملہ کرنے کی کوشش کی مگر خدا نے ان کے اس عزم سے اپنے رسول کو آگاہ کر دیا اور یہ ذلت و غضب کے ساتھ لوٹے جس طرح طلحہ وزبیر نے بھی قتل عثمان کے بعد حضرت علی (ع) کی خدمت میں آکر بیعت

کی تا کہ ہمیں بھی کہیں کی حکومت ومنصب نصیب ہو مگر جب اپنے اس ارادہ میں مایوس ہو گئے تو اپنی بیعت کو توڑ دیا اور امام پر خروج کیا، سعد کہتے ہیں پھر امام حسن عسکری (ع) اس بچے کے ہمراہ نماز میں مشغول ہو گئے میں بھی اٹھا اور احمد بن اسحاق کی تلاش میں نکلا دیکھا وہ باہر کھڑے گریہ کر رہے ہیں میں نے پوچھا آپؑ کے گریہ کا سبب کیا ہے؟ انھوں نے کہا مولا نے جو اس بڑھیا کا بھیجا ہوا خمس کا کپڑا طلب کیا ہے وہ مجھ سے کہیں گم ہو گیا ہے، میں نے ان سے کہا کوئی بات نہیں آپ امامؑ کو جا کر بتائیں کے وہ گم ہو گیا ہے وہ جلدی سے امامؑ کی خدمت میں پہنچے اور فوراً ہی مسکراتے اور صلوات پڑھتے ہوئے لوٹے میں نے پوچھا کیا ہوا؟ انھوں نے کہا میں نے دیکھا امامؑ اسی کپڑے پر کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں، سعد کہتے ہیں میں نے خدا کا شکر ادا کیا اور اس کے بعد جب بھی ہم امام حسن عسکری (ع) کے گھر گئے اس بچے کو ہم نے نہیں دیکھا پھر جب ہمارے رخصت ہونے کا وقت آیا تو ہم نے امام حسن عسکری (ع) سے آکر خدا حافظ کیا احمد بن اسحاق امام سے عرض کرتے ہیں مولا ہم آپ پر اور آپ کے اجداد طاہرین پر درود وصلوات بھیجتے ہیں اور آپؑ لوگوں کی برتری اور آپؑ لوگوں کے دشمنوں کی پستی چاہتے ہیں اور مجھے امید ہے کہ یہ میرا آخری سفر نہ ہو، احمد بن اسحاق کے یہ الفاظ سنکر امام کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے اور ارشاد فرمایا: اے اسحاق کے بیٹے! دعا میں اپنے آپؑ کو زحمت میں نہ ڈالو کہ تم اسی سفر میں اپنے خدا سے جا ملو گے احمد بن اسحاق یہ سنکر روتے ہوئے بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے اور جب انہیں ہوش آیا تو مولا سے کہنے لگے فرزند رسولؐ پھر کوئی اپنا کپڑا دیں جسے میں اپنا کفن قرار دے سکوں امامؑ نے کپڑے کے علاوہ تیرہ درھم بھی دیے اور کہا اسے بھی اپنے ہمراہ رکھو یہ تمہارے کام آئیں گے، سعد کہتے ہیں ہم لوگ مولا سے رخصت ہو کر شہر حلوان سے ابھی تین فرسخ کے فاصلے پر پہنچے تھے کہ احمد بن اسحاق کو سخت بخار ہوا ہم نے ایک

کاروان سرا میں ٹھہراؤ کیا وہاں احمد نے اپنے علاقے کے کسی فرد کو پاکر اسے کچھ وصیتیں کیں اور ہم سب سے کہا اس رات مجھے کمرے میں اکیلا چھوڑ دیں ہم لوگ انہیں اکیلا چھوڑ کر چلے گئے صبح کے نزدیک مجھے کسی نے اٹھایا اب جو میں اٹھا تو دیکھا امام حسن عسکری کا غلام کافور ہے وہ مجھ سے کہتا ہے ﴿اَحْسَنَ اللهُ بِالْخَيْرِ عَزَائَكُمْ﴾ یعنی خدا تم لوگوں کو اس مصیبت میں جزائے خیر دے ہم لوگ احمد بن اسحاق کے غسل وکفن سے فارغ ہو گئے ہیں اور اب یہ تم لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ اس کے دفن کا انتظام کرو بیشک احمد مولا کے نزدیک بڑا محبوب تھا جواب ہماری آنکھوں کے سامنے سے اٹھ چکا ہے ہم سب اٹھے اور احمد کے دفن کا انتظام کیا خدا احمد بن اسحاق پر رحمت نازل کرے۔ (آمین)

۱۰۔ ابونعیم انصاری زیدی کہتے ہیں ۲۹۳ھ کے ماہ ذی الحجہ کی چھ تاریخ کو اپنے کچھ دوستوں کے ہمراہ خانۂ کعبہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ دیکھا طواف کرنے والوں کے درمیان سے ایک جوان لباس احرام پہنے ہوئے ہاتھوں میں نعلین لئے ہوئے نکلا اس کی ہیبت اتنی تھی کہ ہم سب جو تقریبا تمیں افراد تھے اس کے احترام میں اٹھ گئے اس نے اِدھر اُدھر دیکھنے کے بعد کہا تم لوگوں کو معلوم ہے امام جعفر صادق (ع) دعا میں کیا کہتے تھے؟ ہم سب نے کہا کیا کہتے تھے؟ تو اس نے کہا کہتے تھے "اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِي بِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ، وَبِهِ تَقُومُ الْأَرْضُ، وَبِهِ تُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ، وَبِهِ تَجْمَعُ بَيْنَ الْمُتَفَرِّقِ، وَبِهِ تُفَرِّقُ بَيْنَ الْمُجْتَمِعِ، وَبِهِ أَحْصَيْتَ عَدَدَ الرِّمَالِ وَزِنَةَ الْجِبَالِ وَكَيْلَ الْبِحَارِ أَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَأَنْ تَجْعَلَ لِي مِنْ أَمْرِي فَرَجاً وَمَخْرَجاً"۔

"یعنی اے پروردگار تجھے اس نام کا واسطہ دیتا ہوں جس نام کی برکت سے زمین وآسمان برپا ہیں بیشک تو ہی حق وباطل کو ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے اور متفرق چیزوں کو جمع کرتا ہے جمع شدہ

چیزوں کو منتشر کر دیتا ہے اس کے ذریعے سے ریگزاروں کو شمار کرتا ہے اور پہاڑوں کا وزن کرتا ہے دریاؤں کو ناپتا ہے محمد و آل محمدؐ پر درود بھیج اور میرے کاموں میں کامیابی عطا فرما" پھر وہ جوان اٹھا ادھر اُدھر دیکھ کر طواف کرنے والوں میں غائب ہو گیا دوسرے دن پھر وہی ہوا وہ جوان طواف کرنے والوں میں سے نکلا اور اِدھر اُدھر دیکھنے کے بعد ہم لوگوں سے کہنے لگا تم لوگوں کو معلوم ہے امیر المومنین (ع) اپنی فریضہ نمازوں کے بعد کس طرح دعا کرتے تھے؟ ہم نے کہا کس طرح کرتے تھے؟ اس نے کہا وہ کہتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ إِلَيْكَ رُفِعَتِ الْأَصْوَاتُ [وَدُعِيَتِ الدَّعَوَاتُ] وَلَكَ عَنَتِ الْوُجُوهُ، وَلَكَ خَضَعَتِ الرِّقَابُ وَإِلَيْكَ التَّحَاكُمُ فِي الْأَعْمَالِ، يَاخَيْرَ مَسْؤُولٍ وَخَيْرَ مَنْ أَعْطَىٰ، يَا صَادِقُ يَابَارِئُ ، يَامَنْ لَايُخْلِفُ الْمِيعَادَ، يَامَنْ أَمَرَ بِالدُّعَاءِ وَتَكَفَّلَ بِالْإِجَابَةِ، يَامَنْ قَالَ: "اُدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ" يَامَنْ قَالَ: "وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ" يَامَنْ قَالَ: "يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعاً إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ" ثُمَّ نَظَرَ يَمِيناً وَشِمَالاً بَعْدَ هٰذَا الدُّعَاءِ فَقَالَ: أَتَدْرُونَ مَا كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ (ع) يَقُولُ فِي سَجْدَةِ الشُّكْرِ ؟ قُلْنَا: وَمَا كَانَ يَقُولُ؟ قَالَ: كَانَ يَقُولُ:

"یعنی اے بارالہا آوازیں تیری طرف بلند ہیں صورتیں تیرے سامنے خاک پر ہیں گردنیں تیرے آگے جھکی ہوئی ہیں اعمال کا محاکمہ تیرے دست قدرت میں ہے اے بہترین سوال کئے جانے والے! اور اے بہترین عطا کرنے والے! اے صادق اور اے خالق اور اے وہ ذات جو کبھی خلاف وعدہ نہیں کرتی! اے وہ ذات! جس نے دعا کرنے کا حکم دیا! اور اسے قبول کرنے

کی ذمہ داری لی اور فرمایا: ''مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا'' اور فرمایا: ''اے میرے نبی جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں تو ان سے کہو کہ میں ان سے قریب ہوں پکارنے والے کی پکار پر لبیک کہتا ہوں جب وہ پکارتا ہے پس جب پکارنے والے مجھے پکارتے ہیں اور مجھی پر ایمان رکھتے ہیں تاکہ وہ رہنمائی پائیں''۔

اور تو نے فرمایا: ''اے میرے وہ بندوں جنھوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے تم لوگ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے تمام گناہ بخش دے گا بیشک وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے''۔

پھر اس جوان نے اِدھر اُدھر دیکھا اور کہا تم لوگوں کو معلوم ہے امیر المومنین علیہ السلام سجدۂ شکر میں کیا دعا کرتے تھے؟ ہم لوگوں نے کہا کیا دعا کرتے تھے؟ اس نے کہا یہ دعا کرتے تھے کہ''

''یامَنْ لایَزیدُهُ إلحاحُ المُلِحّینَ إلاّ جُوداً وَکَرَماً، یامَنْ لَهُ خَزائِنُ السَّماواتِ وَالأرْضِ، یامَنْ لَهُ خَزائِنُ ما دَقَّ وَجَلَّ، وَلا تَمْنَعُکَ إساءَتي مِنْ إحْسانِکَ إلَيَّ، إنّي أسألُکَ أنْ تَفْعَلَ بي ما أنْتَ أهْلُهُ، وَأنْتَ أهْلُ الجُودِ وَالکَرَمِ وَالعَفْوِ، یارَبّاهُ، یااللّهُ افْعَلْ بي ما أنْتَ أهْلُهُ فَأنْتَ قادِرٌ عَلَی العُقُوبَةِ وَقَدِ اسْتَحْقَقْتُها، لا حُجَّةَ لي وَلا عُذْرَلي عِنْدَکَ، أبُوءُ إلَیْکَ بِذُنُوبي کُلِّها، وَأعْتَرِفُ بِها کَي تَعْفُوَ عَنّي وَأنْتَ أعْلَمُ بِها مِنّي، بُوتُ إلَیْکَ بِکُلِّ ذَنْبٍ أذْنَبْتُهُ، وَبِکُلِّ خَطیئَةٍ أخْطَأتُها، وَبِکُلِّ سَیِّئَةٍ عَمِلْتُها، یارَبِّ إغْفِرْ لي وَارْحَمْ وَتَجاوَزْ عَمّا تَعْلَمُ، إنَّکَ أنْتَ الأعَزُّ الأکْرَمُ''. وَقامَ فَدَخَلَ الطَّوافَ فَقُمْنا لِقیامِهِ وَعادَ مِنْ غَدٍ في ذٰلِکَ الوَقْتِ فَقُمْنا لاسْتِقْبالِهِ کَفِعْلِنا فیما مضیٰ، فَجَلَسَ مُتَوَسِّطاً وَنَظَرَ یَمیناً وَشِمالاً فَقالَ: کانَ عَلِيُّ بْنُ الحُسَیْنِ سَیِّدُ العابِدینَ ن یَقُولُ في سُجُودِهِ في هذا

الـمَـوضِـعِ وَأشـارَ بِـيَـدِهِ إلَى الحِجرِ نَحوَ المِيزابِ: "یعنی اے وہ ذات جو درخواست کرنے والوں کی درخواست کو قبول کرتی ہے اور زمین و آسمان کے خزانے جس کے ہاتھ میں ہیں میری بدکرداری تجھے اپنے احسان کرنے سے نہ روکے تجھ سے درخواست کرتا ہوں میرے ساتھ وہ سلوک فرما جس کا تو اہل ہے تو ہی جود و کرم و درگزر کا مالک ہے اے میرے اللہ! میرے ساتھ وہ سلوک فرما جس کا تو اہل ہے تو سزا دینے پر قدرت رکھتا ہے اور میں سزا پانے کا سزاوار ہوں میں تیری بارگاہ میں کسی قسم کا عذر نہیں رکھتا ہوں اور اپنے تمام گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں تاکہ تو انہیں بخش دے اور تو انہیں مجھ سے بہتر جانتا ہے بارالہا مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما اور جو کچھ تو میرے بارے میں جانتا ہے اس سے درگزر کر بیشک تو عزیز اور کریم ہے"۔

یہ کہہ کر وہ جوان اٹھا اور طواف کرنے والوں میں غائب ہو گیا پھر تیسرے دن اسی طرح وہ جوان آیا اور کہنے لگا تم لوگوں کو معلوم ہے سید الساجدین علی بن الحسین علیہما السلام اپنی نماز کے سجدہ میں کیا دعا کرتے تھے؟ ہم نے کہا کیا دعا کرتے تھے؟ اس نے کہا یوں دعا کرتے تھے"۔

"عُبَيدُكَ بِفِنائِكَ، مِسكينُكَ بِبابِكَ، أسألُكَ ما لا يَقدِرُ عَلَيهِ سِواكَ"، ثُمَّ نَظَرَ يَميناً وَشِمالاً وَنَظَرَ إلَى مُحَمَّدِ بنِ القاسِمِ العَلَوِيِّ فَقالَ: يامُحَمَّدَ بنَ القاسِمِ أنتَ عَلَى خَيرٍ إن شاءَ اللهُ. وَقامَ فَدَخَلَ الطَّوافَ فَما بَقِيَ أحَدٌ مِنّا إلّا وَقَد تَعَلَّمَ ما ذَكَرَ مِنَ الدُّعاءِ وَنَسِينا أن نَتَذاكَرَ أمرَهُ إلّا في آخِرِ يَومٍ، فَقالَ لَنا المَحمُودِيُّ: ياقَومُ أتَعرِفُونَ هذا؟ قُلنا: لا، قالَ: هذا وَاللهِ صاحِبُ الزَّمانِ، فَقُلنا: وَكَيفَ ذاكَ يا أبا عَلِيٍّ فَذَكَرَ أنَّهُ مَكَثَ يَدعُو رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ وَيَسألُهُ أن يُرِيَهُ صاحِبَ الأمرِ سَبعَ سِنينَ قالَ: فَبَينا أنا يَوماً في عَشِيَّةِ عَرَفَةَ فَإذا بِهذا الرَّجُلِ

بِعَيْنِهِ فَدَعا بِدُعاءٍ وَعَيْتُهُ فَسَأَلْتُهُ مَمَّنْ هُوَ؟ فَقالَ: مِنَ النّاسِ، فَقُلْتُ: مِنْ أَيِّ النّاسِ مِنْ عَرَبِها أَوْ مَوالِيها؟ فَقالَ: مِنْ عَرَبِها، فَقُلْتُ مِنْ أَيِّ عَرَبِها؟ فَقالَ: مِنْ أَشْرَفِها وَأَشْمَخِها، فَقُلْتُ: وَمَنْ هُمْ؟ فَقالَ بَنُو هاشِمٍ، فَقُلْتُ: مِنْ أَيِّ بَنِي هاشِمٍ؟ فَقالَ: مِنْ أَعْلاها ذِرْوَةً وَأَسْناها رِفْعَةً، فَقُلْتُ: وَمِمَّنْ هُمْ؟ فَقالَ: مِمَّنْ فَلَقَ الهامَ، وَأَطْعَمَ الطَّعامَ، وَصَلّىٰ بِاللَّيْلِ وَالنّاسُ نِيامٌ، فَقُلْتُ: أَنَّهُ عَلَوِيٌّ فَأَحْبَبْتُهُ عَلَى العَلَوِيَّةِ، ثُمَّ افْتَقَدْتُهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ، فَلَمْ أَدْرِ كَيْفَ مَضىٰ فِي السَّماءِ أَمْ فِي الأَرْضِ، فَسَأَلْتُ القَوْمَ الَّذِينَ كانُوا حَوْلَهُ: أَتَعْرِفُونَ هٰذا العَلَوِيَّ؟ فَقالُوا: نَعَمْ يَحُجُّ مَعَنا كُلَّ سَنَةٍ ماشِياً، فَقُلْتُ: سُبْحانَ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ ما أَرىٰ بِهِ أَثَرَ مَشْيٍ، ثُمَّ انْصَرَفْتُ إِلَى المُزْدَلِفَةِ كَئِيباً حَزِيناً عَلىٰ فِراقِهِ وَبِتُّ فِي لَيْلَتِي تِلْكَ فَإِذا أَنَا بِرَسُولِ اللّٰهِ فَقالَ: يا مُحَمَّدُ رَأَيْتَ طَلِبَتَكَ؟ فَقُلْتُ: وَمَنْ ذاكَ يا سَيِّدِي؟ فَقالَ: الَّذِي رَأَيْتَهُ فِي عَشِيَّتِكَ فَهُوَ صاحِبُ زَمانِكُمْ. فَلَمّا سَمِعْنا ذٰلِكَ مِنْهُ عاتَبْناهُ عَلىٰ أَلّا يَكُونَ أَعْلَمَنا ذٰلِكَ، فَذَكَرَ أَنَّهُ كانَ ناسِياً أَمْرَهُ إِلىٰ وَقْتِ ما حَدَّثَنا بِهِ "یعنی اے بارالہا! تیرا حقیر و مسکین بندہ تیری بارگاہ میں حاضر ہوا ہے اور تجھ سے ایسی چیز کی درخواست کر رہا ہے جس پر تیرے علاوہ کوئی قادر نہیں ہے"۔

پھر اس جوان نے ہمارے درمیان موجود محمد بن قاسم علوی کی طرف دیکھا اور کہا اے محمد بن قاسم! انشاء اللہ تم عاقبت بخیر ہو گے یہ کہہ کر وہ جوان پھر سے طواف کرنے والوں میں غائب ہو گیا اس کے جانے کے بعد محمد بن قاسم نے ہم سب سے پوچھا کہ تم لوگوں نے پہچانا وہ جوان کون تھا؟ ہم سب نے کہا نہیں محمد بن قاسم نے کہا خدا کی قسم وہ امام صاحب الزمان (ع) تھے ہم نے اس سے کہا تم کیسے پہچانے تو اس نے کہا میں سات سال سے دعا کر رہا تھا کہ مجھے امام صاحب الزمان کی

زیارت کرا، ایک دن میدان عرفہ میں، میں نے اسی جوان کو دعا کرتے ہوئے دیکھا اس سے میری کافی گفتگو ہوئی پھر وہ ناگاہ میری نظروں سے غائب ہوگیا لوگوں سے پوچھا میرے ساتھ جو سید علوی تھے ان کو دیکھا ہے تو انھوں نے کہا کہ ہاں وہ تو ہر سال ہمارے ساتھ پیدل حج پر آتا ہے محمد بن قاسم کہتے ہیں خدا کی قسم میں نے ان سید پر پیدل حج آنے کی کوئی علامات نہ پائیں پھر میں محزون و مغموم مزدلفہ کی طرف آیا رات وہاں بسر کی خواب میں رسول اللہ کو دیکھا آنحضرت نے مجھ سے فرمایا: اے محمد! تم اپنے مقصد کو پہنچ گئے؟ میں نے پوچھا اے مولا و آقا وہ جوان کون تھا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: وہ جوان جس سے تمہاری میدان عرفات میں ملاقات ہوئی وہ تمہارا امام صاحب الزمان (عج) تھا، ابونعیم انصاری کہتے ہیں جب ہم نے محمد بن قاسم سے یہ داستان سنی تو اس پر غصہ ہوئے کہ یہ پہلے ہمیں تم نے کیوں نہیں بتایا؟ تو اس نے کہا کہ مجھے یہ واقعہ پہلے یاد نہیں تھا۔

ابوالادیان کہتے ہیں کہ میں امام حسن عسکری (ع) کے خداموں میں سے تھا اور امامؑ کے خطوط اطراف کے شہروں میں لیجایا کرتا تھا وہ بیماری جو امام کی موت کا سبب بنی اس بیماری میں امام نے کچھ خطوط لکھ کر مجھے دیئے اور کہا انھیں مدائن پہنچا دو جب تم پندرہ دن بعد سامرہ واپس آؤ گے تو میرے گھر سے صدائے نالہ و شیون سنو گے تمہیں اطلاع دی جائے گی کہ میرا انتقال ہو چکا ہے، میں نے پوچھا فرزند رسول آپ کا قائم مقام امام کون ہوگا؟ تو حضرت نے فرمایا: جس نے تم سے ان خطوط کے جواب کو طلب کیا اور مجھ پر نماز پڑھائی وہی تمہارا صاحب الزمان ہوگا، میں وہ خطوط لے کر مدائن پہنچا بالکل اسی طرح سے جیسے امام حسن عسکری (ع) نے فرمایا تھا میں نے واپسی پر امام کے گھر سے رونے کی آوازیں سنیں اور دروازے پر جعفر کذاب کو دیکھا تو گویا لوگ آکر بھائی کے انتقال پر تسلیت اور اس کی امامت پر مبارک باد پیش کر رہے ہوں میں نے بھی

آگے بڑھ کر ایسا ہی کیا اس نے مجھ سے خطوط کے جوابات کے بارے میں کچھ سوال نہ کیا پھر تھوڑی دیر بعد آواز آئی کے جنازہ تیار ہے جعفر کو نماز میت پڑھانے کے لئے بلایا گیا جعفر بھی آگے بڑھ کر نماز پڑھانا چاہتا تھا کہ گندمی رنگ کا ایک نوجوان نمودار ہوا اور جعفر کو پیچھے ہٹاتے ہوئے بولا اے چچا میں اپنے باپ پر نماز پڑھانے کا زیادہ حق رکھتا ہوں یہ کہہ کر وہ نوجوان آگے بڑھا اور امام حسن عسکری (ع) پر نماز پڑھائی اور پھر میری طرف متوجہ ہو کر بولا اے ابوالادیان ان خطوط کے جواب کہاں ہیں لاؤ مجھے دو یہ سن کر امام حسن عسکری (ع) کی بتائی ہوئی علامات میرے سامنے آگئیں میں نے وہ خطوط اس کی خدمت میں پیش کر دیے پھر اس نوجوان نے امام حسن عسکری (ع) کو ان کی آرام گاہ ہی میں دفن کیا اور پھر غائب ہو گیا جعفر کذاب نے معتمد عباسی کے دربار میں جا کر اس نوجوان کا واقعہ بتایا اس کے افراد نے امام حسن عسکریؑ کے گھر پر حملہ کیا اور اس نوجوان کو بہت تلاش کرنے لگے اسی دوران امام حسن عسکری (ع) کی صیقل نامی کنیز نے صرف اس ارادے سے کہ اس نوجوان کی جان بچ جائے یہ ادعیٰ کیا کہ میں امام حسن عسکری (ع) سے حاملہ ہوں اسے گرفتار کر کے ابن الشوارب نامی قاضی کے سپرد کر دیا کہ اس کے وضع حمل تک اسے یہیں رکھا جائے اتفاق سے اسی دوران عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان کی ناگہانی موت واقع ہوئی بصرہ میں شوروغوغا ہوا اس دوران وہ لوگ اس کنیز سے غافل ہو گئے اور کنیز فرار ہونے میں کامیاب ہو گئی۔

علی بن سنان اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ہم لوگ قم سے سہم امام لے جا کر امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے آخری دفعہ جب ہم لوگ سامرہ پہنچے تو پتہ چلا امام حسن عسکری (ع) رحلت فرما چکے ہیں پتہ کیا اب امام کون ہے تو لوگوں نے بتایا کہ امام حسن عسکری (ع) کا بھائی جعفر ہے جو آج کل سیر و تفریح کے لئے گیا ہوا ہے ہم نے اس کی خصوصیات کے بارے

میں پوچھا تو پتہ چلا وہ شراب پیتا ہے اپنے گھر میں گانا گانے والیاں رکھتا ہے ہم نے آپس میں کہا یہ امام کی صفات تو نہیں ہیں ہم میں سے کچھ لوگوں نے کہا ہم سب واپس چلتے ہیں اور لوگوں کی امانتیں خود انھیں کے حوالے کر دیتے ہیں ابوالعباس محمد بن جعفر حمیری قمی نے کہا ہم یہیں رکتے ہیں اور جعفر کے آنے پر اسے آزماتے ہیں جب جعفر سیر سے لوٹا تو ہم سب نے اس سے جا کر کہا کہ ہم امام حسن عسکری (ع) کی خدمت میں اہل قم کی سہم امام کی رقمیں لاتے تھے اس دفعہ بھی لائے ہیں اس نے کہا لاؤ مجھے لا کر دو ہم نے کہا ہم امام حسن عسکری (ع) کی خدمت میں جب یہ رقمیں لاتے تھے تو حضرت ان رقوم کی مقدار ان کے مالکین کے نام کے ساتھ بتاتے تھے اگر آپ امام ہو تو اسی طرح ہمیں بتاؤ جعفر نے کہا تم لوگ جھوٹ بولتے ہو یہ سب علم غیب ہے جس کی نسبت تم لوگ میرے بھائی کی طرف دیتے ہو مگر اس کے اسرار کے باوجود ہم نے وہ رقمیں اسے نہیں دیں تو اس نے خلیفہ کے دربار میں ہماری شکایت کی ہمیں دربار خلیفہ میں لیجایا گیا ہم نے وہی جواب دیا کہ اس کے بھائی امام حسن عسکری (ع) ہمیں صاحبان رقم کے نام اور رقم کی مقدار بھی بتاتے تھے تو ہم انھیں دیتے تھے،

اور ہم ماٗمور اور معذور ہیں تو خلیفہ نے بھی جعفر سے کہا کہ اگر تم بھی اپنے بھائی کی طرح کے امام ہو تو یہ سب باتیں بتاؤ ورنہ حق ان کے ساتھ ہے یہ سن کر ہم لوگوں نے خلیفہ سے کہا کہ کسی کو شہر سامرہ سے باہر نکلنے تک ہمارے ہمراہ کر دیں خلیفہ نے ہمارے ساتھ کچھ سپاہی بھیج دیے جب ہم شہر سامرہ سے نکل گئے اور وہ سپاہی واپس چلے گئے تو ایک غلام کو ہم نے اپنی طرف آتے دیکھا اس نے ہمارے قریب آکر کہا اے فلاں اور فلاں تم سب کو میرے مولا و آقا نے بلایا ہے ہم اس کے ساتھ گئے تو اپنے مولا و آقا امام زمان (عج) کو چودھویں کی چاند کی مانند چمکتا ہوا بیٹھا پایا انھیں سلام کیا انھوں نے صاحبان مال کے نام ونسب اور مال کی مقدار بتائی اور ہم نے سجدہ شکر

ادا کرتے ہوئے وہ مال ان کی خدمت میں پیش کیا اور ہمیں جو بھی سوالات کرنے تھے کے انھوں نے ہمارے سوالوں کے جواب دیئے پھر حضرت نے فرمایا کہ آج کے بعد یہ سہم امام سامرہ نہ لے جانا ہم بغداد ہی میں کسی کو معین کریں گے جو تم سے یہ مال لے لیا کرے گا اور محمد بن جعفر قمی کو حضرت نے حنوط و کفن دیا اور کہا خدا تمہاری مصیبت میں تمہیں اجر دے راوی کہتا ہے ابھی ہم ہمدان نہیں پہنچے تھے کہ محمد بن جعفر قمی کا انتقال ہو گیا ہم نے امام کا دیا ہوا حنوط انھیں کیا اور کفن پہنا کر دفن کر دیا اور اس کے بعد سے خمس کی رقم بغداد میں امام کے وکلاء کے سپرد کر دیتے تھے۔

غیبت امام زمان (عج) کے علل و اسباب

۱۔ حسن بن علی بن فضال امام رضا (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: "گویا میں اپنے شیعوں کو دیکھ رہا ہوں کہ میرے چوتھے فرزند کی غیبت کی وجہ سے ان چوپایوں کی مانند ہیں جو چراگاہ کی طلب میں آتے ہیں مگر اسے نہیں پاتے ہیں راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا فرزند رسول ایسا کیوں ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا: کیونکہ ان کا امام ان سے پوشیدہ ہے، میں نے کہا کس لئے؟ حضرتؑ نے فرمایا: تاکہ جب وہ شمشیر لے کر قیام کرے تو کسی ایک کی بیعت بھی اس کی گردن پر نہ ہو۔

۲۔ حنان بن سدیر اپنے والد سے اور وہ امام جعفر صادق (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ہمارے قائم کے لئے غیبت ہے جس کی مدت طولانی ہوگی، راوی کہتا ہے، میں نے کہا فرزند رسول کس لئے ایسا ہوگا؟ حضرتؑ نے فرمایا: کیونکہ اللہ تعالیٰ گذشتہ انبیاء کی غیبتوں کی سنتوں کو اس میں برقرار رکھے گا اور اے سدیر! اس کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہیں ہے کہ ان غیبتوں کی مدت پوری ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ﴾ (سورۂ انشقاق آیہ ۱۹) یعنی تم لوگوں میں گذشتہ لوگوں کی سنتیں جاری ہوں گی۔

۳۔ عبد اللہ بن فضل ہاشمی کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق کو یہ کہتے سنا کہ "صاحب الامر کے

لئے ناگزیر ایسی غیبت ہے کہ ہر باطل پرست اس میں شک کرے گا، راوی نے کہا فرزند رسول میں آپؑ پر قربان ایسا کیوں ہوگا؟ حضرتؑ نے فرمایا: ایک خاص امر کے سبب جسے آشکار کرنے کی ہمیں اجازت نہیں ہے راوی نے کہا: اس کی کیا مصلحت ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا: اس کی غیبت کی مصلحت وہی حکمت ہے جو اس سے پہلے کے خدا کی حجتوں کی غیبت میں تھی جن کی حکمت ومصلحت ان کے ظاہر ہونے کے بعد ہی ظاہر ہوئیں جس طرح خضر کے کشتی میں سوراخ کرنے، جوان کو قتل کرنے اور دیوار کو آباد کرنے کی مصلحتیں پہلے موسیٰ کے لئے واضح نہ ہوسکیں مگر جدائی کے وقت واضح ہوگئیں، بیشک یہ امر اسرار غیبی میں سے ہے اور حکمت الٰہی میں سے ہے اور جب ہم نے یہ جان لیا کہ خدا حکیم ہے تو اس کے تمام افعال حکیمانہ کی ہمیں تصدیق کرنی پڑے گی اگر چہ اس کے افعال کی وجہ ہمیں معلوم نہ ہو۔

آٹھواں باب:

امام زمان (عج) اور لوگوں کے درمیان ردوبدل ہونے والے خطوط

۱۔علی بن عاصم کوفی نقل کرتے ہیں کہ امام زمان (عج) کی طرف سے یہ پیغام آیا کہ وہ شخص ملعون ہے ملعون ہے جو لوگوں کی محفلوں میں مجھے میرے نام سے پکارے۔

۲۔محمد بن صالح ہمدانی کہتے ہیں کہ میں نے امام زمان (عج) کو خط لکھا کہ میرے خاندان والے میری اس نقل حدیث پر مذمت کرتے ہیں جو آپ کے اجداد طاہرین سے نقل ہوئی ہے کہ ''ہمارے امور کے متکفل و خادم بدترین افراد ہوں گے'' تو امام نے لکھا کہ افسوس ہے تم پر کیا تم نے یہ کلام الٰہی نہیں پڑھا: ﴿وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً﴾ (سورۂ سباء آیہ ۱۸) یعنی ہم نے ان کے اور اس مبارک قریہ کے درمیان ظاہری قریے قرار دیے ہیں، خدا کی قسم ہم وہ مبارک قریہ ہیں اور تم لوگ وہ ظاہری قریے ہو۔

۳۔اسحاق بن یعقوب کہتے ہیں میں نے محمد بن عثمان عمری سے درخواست کی کہ میرا وہ خط جو پیچیدہ مسائل پر مشتمل ہے میرے مولا و آقا امام عصر (عج) کی خدمت میں پہنچا دو اس نے ایسا ہی کیا امامؑ نے جو جواب لکھا وہ کچھ اس طرح سے تھا ''خدا تمہاری رہنمائی کرے اور تمہیں ثابت قدم رکھے تم نے میرے خاندان کے منکر افراد اور چچا زاد بھائیوں کے بارے میں جو سوال کیا تو یاد رکھو خدا اور کسی کے درمیان کوئی رشتہ داری نہیں ہے جس نے میرا انکار کیا وہ مجھ سے نہیں ہے اس کی راہ فرزند نوحؑ کی سی ہے اور میرے چچا جعفر اور ان کے بیٹوں کی مثال برادران یوسف کی سی ہے اور' آب جو' پینا حرام ہے اور یاد رکھو میں تم لوگوں کے اموال کو اس وقت تک قبول نہیں کروں گا جب تک وہ پاک و پاکیزہ نہ ہوں۔ جس کی مرضی ہو دے جس کی مرضی ہو نہ دے جو کچھ ہمیں خدا نے دیا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو لوگوں کی طرف سے ہمیں پہنچتا ہے اور میرے ظہور کا

مسئلہ تو وہ خدا کے ہاتھ میں ہے اور اس وقت کو معین کرنے والے جھوٹے ہیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ حسینؑ شہید نہیں ہوئے وہ کافر اور جھوٹے اور گمراہ لوگ ہیں اور آئندہ پیش آنے والے مسائل میں ہماری احادیث کو نقل کرنے والوں کی طرف رجوع کرو، وہ ہماری طرف سے تم لوگوں پر حجت ہیں اور میں ان پر حجت خدا ہوں اور محمد بن عثمان عمری پر اور اس کے باپ پر خدا کی رحمت ہو اور محمد بن علی بن مہز یار اہوازی عنقریب خدا اس کے قلب کی اصلاح فرمائے گا اور اس کا شک دور کردے گا اور جو مال تم نے میری طرف بھیجا ہے میں اس میں سے صرف وہ قبول کروں گا جو پاک و پاکیزہ ہوگا اور گانے بجانے والی کنیز کی قیمت حرام ہے اور محمد بن شاذان نعیم یہ ہم اہل بیت کے دشمنوں میں سے ہے اور ابو الخطاب محمد بن ابی زینب اجدع اور اس کے ساتھی سب ملعون ہیں ان کی اور ان کے ہمفکر لوگوں کی محفلوں میں شرکت نہ کیا کرو کیونکہ میں اور میرے اجداد ان سے بیزار ہیں اور جو لوگ ہمارے مال کو اپنے مال کے ساتھ ملا کر ہمارے مال کو حلال سمجھتے ہیں اور کھاتے ہیں گویا وہ لوگ آگ کھاتے ہیں ہاں خمس کو ہمارے شیعوں کے لئے مباح کردیا گیا ہے جب تک ہمارا ظہور ہو وہ معاف ہیں ہاں بشرطیکہ ان کی ولادت پاکیزہ ہو، اور جو لوگ دین خدا میں ہمیں دی گئی نعمات میں شک کرتے ہیں اور ہم سے بیعت کو فسخ کرلیتے ہیں تو ہم بھی ان کی گردن سے بیعت کو اٹھا لیتے ہیں اور ہمیں شک کرنے والوں کے ہدایا کی ضرورت نہیں ہے اور رہا میری غیبت کا مسئلہ تو جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ (سورۂ مائدہ آیہ ۱۰۱)

"یعنی اے صاحبان ایمان ایسی اشیاء کے بارے میں سوال مت کرو کہ اگر تمہارے لئے ظاہر ہو جائے تو تمہارے لئے بُرا ہو۔" تو میرے تمام اجداد کی گردنوں پر زمانے کے لوگوں کی بیعت تھی لیکن میں جب ظہور کروں گا تو میری گردن پر کسی کی بیعت نہیں ہوگی، اور میری غیبت میں مجھ

سے استفادہ کرنا سورج سے استفادہ کرنے کی مانند ہے جب بادل اسے نظروں سے چھپا دے اور میں اہل زمین کے لئے امان ہوں جس طرح ستارے اہل آسمان کے لئے امان ہیں جن امور میں تمہارے لئے کوئی فائدہ نہیں سوال مت کرو اور اپنے آپ کو ایسی چیزوں کے سیکھنے میں زحمت میں نہ ڈالو کہ جس کا کوئی فائدہ نہ ہو، میرے جلد ظہور کی زیادہ سے زیادہ دعائیں کیا کرو کہ وہی تمہاری کامیابی ہے اور اے اسحاق بن یعقوب تم پر بھی اور تمام ہمارے پیروکاروں پر بھی خدا کی رحمت ہو۔

۴۔ اسحاق بن یعقوب کہتے ہیں میں نے شیخ عمری سے سنا کہ شہر کے ایک شخص نے میرے ہاتھ کچھ سہم امام، امام زمان (عج) کی خدمت میں بھیجا تو امام نے اسے پورا مال لوٹاتے ہوئے لکھا کہ پہلے تم اپنے چچازاد بھائیوں کا حق جو چار سو درہم ہے نکال کر انھیں دو وہ بہت حیران و پریشان ہوا اور اب جو حساب کیا تو پتہ چلا کہ اس کے ہاتھ میں جو چچازاد بھائیوں کی زمین ہے جو زراعت کے لئے اس نے کرائے پر لی تھی تو انھیں کچھ کرایہ تو دیا تھا لیکن بقیہ انھیں نہیں دیا تھا جو اس مال میں ان کا وہی حصہ جو امامؑ نے کہا تھا چار سو درہم بنتا تھا اس میں موجود تھا لہٰذا اس نے اپنے چچازاد بھائیوں کا حصہ نکال کر انھیں دیا اور بقیہ امامؑ کی خدمت میں بھیجا تو امام نے اسے قبول کر لیا۔

۵۔ محمد بن ابراہیم مہزیار نقل کرتے ہیں میں شک و تردد کی حالت میں عراق میں داخل ہوا تو مجھے امام زمانہ (عج) کی طرف سے خط پہنچا جس میں لکھا ہوا تھا "اپنے دوستوں سے جو تم نے حکایت بیان کی ہے، ہم نے اسے سنا تم ان سے کہو کہ کیا یہ حکم خدا تم لوگوں نے نہیں سنا ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ﴾ کیا یہ حکم قیامت تک کا نہیں ہے؟ کیا خدا نے تمہارے لئے پناہ گاہ کو قرار نہیں دیا ہے؟ لہٰذا اسی کی پناہ میں رہو کیا حضرت آدم (ع) کے زمانے سے لے کر میرے باپ امام عسکری (ع) کے زمانے تک تمہارے لئے

ہدایت کے راستے کو قرار نہیں دیا؟ اگر ایک علم چھپ جاتا تھا تو کیا دوسرا علم ظاہر نہیں ہوتا تھا؟ اور کیا ایک ستارہ ڈوبتا ہے تو دوسرا ستارہ ظاہر نہیں ہوتا ہے؟ کیا تم نے یہ سمجھا ہے کہ جب اللہ تعالی نے امام عسکری (ع) کی روح قبض کی تو اپنے اور اپنی مخلوق کے درمیانی رابطے کو قطع کر دیا ہے؟ ہر گز ایسا نہیں ہے اور نہ قیامت تک ایسا ہوگا جب امر خدا ظاہر ہوگا تو وہ لوگ ناراض ہوں گے اے محمد بن ابراہیم! جس چیز کی تحقیق کے لئے تم آئے ہو اس مسئلے میں اپنے اندر شک آنے نہ دو اگر تمہارے باپ نے قبل از وفات تم سے کچھ نہیں کہا تو اب جان لو اور گذشتہ پر توبہ کر کے تقوے کی راہ کو اختیار کرو کہ بڑے عظیم منصب کو تم نے سنبھالا ہے۔

۶۔ ابو رجاء مصری کہتے ہیں میں امام عسکری (ع) کی وفات کے بعد دو سال تک امام وقت کی تلاش میں رہا مگر نہ پاسکا تو تیسرے سال شہر مدینہ کے "صریا" نامی محلے میں امام عسکری (ع) کے فرزند کی تلاش میں نکلا، ابو غانم نے مجھ سے درخواست کی کہ رات کو کھانا میرے ساتھ کھانا لہٰذا میں بیٹھا ہوا سوچ رہا تھا اور ابھی اپنے آپ سے کہہ رہا تھا کہ اگر کوئی امام ہوتا تو اس تین سال کے عرصہ میں اسے ظاہر ہونا چاہئے تھا کہ اچانک غیب سے ایک آواز میرے کانوں میں آئی مگر بولنے والے کو نہ دیکھ سکا کہ وہ کہہ رہا تھا" اے نصر بن عبد اہل مصر سے ذرا پوچھو کہ تم لوگ جو رسول خدا (ص) پر ایمان لائے ہو کیا تم نے انھیں دیکھا ہے؟ نصر کہتے ہیں کہ مجھے خود اپنے والد کا نام یاد نہیں تھا کیونکہ مدین میں میری ولادت ہوئی اس وقت میرے والد کا انتقال ہو چکا تھا اور نوفلی مجھے اپنے گھر مصر لے گیا اور میں وہیں بڑا ہوا میں نے جو یہ آواز سنی جلدی سے اٹھ کر ابو غانم کے پاس نہیں گیا، بلکہ مصر کی راہ کو اپنایا۔

۷۔ شیخ ابو جعفر محمد بن عثمان عمری کو ان کے والد کی وفات کے وقت امام زمانہ (عج) کی طرف سے تسلیت کا خط ملا جس پر یوں لکھا ہوا تھا ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ بیشک تمہارا باپ نیک

انسان تھا اور اس نے نیک طریقے سے زحمت کش زندگی گزاری خدا اس کی مغفرت فرمائے اور خدا تمہیں بھی صبر جمیل عطا فرمائے اور تمہیں نیک توفیقات عطا کرے جس طرح تم اپنے باپ کے غم میں سوگوار ہو اسی طرح ہم بھی سوگوار ہیں جس طرح تم اپنے باپ کی جدائی سے تنہا رہ گئے ہم بھی تنہا رہ گئے تمہارے باپ نے سعادت مند زندگی کی جس کے سبب وہ اپنی جگہ پر خوش وخرم ہے اور اس وجہ سے بھی کہ خدا نے اسے تم جیسا فرزند عطا کیا ہے جو اس کی مغفرت کی دعائیں کرتا ہے اور میں خدا کا شکر بجالاتا ہوں اس مقام ومنزلت پر جو خدا نے تمہیں عطا کی ہے خدا تمہاری مدد کرے اور تمہاری توفیقات میں اضافہ کرے۔

کتب اہل سنت میں امام زمانہ (عج) کی ولادت کی بشارتیں

ا۔محمد بن احمد مالکی جن کا لقب ابن صباغ ہے اپنی کتاب کے بارہویں باب میں یوں لکھتے ہیں: ''ابوالقاسم ،محمد، حجت، جو فرزند حسن عسکریؑ ہیں شہر سامرّاء میں ۱۵ شعبان ۲۵۵ ہجری کو اس میں قدم رکھ چکے ہیں (الفصول المھمۃ ص ۲۷۳)

۲۔عبدالوھاب شعرانی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: ''امام حسن عسکریؑ کے فرزند امام مھدیؑ ۱۵ شعبان ۲۵۵ ہجری کو اس میں قدم رکھ چکے ہیں اور نبی (ص) کی روایت کے مطابق حضرت عیسیٰؑ انکے ظھور کے وقت آسمان سے زمین پر آکر ان سے ملاقات کریں گے (الیواقیت والجواہر ۲/۱۴۳ چاپ مصر)

۳۔احمد بن حجر اپنی کتاب میں حضرت امام عسکریؑ کی شخصیت کے بارے میں لکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کا بیٹا ابوالقاسم محمد الحجۃ ہے جو انکی شہادت کے وقت پانچ سال کا تھا جسے اللہ نے حکم واعجار سے نوازا ہے (الصوائق المحرقۃ ص ۱۲۷ چاپ مصر)

۴۔حافظ محمد بن محمد حنفی نقشبندی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: ''حضرت عسکریؑ گیارہویں امام ہیں اور ان کا بیٹا محمدؑ خاندان وحی کا بارہواں اور آخری امام ہے جو ۱۵ شعبان ۲۵۵ ہجری کو اس دنیا میں قدم رکھ چکا ہے (منتخب الاثر ص ۳۳۲)

۵۔سبط ابن جوزی حنفی اپنی کتاب میں ''فصل فی ذکر الحجۃ المھدیؑ'' کے عنوان سے ایک باب قرار دیتے ہوئے اس میں لکھتے ہیں: ''وہ حجت جو فرزند عسکریؑ ہے جسکی کنیت ابوالقاسم ہے اور اسے الخلف الحجۃ ،صاحب الزمان ،القائم المنتظر بھی کہتے ہیں وہ ۱۵ شعبان ۲۵۵ ہجری کو اس دنیا میں قدم رکھ چکے ہیں (تذکرۃ الخواص چاپ جدید میں ص ۳۶۳ ،اور چاپ قدیم میں ص ۸۸)

نواں باب:

غیبت امام زمان (عج) میں دعا

(دعا کے کافی طولانی ہونے کے باعث ہم صرف ترجمہ کو یہاں ذکر کر رہے ہیں)

ا۔یعنی اے اللہ! تو مجھے اپنی معرفت عطا فرما کہ اگر تو نے مجھے اپنی معرفت عطا نہ کی تو میں تیرے نبی کو نہیں پہچان سکتا، اے اللہ! مجھے اپنے نبی کی معرفت کرا اگر تو نے اپنے نبی کی مجھے معرفت نہ کرائی تو میں تیری حجت کو نہیں پہچان سکتا ہوں لہٰذا اے اللہ! مجھے اپنی حجت کی معرفت کرا کہ اگر تو نے اپنی حجت کی مجھے معرفت نہ کرائی تو میں اپنے دین میں گمراہ ہو جاؤں گا، اے اللہ! مجھے جہالت کی موت نہ مارنا اور میرے قلب کو ہدایت کے بعد منحرف نہ کرنا، اے اللہ! جس طرح تو نے اپنے رسول کے بعد اوصیاء کی اطاعت کا حکم دیا اور میں نے بھی ان کی ولایت کو قبول کیا یعنی امیر المؤمنین حسن حسین وعلی بن الحسین ومحمد بن علی وجعفر بن محمد وموسیٰ بن جعفر وعلی بن موسیٰ ومحمد بن علی وعلی بن محمد وحسن بن علی وحجت قائم مہدی (صلوات اللہ علیہم اجمعین) اے اللہ! مجھے اپنے دین پر ثابت قدم رکھ مجھے اپنی اطاعت کی توفیق عطا کر میرے قلب کو اپنی آخری حجت کے لئے نرم کر دے، مجھے ان امتحانات سے نجات دے جو تو اپنی دیگر مخلوق سے لیتا ہے مجھے اپنے ولی امر کی اطاعت پر باقی رکھ جس ولی امر کو تو نے لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھا ہے اور تیرے اذن سے ظہور کرے گا اور تیرے احکام کو جاری کرے گا پس مجھے اس پر باقی رکھ کہ تیرے تاخیر کردہ امر کو جلدی اور جلدی والے امور میں تاخیر طلب نہ کروں تیرے پوشیدہ امور سے پردہ برداری اور تیرے تدبیری امور میں شک نہ کروں اور اس مسئلے میں چوں وچرا نہ کروں کہ تیرا ولی امر ظہور کیوں نہیں کرتا؟ جب کہ زمین ظلم وجور سے بھر چکی ہے اور میں اپنے تمام امور کو تیرے سپرد کر چکا ہوں اے اللہ! میں تجھ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ تیرا ولی امر جو تیرے امور کو جاری کرتا

ہے مجھے دکھادے اور میں جانتا ہوں کہ تو اس کام کی قدرت رکھتا ہے لہٰذا مجھے اور تمام مؤمنین کو یہ توفیق عنایت فرما کہ تیرے ولی امر کی زیارت سے مشرف ہو سکیں جب کہ اس کی گفتار واضح ہے جو ضلالت وجہالت کو ختم کر کے ہدایت اور شفا کا موجب بنتی ہے اے خدا اسے ظاہر فرما تا کہ ہماری آنکھیں اس کے نور سے منور ہو سکیں اور ہمیں اس کے خدمت گزاروں میں سے قرار دے اور اسی کی راہ میں ہمیں موت دے اور اسی کے ساتھ ہمیں محشور فرما، اے اللہ! اسے اپنی تمام مخلوق کے شر سے محفوظ رکھ اور اس کی ہر طرف سے حفاظت فرما بیشک جس کا تو محافظ ہو اسے کوئی بھی ضرر نہیں پہنچا سکتا ہے، اے اللہ! اس کی عمر طولانی فرما اس کے ظہور میں تعجیل فرما اس کے امور میں اس کی مدد فرما اس کی عزت واکرام میں اضافہ فرما وہ ہادی ہے اور مقتداء وقائم مہدی ہے اور طاہر و تقی ونقی وزکی ورضی ومرضی وصابر ومجتہد وشکور ہے اے اللہ! اس کی غیبت کے طولانی ہونے کے باوجود اس کے وجود کے بارے میں ہمارے یقین کو ہم سے سلب نہ کرنا اس کی یاد اس کا انتظار اور اس پر ایمان اور اس کے ظہور کی دعا وغیرہ کی توفیق کو ہم سے سلب نہ کرنا، کہ اس کی طولانی غیبت ہمیں اس کے قیام سے ناامید نہ کردے اور اس بارے میں بھی ہمارا یقین قرآن ورسول پر یقین کی مانند ہو اس پر ایمان کے بارے میں ہمارے قلوب کی تقویت فرما اور ہمیں اس کی روش اس کی راہ اس کی اطاعت پر ثابت قدم رکھ اور اس کے اعوان وانصار میں شامل فرما، اور ہمیں ایسے اعمال وافعام انجام دینے کی توفیق عنایت فرما کہ وہ ہم سے خوشنود وراضی رہے اور اسے ہماری حیات اور ہماری وفات کے وقت ہم سے جدا نہ کرنا کہ موت کے وقت شک کرنے والے اور پیمان شکن اور جھٹلانے والے شمار نہ ہوں۔

اے اللہ! اس کے ظہور کو نزدیک فرما اس کی نصرت فرما اس کے ناصر ویاوروں کی مدد فرما اسے جھٹلانے والوں کو ذلیل ورسوا فرما اس کے ذریعے سے حق کو ظاہر کر اور باطل کو مٹا دے اپنے

مؤمن بندوں کو ذلت سے بچا اور ان سے شہروں کو آباد کر اور ظالم و جابر لوگوں کو نابود کردے اور منافقین و پیمان شکن اور تمام منافقین و ملحد کو جو چاہے شرق میں ہوں یا غرب میں خشکی میں ہوں یا تری میں دشت میں ہوں یا صحراء میں انھیں نابود فرما یہاں تک کہ ان میں سے کسی ایک کا بھی وجود باقی نہ رہے اور تیری زمین ایسے لوگوں کے وجود سے پاک ہوجائے اور اپنے نیک بندوں کے سینوں کو شفا عطا فرما اور ان کے دلوں سے اپنے محو شدہ دین کو زندہ کردے انھیں دین پر ثابت قدم رکھ اور بدعتوں سے دور رکھ، کفر کے شعلوں کو اپنی عدالت کے ذریعے سے بجھادے کہ یہ تیرے بندے ہیں اور ظاہر کر اپنے اس برگزیدہ بندے کو جسے تو نے اپنے دین اور سنت رسول کو باقی رکھنے کے لئے انتخاب کیا اور اسے ہر قسم کے عیوب سے مبرا رکھا ہے اور اپنے غیبی امور سے اسے مطلع کیا اور اس پر اپنی بے بہا نعمتیں نازل کیں اور ہر طرح کی نجاست اور ناپاکی سے اسے تو نے پاک پاکیزہ رکھا، اے اللہ! اس پر اور اس کے اجداد طاہرین پر اور اسی طرح اس کے خاص پیروکاروں پر درود بھیج اور ہمیں بھی ان کا خالص و مخلص پیروکار قرار دے۔

اے اللہ! تیری بارگاہ میں تیرے نبی کے فقدان اور تیرے ولی کی غیبت اور زمانے کی سختیوں اور فتنوں اور دشمنوں کی کثرت اور دوستوں کی قلت کی شکایت کرتا ہوں، اے اللہ! اپنے ولی کے ظہور میں تعجیل فرما اس کی نصرت فرما اے عالمین کے حقیقی پروردگار اے اللہ! ہم تجھ سے التجاء کرتے ہیں کہ اپنے ولی امر کو اذن ظہور دے کہ وہ ظاہر ہو کر تیری عدالت کو تیرے بندوں کے درمیان جاری کرے اور تیری زمین پر رہنے والے تیرے دشمنوں کو نابود کردے اور ہر طرح کے ظلم وستم اور استبدادگری کو ختم کردے اور تیری سرزمین پر صرف تیرا ہی پرچم لہرائے، اے اللہ! اپنے ولی امر کو اپنی زمین پر دشمنوں کے خوف و ہراس سے محفوظ رکھ اس کے دشمنوں کے مکر و فریب کو خود ان کی طرف لوٹا دے بلکہ اسے دشمنوں کے دلوں میں اس کا خوف و ہراس ڈال دے اور

انھیں لوگوں کے سامنے ذلیل ورسوا فرما اور انھیں اپنے عذاب کی گرفت میں لے لے اور اپنی تمام نہ ہونے والی آگ ان سے منقطع نہ فرما اور ان پر برسادے ان کے مردوں کی قبروں کو آگ سے بھر دے اور اپنی جلا دینے والی آگ سے ان کو نجات نہ دے کہ انھوں نے نماز کو ضایع کیا اور شہوات نفسانی کی پیروی کی اور تیرے نیک بندوں کو ذلیل ورسوا کیا، اے اللہ! اپنے ولی کے ذریعے سے قرآن کو زندہ کر دے اور اس کے نور کو سرمدی فرما کہ جس میں ظلمت نہ ہو اس کے ذریعے سے مردہ دلوں کو زندہ فرما، کینوں سے بھرے ہوئے دلوں کو شفا بخش دے اور تمام مختلف آراؤں کو حق کے گرد جمع کر دے اور اپنے معطل ومہمل شدہ احکام کو قائم کر دے تا کہ حق کے علاوہ کچھ باقی نہ رہے اور اے اللہ! ہمیں اپنے ولی کے اعوان وانصار اور اس کے اطاعت گزار افراد میں سے قرار دے کہ اپنے اعمال وافکار کے ذریعے سے اس کے احکام کو جاری کرسکیں اور اس طرح کہ تقیہ والی زندگی سے نجات حاصل ہو بیشک تو ہی برائیوں کو دور کرنے والا اور مضطر افراد کی پکار کی استجابت کرنے والا مصیبت وبلا سے نجات دینے والا ہے اے میرے اللہ! اپنے ولی کو ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھ جس طرح کی تو نے ضمانت لی ہے اور اسے زمین پر اپنا خلیفہ قرار دیا ہے ،اے اللہ! مجھے اپنے اور آل محمدؐ کے دشمنوں میں سے قرار نہ دے اور مجھے محمد وآل محمدؐ پر غضب کرنے والوں میں سے بھی قرار نہ دے میں ان باتوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں پس تو مجھے پناہ دے اور میں چاہتا ہوں کہ تیری رحمت کے سائے میں آجاؤں لہذا مجھے اپنی رحمت کے سائے میں لے لے اور محمد وآل محمدؐ پر درود بھیج اور مجھے ان کے ذریعے سے دنیا وآخرت میں کامیاب فرما اور اپنے مقرب بندوں میں سے قرار دے۔

۲۔ابو محمد حسن بن احمد مکتب کہتے ہیں جس سال شیخ علی بن سمری کا بغداد میں انتقال ہوا ان کے انتقال سے چند دن پہلے میں ان کے پاس موجود تھا کہ انھوں نے وہ خط نکالا جو امام عصر (عج) کی

طرف سے انھیں پہنچا تھا اس میں یوں لکھا ہوا تھا ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ اے علی بن محمد سمری! خدا تمہاری عزا پر تمہارے بھائیوں کے اجر میں اضافہ فرمائے تم آئندہ چھ دنوں میں رحلت کر جاؤ گے اپنے آپ کو موت کے لئے آمادہ کرلو اور اپنے قائم مقام کے سلسلے میں کسی کو کوئی وصیت نہ کرنا میری دوسری طولانی غیبت شروع ہونے والی ہے اس غیبت سے میرا ظہور صرف باذن پروردگار ہوگا اتنے طویل عرصہ بعد کہ ضعیف العقیدہ لوگوں کے دلوں میں شک وشبہ پیدا ہونے لگیں گے اور زمین ظلم وستم سے پُر ہو جائے گی اور عنقریب میرے شیعوں کے پاس لوگ آ آ کر کہیں گے کہ ہم نے امام زمان (عج) کو دیکھا ہے یاد رکھو جو بھی خروج سفیانی اور صیحۂ آسمانی سے پہلے مجھے دیکھنے کا ادعا کرے وہ جھوٹا ہے ﴿وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ﴾

امام زمانہ (عج) کا تعلیم دیا ہوا عمل مہم حاجت طلب کرنے کے لئے

سید بن طاؤوس علی بن طاؤوس سے اور وہ حسن طبرسیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ امام زمانہ (عج) نے مہم حاجت کے طلب کرنے کے لئے اس عمل کی تاکید کی ہے وہ یہ کہ شب جمعہ آدھی رات کے بعد غسل کر کے وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے جس کی پہلی رکعت میں سورۂ حمد کے ﴿ایاک نعبد و ایاک نستعین﴾ کو ۱۰۰ مرتبہ تکرار کر کے پڑھے اور اسی طرح دوسری رکعت میں بھی پڑھے اور ذکرِ رکوع وسجود کو سات سات مرتبہ پڑھے نماز ختم کر کے اس دُعاء کو پڑھے تو سوائے قطع رحمی کی دُعا کے ہر دُعا انشاء... بارگاہِ پروردگار میں قبول ہوگی اور وہ دُعا یہ ہے:

"اللّٰھمّ عظم البلاءُ وبرح الخفاءُ و انکشف الغطاءُ و ضاقت الارض بماوسعت السماءُ والیک یا ربّ المشتکیٰ وعلیک المعوّل فی الشدّة والرّخاءِ، اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمّد و آلِ محمّد الّذین امر تنا بطاعتھم وعجّل اللّٰھمّ فرجھم بقائمھم، واظھر اعزازہٗ یا محمّد یا علی، یا علی، یا علی یا محمّد اکفیا نی فا نکما کا فیایَ یا محمّد یا علی، یا علی، یا محمّد اُنصرا نی فا نکما نا صرایَ، یا محمّد یا علی، یا علی، یا محمّد اِحفظا نی فا نکما حافظا یَ یا مو لا یَ یا صاحب الزّمان، یا مو لا یَ یا صاحب الزّمان یا مو لا ی یا صا حب الزّمان الغوث الغوث الغوث، ادر کنی ادر کنی ادر کنی، الامان الامان الامان"

اور پھر سجدے میں جا کر تضرّع وزاری کے ساتھ خدا سے دُعا کرے، بیشک یہ فضلِ پروردگار ہے ہم پر اور باقی لوگوں پر۔ (بحار ج۹۱ ص۱۹۱، جمال الاسبوع ص۱۸۱)

دسواں باب:

امام زمان (عج) کی طولانی عمر کے بارے میں

ا۔ ہشام بن سالم امام جعفر صادق (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: نوح نے دو ہزار پانچ سو سال زندگی کی جس میں سے آٹھ سو پچاس سال قبل از بعثت اور نو سو پچاس سال قوم کے درمیان تبلیغ کرتے ہوئے سات سو سال اس کے بعد اور جب ملک الموت ان کی روح قبض کرنے آیا تو نوحؑ کو سلام کیا نوحؑ نے جواب دینے کے بعد پوچھا تم کس کام سے آئے ہو؟ اس نے کہا آپ کی روح قبض کرنے کے لئے نوح (ع) نے کہا اتنی اجازت ہے کہ میں دھوپ سے سائے میں چلا جاؤں؟ ملک الموت نے کہا ہاں نوحؑ نے نقل مکان کرنے کے بعد کہا اے ملک الموت! میری دنیا کی زندگانی گویا ایسی تھی کہ آفتاب سے سائے میں آیا اور اے ملک الموت! اب تم کو جس کام کا حکم دیا گیا ہے انجام دو ملک الموت نے نوحؑ کی روح قبض کر لی۔

۲۔ امام جعفر صادق رسول خدا (ص) سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا: ''آدم ابوالبشر نے ۹۳۰ سال زندگی کی اور نوحؑ ۲۴۵۰ سال زندگی کی، ابراہیمؑ نے ۱۷۵ سال عمر کی، اسماعیلؑ بن ابراہیمؑ نے ۱۲۰ سال، اسحاقؑ بن ابراہیمؑ نے ۱۸۰ سال یعقوبؑ بن اسحاق نے ۱۲۰ سال، یوسفؑ بن یعقوبؑ نے ۱۲۰ سال، موسیٰؑ نے ۱۲۶ سال ہارونؑ نے ۱۳۳ سال، داؤدؑ نے ۱۰۰ سال اور ۴۰ سال بادشاہی کی اور سلیمانؑ بن داؤدؑ نے ۷۱۲ سال زندگی کی۔

۳۔ حسن بن محمد بن صالح کہتے ہیں میں نے امام حسن بن علی عسکری (ع) سے یہ سنا کہ آپؑ فرما رہے تھے، میرے اس فرزند یعنی قائم میں گذشتہ انبیاء کی تمام سنتیں طول عمر اور غیبت کے حوالے سے جاری ہوں گی اور اس کی غیبت اتنی طولانی ہوگی کہ جو ضعیف العقیدہ ہوں گے ان کے دلوں میں شک ہونے لگے گا مگر وہ لوگ جن کی روح ایمان کو خدا تقویت دے گا وہ اس کی

امامت کے عقیدے پر باقی رہیں گے۔

۴۔ ہشام بن سالم امام جعفر صادق (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک مرتبہ داستان حضرت داؤدؑ کو یوں بیان کیا: کہ ایک دفعہ داؤد زبور کی تلاوت کرتے ہوئے پہاڑوں کی طرف نکلے تو پرندے و دیگر حیوانات بھی ان کی آواز سن کر ان کے ہمراہ ہو گئے داؤد نے پہاڑ کے اوپر ایک عابد کو جس کا نام حزقیل تھا عبادت کرتے ہوئے پایا داؤد نے اس سے پوچھا کیا تم نے کبھی گناہ کا ارادہ کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں کہا کیا تمہیں کبھی اس عبادت پر تعجب ہوا ہے؟ اس نے کہا نہیں، کہا کیا کبھی تمہارا دل دنیا اور اس کی لذتوں کی طرف راغب ہوا ہے؟ اس نے کہاں ہاں مگر ایسے وقت میں میں فلاں گہرائی میں جا کر عبرت حاصل کر لیتا ہوں اب جو داؤدؑ نے اس گہرائی میں جا کر دیکھا تو ایک انسانی بوسیدہ ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا اس کے اوپر لوہے کی تختی لٹکی ہوئی تھی جس پر لکھا ہوا تھا کہ میں اروی بن سلم بادشاہ ہوں جس نے ہزار سال بادشاہی کی اور ہزار شہر آباد کئے اور ہزار باکرہ لڑکیوں کے ساتھ ہمبستری کی اور آخر کار میرا انجام یہ ہوا کہ میرا بستر خاک، میرا تکیہ پتھر، اور سانپ و بچھو میرے ہمسائے ہیں جو بھی مجھ سے عبرت حاصل کرے گا وہ کبھی بھی دنیا کا فریفتہ نہیں ہوگا۔

گیارھواں باب:

حدیث دجال

۱۔نزال بن سبرہ کہتے ہیں امیر المؤمنین علی بن ابی طالب (ع) نے ایک دفعہ ہمارے سامنے خطبہ پڑھا اور اللہ کی حمد وثنا کرنے کے بعد محمد وآل محمدؐ پر درود بھیجا اور تین بار لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ مجھ سے جو کچھ پوچھنا ہو پوچھ لو قبل اس کے کہ میں تمہارے درمیان سے اٹھ جاؤں۔ایسے وقت میں صعصعہ بن صوحان اٹھ کر سوال کرتے ہیں اے امیر المؤمنین (ع)! دجال کب خروج کرے گا؟ حضرت علی (ع) نے فرمایا: اس کی کچھ علامات ہیں اگر تم چاہتے ہو تو میں تمہیں ان سے آگاہ کروں گا؟ اس نے کہا ہاں اے امیر المؤمنین! تو حضرت علیؑ نے فرمایا: وہ علامات یہ ہیں کہ جب لوگ نماز کو بے اہمیت سمجھنے لگیں گے، امانتوں میں خیانت کرنے لگیں گے، جھوٹ کو حلال شمار کریں گے، سود خوری عام، رشوت لینا عام ہو جائیں گی لمبی لمبی عمارتیں بنائی جائیں گی ،دین کو دنیا کے بدلے بیچا جائے گا، احمق لوگوں سے کام لیا جائے گا عورتوں سے مشورے لئے جائیں گے، قطع رحمی عام ہو جائے گی، خواہشات نفسانی کی پیروی ہوگی، خونریزی کو ایک آسان کام سمجھا جائے گا، بردباری کو علامت ضعف اور ظلم وستم کو افتخار سمجھا جائے گا، امراء فاجر اور وزراء ستم گر اور منتظمین خائن اور قاری قرآن فاسق ہو جائیں گے، جھوٹی گواہیاں دی جائیں گی ہر طرف فسق وفجور، بہتان وگناہ عام ہو جائیں گے، قرآن کو زیور پہنایا جائے گا، مساجد کو مزین کیا جائے گا بلند بلند مینار بنائے جائیں گے، شریر ترین لوگوں کا احترام کیا جائے گا عہد وپیمان ٹوٹنے لگیں گے، عورتیں حرص دنیا کی خاطر تجارت میں مردوں کے ساتھ شریک ہوں گی، فاسقوں کی آواز اونچی ہوگی، پست ترین افراد رہبر قرار پائیں گے، لوگ فاسق وفاجر لوگوں کے شر سے خاموش رہیں گے، جھوٹوں کی تصدیق کریں گے، خائن کو امین شمار کیا جائے گا، گانے بجانے والی عورتوں کو اطراف میں جمع کیا جائے گا، اور اس امت کا آخری امت کے اول پر لعنت کرے گا ،عورتیں زینوں پر سوار ہوں گی، مرد عورتوں کے اور عورتیں مردوں کے شبیہ ہوں گی، گواہ بغیر دلیل

کے گواہی دیں گے، قاضی بغیر حق کو جانے اور دینی مسائل کو بغیر جانیں فیصلے کریں گے، دنیاوی کاموں کو اُخروی کاموں پر ترجیح دی جائے گی، بکرے کی کھال خونخوار جانوروں کو پہنائی جائے گی، دل مردار سے زیادہ بدبودار اور زہر سے زیادہ زہریلے ہو جائیں گے، ایسے وقت میں بیت المقدس کا رخ کرو کہ لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کہ تمنا کریں گے کہ بیت المقدس جا کر رہیں، پھر اصبغ بن نباتہ اٹھ کر سوال کرتے ہیں اے امیر المؤمنین (ع) دجال کون ہے؟ حضرت نے فرمایا: دجال صائد بن صائد ہے اور بدبخت ہے وہ انسان جو اس کی تصدیق کرے گا اور نیک بخت ہے وہ انسان جو اس کی تکذیب کرے گا وہ اصفہان کے ایک دیہات یہودیہ نامی جگہ سے خروج کرے گا اس کی سیدھی آنکھ مسخ شدہ ہوگی اور دوسری آنکھ اس کی پیشانی پر ہوگی اور وہ بھی خونی لوتھڑے کی مانند ہوگی اس کی دونوں آنکھوں کی درمیان جگہ ''کافر'' لکھا ہوگا جو دریاؤں پر سفر کرے گا، سورج اس کے ساتھ چلے گا اس کے مقابل میں پہاڑ بھی دھویں کی مانند ہوگا وہ گدھے پر سوار ہو کر نکلے گا جس پانی پر سے بھی اس کا گذر ہوگا وہ قیامت تک کے لئے زمین کی تہہ میں چلا جائے گا وہ اپنی بلند آواز سے جسے تمام جن وانس اور شیاطین تمام شرق وغرب میں سنیں گے، کہے گا اے میرے دوستوں میرے نزدیک آجاؤ کہ میں تمہارا بڑا پروردگار ہوں جب کہ وہ دشمن خدا اور جھوٹا ہوگا، یاد رکھو زیادہ تر زنا زادے ہی اس کے پیروکار ہوں گے اسے خداوند عالم سرزمین شام میں ایک اونچی جگہ جس کا نام ''افیق'' ہوگا اس کے ہاتھوں قتل کروائے گا جس کے پیچھے عیسیٰ بن مریم نماز پڑھیں گے بروز جمعہ اس کے بعد قیامت عظمیٰ برپا ہوگی پھر آپؑ نے فرمایا: کہ اب مزید تم مجھ سے اس بارے میں نہ پوچھنا کہ میرے حبیب رسول خدا (ص) نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ میں اسے سوائے اپنے خاندان کے کسی سے نہ کہوں نزال بن سبرہ صعصعہ سے پوچھتے ہیں اے صعصعہ! امیر المؤمنین (ع) کا اس کلام سے کیا مقصد تھا؟ صعصعہ کہتے ہیں اے ابن سبرہ! وہ جس کے پیچھے عیسیٰ بن مریم نماز پڑھیں گے وہ ہمارے بارہویں امام اور امام حسین (ع) کے نویں فرزند ہیں جو سورج کی مانند مشرق سے ظاہر ہوں گے اور رکن ومقام کے

درمیان ظاہر ہوں گے اور زمین کو ظاہر کردیں گے اور عدالت کو جاری کریں گے اس وقت کوئی کسی پر ظلم نہیں کرے گا اور امیر المؤمنین (ع) نے ہمیں باخبر کردیا ہے ان سے رسول اللہ (ص) نے عہد لیا ہے کہ اس کے بعد کے حوادث کو سوائے اپنے خاندان کے کسی کو نہ بتائیں (اس حدیث کو دوسروں نے بھی نقل کیا ہے)

وجود امام سے فیضیاب ہونے کا طریقہ

امام زمانہ (عج) کی غیبت کبریٰ کے زمانے میں آپ کے وجود سے فیضیاب ہونے کیلئے خود حضرت نے یوں ارشاد فرمایا: "واما وجه الانتفاع بی فی غیبتی فکا الانتفاع با الشمس اذا غیّبتها عن الابصار السحاب، وانّی لامان لا هل الارض کما انّ النجوم امان لاهل السماء، فا غلقو ا ابواب السوال عمّا لا یعنیکم، ولا تتکلفوا علم ما قد کفیتم، واکثروا الدُعاءَ بتعجیل الفرج، فانّ ذالک فرجکم " (احتجاج طبرسیؒ ج ۲ ص ۴۷۱، بحارالانوار ج ۵۳ ص ۱۸۱)

یعنی "میری غیبت میں مجھ سے فیض اُٹھانا اُسی طرح ہے جس طرح لوگ سورج سے فیض اُٹھاتے ہیں جب سورج بادلوں کے سائے میں چلا جاتا ہے میں اھل زمین کیلئے امان کا باعث ہوں جس طرح ستارے آسمان والوں کے لئے امان کا باعث ہیں پس جو باتیں تم لوگوں سے مربوط نہ ہوں اُنکے بارے میں سوال مت کیا کرو اور جو جانتے ہو اُنکے بارے میں مزید اپنے آپ کو زحمت میں نہ ڈالو، اور میرے ظہور کے لیئے زیادہ سے زیادہ دُعا کیا کرو، کیوں کہ میرے ظہور کرنے میں تمہارے لئے ہی فوائد ہیں".

امام زمانہ (عج) نے شیخ مفید کو جو خط لکھا اس میں یوں ارشاد فرماتے ہیں: " انه من اتقی ربّه ... و اخرج ممّا علیه الیٰ مستحقّیه کان آمناً فی الفتنة المطلة "(بحارالانوار ج

بارھواں باب:

امام زمان (عج) کے انتظار کا ثواب

۱۔ امام جعفر صادق (ع) سے روایت ہے: "مَنْ مَاتَ مِنْكُمْ عَلٰى هٰذَا الْأَمْرِ مُنْتَظِرًا لَهُ كَانَ كَمَنْ كَانَ فِي فُسْطَاطِ الْقَائِمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ"

یعنی: "تم میں سے جس کو بھی اپنے امام کا انتظار کرتے ہوئے موت آجائے گویا وہ خیمۂ قائم میں ہے"

۲۔ پیغمبر اسلام (ص) سے روایت ہے: "اَفْضَلُ اَعْمَالِ اُمَّتِي اِنْتِظَارُ الْفَرَجِ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ"

ترجمہ: "میری امت کا افضل ترین عمل خدا کی جانب سے اپنے امام وقت کا انتظار ہے۔"

۳۔ امام جعفر صادق امیر المؤمنین علیہما السلام سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

"اَلْمُنْتَظِرُ لِاَمْرِنَا كَالْمُتَشَحِّطِ بِدَمِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ"

ترجمہ: "ہمارے امر کا منتظر رہنے والا گویا ایسا ہے جو راہ خدا میں اپنے خون میں غلطاں ہو"

۴۔ عمار ساباطی امام جعفر صادق (ع) سے سوال کرتے ہیں "امام حق کی موجودگی میں عبادت افضل ہے یا ان کے پوشیدہ رہتے ہوئے ظالم حکومتوں کے زمانے میں عبادت افضل ہے؟ امامؑ نے انھیں جواب دیا: "اے عمار! خدا کی قسم چھپا کر صدقہ دینا اعلانیہ صدقہ دینے سے بہتر ہے اسی طرح تمہارا عمل جو غیبت امام کے زمانے میں باطل حکومتوں کے دور میں انجام دو گے وہ بہتر ہے کیونکہ باطل حکومتوں سے خوف رکھتے ہوئے گویا جنگ سے پہلے کے حالات میں زندگی بسر کر رہے ہو یاد رکھو تم میں سے جو بھی واجب نماز کو دشمن کے خوف سے فرادیٰ اول وقت میں انجام دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں پچیس واجب فرادیٰ نمازوں کا ثواب لکھتا ہے اور جو بھی

نماز نافلہ کو اس کے وقت میں دشمن کے خوف کے عالم میں ادا کرتا ہے تو اس کے نامہ اعمال میں دس نماز نافلہ کا ثواب لکھا جاتا ہے اور ایسے حالات میں جو بھی کوئی نیک عمل انجام دیتا ہے تو اس کے نامہ اعمال میں بیس گنا ثواب لکھا جاتا ہے اور جو بھی غیبت امام میں تقیہ کی زندگی گزارتے ہوئے دین کے تحفظ کی خاطر اپنی زبان کو روک کے رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے کئی برابر ثواب عطا کرے گا کیونکہ تم لوگوں نے ظہور امام کے وقت کے لوگوں سے اعمال نیک میں سبقت کی ہے عمار کہتے ہیں میں نے کہا: تو اس لحاظ سے ہم امام قائم (عج) کے اصحاب میں سے ہیں؟ امام فرماتے ہیں کیا تم لوگ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ اپنی عدالت اور حق کو ظاہر کرے اور تمام لوگوں کے حقوق انھیں حاصل ہوں اور مضطرب اور منتشر قلوب میں اُلفت ایجاد ہو اور اللہ کی زمین پر بھی کوئی گناہ نہ ہو اور حق اہل حق کو ملے اور انھی غلبہ ہو تا کہ کسی کا کوئی حق ضایع نہ ہو؟ اے عمار! خدا کی قسم تم میں سے جو بھی اس انتظار کی حالت میں مرا اللہ کے نزدیک اس کا مرتبہ شہداء بدر و احد سے بھی بڑھ کر ہے۔

۵۔ عمر ابن حنظلہ امام جعفر صادق (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: "قَبْلَ قِيَامِ الْقَائِمِ خَمْسُ عَلَامَاتٍ مَحْتُومَاتٍ: "اَلْيَمَانِيُّ وَالسُّفْيَانِيُّ وَالصَّيْحَةُ وَ قَتْلُ النَّفْسِ الزَّكِيَّةِ وَالْخَسْفُ بِالْبَيْدَاءِ"

ترجمہ: قیام قائم سے پہلے، پانچ علامات حتمی ہیں۔ ۱،۲۔ یمانی و سفیانی کا ظاہر ہونا، ۳۔ نفس زکیہ کا قتل ہونا، ۴۔ سرزمین بیداء پر زمین کا دھنسنا، ۵۔ آسمانی آواز کا آنا۔

۶۔ زرارہ امام جعفر صادق (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: "يُنَادِيْ مُنَادٍ بِاسْمِ الْقَائِمِ (ع) قُلْتُ: خَاصٌّ اَوْ عَامٌّ؟ قَالَ: عَامٌّ يَسْمَعُ كُلُّ قَوْمٍ بِلِسَانِهِمْ ،قُلْتُ: فَمَنْ يُخَالِفُ الْقَائِمُ (ع) وَقَدْ نُودِيَ بِاسْمِهِ؟ قَالَ: لَا يَدَعُهُمْ اِبْلِيْسُ حَتّٰى

يُنَادِیْ (فِیْ آخِرِ اللَّيْلِ)وَيُشَكِّكُ النَّاسَ "

ترجمہ: امام نے فرمایا نداد ینے والا امام قائم (عج) کے نام سے نداء دے گا، میں نے سوال کیا وہ نداء عام ہوگی یا خاص؟ تو آپؑ نے فرمایا: وہ نداعمومی ہوگی جسے تمام لوگ سنیں گے، میں نے کہا تو پھر کون کون ان حضرت کی مخالفت کرسکتا ہے جب ان کے نام سے نداء دی جائے گی؟ آپؑ نے فرمایا: ابلیس لوگوں کو آزاد نہیں چھوڑے گا رات کے آخری حصے میں لوگوں کو نداء دے کر شک میں ڈال دے گا"

۷۔امام جعفر صادق (ع) حضرت علی (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا:
"یخرج آکله الاکبادِ من الوادی الیابس وهو رجل رِبعة وحشُ الوجه ضخم الهامَة بوجهه اثر جُدَرِیَّ اِذا راقیة حسبتَهُ اَعْوَرَ،اسمه عُثمان وابو عنبسة وهو مِن وُلدِ ابی سُفیان حتیٰ یاتی ارضاً ذات قرارٍ ومعین فیستوی علی منبرها"

ترجمہ: ہند جگر خوار کا بیٹا خشک بیابان سے نکل کر آئے گا جو ایک بدشکل انسان ہوگا اس کے چہرے پر آبلے ہوں گے جب تم لوگ اسے دیکھو گے تو سمجھو گے کہ وہ ایک آنکھ کا ہے اس کا نام عثمان اس کے باپ کا نام عنبسہ ہے جو ابوسفیان کی نسل سے ہوگا یہاں تک کہ وہ سرسبز و شاداب سرزمین پر پہنچ کر وہاں کے تخت و تاج پر قبضہ کرے گا۔

۸۔اباصلت ہروی امام رضا (ع) سے سوال کرتے ہیں کہ آپؑ کے قائم کے ظہور کی کیا علامات ہیں؟ تو امام رضا (ع) ان کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:"علامته ان یکون شیخَ السِنِّ ،شابُّ الْمَنظرِ حتّٰی اَنَّ النَّاظِرَ اِلَیْهِ لَیَحْسَبُهُ ابن اربعین سنة او دُونها ،وِانَّ من علاماتِه ان لا یهرم مرورِ الایّام واللّیالی حتیٰ یاتیه اَجَلُهُ"

ترجمہ:"ان کی علامات یہ ہیں کہ بڑھاپے کی عمر پر ہوتے ہوئے بھی جوان ہوں گے کہ دیکھنے

والا گمان کرے گا کہ وہ چالیس سالہ جوان ہیں یا اس سے بھی کم کے اور دوسری علامت یہ ہیں کہ وہ دن ورات کے گزرنے سے بوڑھے نہیں ہوں گے یہاں تک کہ ان کا وقت وفات آ پہنچے۔"

۹۔ معلی بن خنیس امام جعفر صادق (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: "صَوْتُ جَبْرَئِيلِ مِنَ السَّمَاءِ ؟وَصَوْتُ اِبْلِيسَ مِنَ الْاَرْضِ ،فَاتَّبِعُوا الصَّوْتَ الْاَوَّلَ وَاِيَّاكُمْ وَالْاَخِيْرَ اَنْ تَفْتَتِنُوا بِهِ"

ترجمہ: "آسمان سے جبرئیل کی نداء آئے گی اور زمین سے ابلیس نداء دے گا اب یہ تمہارے اوپر ہے کہ پہلی نداء پر لبیک کہہ کر پیروی کرتے ہو یا دوسری نداء پر لبیک کہہ کر فتنہ میں پڑ جاتے ہو۔"

۱۰۔ ابوحمزہ ثمالی امام جعفر صادق (ع) سے اور آپؑ امام محمد باقر (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: "اِنَّ خُرُوجَ السُّفْيَانِيِّ مِنَ الْاَمْرِ الْمَحْتُومِ وَاخْتِلَافَ وُلْدِ الْعَبَّاسِ مِنَ الْمَحْتُومِ ، وَقَتْلَ النَّفْسِ الزَّكِيَّةِ مِنَ الْمَحْتُومِ، وَخُرُوجُ الْقَائِمِ (عج) مِنَ الْمَحْتُومِ فَقُلْتُ لَهُ: كَيْفَ (ذلک)لِنِّدَاءُ ؟قَالَ يُنَادِيْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ اَوَّلَ النَّهَارِ :اَلَا اِنَّ الْحَقَّ فِيْ عَلِيٍّ وَشِيْعَتِهِ ،ثُمَّ يُنَادِيْ اِبْلِيسَ فِيْ آخِرِ النَّهَارِ :اَلَا اِنَّ الْحَقَّ فِي السُّفْيَانِي وَشِيْعَتِهِ فَيَرْتَابُ عِنْدَ ذٰلِکَ الْمُبْطِلُوْنَ"

ترجمہ: "سفیانی کا خروج کرنا حتمی امر ہے اسی طرح اولاد عباس (پیغمبرؐ کے چچا) میں اختلاف ہونا، نفس زکیہ کا قتل ہونا اور قائم (عج) کا ظہور کرنا یہ سب حتمی علامات ہیں، ابوحمزہ ثمالی سوال کرتے ہیں کہ وہ آواز کس طرح کی ہوگی تو آپؑ نے فرمایا: دن کے ابتداء میں آسمان سے ندا آئے گی کہ حق علیؑ اور ان کے شیعوں کے ساتھ ہے اور اس کے بعد اسی دن کے آخری حصے میں ابلیس ندا دے گا کہ حق سفیانی اور اس کے پیروکاروں کے ساتھ ہے، جس سے باطل پرست لوگ شک وتردید میں پڑ جائیں گے۔

۱۱۔ معلیٰ بن خنیس امام جعفر صادق (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: "اِنَّ اَمْرَ السُّفْيَانِي مِنَ الْمَحْتُومِ وَخُرُوْجُهُ فِي رَجَبٍ" ترجمہ: "سفیانی کا خروج حتمی امر ہے جو کہ ماہ رجب میں ہوگا"۔

۱۲۔ حارث بن مغیرہ امام جعفر صادق (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: "اَلصَّيْحَةُ الَّتِي فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ تَكُوْنُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ لِثَلاثٍ وَعِشْرِيْنَ مَضَينَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ" ترجمہ: "وہ آسمانی آواز ماہ رمضان کی شب ۲۳ کو بلند ہوگی"۔

۱۳۔ ابوالجارود امام محمد باقر (ع) سے وہ اپنے اجداد کے ذریعے سے امیر المومنین (ع) سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: "يَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ وُلْدِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ اَبْيَضُ اللَّوْنِ مُشْرَبٌ بِالْحُمْرَةِ، مَبْدِحُ الْبَطْنِ، عَرِيْضُ الْفَخِذَيْنِ، عَظِيْمُ مَشَاشِ الْمَنْكِبَيْنِ، بِظَهْرِهِ شَامَتَانِ شَامَةٌ عَلٰى لَوْنِ جِلْدِهِ وَشَامَةٌ عَلٰى شِبْهِ شَامَةِ النَّبِي (ص) لَهُ اِسْمَانِ اِسْمٌ يُخْفٰى وَاِسْمٌ يُعْلَنُ فَاَمَّا الَّذِيْ يُخْفٰى فَاَحْمَدُ وَاَمَّا الَّذِيْ يُعْلَنُ فَمُحَمَّدٌ اِذَا هَزَّ رَايَتَهُ اَضَاءَ لَهَا مَابَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَوَضَعَ يَدَهُ عَلٰى رُؤُوسِ الْعِبَادِ فَلا يَبْقٰى مُؤْمِنٌ اِلَّا صَارَ قَلْبُهُ اَشَدَّ مِنْ زُبَرِ الْحَدِيْدِ وَاَعْطَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى قُوَّةَ اَرْبَعِيْنَ رَجُلاً وَلا يَبْقٰى مَيِّتٌ اِلَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ تِلْكَ الْفَرْحَةُ (فِيْ قَلْبِهِ) وَهُوَ فِيْ قَبْرِهِ وَهُمْ يَتَزَاوَرُوْنَ فِي قُبُوْرِهِمْ وَيَتَبَاشَرُوْنَ بِقِيَامِ الْقَائِمِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ"

ترجمہ: "میں اپنے فرزندوں میں سے آخری فرزند جو آخری زمانے میں ظہور کرے گا جس کا رنگ سفید تھوڑا سرخی کی طرف مائل ہوگا اس کا سینہ کشادہ، رانیں بڑی، اور شانے قوی ہوں گے اور ان کی پشت پر دو نشان ہوں گے ایک کھال کے رنگ کا اور دوسرا پیغمبر اکرم (ص) کے نشان نبوت کی

مانند ہوگا اور ان کے دو نام ہوں گے ایک پوشیدہ نام "احمد" اور دوسرا آشکار نام "محمد" ہوگا اور جب ان کا پرچم بلند ہوگا تو مشرق و مغرب کو روشن کردے گا اور جب وہ اپنا دست مبارک مومنین کے قلوب پر رکھیں گے تو ان کے قلوب لوہے کی مانند مضبوط ہو جائیں گے اور خداوند عزوجل ان کو چالیس افراد کی طاقت عطا کرے گا تمام مومنین چاہے قبر ہی میں کیوں نہ ہوں خوش ہوں گے اور ان کے دیدار کو چلیں گے اور ایک دوسرے کو ان کے ظہور کی خوشخبری دیں گے"۔

۱۴۔ جابر بن عبداللہ انصاری امام محمد باقر (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: "اِنَّ الْعِلْمَ بِکِتَابِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَسُنَّۃَ نَبِیِّہِ (ص) لَیَنْبُتُ فِیْ قَلْبِ مَھْدِیِّنَا کَمَا یَنْبُتُ الزَّرْعُ عَلٰی اَحْسَنِ نَبَاتِہٖ، فَمَنْ بَقِیَ مِنْکُمْ حَتّٰی یَرَاہُ فَلْیَقُلْ حِیْنَ یَرَاہُ: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ بَیْتِ الرَّحْمَۃِ وَالنُّبُوَّۃِ وَمَعْدِنِ الْعِلْمِ وَمَوْضِعَ الرِّسَالَۃِ" ترجمہ: "علم کتاب خدا اور سنت پیغمبر اکرم (ص) ہمارے مہدیؑ کے قلب میں اس طرح سے نشونما پا رہے ہیں جس طرح نباتات اچھی طرح سے نشونما پاتے ہیں پس اگر تم میں سے کوئی اس کی زیارت سے مشرف ہو سکے تو اسے دیکھتے ہوئے یوں اس پر سلام بھیجے "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ بَیْتِ الرَّحْمَۃِ وَالنُّبُوَّۃِ وَمَعْدِنِ الْعِلْمِ وَمَوْضِعَ الرِّسَالَۃِ"

۱۵۔ ابو بصیر امام محمد باقر (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "یَخْرُجُ الْقَائِمُ یَوْمَ السَّبْتِ یَوْمَ عَاشُوْرَاء، یَوْمَ الَّذِیْ قُتِلَ فِیْہِ الْحُسَیْنُ عَلَیْہِ السَّلَامُ" ترجمہ: "قائم (عج) بروز ہفتہ ظہور فرمائیں گے یہ وہی دن ہے جس دن امام حسین (ع) کی شہادت واقع ہوئی ہے"۔

۱۶۔ ابو بصیر روایت کرتے ہیں کہ کوفہ میں ایک شخص نے امام جعفر صادق (ع) سے یوں سوال کیا: "کَمْ یَخْرُجُ مَعَ الْقَائِمِ؟ فَاِنَّھُمْ یَقُوْلُوْنَ: اِنَّہُ یَخْرُجُ مَعَہُ مِثْلُ عِدَّۃِ اَھْلِ بَدْرٍ ثَلَاثَمِائَۃِ

وَثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلاً قَالَ: وَمَا يَخْرُجُ اِلَّا فِيْ اُوْلِى قُوَّةٍ وَمَا تَكُوْنُ اُولُو الْقُوَّةِ اَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ آلَافٍ"

ترجمہ: "امام قائم (عج) کے ساتھ کتنے افراد خروج کریں گے؟ کیونکہ لوگ کہتے ہیں ۳۱۳ افراد جو کہ اصحاب بدر کی تعداد ہے خروج کریں گے، امام جعفر صادق (ع) نے اسے جواب دیا کہ وہ قوی اصحاب کے ساتھ ظاہر ہوں گے جن کی تعداد دس ہزار سے کم نہیں ہوگی"۔

۱۷۔ ابو خالد کابلی امام زین العابدین (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: "اَلْمَفْقُوْدُوْنَ فُرُشِهِمْ ثَلَاثَمِائَةَ وَثَلَاثَةُ عَشَرَ رَجُلاً عِدَّةَ اَهْلِ بَدْرٍ فَيُصْبِحُوْنَ بِمَكَّةَ وَهُوَ قَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿اَيْنَمَا تَكُوْنُوا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعاً﴾ (سورہ بقرہ آیہ ۱۴۸) وَهُمْ اَصْحَابُ الْقَائِمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ" ترجمہ: "جو لوگ اپنے امام کی مدد کے لئے اپنے بستروں کو چھوڑ دیں گے ان کی تعداد اصحاب بدر کی طرح ۳۱۳ ہے جو اپنے کو مکہ پہنچائیں گے یہی وعدہ پروردگار ہے جو اس نے ارشاد فرمایا: ﴿اَيْنَمَا تَكُوْنُوا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعاً﴾ (سورہ بقرہ آیہ ۱۴۸)

"یعنی جہاں بھی رہو گے اللہ تم سب کو جمع کرکے لے آئے گا" یہ وہی اصحاب قائم ہیں"۔

۱۸۔ محمد بن ہمام ورد سے اور وہ امام محمد باقرؑ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: "اِثْنَانِ بَيْنَ يَدَيْ هٰذَا الْاَمْرِ: خُسُوْفُ الْقَمَرِ لِخَمْسٍ، خُسُوْفُ الشَّمْسِ لِخَمْسِ عَشَرَةَ وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ مُنْذُ هَبَطَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَى الْاَرْضِ وَعِنْدَ ذٰلِكَ يَسْقُطُ حِسَابُ الْمُنَجِّمِيْنَ"

ترجمہ: "ظہور سے پہلے دو علامتیں ظاہر ہوں گیں ایک چاند گرہن جو مہینہ کی پانچ تاریخ کو ہوگا دوسری علامت سورج کا گرہن ہونا جو مہینہ کی ۱۵ تاریخ کو ہوگا اس جیسے چاند و سورج گرہن خلقت آدم سے اس وقت تک نہیں ہوئے ہوں گے ایسے وقت منجمین کا حساب کتاب بھی کسی کام نہیں آئے گا"۔

۱۹۔ سلیمان بن خالد امام جعفر صادق (ع) سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: "قُدَّامُ الْقائِمِ مَوْتَتَانِ مَوْتٌ أَحْمَرُ وَمَوْتٌ أَبْيَضُ، حَتَّى يَذْهَبَ مِنْ كُلِّ سَبْعَةٍ خَمْسَةٌ، اَلْمَوْتُ الْاَحْمَرِ : وَالسَّيْفُ، وَالْمَوْتُ الْاَبْيَضِ : اَلطَّاعُوْنُ" ترجمہ: "قائم کے قیام سے پہلے دو طرح کی موتیں عام ہو جائیں گی ایک سرخ موت اور ایک سفید موت اور یہ اس طرح عام ہو جائیں گی کہ ہر سات افراد سے پانچ افراد ختم ہو جائیں گے سرخ موت شمشیر کے ذریعے ہوگی اور سفید موت طاعون کے مرض سے ہوگی"۔

۲۰۔ ابو بصیر اور محمد بن مسلم امام جعفر صادق (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "لَا يَكُوْنُ هٰذَا الْاَمْرِ حَتَّىٰ يَذْهَبُ ثُلُثَا النَّاسِ ،فَقِيْلَ لَهٗ :إِذَا ذَهَبَ ثُلُثَا النَّاسِ فَمَا يَبْقٰى ؟فَقَالَ عليه السلام :أَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا الثُّلُثُ الْبَاقِي؟" ترجمہ: "امر ظہور پیش نہیں آئے گا جب تک دو ثلث لوگ ختم نہیں ہو جائیں گے، حضرت سے پوچھا گیا کہ جب دو ثلث لوگ ختم ہو جائیں گے تو باقی کون رہ جائے گا؟ تو حضرتؑ نے ارشاد فرمایا: کیا تم لوگ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ وہ تیسرا ثلث تم لوگ قرار پاؤ"۔

۲۱۔ مفضل بن عمر امام جعفر صادق (ع) سے نقل کرتے ہیں کہ جب آپؑ سے سورۂ والعصر کے بارے میں سوال ہوا تو آپؑ نے فرمایا: "﴿ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ﴾ سے مراد ہمارے دشمن ہیں ﴿ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ﴾ سے مراد ہمارے پیروکار ہیں ﴿ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ﴾ سے مراد امامت ہے ﴿ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴾ سے مراد زمانہ غیبت ہے۔

۲۲۔ محمد بن مسلم نے امام جعفر صادق (ع) اور برید بن معاویہ نے امام محمد باقر (ع) سے روایتیں نقل کیں ہیں کہ اس آیت ﴿ إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴾ (سورۂ سباء آیہ ۴۴) میں ﴿ مُنذِرٌ ﴾ سے مراد پیغمبر اکرمؐ اور ہادی سے مراد علی اور ہر زمانے کا امام ہے جو پیغمبر

اسلام (ص) کے لائے ہوئے پیغامات کو لوگوں تک پہنچانے والے ہیں۔

۲۳۔ محمد بن اسماعیل امام رضا (ع) سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''جو بغیر امام معصوم کی امامت کا عقیدہ رکھے مرا تو وہ جہالت کی موت مرا، پھر آپ نے فرمایا: کہ واقعی لوگ کافر اور ناصبی لوگ مشرک ہیں۔

۲۴۔ سماعہ اور دوسروں نے امام جعفر صادق (ع) سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''قرآن کی یہ آیت ﴿وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ﴾ (سورہ حدید آیہ ۱۶) ہمارے قائم (عج) کے بارے میں ہے کہ وہ لوگ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنھیں اس سے پہلے کتاب آسمانی دی گئی اور جب طویل زمانہ ان پر گزرا تو ان کے قلب سخت ہو گئے اور ان میں سے بہت سے لوگ فاسق ہو گئے۔

۲۵۔ سلام بن مستنیر امام محمد باقر (ع) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس آیت ﴿إِنَّ اللَّهَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا﴾ کی تفسیر میں فرمایا: اللہ زمین کو ہمارے قائم (عج) کے ذریعہ زندہ کرے گا جب وہ مردہ ہو چکے گی اور زمین کے مرنے سے مراد اہل زمین کا کافر ہو جانا ہے اور کافر مُردار کی مانند ہے۔

۲۶۔ ابو بصیر امام جعفر صادق (ع) سے اس آیت ﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ﴾ (سورہ توبہ آیہ ۳۳) کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم اس آیت کی تاویل ابھی تک ثابت نہیں ہوئی ہے اور نہ ہوگی یہاں تک کہ ہمارے قائم (عج) کا ظہور ہوگا اور وہ امر کافر و مشرکین کے لئے ناپسند ہوگا ایسے وقت میں اگر کوئی کافر و مشرک کسی سخت پتھر کے اندر بھی چھپ جائیں گے تو وہ پتھر مومنوں سے پکار کر کہیں گے کہ اے مومنوں ہمارے درمیان کافر و مشرک موجود ہیں انھیں

باہر نکالو۔

۲۷۔ابوالجارود امام محمد باقر (ع) سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ''جب ہمارے قائم (عج) ظہور کریں گے تو منادی نداء دے گا کہ اے امام کے چاہنے والو! اے امام کی نصرت کو چلنے والو! تم لوگوں کو ضرورت نہیں ہے کہ اپنے ساتھ کھانے پینے کی چیزیں رکھو کیونکہ ہمارے قائم (عج) کے پاس موسیٰ بن عمران والا وہ پتھر اونٹ پر رکھا ہوا ہوگا کہ جب بھی کسی کو بھوک یا پیاس لگے تو اس سے چشمے جاری ہوں گے جن سے لوگوں کی بھوک و پیاس بجھ جائے گی اور سیراب ہو جائیں گے ان کے ساتھ موجود حیوانات تک سیراب ہو جائیں گے اس طرح یہ کاروان پشت کوفہ و نجف پر آ کر رکے گا۔

۲۸۔ابان بن تغلب امام جعفر صادق (ع) سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ''عنقریب اسی مسجد یعنی مکہ کی مسجد الحرام میں ۳۱۳ مرد جمع ہوں گے اور اہل مکہ جان جائیں گے کہ وہ ان کے آباؤ اجداد کے فرزند نہیں ہیں اور ان کے جسموں پر شمشیریں حمائل ہوں گی اور ان شمشیروں میں سے ہر ایک پر کچھ کلمات لکھے ہوں گے جن سے ہزار ہزار کلمات پھوٹ رہے ہوں گے خدا ایسی ہوا کو بھیجے گا جو ہر وادی سے گزرتی ہوئی باآواز بلند کہے گی کہ یہ ہیں مہدی (عج) جو داؤد و سلیمان کی طرح آج مسند قضاوت پر بیٹھ کر قضاوت کریں گے اور انھیں اپنے حکم میں کسی گواہ کی ضرورت بھی پیش نہیں آئے گی۔

۲۹۔ابان بن تغلب امام جعفر صادق (ع) سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ''گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ پشت نجف پر ہمارے قائم آل محمد (عج) پیغمبر اسلام (ص) کا پرچم لئے کھڑے ہیں اور ان کی مدد کو آسمان سے تیرہ ہزار فرشتے زمین پر آئے ہوئے ہیں جو نوح و ابراہیم و عیسیٰ علیہم السلام کی مدد کو آئے تھے اور چار ہزار فرشتے علامت دار جو بدر کے دن مسلمانوں کی مدد کو آئے

تھے وہ بھی موجود ہیں اور وہ چار ہزار فرشتے بھی ہیں جو عاشور کے دن امام حسین (ع) کی مدد کو آئے تھے اور امام حسین (ع) سے کارزار کی اجازت نہ ملنے کے نتیجہ میں آسمان پر اپنی ذمہ داری پوچھنے کے لئے گئے اور جب لوٹے تو امام حسین شہید ہو چکے تھے لہٰذا وہ اسی دن سے اس انتظار میں ہیں کہ ہمارے قائمؑ کا ظہور ہو اور وہ اس کی مدد کو آئیں۔

۳۰۔ مفضل بن عمر امام جعفر صادق (ع) سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "یہ آیت ﴿أَيْنَمَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا﴾ ہمارے قائم (عج) کے اصحاب کے بارے
میں ہے جو مختلف شہروں میں منتشر ہیں خدا قائم (عج) کے ظہور کے وقت ان سب کو یکجا کرے گا اس طرح سے کہ وہ رات کو اپنے بستر پر سوئیں گے اور صبح کے وقت اپنے آپ کو مکہ میں پائیں گے

۳۱۔ جابر بن یزید امام محمد باقر (ع) سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: "گویا میں اصحاب قائم (عج) کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ مشرق سے مغرب تک کا احاطہ کئے ہوئے ہیں ہر مخلوق حتی درندے و پرندے تک ان کے مطیع ہیں اور ان کے لئے دعا گو ہیں اور جس زمین پر بھی اصحاب قائم (عج) گزرتے ہیں وہ زمین اپنے لئے فخر محسوس کرتی ہے۔

☆☆☆☆☆

(سید محمد حسن عابدی کی تالیف شدہ کتابوں کا مجموعہ)

۱۔ تفسیر سورہ قیامت (چھپ چکی ہے) ۲۔ تفسیر سورہ عنکبوت (چھپ چکی ہے)

۳۔ تفسیر سورہ واقعہ (چھپ چکی ہے)

۴۔ امام زمانہ (عج) کی منتظر خواتین کا کردار (چھپ چکی ہے) ۵۔ انسانی زندگی میں شیطان کا کردار (چھپ چکی ہے) ۶۔ حقوق اقربا (چھپ چکی ہے)

۷۔ شہنشاہ خراسان (چھپ رہی ہے) ۸۔ شہزادی قم (چھپ رہی ہے)

۹۔ علی کی شخصیت تفسیری (فارسی پایان نامہ (چھپ چکا ہے) ۱۰۔ تفسیر سورہ حشر (جاری ہے)

۱۱۔ انبیاء کی سیرۂ عملی (جاری ہے) ۱۲۔ آئمہ علیہم السلام کی سیرۂ عملی (جاری ہے)

(سید محمد حسن عابدی کی ترجمہ شدہ کتابوں کا مجموعہ)

۱۔ عالمانہ مناظرے (چھپ چکی ہے) ۲۔ انوار قرآنی (چھپ چکی ہے)

۳۔ قیامت کے دس مرحلے (چھپ چکی ہے) ۴۔ صدقہ کی برکت (چھپ چکی ہے)

۶۔ قرآن میں تذکرۂ آل اطہار علیہم السلام (چھپ چکی ہے)

۵۔ صراط مستقیم کی شناخت (چھپ چکی ہے) ۷۔ شیر خدا کے فیصلے (چھپ رہی ہے)

۸۔ خواتین کے احکام (چھپ چکی ہے) ۹۔ آفتاب زمانہ (چھپ رہی ہے)

۱۰۔ علوم قرآنی (چھپ رہی ہے) ۱۲۔ قرآن کریم (مکمل ہے)

۱۲۔ عروۃ الوثقیٰ (جاری ہے) ۱۳۔ قاموس قرآن (جاری ہے)

نوٹ: ادارۂ مصباح الھدیٰ فاؤنڈیشن کی جانب سے مذکورہ کتب پیش خدمت ہیں لہٰذا ان تمام کتب کے جملہ حقوق بھی ادارے کے لئے محفوظ ہیں۔

مذکورہ کتب خریدنے کے لئے رجوع کریں: ۰۳۲۱۲۷۷۴۲۵۳ (حیدر عابدی)

مصباح الہدیٰ کی نشریات



انصاریان پبلیکیشنز
پوسٹ بکس نمبر ۱۸۷
قم۔ جمہوری اسلامی ایران
فون نمبر: ۳۷۷۴۱۷۴۴-۲۵-۰۰۹۸ فیکس نمبر ۳۷۷۴۲۶۴۷
Email: Int_ansarian@yahoo.com
www.ansariyan.org & www.ansariyan.ir

مصباح الہدیٰ فاؤنڈیشن
کتب حاصل کرنے کے لئے سید محمد حیدر عابدی
0323-3284474 , 0321-3774253
0322-3341121